خواتین اور دوشیزاؤں کیلئے اکیسویں صدی کا منفرد ماہنامہ

ریدا ڈائجسٹ

OCTOBER 2016

READING SECTION
Online Library For Pakistan
WWW.PAKSOCIETY.COM
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
www.paksociety.com

READING SECTION
Online Library For Pakistan
WWW.PAKSOCIETY.COM
READING SECTION
Online Library For Pakistan
WWW.PAKSOCIETY.COM
READING SECTION
Online Library For Pakistan
WWW.PAKSOCIETY.COM

ماڈل: رانیا خان

میک اپ: روز بیوٹی پارلر

فوٹوگرافی: موسیٰ رضا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN

PAKSOCIETY1

PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ردا ڈائجسٹ

چیف ایڈیٹر

صالحہ محمود

ایڈیٹرز

سعدی محمود جعفری ، بلال جعفری

نمائندہ امریکہ ، فراز جعفری

E-Mail : frazjafri@aol.com

نمائندہ UAE ، عمیر علی جعفری

E-Mail : saprchit@emirates.net.ae

نمائندہ لندن : شبانہ آصف خان

آرٹسٹ : جنید انصار

خط و کتابت کا پتہ

ردا ڈائجسٹ

۱۲۹-ڈی-بلاک ۲

پی ای سی ایچ ایس

کراچی



WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com











اکتوبر 2016ء

جلد نمبر 20 شمارہ نمبر 10

قیمت 60 روپے

www.facebook.com/rida.digest

زرِ سالانہ بذریعہ رجسٹری

720 روپے



34535726

پبلشر و ایڈیٹر صالحہ محمود نے ابن حسن پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر شائع کیا۔

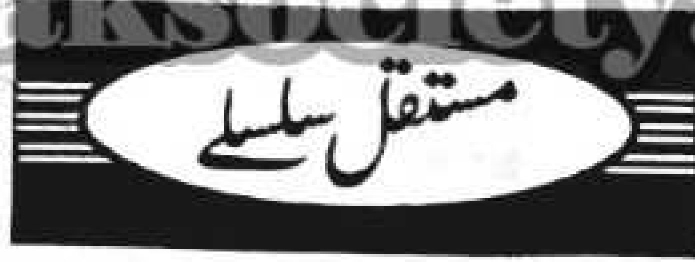
مقام اشاعت: ۱۲۹/ڈی بلاک ۔2۔ پی ۔ای ۔سی ۔ایچ ۔سوسائٹی، کراچی

انتباہ:-

ماہنامہ "ردا" ڈائجسٹ میں شائع ہونے والی ہر تحریر کے حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں اس کے کسی بھی حصے کی اشاعت یا کسی بھی ٹی وی چینل پہ ڈرامہ، ڈرامائی تشکیل اور سلسلے وار کسی بھی ناول کی اشاعت پر ادارہ چوری کی ایف آئی آر درج کروا دے گا اس لیے پبلشر سے اجازت لینا ضروری ہے ادارہ "ردا پبلیکیشن"۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com



Downloaded From paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com



الحمداللہ! عیدالاضحیٰ کے شمارے کی بے حد پذیرائی ملی۔ اللہ کا شکر ہے۔ آپ سب کی محنتوں کا ردا ثمر ہے۔ ورنہ ردا کے آتے ہی کئی شمارے وجود میں آئے لیکن جلد ہی وہ غائب بھی ہو گئے۔ یقیناً آپ کی نظروں میں سب کچھ ہو گا۔

الحمداللہ! ردا ہر قدم ہر مرحلے پر آپ کے تعاون سے آگے کی طرف بڑھتا ہی گیا۔ ہم نے کبھی اس کو اپنی کمائی کا ذریعہ نہیں بنایا۔ اپروچ کے باوجود ہم کسی کے پیچھے نہیں بھاگے اور ہم نے نئے لوگوں کو ایک سمت میں ڈال دیا۔ لکھنے کا شوق میں نے لکھنے کی حد تک رکھا کہ میں دوسروں کو موقع دوں ان کو بتاؤں جو کچھ میں نے سیکھا وہ سکھاؤں۔ اس میں، میں کامیاب رہی۔ یاد رکھیے خود نمائی کا جذبہ کبھی اپنے اندر مت لائیے اپنی تسکین اپنی روح کے لیے لکھیے۔ یہ بات ہمارے استاد نے ہمیں بتائی تھی کہ شاعری کو خود نمائی کا جذبہ مت بنائیے گا سو ہم آج آپ سے شیئر کر چلے جو کچھ علم آپ کے اندر ہے وہ کوئی نہ آپ سے چھین سکتا ہے نہ آپ کا راستہ روک سکتا ہے۔ ورنہ کبھی ایک معمولی سی رائٹر آپ کے سامنے چیف ایڈیٹر بن کر سامنے نہ آتی جہاں کہیں بھی آپ لکھ رہے ہیں لکھتے رہیے۔ اس سوچ کے ساتھ کہ جو آپ ہیں وہ سامنے آئیں گی۔ خود ادارے کو آپ کی ضرورت پڑ جائے گی کہ آپ لکھیے۔

یہاں سفارش نہیں ہے بس ایک ترتیب اور ایمانداری کا عمل ہے۔ مسلسل محنت ہی انسان کو عروج پر لاتی ہے۔

لکھتے رہیے۔ آپ سندیسہ ضرور لکھیے ردا گائیڈ کارنر میں ہم صرف نئے لکھنے والوں کو موقع دیتے ہیں۔ نئے لکھنے والوں کے لیے اہم بات یہ ہے کہ وہ ردا کے مستقل سلسلوں میں آتے رہا کریں اس سے انہیں لکھنے کی پختگی حاصل ہو جائے گی۔ مستقل سلسلے معلومات کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

آپی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com



غصب کرنے اور مانگ کر لینے کا بیان

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس آدمی نے ایسی بے آباد زمین کو آباد کیا جو کسی کی ملکیت نہ ہو وہ اسی کی ملکیت ہے۔ کسی کو دوسرے کی زمین میں کسی چیز کی کاشت کرنے کا حق نہیں ہے۔ (ترمذی۔ عن سعید بن زیدؓ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شور و غل کرنا، گھڑ دوڑ میں دوسرا گھوڑا ساتھ لے جانا، ادلا بدلا کی شادی کرنا اسلام میں جائز نہیں ہے۔ مال لوٹنے والا وہ ہم میں سے نہیں۔'' (ترمذی۔ عن عمران بن حصینؓ)

وضاحت: گھڑ دوڑ میں ایک آدمی جو سمجھتا ہے کہ فلاں گھوڑا میرے گھوڑے سے سبقت لے جائے گا تو وہ اس کی رکاوٹ کے لیے ایک آدمی میدان میں کسی جگہ کو مقرر کرتا ہے کہ فلاں گھوڑا دوڑتا ہوا وہاں سے گزرے تو تمہیں زور سے شور و غل کرنا ہو گا اور شور و غل سے متاثر ہو کر وہ گھوڑا اپنی رفتار کو تیز نہیں رکھ سکے گا۔ یا ایک آدمی گھوڑا دوڑاتے وقت گھوڑے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرا گھوڑا رکھتا ہے کہ اگر پہلا گھوڑا پیچھے رہتا نظر آئے گا تو اس کو چھوڑ کر وہ ساتھ والے گھوڑے پر سوار ہو جائے گا تاکہ مقابلہ میں کامیابی ہو۔

ادلا بدلا میں یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے آدمی کے لڑکے سے اس شرط پر کرتا ہے کہ وہ اپنی لڑکی کا نکاح اس کے لڑکے کے ساتھ کرے اور درمیان میں مہر مقرر نہ ہو۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی اپنے بھائی کی لاٹھی کو نہ لے۔ نہ مذاقاً اور نہ حقیقت میں، پس جو آدمی اپنے بھائی کی لاٹھی لیتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اسے واپس کرے۔'' (ترمذی۔ عن سائب بن یزیدؓ)

(وضاحت: کوئی معمولی شے بھی نہ مذاقاً اور نہ سچ مچ لینی چاہیے اور کبھی غلطی سے بھی کوئی چیز لے لیں تو وہ چیز واپس کر دیں۔)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی ہاتھ نے جو مال ظلماً پکڑا اس کو اس نے واپس کرنا ہے (چاہے اسے دنیا میں دے دے چاہے آخرت میں)''۔ (ترمذی۔ عن سمرةؓ)

براء بن عازبؓ کی اونٹنی ایک باغ میں داخل ہوئی۔ اس نے کھیتی کو خراب کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''باغ والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ دن میں اپنے باغ کی حفاظت کریں اور اگر رات میں چوپائے کھیتی کو خراب کریں تو چوپائے کے مالک اس کے ذمہ دار ہوں گے۔''
(مالک۔ عن حرام بن سعد بن محیصہؓ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی جانوروں کے پاس جائے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اگر ان کا مالک موجود ہو تو اس سے اجازت طلب کرے۔ اگر موجود نہ ہو تو 3 بار آواز دے اگر جواب آئے تو اس سے اجازت حاصل کرے اور اگر جواب نہ آئے تو جانوروں کا دودھ پی لے لیکن اٹھا کر نہ لے جائے۔ (ابوداؤد۔ عن سمرہؓ)

(وضاحت: یہ حکم بھوک اور لاچاری کی صورت میں ہے ورنہ کسی مسلمان کے مال کو اس کی اجازت کے بغیر حاصل کرنا درست نہیں)۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے غزوۂ حنین کے دن چند زرہیں (جنگی لباس) عاریتاً (ادھار) حاصل کیں۔ میں نے پوچھا۔ ”اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ اپنے قبضے میں رکھنے کے لیے لے رہے ہیں؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ”نہیں عاریتاً یہ قابل واپس ہوں گی۔“

(ترمذی ابوداؤد۔ عن امیہ بن صفوانؓ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عاریتاً لی ہوئی چیز کو واپس کیا جائے اور (دودھ کے لیے حاصل کیا جانے والا) واپس کیا جائے اور قرض ادا کیا جائے اور سرپرست قرض ادا کرنے کا ذمہ دار ہے۔“

(ترمذی۔ عن ابی امامہؓ)

میں (ابھی چھوٹا لڑکا تھا انصار کی کھجوروں پر پتھر پھینکتا تھا۔ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ”اے لڑکے! تم کھجور کے درختوں پر پتھر کیوں پھینکتے ہو؟“ میں نے جواب دیا۔ ”کھجوریں کھانے کے لیے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پتھر مت پھینکو جو نیچے گری ہوئی ہوں انہیں کھا لیا کرو پھر میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی

(ترجمہ) ”اے اللہ اس کے پیٹ کو سیر فرما۔“

(ترمذی۔ عن رافع بن عمرو غفاریؓ)

شفعہ کا بیان

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پڑوسی (گھر یا زمین میں) شفعہ کا زیادہ حق دار ہے۔ بشرطیکہ دونوں کا راستہ ایک ہو۔ اگر پڑوسی موجود نہ ہو تو اس کا انتظار کیا جائے۔“ (ابوداؤد۔ ترمذی، ابن ماجہ، عن جابرؓ)

(وضاحت: ایک پڑوسی کو اپنی جائیداد فروخت کرنے سے پہلے اپنے پڑوسی سے پہلے پوچھنا چاہیے کہ آپ یہ خریدنا چاہتے ہیں یا نہیں اگر وہ خریدنا چاہتا ہو تو پہلے اسے فروخت کرنا چاہیے اگر وہ نہ خریدنا چاہے تو کسی اور سے رابطہ کریں اور اگر راستہ الگ الگ ہو تو پھر یہ ضروری نہیں ہے)۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”گھر یا کاروبار میں شریک شفعہ کا زیادہ حقدار ہے اور شفعہ ہر چیز میں ثابت ہے۔“

(ترمذی۔ عن ابن عباس)

(وضاحت: جب دو آدمی مل کر کوئی کاروبار کریں یا کوئی جائیداد خریدیں پھر ان میں سے کوئی آدمی اپنا حصہ بیچنا چاہے تو اپنے کاروبار میں شریک بھائی کو پہلے بتائے اگر وہ خریدنا چاہے تو اس کا زیادہ حق ہے اور وہ کسی اور کو بیچنے کی اجازت دے تو پھر کسی اور کو بیچ سکتا ہے)۔

اجرت دینے کا بیان

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔“ (ابن ماجہ۔ عن عبداللہ بن عمرؓ)

☆......☆......☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com



Downloaded From Paksociety.com

ملاقات

عروہ

علشبہ نور

خوب صورت چہروں کی بھیڑ میں اپنی منفرد شناخت بنائے عروہ نے بہت جلد اپنا ایک نمایاں مقام بنالیا ہے۔ آج کل آپ ان کو "اڈاری" ڈرامے میں "میراں" کے کردار میں دیکھ بھی رہے ہیں اور سراہا بھی رہے ہیں، ان سے ایک دلچسپ ملاقات آپ سب کی نذر۔

☆آپ کا نام؟

☆عروہ، پیار کا نام بھی یہی ہے۔

☆تاریخ پیدائش ومقام؟

☆2 جولائی 1991ء کراچی۔

☆فیملی ممبر؟

☆ہم دو بہنیں اور ایک بھائی ہیں۔

☆تعلیمی قابلیت؟

☆آنرز کیا ہے۔

☆شوبز کی طرف کیسے آنا ہوا؟

☆میں اور ماورا اسلام آباد سے ایک میوزک شو کرتے تھے۔ ایوننگ میں۔ وہیں سے کام کا آغاز ہوا اور پھر ڈیفرنٹ چینلز نے اپروچ کیا تو کام کا سلسلہ چل نکلا۔

☆وہ ڈراما جو وجہ شہرت بنا؟

☆"اڈاری" جو آپ لوگ آج کل دیکھ رہے ہیں۔

☆آپ نے اڈاری میں مخصوص لہجے میں اپنے ڈائیلاگ بولے ہیں تو اس کے لیے آپ نے خود محنت کی یا ڈائریکٹر نے آپ کو ایسا کرنے کے لیے کہا؟

☆جی میراں کا کردار گاؤں کی ایک سیدھی سادی لڑکی کا کردار تھا جس کے ماں باپ گانے وغیرہ گاتے تھے تو

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ماہنامہ داستانِ دل ساہیوال

ادب کی دنیا میں ایک نیا نام

نئے لکھنے والوں کے لئے ایک بہترین پلیٹ فارم

اگر آپ لکھاری ہیں اور تحریر کسی مستند ادارے میں بھیجنا چاہتے ہیں تو ابھی داستانِ دل کو بھیجیں۔ آپ کی تحریر قریب کے شمارے میں پبلش کی جائے گی۔ آپ اپنے افسانے، ناولٹ، ناولز، کہانیاں، جگ بیتیاں، آپ بیتیاں، غزلیں یا پھر نظمیں ہمیں ای میل کے ذریعے، ڈاک کے ذریعے یہاں تک کہ وٹس ایپ کے ذریعے بھی بھیج سکتے ہیں۔ بس آپ کی تحریر اردو میں لکھی ہونی چاہیئے۔ اگر آپ نئے لکھاری ہیں تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، آپ اپنی تحریر ہمیں بھیجیں ہم اس کو صحیح کر کے اپنے شمارے کا حصہ بنائیں گے۔ اگر آپ لکھنا نہیں جانتے تب بھی آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں آپ ہمیں کوئی بھی اچھی سی غزل یا اقوال زریں انتخاب کے لئے بھیج سکتے ہیں۔ وہ بھی داستانِ دل کا حصہ بنے گا۔ اس کے علاوہ آپ اپنی تحریر موبائل پر بھی میسج کر سکتے ہیں بس اردو میں تحریر ہو۔

ہمارے داستانِ دل کے سلسلے کچھ اس طرح سے ہیں

محبت نامے، ملک کی ممتاز شخصیات کا انٹرویو، افسانے ناولز، ناولٹ، غزلیں، نظمیں، حمد، نعت اور انتخاب

اس کے علاوہ آپ کی ہر تحریر کو ہمارے شمارے میں خاص جگہ دی جائے گی۔ آپ ہمارے سارے شمارے پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر پڑھ سکتے ہیں اور پڑھ کر اپنی رائے دے سکتے ہیں

ہمارا ایڈریس ہے۔

ندیم عباس ڈھکو چک نمبر L-5/79 ڈاکخانہ 5.L/78 تحصیل و ضلع ساہیوال

وٹس ایپ نمبر: 03225494228

ای میل ایڈریس ہے abbasnadeem283@gmail.com

www.paksociety.com

میں نے بھی کوشش کی اپنے گھر میں کام کرنے والی میڈ کے لب و لہجے کو نوٹ کیا۔ اس کے علاوہ اور بہت سی ایسی خواتین کو بغور دیکھا اور ان کا مشاہدہ کیا تبھی میں "میراں" کا مخصوص لہجہ بولنے میں کامیاب ہوئی اور ڈائریکٹر صاحب کی محنت بھی شامل تھی تبھی میراں کا کردار اتنا بھرپور نکل کر آیا۔

آپ کے ساتھ بشریٰ انصاری بھی ہیں اڈاری میں تو ان سے کیا سیکھا؟

☆ وہ ایک ورسٹائل اداکارہ ہیں ان سے ہم جونیئرز کو بہت زیادہ سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ ایک تو ان کی نیچر اتنی سوئیٹ ہے کہ دو منٹ بندہ ان کے پاس بیٹھ جائے بس ان کا ہو جاتا ہے اور میں نے بھی ان سے بہت کچھ سیکھا۔ میراں کے کردار کو جاندار بنانے میں میراں کی ماں یعنی بشریٰ آنٹی کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ ان کے ڈائیلاگ کا انداز اتنا نیچرل ہوتا ہے کہ آپ بھی پھر اپنا 100 پرسنٹ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

آپ کو یقین تھا کہ میراں کا کردار اتنا مقبول ہوگا؟

☆ مجھے یقین تو نہیں تھا مگر ہاں اتنا پتا تھا کہ "اڈاری" ایک حقیقی اسٹوری پر ڈرامہ ہے اور پھر اس کا ٹاپک کافی حساس ہے اور عورت کی مظلومیت کے گرد گھومتا ہے تو بس مجھے اس کردار اور اس ڈرامے کی اسٹوری نے متاثر کیا تھا اور خدا کا شکر ہے کہ سب لوگ اسے پسند کر رہے ہیں۔

آپ کو نہیں لگتا کہ یہ ٹاپک کافی بولڈ تھا؟

☆ بالکل بولڈ تھا مگر آپ یہ بھی تو دیکھیں کہ یہ ہمارے معاشرے میں کہیں نہ کہیں ہو تو رہا ہے ناں تبھی رائٹر نے لکھا اور پھر ہم کب تک نظریں چراتے رہیں گے ایسے کم سے کم لوگوں کو آگہی تو ملے گی ناں۔ آپ یقین کریں اکثر خواتین مجھ سے "کشف" کے بارے میں پوچھتی ہیں کہ کیا واقعی وہ ادارہ خواتین کی ہیلپ کرتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں مسائل بہت اور وسائل کم ہیں۔ آخر کب تک ہم یونہی نظریں چراتے رہیں گے۔ بچے تو بہت معصوم ہوتے ہیں ان کے ساتھ ہونے والے مظالم تو ہر ذی ہوش شخص کو دکھی اور متاثر کرتے ہیں۔

چلیں اب کچھ لائٹ سی باتیں ہو جائیں۔

فلموں میں آنے کا کیا ارادہ ہے؟

☆ جی میں ایک فلم کر چکی اور بہت جلد آپ لوگ مجھے بڑی اسکرین پر پھر دیکھ سکیں گے۔

کھانے میں کیا پسند ہے؟

☆ میں کھانے کی شوقین ہوں فاسٹ فوڈ سے لے کر دیسی سب شوق سے مگر اعتدال میں کھاتی ہوں۔

اس کا مطلب ہے آپ فٹنس کا خیال رکھتی ہیں؟

☆ جی بالکل! میں اپنی فٹنس کا خیال رکھتی ہوں اور جم بھی جاتی ہوں ایکسر سائز کے لیے۔

آئینہ دیکھ کر کیا خیال آتا ہے؟

☆ خدا کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اس نے اتنا پیارا بنایا ہے (ہنستے ہوئے)۔

ذہانت متاثر کرتی ہے یا خوب صورتی؟

☆ مردوں میں ذہانت اور خواتین میں خوب صورتی۔

اڈاری کا فیڈ بیک کیسا ملا آپ کو؟

☆ بہت زیادہ اچھا جہاں بھی جاؤں سب مجھ سے اڈاری کی باتیں کرتے ہیں۔

اگر میک اپ نہ ہوتا؟

☆ تو مجھے کوئی ٹینشن نہ ہوتی کہ خدا کا شکر ہے بنا میک اپ بھی اچھی لگتی ہوں۔

فیشن سے دلچسپی؟

☆ بہت زیادہ ہے اور پھر جس فیلڈ میں ہوں اس میں فیشن سے اپ ڈیٹ رہنا پڑتا ہے۔ ویسے میں عام روٹین میں جینز کے ساتھ کوئی بھی ٹی شرٹ ویئر کر لیتی ہوں۔

شوبز کے بارے میں رائے؟

☆ مجھے تو اس فیلڈ میں بہت مزا آرہا ہے اور انسان خود اچھا یا برا ہوتا ہے۔ ماحول یا پروفیشن نہیں۔ آپ اچھے ہیں تو سب اچھے ہیں آپ اچھے نہیں تو آپ کو کوئی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اچھا نہیں لگے گا۔
◈مزاجاً کیسی ہیں؟
☆مزاجاً میں ہنس مکھ ہوں مگر اگر غصہ آجائے تو پھر بہت برا آتا ہے۔
◈کھانا ڈائننگ ٹیبل پر کھانا پسند ہے یا دستر خوان پر؟
☆مجھے تو ڈائننگ ٹیبل پر کھانا پسند ہے اور ہمارے ہاں ہمیشہ سے ڈائننگ ٹیبل پر ہی کھانا کھایا جاتا ہے۔
◈چاند دیکھ کر کیا خیال آتا ہے؟
☆کہ یہ اتنا خوب صورت ہے اور اس کی روشنی کتنی دلکش ہے۔
◈محبت کے بارے میں خیال؟
☆محبت ایک خوب صورت جذبے کا نام ہے اور محبت بنا زندگی ادھوری ہے۔
◈تہوار مناتی ہیں؟
☆جی ہاں بہت شوق سے کہ یہ ہمارے مذہبی تہوار ہیں اور پھر سب سے ملنا جلنا ہو جاتا ہے ورنہ ہم تو اپنے کام میں اتنے بزی ہوتے ہیں کہ رشتے داروں وغیرہ سے ملنا جلنا ہوتا ہی نہیں۔
◈آپ دونوں بہنیں ایک ہی پروفیشن میں ہیں تو کبھی جیلسی فیل ہوئی؟
☆نہیں ایسا ابھی تک تو کبھی نہیں ہوا ہم دونوں بہنیں آپس میں بہت فرینڈلی ہیں اور اپنی ہر بات ایک دوسرے سے شیئر کرتے ہیں۔
◈اگر بالی ووڈ سے آفر ہوئی تو؟
☆فی الحال تو میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے وہاں جا کر کام کرنے کا۔ کوئی بہت اچھی آفر ہوئی تو سوچوں گی۔
◈اپنی اچھی اور بری عادت بتائیں؟
☆اچھی عادت بہت پر خلوص ہوں اور بری عادت غصے کی تیز ہوں۔
◈شادی کا کب تک ارادہ ہے؟
☆میری مما کا بس چلے تو فوراً پکڑ کر میری شادی کروا دیں۔ پر ابھی میں کچھ کام کرنا چاہتی ہوں تو اگلے ایک دو سال تک کوئی ارادہ نہیں۔
◈فرحان سعید کے ساتھ آپ کو پرفارم کر کے کیسا لگا؟
☆(ہنستے ہوئے) بہت اچھا اور فرحان کے سیٹ پر ہونے کی وجہ سے کمفرٹ لیول بہت ہائی ہو گیا تھا۔
◈انٹرنیٹ سے دلچسپی؟
☆مجھے تو بہت زیادہ ہے اور میں اپنے پیج کے ذریعے اپنے فینز کو اپنے نیو پروجیکٹ کے بارے میں اپ ڈیٹ کرتی رہتی ہوں۔
◈ماڈلنگ اور اداکاری میں آپ کو کیا زیادہ پسند ہے؟
☆ویسے تو دونوں شعبے اچھے ہیں مگر مجھے زیادہ مزا اداکاری کر کے آتا ہے کہ اس میں اپنی ذات سے الگ آپ کسی اور کردار کو پرفارم کر رہے ہوتے ہیں تو دلچسپ لگتا ہے۔
◈چھٹی کا دن کیسے گزارتی ہیں؟
☆زیادہ تر سو کر یا پھر آؤٹنگ وغیرہ کر کے۔
◈پسندیدہ چینل؟
☆ہم ٹی وی۔
◈پسندیدہ سواری؟
☆کار۔
◈پہلی ملاقات پر کیا دیکھتی ہیں؟
☆اس کی ڈریسنگ اور بات کرنے کا انداز۔
◈تنقید برداشت کرتی ہیں یا؟
☆(سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے) دیکھیں! اگر تنقید مثبت ہے تو ضرور توجہ سے سنتی ہوں مگر اگر بے مقصد ہو تو ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتی ہوں۔
◈زندگی کے بارے میں رائے؟
☆بہت خوب صورت ہے اور خدا کی نعمت ہے اس لیے بھرپور طریقے سے گزارنی چاہیے۔
◈شہرت، محبت اور دولت میں سے کیا لینا پسند کریں گی؟
☆پہلے محبت، پھر شہرت اور دولت کی اتنی خواہش نہیں خدا کا کرم ہے۔ بہت دیا ہے اس نے۔

......☆......

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

قمروش شہک

سلسلے وار ناول

صحرائوں کی گلیوں میں عشق

غنوئی نے اپنی مما کی گود میں سر رکھتے ہوئے کہا۔ ''اور جو اذیت میں اٹھا رہی ہوں وہ آٹھ سال سے ہے مما! میرا ڈر و خوف میرا اعتماد، میرا بھرم یہاں تک کہ میری شخصیت اس آٹھ سال کی بچی کے اندر گھٹ گھٹ کر مر چکی ہے جسے میں لاکھ کوششوں کے باوجود بھی زندہ کرنا چاہوں بھی تو نہیں کر سکتی' آج تک آپ کے علاوہ کسی کو



Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

دوست کسی کو ہمراہ نہیں بنایا' اس ڈر سے کہ کہیں وہ میرا مذاق نہ اڑائے' مجھ سے ہمدردی نہ کرے اور یہی سب میں نہیں چاہتی''۔

''صرف اپنے بارے میں سوچتی ہو میں تمہارے ڈیڈو کبھی ان کے بارے میں بھی سوچا ہے ہم تمہیں اس طرح دیکھ کر کیسے جیتے ہیں' اگر ہنستے ہیں بولتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ روتے نہیں یا ہمیں غم نہیں ہے' سب سے بڑا غم سب سے بڑا روگ تم ہو ہمارے لئے مگر تمہیں اس کی رتی بھر پرواہ نہیں' میں جانتی ہوں اس آٹھ سال کی بچی میں تمہاری شخصیت مسخ ہو کر رہ گئی ہے مگر چندا کبھی کبھی حقیقت کو نظر انداز بھی کرنا پڑتا ہے ورنہ ہماری زندگی جہنم بن جائے گی' جانے میرے اور تمہارے ڈیڈو کی زندگی کتنی ہے آج ہیں کل نہیں اس کے بعد......''

''خدارا امما! اس طرح تو مت کہئے''۔ غنوی تڑپتی ہوئی سبرینہ کے گھٹنے پکڑ کے بیٹھی تھی سبرینہ کی آنکھوں

قسط نمبر 2


Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com

میں بھی اپنی لخت جگر کو دیکھ کر ایک سمندر رہلکو لے لیتا تھا جو آج سارے بندھ توڑ بیٹھا تھا۔

”یہ بھی ایک سچ ہے جو آتا ہے اسے جانا بھی پڑتا ہے“۔

”تو پھر مما دعا کیجئے میں آپ لوگوں سے پہلے مر جاؤں“۔

”غنویٰ“۔ سبرینہ نے کھینچ کے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔

”کیوں اور دکھ دیتی ہو؟ ٹھیک ہے نہیں کرنی نا شادی مت کرو مگر آج کے بعد ایسی واہیات بات منہ سے بھی مت نکالنا“۔ دونوں ایک دوسرے سے لگی اپنا دکھ اپنا غم ہلکا کر رہی تھیں۔ سبرینہ نے اس کے سر پر شفقت بھرا بوسہ لیا اور دل سے اس کے آگے کے لئے دعا نکلی تھی۔

☆☆☆☆

ڈی ایس پی سید اذکار علوی اپنی جیب سے مغرورانہ چال چلتا ہوا اندر اپنے آفس میں داخل ہوا تھا' پیشے سے تو وہ میجر تھا مگر ایک کیس کے سلسلے میں اس کو یہاں کراچی بلوایا گیا تھا جسے وہ ہینڈل کو رہا تھا' ابھی کچھ ہی ہفتے پہلے اس نے یہاں کا چارج سنبھالا تھا' سارے چھوٹے بڑے آفیسرز اس کی شخصیت اس کے رعب دبدبے کی وجہ سے ذرا سوچ سمجھ کر ہی بات کرتے تھے' سید اذکار علوی کے بیٹھتے ہی انسپکٹر ذاکر حیات ایک فائل لے کر اندر داخل ہوا تھا۔

”سر......“ اس نے پہلے سید اذکار علوی کو سلوٹ کیا تھا اور پھر وہ فائل جو اس کے ہاتھ میں تھی سید اذکار علوی کے آگے ٹیبل پر رکھ دی تھی۔

”ہوں......سٹ“۔ اس نے انسپکٹر ذاکر حیات کو سامنے چیئر پر بیٹھنے کا اشارہ دیا تھا' سید اذکار علوی نے فائل کھولی سامنے کسی ہوش اڑا دینے والی دوشیزہ کی تصویر تھی جو شاید کسی بھی زاہد و طالب کا ایمان با آسانی بہکا سکتی تھی۔

”سر یہ ازابیلا ہے ایک کلب سنگر مگر میں نے جب اس کی انکوائری کی تو پتہ چلا یہ صرف سنگر ہی نہیں بلکہ امیر و رئیس لڑکوں کو اپنے حسن کے جال میں پھنسا کے ان کا بہت سا بینک بیلنس اپنے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر لیتی ہے' اس کے علاوہ یہ کم از کم پندرہ سولہ سال کی لڑکیوں کو کڈنیپ کرواتی ہے ان کو نیند کے ایسے بے ہوش کر دینے والی انجکشن یا کیپسول دیتی ہے کہ ان لڑکیوں کو بھی نہیں پتہ ہوتا وہ کیا کر رہی ہیں اور پھر ان کی ایسی ایسی واہیات موویز خود بنا کر انہیں بلیک میل کر کے ان سے اپنا کام نکلواتی ہے یا تو ان لڑکیوں کو بیچ دیتی ہے یا پھر ان کے جسم کا کوئی سا بھی حصہ کاٹ کر ڈرگز رکھ کر انہیں کہیں سپلائی کر دیتی ہے' شکل سے خوبصورت حسین ترین اور معصوم رکھنے والا چہرے کا دوسرا رخ نہایت ہی گھناؤنا اور کراہیت زدہ ہے' لڑکیوں کی خرید و فروخت' ڈرگز' اسمگلنگ جیسے کام میں ملوث ہے ازابیلا......اس کے پیچھے اتنے بڑے بڑے ہاتھ ہیں کہ کوئی اس پر ہاتھ ہی نہیں ڈال سکتا کیونکہ کوئی ثبوت یہ چھوڑتی ہی نہیں ہے“۔ سید اذکار علوی نے بغور سنتے ہوئے اگلا صفحہ پلٹا تھا۔

”اور سر یہ ہے انیق واحدی اسمگلنگ اور لڑکیوں کی سپلائی کا سب سے بڑا بیوپار اور ازابیلا کا بوائے فرینڈ جو بھی کام ہوتا ہے یہ دونوں برابر کے حصے دار ہیں' معصوم لڑکیوں کو ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر کرنا انیق واحدی کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے وہ کسی کو بھنک بھی نہیں پڑنے دیتا کب اور کیسے اپنا کام دکھا دیتا ہے' ہر ہفتے اس کے دو تین ٹور پاکستان سے باہر لگتے رہتے ہیں مگر آج کل یہ لاہور گیا ہوا ہے اب یہ وہاں کیوں گیا ہے اس کا پتہ نہیں چلا“۔

”اور ازابیلا کہاں ہے؟“

”وہ تو یہیں ہے کراچی میں“۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''وہ کیوں نہیں گئی؟''

''سر! ابھی تک اس کا بھی پتہ نہیں چلا ہے''۔

''او کے''۔اس نے ایک اور صفحہ پلٹا جہاں خالی تصویر منہ چڑا رہی تھی۔

''یہ کون ہے؟''

''سر! یہ تصویر سہد وڑائچ کی ہے جسے آج تک کسی نے نہیں دیکھا صرف نام ہی نام سنا ہے اس کی پہنچ بھی بہت اوپر تک ہے یہ باہر بیٹھ کر کام کرواتا ہے اس کا پتہ آج تک کسی کو معلوم نہیں ہوسکا یہ کہاں اپنی رنگین راتیں گزارتا ہے اور کہاں سہانے دن''۔

''میں سمجھا نہیں''۔

''سر! میرا مطلب تھا کہ ازابیلا اور انیق واحدی جو لڑکیاں ایکسپورٹ کرتے ہیں سب سے پہلے یہ سہد وڑائچ انہیں چیک کرتا ہے' سر ان نو عمر لڑکیوں کے ساتھ یہ وہ کام کرتا ہے کہ بچاریاں یا تو خودکشی کر لیتی ہیں یا پھر جو مرنے سے ڈرتی ہیں وہ ہر روز مرتی ہیں یہ ان خوبصورت لڑکیوں کی بولیاں لگواتا ہے اور جو نہیں مانتی انہیں منہ مانگے بغیر بولی کے بھی بیچ دیتا ہے سر میری تو اللہ سے دعا ہے یہ سہد وڑائچ میرے ہاتھ لگ جائے میں اس کا ریشہ ریشہ الگ کردوں گا' اس نے حوا کی بیٹیوں کو مذاق بنایا ہوا ہے' میں اسے زندہ جلا دوں گا ایسی موت دوں گا کہ ہر روز موت مانگے گا وہ بھی نہیں ملے گی''۔انسپکٹر ذاکر حیات جذباتی ہوگیا تھا اور سید اذکار علوی کو اس کی جذبات کی قدر تھی۔

''تمہیں موقع ملے گا ذاکر کچھ دن اور صبر کرو برائی چاہے کتنی ہی بلندی پر کیوں نہ ہو مگر سچائی اور اللہ کے قہر کے آگے گھٹنے ٹیک ہی دیتی ہے''۔اس نے نیکسٹ صفحہ آگے کیا تھا۔

''یہ خاتون کون ہیں؟''

''یہ سنیتا بائی ہے جس کا کونٹیکٹ صرف ازابیلا سے ہے جو لڑکیاں کسی کام کی نہیں ہوتیں ان لوگوں کے لئے وہ انہیں سنیتا بائی کو بیچ دیتی ہے''۔

''اچھا''۔سید اذکار علوی نے بغور اس عورت کو دیکھا تھا۔

''ایک خبر اور ہے سر آج کل کوئی عابد جوفا ہے جسے ازابیلا نے لڑکیاں سپلائی کرنی ہیں''۔

''یہ عابد جوفا کہاں ہے اور کون ہے؟''

''اس کا ٹھکانہ بھی سہد وڑائچ کی طرح ہی ہے کبھی کسی ملک تو کبھی کسی شہر' مگر سننے میں آیا ہے یہ آج کل تھائی لینڈ گیا ہوا ہے مگر خبیث کہتا ہے کہ پاکستان میں جو حسن چپے چپے پر پھیلا ہوا ہے وہ اسے کہیں اور کسی اور ملک میں دیکھنے کو نہیں ملا ہے اور اب اسے پاکستان سے لڑکیاں چاہئیں جن کی وہ منہ مانگی قیمت دینے کو تیار ہے''۔

''انہیں لڑکیاں لا کر کون دیتا ہے؟''

''سلمان''۔

''یہ سلمان کون ہے؟'' سید اذکار علوی کے گہرے کانچ میں سرخ ڈورے ابھرنے لگے تھے۔

''ازابیلا کا خاص ملازم...... سر یہ بہت بڑا ایک گروپ ہے جو بہت بڑے پیمانے پر آرگنائزیشن کا کام کر رہا ہے ان پر اگر ہاتھ ڈالا یا انہیں پکڑا تو ان کے جیل میں جانے سے پہلے ٹیبل پر ضمانت کے پیپرز پہلے ہی رکھے ہوتے ہیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''پھر تمہارا کیا خیال ہے کیا کرنا چاہئے ان کے ساتھ''۔ سید اذکار علوی نے فائل بند کر کے انسپکٹر ذاکر حیات کو دیکھا۔

''ان کاؤنٹر...... سارا قصہ ہی ختم''۔

''مگر فی الحال بڑی مچھلیوں کو پکڑنے کے لئے ضروری ہے کہ چھوٹی مچھلیوں کو پکڑا جائے۔ ویسے ایک بات بتاؤ اتنی اندر تک کی انفارمیشن تم نے اکٹھی کیسے کیں؟'' وہ کچھ حیران بھی ہوا۔

''سر پلیز مائنڈ مت کیجئے گا یہ ایک راز ہے مگر میں آپ کو بتاؤں گا ضرور مگر ابھی نہیں ان لوگوں کو پکڑنے کے بعد''۔

''چلیں جیسے آپ کی مرضی''۔

''سر! اتنی دیر ہوگئی آپ کو آئے کچھ گرم منگوا دوں''۔ ذاکر حیات کو پرسنلی سید اذکار علوی بہت پسند آیا تھا اس کا خیال تھا کہ آج کل جو ہمارے پاکستان یا کراچی میں ہو رہا ہے اس میں بہت جلد سدھار آئے گا' سید اذکار علوی کوئی معمولی انسان نہیں تھا فوج میں میجر تھا اور بہت بڑے عہدے پر فائز تھا اس کے علاوہ اس کے دادا سید آغا شہباز علوی بھی ایک وقت میں بہت بڑے آفیسر رہ چکے تھے جن کے نام سے ہی دشمن کانپتے تھے وہ جہاں جاتے کرائم صاف کر دیتے تھے کسی کی ہمت نہیں ہوتی تھی ان کے آگے سر اٹھانے کی ان کی سزا بھی ایسی تھی کہ مجرم کارواں رواں کانپ اٹھتا وہ تھرتھراتے ہوئے ایک ایک راز اگل دیتا پھر تو سید اذکار علوی ان کا پوتا تھا' اپنی قوم اپنے وطن پر جان نثار کرنے والا ایک جانباز سپاہی۔

☆☆☆☆

رات کے دس بجے سید اذکار علوی گھر میں داخل ہوا تھا گھر کیا وہ تو کوئی عالیشان محل تھا کسی کے خوابوں کی تعبیر ہر چیز فرنشڈ' اعلیٰ وعمدہ ایک سے ایک گاڑی کے نیو ماڈل کھڑے تھے پورچ میں سید آغا شہباز علوی کو چونکہ باغبانی کا حد سے زیادہ کریز تھا بلکہ یوں کہنا غلط نہیں کہ انہیں پودوں سے عشق تھا ہر رنگ کے پھولوں سے انہوں نے اپنا باغ سجایا ہوا تھا' یہ ان کی زندگی میں روز کا معمول تھا کہ وہ صبح وشام اپنے وسیع وعریض لان کو ایک سے دو گھنٹے لازمی پانی دیتے تھے وہ اپنے وقت کے ایک جان باز سپاہی ایک بہادر فوجی تھے جس میدان میں بھی کود جائیں دشمن کا خاتمہ کئے بنا رہ نہیں سکتے تھے کیپٹن سید آغا شہباز علوی اپنے سرکل میں بہت فیمس تھے' لمبے چوڑے مضبوط جسم والے پروقار سی شخصیت کے آگے سارے آفیسر ز دب سے جاتے تھے ہر کوئی ان کی عزت کرتا تھا ان سے محبت کرتا تھا جدی پشتی رئیس ہونے کے باوجود غرور وتکبر نام کو نہیں تھا ان کی اتنی زمینیں تھیں دولت کی ریل پیل تھی کہ اگر سات پشتیں بھی بیٹھ کر کھائیں تو ان کے دولت کے خزانے میں کمی نہ ہو' اللہ نے انہیں جتنی عزت' دولت اور شہرت نوازی تھی' اللہ نے ان سب آسائشوں کے ساتھ انہیں ایک دکھ ایک روگ ایک غم بھی دیا ہوا تھا وہ اللہ کی طرف سے آزمائش سمجھ کر اس امتحان میں پورا اترنے کی کوشش کرتے تھے۔ سید آغا شہباز علوی کے دو ہی بیٹے تھے سید رحمٰن علوی' اور سید فرحان علوی' سید رحمٰن علوی کی شادی تو انہوں نے اپنی پسند سے کر دی تھی مگر وہ اذکار کی پیدائش کے وقت ہی اللہ کو پیارے ہوگئے سید رحمان علوی چونکہ سید آغا شہباز کی طرح ہی فوج میں تھے ایک جنگ میں انہیں شہید کر دیا گیا' دکھ کے ساتھ انہیں اس بات کی بھی خوشی تھی کہ ان کے بیٹے نے وطن کی خاطر اپنی جان دی اذکار کو پانچ سال کی عمر میں ہی لندن کے بورڈنگ میں ڈال دیا گیا تھا' سید آغا شہباز علوی کے دوسرے بیٹے سید فرحان علوی اپنے والد اور اپنے بڑے بھائی کے بالکل برعکس نکلے وہ ایک بگڑے رئیس تھے پیسوں کو دونوں ہاتھوں سے لٹانا ان کا شوق تھا وہ سید آغا شہباز علوی اور سید رحمان علوی کی عادتوں سے الگ تھے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف
ایڈ فری لنکس
ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ
ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر
کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety

پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1

پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براؤزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

Dont miss a singal one of your Favourite Paksociety's Update !
i. Open Paksociety Page.
ii.Click Liked.
iii.Select Get Notifications.
iv.Select See First.
All Done
Liked
Message
Get Notifications
Add to Interest Lists...
Unlike
IN YOUR NEWS FEED
See First
See new posts at the top of News Feed
Default
See posts as usual
Unfollow

www.paksociety.com

لک وائز بھی الگ تھے نہایت ہی خوبصورت نیلی نیلی جھیل جیسی بڑی آنکھیں گولڈن سے بال بالکل انگریز لگتے تھے یہی وجہ تھی کہ کتنی لڑکیاں ان پر مرتی تھیں انہیں پسند کرتی تھیں کلب' پارٹیز' گرل فرینڈز شاپنگ بس یہی سب ان کا شوق تھا کبھی کبھی تو سید آغا شہباز علوی نالاں بھی ہو جاتے تھے مگر سید فرحان علوی کو منانے کا فن آتا تھا' مگر ایک روز انہوں نے تو جیسے تابوت میں آخری کیل ٹھوکنے کا کام کیا تھا' کسی طوائف سے شادی کر لی تھی اور اسے گھر بھی لے آئے تھے کافی دن لگے تھے سید فرحان علوی کو سید آغا شہباز علوی کو منانے میں رطابہ سید فرحان علوی کی بیوی بہت اچھی ثابت ہوئی تھیں ان کے خاندان کے لئے۔ اگر سید فرحان علوی حسن و وجاہت کے مالک تھے تو رطابہ بھی حسن و خوبصورتی میں کم نہیں تھیں یہی وجہ تھی کہ ان کی اپنی سگی ماں سنیتا بائی رطابہ کے ہوشربا حسن کو کیش کرانا چاہتی تھیں ان کی خوبصورتی سے کروڑوں اربوں کمانا چاہتی تھیں مگر رطابہ تھی کہ اسے ان سب کاموں سے نفرت تھی سنیتا بائی کے پیار' ڈانٹ مار سے وہ ان کی بات نہیں مانتی تھی' کتنی ہی بار وہ گھر کے اس شور شرابے والے ماحول سے بھاگنا چاہتی تھی مگر ہر بار ناکامی اس کا منہ چڑاتی تھی' سنیتا بائی کے خاص آدمی اس پر نظر رکھتے تھے' یہ تو اس پر قسمت مہربان ہوئی کہ ایک دن کوٹھے پر سید فرحان علوی چلا آیا تھا اس کی نظر رطابہ پر پڑی تو یہ ایک دو ملاقاتیں محبت پھر عشق اور پھر آخر میں کورٹ میرج کار نگ لے آئیں' سنیتا بائی تو جلے پیر کی بلی کی طرح اپنے کمرے میں پھرتی رہتی بس یہی سوچتی کہ کس طرح سید فرحان علوی سے بدلہ لیا جائے حالانکہ سید فرحان علوی نے ایک بھاری خطیر رقم سنیتا بائی کو دی تھی مگر وہ سمجھی کہ شاید سید فرحان علوی نے ایک رات گزارنے کی رقم دی ہے۔ فون کی گھنٹی کافی دیر سے بج رہی تھی' سید آغا شہباز علوی ابھی ابھی آفس سے آکر بیٹھے تھے سید فرحان علوی اور رطابہ کو انہوں نے ہنی مون ٹور پر سوئزرلینڈ بھیج دیا تھا انہوں نے فون اٹھایا۔

''ہیلو''۔

''آغا صاحب! آپ کا بیٹا ہماری محفل سے سب سے قیمتی ہیرا چرا کر لے گیا ہے جس کی قیمت انمول ہے''۔

''کیا بکواس ہے کون ہو تم؟'' سید آغا شہباز علوی فون کے اس پار سنیتا بائی کو پہچانتے نہیں تھے اور یہ ان دونوں کی پہلی ٹیلی فونک گفتگو تھی' سنیتا بائی کے بولنے کے انداز سے وہ سمجھ گئے کہ یہ ہی رطابہ کی والدہ ہیں اور پھر یہ ہر روز کی بات تھی ہر روز سنیتا بائی کی فون پر دھمکیاں وہ سنتے اور ہوا میں اڑا دیتے تھے وہ بہت ہلکا لے رہے تھے اس کیس کو وہ سمجھ رہے تھے کہ سنیتا بائی ایک لالچی عورت ہے کچھ لاکھ روپے دیں گے اور اس کا منہ بند ہو جائے گا' مگر یہ سب صرف ان کی سوچ تھی ان کے تو وہم و گماں میں بھی نہیں تھا کہ سنیتا بائی اپنے انتقام کے لئے اتنی اندھی ہو جائے گی کہ سید آغا شہباز علوی کو اتنا بھاری خمیازہ بھگتنا پڑے گا' وہ ایک آرمی آفیسر تھے جو کچھ ماہ پہلے ہی ریٹائر ہوئے تھے' اس وقت بھی وہ اپنے بیڈروم میں بیٹھے ٹی وی پر کوئی نیوز سن رہے تھے اور جو کچھ اس نیوز میں بتایا گیا ان کے اوسان خطا ہو گئے' سید آغا شہباز علوی کے بڑے بیٹے اور بڑی بہو کی ایک کار ایکسیڈنٹ میں موت ہو گئی۔ فون کی گھنٹی بجی' انہوں نے اپنا سیل فون اٹھایا۔

''میں نے کہا تھا نا آغا صاحب! مجھے اگر رطابہ نہیں ملی میں کچھ بھی کر جاؤں گی''۔ سنیتا بائی کی مکروہ آواز جیسے آغا شہباز علوی کے کانوں میں پگھلا سیسہ ڈال رہی ہو۔

ابھی بڑے بیٹے بہو کا غم ہلکا بھی نہیں ہوا' ان کے قبروں کی مٹی سوکھی بھی نہیں تھی کہ ایک اور دل دہلانے والی خبر نے ان کو پورا ہلا کر رکھ دیا تھا ان کے پیر زمین سے اکھاڑ دیئے تھے رطابہ اور سید فرحان علوی اپنی دو سالہ بیٹی بریزے کے ساتھ بنا سید آغا شہباز علوی کو بتائے پاکستان آ گئے تھے۔ وہ انہیں سرپرائز دینا چاہتے تھے مگر ان کا

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

سرپرائز خود انہیں ہی نہیں سید آغا شہباز علوی کو بھی کتنا بھاری پڑے گا یہ وہ نہیں جانتے تھے اگر سید آغا شہباز علوی کو معلوم ہوتا تو وہ انہیں یہاں آنے سے روک دیتے یا پھر ان کی حفاظت کے لئے کچھ کرتے مگر کیا کر سکتے ہیں تقدیر کے آگے ہر شخص بے بس و لاچار ہو جاتا ہے۔ رطابہ اور سید فرحان علوی کے جسم کو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا تھا' رطابہ سے شادی کا بھاری خمیازہ بھگتنا پڑے گا یہ ان کے علم میں نہیں تھا۔

''میری پوتی کہاں ہے؟'' سید آغا شہباز علوی کی حالت دیوانوں جیسی ہو گئی تھی اپنی ہی نظروں کے سامنے انہوں نے ان بچوں کی لاشیں دیکھی تھیں انہیں کھو دیا تھا' بریزے کو وہ ہر روز لیپ ٹاپ پر دیکھتے تھے انہیں لگتا بریزے کے اندر ان کی جان ہے اتنا پیار انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں اور پوتے سے نہیں کیا جتنا انہیں اپنی پوتی سے محسوس ہوتا تھا' وہ سید فرحان علوی کی بیٹی تھی جس کی انہوں نے ہر جائز و ناجائز فرمائش پوری کی تھی۔ سنیتا بائی کے فون نے سید آغا شہباز علوی کے رہے سہے اوسان بھی خطا کر دیئے تھے۔

''آغا صاحب بہت خوبصورت ہے آپ کی پوتی آخر کو رطابہ کی بیٹی ہے ظاہر ہے ماں اتنی حسین باپ اتنا خوبصورت تو دونوں کا رنگ و روپ تو چرائے گی نا' ابھی اتنی خوبصورت ہے تو بڑی ہو گی تو چار چاند لگیں گے اس کی جوانی و خوبصورتی کو جو دام میں رطابہ سے وصول نہیں کر سکی وہ دام میں بریزے سے وصول کروں گی۔''

''سنیتا بائی''۔ سید آغا شہباز علوی بری طرح دہاڑے تھے سنیتا بائی کے ان بازاری لفظوں نے گویا ان کے شراروں میں لاوا ابھر دیا۔

''چیخو مت آغا صاحب!'' سنیتا بائی ان سے زیادہ بری طرح چیخی تھی۔

''میں نے تم سے کہا تھا نا کہ رطابہ کو مجھے واپس کر دو مگر تم نے میری ایک نہیں سنی ایک طوائف کو چیلنج کیا تھا تم نے آغا صاحب چپکے سے ان دونوں کو باہر بھیج دیا اور سمجھے کہ ہمیں کچھ خبر بھی نہیں ہو گی' ارے ہم تو اڑتی چڑیا کے پر گن سکتے ہیں ریس میں دوڑنے والی گھوڑی کس نسل کی ہے وہ بتا سکتے ہیں پھر تو یہ میری اپنی سگی اولاد ہے''۔ سنیتا بائی نے ایک گہرا سانس لیا تھا۔

''خیر میں رطابہ کو یہاں لے بھی آتی اسی بازار میں جہاں سے تمہارا بیٹا اسے لے کر گیا تھا مگر کوئی فائدہ نہیں تھا لیکن اس کی قیمت تمہاری سیدزادی سے وصول کروں گی' طوائف کے اس بازار میں ہر روز اس کی نیلامی ہو گی بریزے میں سید خاندان کا لہو دوڑتا ہے نا اب تم دیکھنا میں اس کو شہرت و بدنامی کی آخری منزل تک لے کر جاؤں گی کہ امراؤ جان ادا نے بھی کیا نام کمایا ہو گا''۔ اس کا ایک ایک لفظ جیسے سید آغا شہباز علوی کا سکون تباہ کر رہا تھا وہ ان کا پہلا ہارٹ اٹیک تھا جو انہیں اسپتال پہنچا گیا تھا' مگر انہیں جینا تھا اپنی بریزے کے لئے جینا تھا زندگی کا آخری مقصد تھا بریزے کو اس گندگی سے واپس نکالنا جو جانے اب کہاں ہو گی۔ آج بریزے کو ان سے بچھڑے اٹھارہ سال ہو گئے مگر کچھ پتہ نہیں کہاں ہے وہ کون سا ایسا کونا جگہ نہیں تھی جہاں بریزے کو ڈھونڈا نہ ہو سید آغا شہباز علوی نے اپنا سارا اثر و رسوخ ساری طاقت لگا دی مگر بریزے کا کچھ پتہ نہیں تھا کہ سنیتا بائی نے اسے کہاں چھپا کے رکھا ہوا تھا۔

☆☆☆☆

سید اذکار علوی آفس سے آ گیا تھا فریش ہو کر وہ ڈائننگ ٹیبل پر آیا ملازم نے کھانا دیا تھا۔

''دادو نے کھانا کھایا؟''

''نہیں صاحب جی! آج انہوں نے صبح ناشتہ کیا تھا وہ بھی تھوڑا سا اس کے بعد کسی کا فون آیا' وہ جب سے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ہی کمرے میں بند ہیں نہ دوپہر کا کھانا کھایا نہ ہی دوائی لی آج کی''۔ عبدل نے پورے دن کی روداد سنادی تھی' سیداذکار علوی نے کھانا چھوڑ دیا تھا۔

''ٹھیک ہے میں دیکھتا ہوں تم یوں کرو تھوڑی دیر بعد کافی بنالینا میں دادو کو لے کر آتا ہوں''۔ سیداذکار علوی' سید آغا شہباز علوی کے بیڈ روم کی طرف بڑھا تھا اس نے دو تین دستک دی مگر اندر سے جواب ندارد'وہ سمجھ گیا آج کوئی بہت بڑی بات ہوئی ہے وہ ہولے سے دروازہ کھولتا ہوا اندر داخل ہوا تھا۔

''دادو!'' سید آغا شہباز علوی سامنے راکنگ چیئر پر بہت ہی اداس غم زدہ سے بہت ہی گہری سوچ میں بیٹھے تھے انہوں نے سیداذکار علوی کے اندر داخل ہونے اور اس کے پکارنے پر کوئی نوٹس نہیں لیا تھا' وہ خود ہی آگے بڑھا اور ان کے قدموں میں آبیٹھا تھا۔

''دادو۔'' اس نے سید آغا شہباز علوی کے دونوں گھٹنوں پر ہاتھ رکھا تھا۔ سید آغا شہباز علوی چونک کر اسے دیکھنے لگے تھے۔

''آگئے تم''۔

''جی...... مگر آپ اتنے پریشان کیوں ہیں آج صبح سے نہ کچھ کھایا نہ ہی دوائی لی جانتے ہیں کہ ڈاکٹر نے کتنی سختی سے کہا ہے کہ ایک ٹائم کی بھی دوا مس نہیں ہونی چاہیے''۔ وہ بہت فکر مند ہو گیا تھا۔

''فکر مت کرو بہت ڈھیٹ ہوں ایسے نہیں مروں گا جب تک میری بریزے میرے پاس نہیں آجاتی مجھے کچھ نہیں ہوگا''۔

''اللہ نہ کرے دادو آپ کو کچھ ہو''۔ نہایت تڑپ کے اس نے سید آغا شہباز کو دیکھا تھا۔

''اذکار''۔ سید آغا شہباز علوی نے بہت آس بہت امید بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پکارا تھا جو اسے بہت شدت سے محسوس ہوا تھا۔

''جی دادو!''

''میری آخری خواہش سمجھ کر میری یہ خواہش پوری کردو بیٹا''۔

''دادو! آپ پلیز اس طرح کی باتیں کیوں کر رہے ہیں مت کریں مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے''۔

''اور اس سے زیادہ تکلیف مجھے لمحہ بہ لمحہ پل پل ہوتی ہے جب اپنی بچی بریزے کا سوچتا ہوں تو''۔ چند موتی ان کی بوڑھی آنکھوں سے ٹوٹ کر سیداذکار علوی کی ہاتھ کی پشت پر گرے تھے۔

''اذکار! میری بریزے کو میرے پاس لے آؤ''۔

''میں نے آپ سے وعدہ کیا ہے نا میں آپ کی بریزے کو آپ کے پاس ضرور لے کر آؤں گا''۔

''مگر کب...... جب سنیتا بائی اسے ایک مشہور کال گرل بنادے گی جب میرے پاس لاؤ گے اسے''۔ یکدم سے وہ بھڑک کے تھے۔

''دادو''۔ سیداذکار علوی نے دکھ بھری نظروں سے سید آغا شہباز علوی کو دیکھا تھا۔

''آج صبح سنیتا بائی کا فون آیا تھا آج اس نے پیسوں کا تقاضہ نہیں کیا بلکہ اس نے آج میرے پیروں تلے سے زمین نکال دی' میرے سر سے آسمان سرکا دیا تھا''۔

''کیا بکواس کی ہے اس خبیث عورت نے''۔ سیداذکار علوی کبھی بھی سنیتا بائی کا نام اپنی زبان پر نہیں لاتا تھا' بلکہ اس کا نام لینا بھی اپنی توہین سمجھتا تھا اس کے ذکر سے اس کی آنکھوں میں چنگاریاں سی بھرنے لگتی تھیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

خون میں شرارے دوڑنے لگتے تھے۔

"اس نے کہا ہے وہ بریزے کو سب سے بڑی کال گرل بنائے گی اسے اس جگہ پہنچا دے گی جہاں سے واپسی کے سارے دروازے بند ہو جائیں گے جہاں اسے کسی کی آواز سنائی نہیں دے گی' اذکار بریزے میرے فرمان کی بیٹی ہی نہیں ایک سیدزادی بھی ہے اس کی رگوں میں سیدوں کا خون دوڑتا ہے وہ عورت اسے مٹی میں روند دے گی اور کبھی کبھی تو عجیب عجیب وسوسے دل میں ڈر و خوف کنڈلی مارتے ہیں کہ کہیں ایسا تو نہیں جو وہ کہہ رہی ہے ایسا کر بھی چکی ہے' اللہ نہ کرے"۔ سید آغا شہباز علوی کے جسم میں سرسراہٹ سے ہونے لگی ایک جھرجھری سے لی تھی۔

"اللہ نہ کرے دادو"۔ یہی بات دل سے سید اذکار علوی کے دل سے نکلی تھی' مگر کبھی کبھی اس کا دل بھی ڈر جاتا تھا کہ کہیں ایسا ہو نہ جائے۔

"تم کچھ کرتے کیوں نہیں ہو اذکار؟"

"دادو ہمارے ڈپارٹمنٹ کے ایک ہونہار پولیس انسپکٹر ذاکر حیات اس کیس کی انکوائری کر رہے ہیں' ان شاء اللہ بہت جلد بریزے کا بھی پتہ چل جائے گا"۔

"مگر کب آئے گا وہ دن اذکار!" وہ نڈھال نڈھال سے ہو لے تھے۔

"بہت جلد دادو! برائی چاہے کتنی ہی بڑی ہو مگر اچھائی کے آگے بالآخر ایک نہ ایک دن دم توڑ ہی دیتی ہے' اور اس خبیث عورت کا تو میں ہی نہیں اللہ رب العزت بھی وہ حال کرے گا کہ لوگوں کے لئے عبرت کا نشان بن کے رہ جائے گی بس ایک بار بریزے مل جائے جو میں ابھی تو نہیں جانتا کہ اسے کہاں چھپا کے رکھا ہوا ہے مگر جس دن وہ میرے ہاتھ لگ جائے گی اس دن اس خبیث عورت کا آخری دن ہوگا' بہت سے حساب میرے اس کی طرف نکلتے ہیں دادوا پنے ماں باپ کا اور فرمان چاچو کا حساب' بس آپ میرے لئے دعا کیا کیجئے"۔ اس نے نرم ملائم نظروں سے سید آغا شہباز کو دیکھا تھا۔

"میری دعائیں ساری میری بچی بریزے اور اپنے بیٹے اذکار کے لیے ہی تو ہیں"۔

"آپ بریزے سے بہت پیار کرتے ہیں نا دادو؟"

"ہاں بہت زیادہ' کیونکہ میری بچی میرے پیار میری توجہ سے محروم رہی ہے"۔ سید اذکار علوی' سید آغا شہباز علوی کا موڈ بحال کرنے میں کامیاب رہا تھا اور پھر کچھ اور ادھر ادھر کی باتیں کر کے دونوں نے مل کے کھانا کھایا سید آغا شہباز علوی کو میڈیسن کھلا کے اس نے انہیں سکون کی گولی دے کر سلا دیا تھا' اور خود اپنی اسٹڈی روم میں آ گیا تھا یہ اس کا روز کا معمول تھا کہ سونے سے پہلے کچھ گھنٹے وہ مطالعہ ضرور کیا کرتا تھا۔

☆☆☆☆

"ہائے باؤ جی کیسے ہو؟" ابراش عسکری جو اپنی گاڑی سے باہر نکل رہا تھا اک دم سے چونک کر رہ گیا تھا پیچھے پلٹ کر دیکھا۔

"تم"۔ چہرے پر معمولی سی ناگواریت تھی۔

"آہائے باؤ جی تمہیں ابھی تک میرا نام نہیں معلوم ہوا سحر بانو نام ہے میرا"۔ سحر بانو نے اپنے مخصوص انداز میں دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی تھی۔

"تم سحر بانو ہو یا ایکس وائے زیڈ..... آئی ڈونٹ نو مگر جب تم میرا راستہ کاٹتے ہو تو سخت برے لگتے ہو دل

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

چاہتا ہے تمہارا گلا ہی دبا دوں"۔ ابراش عسکری نے دانت بھینچ کے اسے گھورا تھا مگر سحر بانو بھی اپنے ہی نام کا تھا پوری بتیسی نکال کر قہقہہ لگایا تھا۔

"سچ باؤ جی! مجھے تمہارا اس طرح مجھ پر غصہ ہونا بالکل برا نہیں لگتا' بلکہ مجھے تو بہت اچھا لگتا ہے جب تم مجھ سے یوں لڑتے جھگڑتے ہو"۔ سحر بانو اپنے دونوں ہاتھوں کو ہی نہیں اپنے پورے وجود کو لہرا لہرا کے ابراش عسکری سے بات یوں کر رہی تھا جیسے دونوں میں بہت انڈر اسٹینڈنگ ہے۔

"کیا بکواس ہے یہ"۔ ابراش عسکری صحیح معنوں میں تپ کر رہ گیا تھا۔

گاڑی کے اندر زنیرہ کب سے ان دونوں کی نوک جھونک دیکھ رہی تھی اس نے بغور اس کھڑے خواجہ سرا کو بھی دیکھا جو اپنا نام سحر بانو بتا رہا تھا' اس نے ڈارک اورنج ریشمی سوٹ پہنا ہوا تھا جس پر چوڑے گوٹے کا کام کیا گیا تھا' سر پر دوپٹے کو اوڑھا ہوا تھا اس طرح کے ماتھا پورا چھپا کے دوپٹے کو کانوں کو پیچھے اڑسا ہوا تھا ڈارک میک اپ ڈارک اورنج لپ اسٹک میں پورا تیار کھڑا وہ ابراش عسکری سے لہک لہک کر بات کر رہا تھا' زنیرہ کو جہاں اسے دیکھ کر کراہیت سی محسوس ہوئی وہیں اپنے بھائی ابراش عسکری کے چہرے کی بےزاریت دیکھ کر ترس کے ساتھ ساتھ ہنسی بھی آئی تھی۔ سحر بانو کی اچانک نظر گاڑی کے اندر بیٹھی زنیرہ پر پڑی تھی۔

"ویسے باؤ جی تو بڑے عیش کرتا ہے کل گاڑی میں کوئی اور لڑکی تھی اور آج"۔

"جسٹ شٹ اپ یہ میری بہن ہے"۔ اس سے پہلے کہ سحر بانو مزید آگے کچھ بولتا ابراش عسکری نے اس کی بات ہی کاٹ دی تھی۔

"ارے نہیں بھئی تیری بہن ہماری بہن"۔

"جی نہیں میری بہن صرف میری بہن ہے تمہاری نہیں کبھی تم نے خود کو آئینے میں دیکھا ہے"۔ ابراش عسکری کو سحر بانو کے وجود سے اس کے چہرے سے شدید گھن محسوس ہوئی تھی اس کے چہرے پر اس قدر غرور تھا مگر سحر بانو نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا تھا۔

"اگر تمہارے مذاکرات ختم ہو گئے ہیں تو میں گاڑی سے نکل آؤں باہر"۔ اندر بیٹھی زنیرہ نے طنزیہ نظروں سے ابراش عسکری کو دیکھا' ابراش عسکری نے زنیرہ کو چونک کر دیکھا پھر سحر بانو کو گھورتا ہوا فرنٹ ڈور کھولا زنیرہ باہر نکل آئی تھی۔

"سلام باجی جی!" سحر بانو نے ہاتھ کو ماتھے کی طرف لے جاتے ہوئے تھوڑا جھک کر زنیرہ کو سلام کیا تھا۔

"وعلیکم السلام!" زنیرہ نے بغیر اس کی طرف دیکھے اپنا بیگ کھولا اور اس میں سے پانچ سو کا ایک نوٹ نکال کر سحر بانو کی طرف بڑھا دیا تھا۔

"یہ لو یہ رکھ لو"۔

"شکریہ باجی اللہ تجھے خوش رکھے تیری مراد پوری کرے"۔ سحر بانو نے وہ نوٹ لے کر فوراً سے اپنے چھوٹے سے سرخ پرس میں رکھ لیا تھا۔

"اچھا باؤ جی اب میں چلتا ہوں زندگی رہی تو پھر ملاقات ہوگی"۔ اس نے ایک مسکراہٹ ابراش عسکری کی طرف اچھالی۔

"اللہ نہ کرے جو میری تم سے اب ملاقات ہو"۔ اس نے سلگتا ہوا جواب دیا تھا۔

"تم ہر بار یہی کہتے ہو مگر تمہاری دعا قبول نہیں ہوگی"۔ سحر بانو اسے ایک آنکھ دبا کر دیکھتا ہوا وہاں سے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

www.paksociety.com

پلٹ گیا اور اندھیرے میں کہیں گم ہو گیا۔ ابراش عسکری سحر بانو کی اس حرکت پر تپ کر رہ گیا چہرہ غصے کے مارے خون چھلکانے لگا تھا۔

”اتنی باتیں اس سے کرلیں مگر اتنا نہ ہوا کہ جیب سے کچھ روپے ہی نکال کر اس کو دے کر اسے چلتا کرتے' مگر نہیں تم تو اس سے مزہ لے رہے تھے شاید“۔ زنیرہ نے طنزیہ انداز میں اسے دیکھتے ہوئے پر مزاح انداز میں اسے چھیڑا تھا ابراش عسکری نے رخ موڑ کر نہایت گھور کر زنیرہ کو دیکھا تھا۔

”تمہیں میری شکل سے لگتا ہے کہ میں سحر بانو سے مزہ لے رہا تھا“۔ ابراش عسکری کے سحر بانو کہنے پر زنیرہ کی ہنسی چھوٹ گئی تھی۔

”اب تم کیوں ہنسی ہو“۔

”کچھ نہیں اتنی انڈراسٹینڈنگ ہو گئی کہ تمہیں اس کا نام تک یاد ہو گیا ہے“۔ زنیرہ کی ہنسی نہیں رک رہی تھی' ابراش عسکری کچھ خفیف سا ہو کر رہ گیا تھا۔

”اچھا زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے اب اندر چلو ہم ویسے ہی لیٹ ہو گئے ہیں موم ڈیڈ کب کے پہنچ گئے ہیں اور تمہیں سی کا خیال نہیں آ رہا جو یہاں کھڑی فضول گوئی کر رہی ہو“۔

”ہاں بزنس کی ساری باتیں تو تم اس سحر بانو سے کر رہے تھے نا“۔ زنیرہ پھر جملہ اچھالتی ہوئی آگے بڑھی۔

”ارے ہاں دیکھو ذرا گاڑی میں وائلٹ رہ گیا ہے وہ لیتے ہوئے آنا“۔ زنیرہ کہتی ہوئی آگے بڑھی اور دروازے کی بیل بجائی' ابراش عسکری اس کے حکم پر تپتا ہوا گاڑی کی سمت بڑھا۔

”حکم تو ایسے دیتی ہو جیسے پانچ سال بڑی ہو“۔

”پانچ سال بڑی نہیں تو کیا ہوا پانچ منٹ بڑی ہوں مگر ہوں تو تم سے بڑی“۔ زنیرہ مسکراتی ہوئی اندر داخل ہو گئی کیونکہ چوکیدار نے دروازہ کھول دیا تھا۔

”خیریت تو ہے اتنی دیر لگا دی تم دونوں نے۔“ رشنا قیصر اپنی گرے ساڑھی کا پلو سنبھالتی ہوئی کھڑی ہو گئیں۔

”کچھ نہیں مام آپ کو تو پتہ ہے اس کراچی شہر میں ابراش کی اس قدر گرل فرینڈز ہیں کہ ہر موڑ پر ہیلو ہائے کرتی ہوئی ملیں گی“۔ زنیرہ رشنا قیصر کا ہاتھ تھامتی ہوئی آگے بڑھی اور سامنے سے آتی ہوئی امبرین کے گلے سے لگی۔

”ہیلو آنٹی! کیسی ہیں آپ؟“

”میں بالکل ٹھیک ہوں مگر آپ لوگوں نے آنے میں اتنی دیر لگا دی“۔ امبرین نے اس کے رخسار پر پیار کرتے ہوئے اسے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا' اور اس سے پہلے زنیرہ کی زبان پھر سے اسٹارٹ ہو جاتی ابراش عسکری نے پھولوں کا بوکے ان کی طرف بڑھا دیا۔

”ہیپی برتھ ڈے امبرین آنٹی“۔

”اوہ تھینک یو مائی چائلڈ“۔ امبرین نے وہ پھولوں کا بکے لے کر پہلے اس کی دلفریب خوشبو کو اپنے اندر جذب کیا پھر پاس رکھے کا گورنر پر رکھے واز میں اس کو سجا دیا۔

”مام! ڈیڈ اور انکل نظر نہیں آ رہے سی بھی نہیں دکھ رہا“۔ زنیرہ نے ادھر ادھر متلاشی نظریں گھمائیں۔

”سی قیصر اور عفان بھائی کو لے کر باہر گیا ہے“۔ رشنا نے جواب دیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"وہ کس لیے اور کہاں؟"

"میکڈونلڈ"۔ ان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"یقیناً کچھ نئی فرمائش ہوگی"۔

"ارے بیٹا! ان بچوں کی فرمائشی پروگرامز کبھی ختم نہیں ہوں گے"۔ امبرین نے اشنا کو دیکھا اتنے میں سنی بھاگتا ہوا زنیرہ کے پاس چلا آیا اس کے ہاتھ میں چار پانچ شاپر کے بیگ تھے۔

"ممی یہ دیکھیے عفان نانو نے مجھے کتنے سارے ٹوائس خرید کے دیئے ہیں"۔ وہ ایک ایک شاپر سے سارے ٹوائز نکال نکال کر زنیرہ کو دکھا رہا تھا۔

"سنی بری بات ہے آپ کے پاس پہلے ہی کیا کم ہیں ٹوائز جو عفان انکل کو پریشان کیا"۔

"زنیرہ بیٹی! بچوں کے پاس جتنے بھی ٹوائز ہوں انہیں کم ہی لگتے ہیں"۔ عفان ترمذی آرام دہ صوفے پر براجمان ہوئے تھے۔

"ویری گڈ سنی بابا! برتھ ڈے امبرین آنٹی کی اور گفٹ خود وصول کر رہے ہو"۔ ابراش عسکری کے چہرے پر سنی کو دیکھتے ہی خوشی آ جاتی تھی اس نے سنی کو اپنے پاس لیا اور خوشی خوشی اس کے ٹوائز دیکھنے لگا۔

"ابراش ماما! وہاں پر اتنے سارے ٹوائز تھے جی چاہ رہا تھا سب لے لوں"۔

"میری جان! شاپ پر بھی اتنے سارے ٹوائز نہیں ہوں گے جتنے آپ کے بیڈروم میں بھرے پڑے ہیں کبھی کبھی تو میں سوچتا ہوں شازل سے بولوں گا کہ جب تم اپنی نیوی کی جاب سے ریٹائر ہو جاؤ تو صدر میں کھلونوں کی دکان کھول لینا"۔ ابراش عسکری نے زنیرہ کو مسکراتے ہوئے چھیڑا تھا۔

"زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ زنیرہ نے اپنے ہاتھ کا مکا بنا کے اس کے بازو پر مارا۔

"ارے ہاں زنیرہ بیٹا! شازل کیسے ہیں کب آ رہے ہیں؟" امبرین نے پوچھا۔

"امبرین آنٹی! آج صبح فون آیا تھا شازل کا وہ کہہ رہے"۔

"کہ سنی کے سارے ٹوائز سنبھال کے رکھنا میں آ کر صدر میں اچھی سی دکان کھولوں گا"۔ ابراش عسکری نے ہنستے ہوئے زنیرہ کی بات کاٹتے ہوئے ٹکڑا جوڑا تھا۔

"مام! دیکھ رہی ہیں آپ اسے مار کھائے گا یہ میرے سے"۔ زنیرہ کی ایک عادت تھی شازل کے بارے میں کچھ الٹا سیدھا نہیں سن سکتی تھی۔

"چھوڑو نا تم جانتی تو ہو ایسا ہی کھلنڈرا مزاج ہے اس کا"۔ رشنا قیصر نے زنیرہ کو سمجھایا۔

"اور کیا اس کی طرح شازل وہاں کوئی گرلز فرینڈز بنانے تھوڑی گئے ہیں کام کر رہے ہیں' ہمارے ملک کی حفاظت کے لیے گئے ہیں"۔

"بھئی ہمیں کیا پتہ ملک کی حفاظت کے لیے گئے ہیں یا......"

"یا کسی بحر یا نو سے دوستی کرنے گئے ہیں"۔ اوپر سے آتے سبکتگین حیدر ترمذی نے پرمزاح انداز میں کہتے ہوئے ابراش عسکری کو مسکرا کے دیکھا' ابراش عسکری خاموش ہو گیا۔

"اب کیوں بولتی بند ہو گئی"۔ زنیرہ نے اس کے بازو پر چٹکی بھری۔

"سنی یہ تو بہت زبردست ہے یہ چلتا کیسے ہے"۔ ابراش عسکری سنی کے کھلونوں میں لگ گیا۔

"کیا بچوں کے کھلونوں میں لگے ہوئے ہو بیٹا! سنی آپ وہاں جا کر اپنے کھلونوں سے کھیلو"۔ سبکتگین حیدر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ترمذی نے سارے شاپرز سنی کو پکڑائے اسے ڈرائنگ روم سے منسلک اس چھوٹے سے کھلے حصے کی طرف بیٹھا دیا جہاں صرف ایک کارپٹ بچھا ہوا تھا۔

''ہاں تو کیا کہہ رہے تھے''۔

''امبرین یہ تینوں بیٹھ گئے اب کھانا شاید لیٹ نائٹ ملے آپ یوں کریں کھانا لگا دیں''۔ عفان ترمذی نے امبرین کو چاہ سے دیکھا جو آج بہت اچھی اور پروقار سی لگ رہی تھیں۔

''جی بہتر، مگر عفان یہ قیصر بھائی صاحب کہاں رہ گئے''۔

''انہیں دروازے پر ہی واک کرتے کچھ ان کے بزنس کے جاننے والے مل گئے وہ بس آتے ہی ہوں گے آپ جب تک کھانا لگا دیجئے اتنے وہ بھی آ جائیں گے اور میں نے زنگر بیف برگر دین خان کو دے دیئے تھے وہ بھی لگا دیں سنی کو بھی بلا لیں''۔

''جی......'' امبرین کھڑی ہو گئیں۔

''میں بھی آپ کے ساتھ چلتی ہوں بھابی!'' رشنا قیصر مسکراتی ہوئی ان کے ساتھ ہو لیں۔ تھوڑی ہی دیر میں ٹیبل پر کھانا لگا دیا گیا تھا۔

''کل ہمارے جامعہ میں پارٹی فنکشن ہے تم بھی آ رہے ہو''۔ ابراش عسکری نے بریانی کا ایک چمچہ منہ میں بھرتے ہوئے سبکتگین کو دیکھا۔

''یار! بہت مشکل ہے میں کچھ کہہ نہیں سکتا''۔

''کوئی مشکل نہیں ہے کل صبح گیارہ بجے میں تمہارا ویٹ کروں گا''۔ ابراش عسکری نے حتمی فیصلہ سنا دیا تھا۔

''اوکے''۔ سبکتگین حیدر ترمذی نے کباب کی ڈش اس کے آگے بڑھائی۔ زنیرہ سنی کو زبردستی زنگر اور فرنچ فرائز کھلا رہی تھی کیونکہ اس کا سارا دھیان اپنے نئے آنے والے کھلونوں کی طرف تھا۔ چوہدری قیصر عسکری اور عفان ترمذی کی اپنی بزنس ٹاک، کرکٹ کی باتیں تھیں، جبکہ امبرین اور رشنا قیصر کی شاپنگ کی طرف توجہ تھی۔

☆☆☆☆

''آج پھر ٹنڈے......'' دستر خوان پر سب بیٹھے تھے شہیر حسن نے سالن کا ڈھکن ہٹایا جہاں ٹنڈے کا سالن اس کا منہ چڑا رہا تھا اس نے ڈھکن کو زور سے بند کر دیا۔

''اماں ہر روز کوئی نئی سبزی، کبھی لوکی، کبھی بینگن تو کبھی بھنڈی حد ہو گئی ہے اماں''۔ شہیر حسن کے چہرے پر غصے کی پرچھائی تھی۔

''بری بات ہوتی ہے دستر خوان پر بیٹھ کر رزق کی یوں بے ادبی کرنا اللہ کو ناگوار لگ سکتا ہے''۔ بلقیس آراء کو شہیر حسن کی یہ حرکت سخت ناپسند آئی تھی۔

''اچھا اور اللہ کو یہ ناگوار نہیں گزرے گا کہ میں ہر ماہ دس ہزار دیتا ہوں اس پر مہینے میں صرف ایک بار گوشت کھانے کو ملتا ہے''۔ اجیارہ نہایت دکھ سے شہیر حسن کا رویہ دیکھ رہی تھی۔

''میرا نہیں کم از کم دعا کا ہی خیال کر لیں ابھی شادی کو چھ ماہ بھی نہیں ہوئے اور وہ بے چاری ہر روز دال سبزی کھاتی ہے، کیا سوچتی ہو گی کہ ہمارے گھر میں دال سبزی کے علاوہ کچھ پکتا ہی نہیں''۔ شہیر حسن کی نظر پاس بیٹھی دعا پر پڑی جو پیالے میں سے ٹینڈے کا سالن نکال کر کھانے لگی تھی چہرے پر اس قدر معصومیت تھی جیسے اس جیسا صبر کرنے والا کوئی نہیں تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''پہلی بات تو یہ کہ دعا ایسا کچھ نہیں سوچے گی' کیونکہ وہ بھی اپنی اماں کے گھر کوئی مرغ مسلم نہیں کھاتی تھی اور نہ ہی کوئی من و سلویٰ آسمان سے اتر کے آتا تھا''۔ بلقیس آراء نے دعا کو طنزیہ نظروں سے دیکھا وہ جانتی تھیں کہ شہیر حسن اگر اس وقت اپنے اندر کی بھڑاس نکال رہا ہے تو وجہ اس کی یہی اس کی بیوی دعا ہے' دعا نے تپ کر پہلو ہی بدل لیا اور جو نوالہ شہیر حسن کو دکھانے کے لئے کھا رہی تھی کڑوا زہر لگ رہا تھا۔

''اور دوسری بات کہ تم مجھے ہر ماہ دس ہزار دیتے ہو' دس لاکھ نہیں اور دس ہزار دے کر سمجھتے ہو اپنی ساری ذمہ داریوں سے بری الذمہ ہو گئے''۔ بلقیس آراء کافی دن سے یہ تماشا دیکھ رہی تھیں آج انہوں نے سوچا شہیر اور دعا کا دماغ ٹھکانے لگا ہی دیں۔

''جس میں سے پانچ سے چھ ہزار سارے بل میں نکل جاتے ہیں' بجلی اور کیبل کا زیادہ ہے اور اس کی وجہ ہے تمہاری بیوی جو ہر دم ٹی وی کے آگے بیٹھی سارے ڈرامے فلمیں دیکھتی ہے' اور اگر لوڈ شیڈنگ ہو تو اس میں جو تم نے اپنی بیوی کے لئے یو پی ایس لگوایا ہے اس میں وہ سارا ٹائم اپنا موبائل چارج کر کے جانے کیا کیا دیکھتی ہے''۔

''اماں! اس کا مطلب ہے آپ سارا وقت مجھ پر نظر رکھتی ہیں''۔ دعا تو روہانسی سی ہو گئی اور یہ ڈرامہ وہ شہیر حسن کے سامنے ہی کرتی تھی۔

''نظر نہیں رکھتی تمہارے شوہر کو دس ہزار کا حساب دے رہی ہوں' جو آج وہ بیٹا مجھ کو طعنہ مار رہا ہے دس ہزار کا''۔

''اماں چھوڑیں نا''۔ اجیارہ نے بلقیس آراء کے بازو پر ہاتھ رکھا' شہیر حسن کا چہرہ سرخ ہونے لگا تھا غم و غصے کی شدت سے۔

''نہیں کیوں چھوڑوں پورا حساب دینے دو''۔ بلقیس آراء نے اجیارہ کا ہاتھ اپنے بازو سے جھٹکا تھا۔

''یہاں اس گھر میں کچھ کہنا ہی گناہ ہے' نہیں کھانا مجھے کھانا''۔ شہیر حسن سے جب کچھ بن نہ پڑا تو وہ غصے سے دستر خوان سے اٹھا اور کمرے کی جانب بڑھ گیا اپنے بیڈ روم میں جا کر دروازے کو اتنی زور سے بند کیا کہ اجیارہ نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیا تھا' دعا نے بھی روٹی کا نوالہ چھوڑا اور کھڑی ہو گئی' بلقیس آراء کو غصے سے گھورتی ہوئی شہیر حسن کے پاس چلی آئی تاکہ اس کی برین واشنگ اور کر سکے۔

''کیا ضرورت تھی بھایا کے منہ لگنے کی دیکھا شہیر بھایا اور دعا بھابی دونوں بغیر کھانا کھائے دستر خوان سے اُٹھ کر چلے گئے''۔ اجیارہ کو بھی کھانا کھانا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

''تم کیوں ان کی فکر میں گھلتی ہو دفعہ کرو تم کھانا کھاؤ''۔ بلقیس آراء کی آنکھوں میں نمی تھی انہوں نے اجیارہ کی پلیٹ میں سالن نکال کر روٹی اس کے ہاتھ میں تھمائی۔

''میرا دل نہیں چاہ رہا''۔ اس نے وہ روٹی واپس ہاٹ پاٹ میں ڈال دی۔

''لو پھر میں بھی نہیں کھاتی''۔ بلقیس آراء نے اپنی پلیٹ آگے کو کھسکا دی' اجیارہ نے بے چارگی بھری نظروں سے ان کو دیکھا تھا۔

''اماں! تم دوائی کھاتی ہو نا رات کی؟''

''اگر آج نہیں کھائی تو مر نہیں جاؤں گی''۔

''اللہ نہ کرے اماں! جو تمہیں کچھ ہو''۔ وہ تڑپ کے ان کے قریب آئی تھی اور روہانسی سی ہو کر ان کے کندھے پر اپنا سر ٹکا لیا تھا' بلقیس آراء کو اپنے رویئے کا شدت سے احساس ہوا تھا' اجیارہ کا دل دکھا تھا اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''اچھا چل ہٹ میں تو یونہی مذاق کر رہی تھی بھلا تمہیں یوں اکیلا چھوڑ کے جا سکتی ہوں' پہلے تمہاری شادی کروں گی تمہیں تمہارے سسرال بھیج کے پھر سکون سے قبر میں جاؤں گی''۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے اجیارہ کو بوسہ دیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''اماں! پھر الٹی بات''۔ وہ ناراضی سے بولی۔

''اب نہیں کرتی یہ لو آج میرے ہاتھ سے کھانا کھاؤ''۔ اماں نے لاڈ و دلار سے اسے کھانا اپنے ہاتھوں سے کھلایا تھا' ان کا خود کا تو دل نہیں چاہ رہا تھا کہ ان کے بیٹے نے نہیں کھایا مگر اجیارہ کی خاطر مجبوراً کھانا پڑا۔

''اچھا سنو! کل زینت تمہارے لیے ایک بہت اچھا رشتہ لے کر آئے گی' لڑکے کا اپنا گھر اپنا گاڑیوں کا شو روم ہے' آج زینت نے مجھے تصویر دکھائی ہے لڑکا بھی بہت اچھا ہے خوبصورت سا میں نے تو کہہ دیا زینت کو کہ یہ رشتہ میری بیٹی کے لیے ہی لگوانا اور سب سے اچھی بات تو یہ ہے کہ لڑکے والوں کو تم بہت پسند آئی ہو''۔ کھانا کھانے کے بعد اجیارہ نے دستر خوان سمیٹا اور اپنے' بلقیس آراء کے لیے گرم گرم چائے بنا لے آئی۔

''مگر اماں! میں تمہیں اکیلا چھوڑ کے کہیں نہیں جانے والی''۔

''شش''۔ بلقیس آراء نے فوراً ڈپٹا۔

''بدشگونی کی باتیں مت کرو رشتہ بہت بہترین آیا ہے میں منع نہیں کروں گی اگر ایک ہفتے میں بھی وہ لوگ شادی کا بولیں گے میں کر دوں گی''۔

''اماں! میں تمہیں بوجھ لگنے لگی ہوں''۔ اجیارہ نے افسردگی سے کہا۔

''نہیں میری جان! مگر ہم اس حقیقت سے بھی نظریں نہیں چرا سکتے کہ میری زندگی سے میری سانسوں کی ڈور کب ٹوٹ جائے' تمہارا بھائی اور بھاوج ایسے نہیں ہیں جن پر میں بھروسہ کر سکوں''۔ بہت زیرک سوچ تھی ان کی جو اجیارہ کی تو قطعی سمجھ میں نہیں آئی مگر ہاں وہ اتنا تو سمجھ گئی تھی کہ ہماری ماں جو سوچتی یا جو کہتی ہے اپنی اولاد کے لئے یقیناً بہت سے راز چھپے ہوتے ہیں ان میں' جنہیں وہ اپنی اولاد سے بعض اوقات شیئر نہیں کرنا چاہتی۔

''پتہ نہیں اماں! تم کیا بول رہی ہو میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا''۔

''ابھی تمہیں کچھ سمجھ میں نہیں آئے گا' ابھی نہیں جب میری عمر کو پہنچو گی جب سب سمجھ آ جائے گا' اب بہت رات ہو گئی ہے صبح اٹھتے ہی سب سے پہلا کام یہ کرنا کہ وہ جو کاٹن کا ایمبرائیڈری سوٹ دھانی اور فیروزی لا کر دیا تھا' اس کو استری کر کے ہینگر کر دینا' شام کو وہی پہننا ہے''۔ بلقیس آراء بہت خوش تھیں اس رشتے کو لے کر وہ تو دستر خوان پر شہیر اور دعا کو بھی بتانا چاہ رہی تھیں مگر بدمزگی ایسی ہو گئی کہ چپ کر گئیں۔ اجیارہ نے بغور بلقیس آراء کو مسکراتے دیکھا اور چائے کا کپ لے کر کچن میں رکھنے چلی آئی۔

''اتنی دیر کر دی میں کب سے آپ کا انتظار کر رہی تھی''۔ دعا کی جھنجلاتی ہوئی آواز کانوں میں پڑی تھی' اجیارہ نے کچن کی کھڑکی سے جھانک کے دیکھا۔

''ارے یار! اتنی لمبی لائن لگانی پڑی اتنا رش تھا جبھی دیر ہو گئی''۔ یہ شہیر حسن تھا جس کے لب و لہجے میں اپنی بیوی کے لئے پیار' لگاوٹ' چاہت' نرمی' سب کچھ تھا' اس کے ہاتھ میں بڑا سا شاپر تھا جس میں دو تین بڑے بڑے ڈبے تھے۔

''اچھا اب موڈ خراب مت کرو بروسٹ اور برگر ٹھنڈا ہو جائے گا تو سارا مزہ خراب ہو جائے گا''۔

''ٹھیک کہتے ہیں چلیں جلدی سے کمرے میں آ جائیں''۔ دعا نے وہ شاپر جھپٹنے کے سے انداز میں شہیر سے لے لیا تھا۔

''دعا! اجیارہ کو بھی بلا لو وہ بھی کھا لے گی اسے Metro کا برگر بروسٹ بہت پسند ہے''۔ شہیر کے لہجے میں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اجیارہ کے لئے محبت جاگی تھی۔

''خدا کے لئے شہیر! آپ میرا موڈ خراب مت کریں' اور ویسے بھی اماں اور اجیارہ نے کھانا کھالیا ہے وہ کھانا کھا کے سو بھی گئی ہوں گی''۔

''اچھا...... چلو پھر ہم کیوں بھوکے رہیں''۔ دونوں اپنے بیڈروم میں چلے گئے تھے۔ کچن میں کھڑی اجیارہ کا دل [illegible] طرح دکھا آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ بیوی کے لئے اتنی چاہت ومحبت اور جو ماں نو ماہ اپنی کوکھ میں رکھ کے اسے جنم دیتی ہے پھر اتنی تکلیف دہ مرحلے سے گزر کے اسے پیدا کرتی ہے اسے پالتی پوستی ہے' اس ماں کے لئے شادی ہوتے ہی یہ بیٹے آنکھیں کیوں پھیر لیتے ہیں' لہجہ کیوں بدل جاتا ہے' رویے کیوں اکھڑے اکھڑے ہو جاتے ہیں۔ اجیارہ نے نہایت تکلیف سے ان کا [illegible] رکھا تھا' اور اپنے آنسو صاف کرتی اماں کے پاس آ گئی تھی جو دوائی کھا کے سو گئی تھیں۔

☆☆☆☆

''مما......'' خاقان ترمذی اور سبرینہ دونوں اس وقت ٹی وی پر کوئی نیوز دیکھ رہے تھے غنویٰ اپنے اور ان دونوں کے لئے کافی کا بھاپ اڑاتا مگ لے کر آئی تھی اور ٹیبل پر رکھ دیا تھا۔

''ارے غنویٰ بیٹی! آپ ابھی تک سوئی نہیں''۔ سبرینہ نے اپنے پژمردہ چہرے پر خوشی بھری مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا اور دونوں ہاتھ پھیلا کر اسے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ دیا غنویٰ بھی مسکراتی ہوئی ان کے پہلو میں آ بیٹھی تھی۔

''بھئی مجھے تو اس وقت کافی کی شدید طلب ہو رہی تھی جو میری بیٹی نے میرے سامنے گرما گرم لا کر رکھ دی''۔ خاقان ترمذی نے بشاش لب ولہجے میں کہتے ہوئے بھاپ اڑاتا کافی کا مگ اٹھا لیا تھا۔ غنویٰ نے بغور ان دونوں کو دیکھا تھا وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ ان دونوں کا بشاش لب ولہجہ خوشی بھری مسکراہٹ سب اسے دکھانے کے لیے ہے' ورنہ وہ دونوں اس کے لیے کتنا فکرمند کس قدر پریشان ہیں کیا وہ جانتی نہیں تھی مگر وہ اب اپنے عزیز ترین والدین جان چھڑکنے والے مما' ڈیڈ کو مزید کوئی دکھ کوئی پریشانی نہیں دے گی' اس نے بہت سوچ سمجھ کر ایک فیصلے پر مہر ثبت کرتے ہوئے دونوں کو خوش کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

''کیا سوچ رہی ہو میری جان؟'' سبرینہ نے غنویٰ کے معصوم سے چہرے پر سوچ تحریر پر نظر ڈالی تھی۔

''جی...... کچھ نہیں''۔ وہ چونک کر رہ گئی۔

''مما......!'' غنویٰ نے سبرینہ کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

''بولو مما کی جان''۔

''میں شادی کے لئے راضی ہوں آپ جس رشتے کی بات کر رہی تھیں انہیں اوکے کر دیجئے''۔ سبرینہ تو جیسے خوشی سے نہال ہی ہو گئیں مگر انہوں نے پھر سے تصدیقی نظروں سے غنویٰ کو دیکھا کہ آیا کہیں ان کے سننے میں کچھ غلط تو نہیں ہے جو کہ غنویٰ نے محسوس کر لیا تھا۔

''آئی ایم سیریس مما!''

''بیٹا غنویٰ! مگر آپ ہماری وجہ سے اس رشتے کے لیے حامی بھر رہی ہیں تو بیٹا آپ پر کوئی زبردستی نہیں ہے آپ کی اپنی زندگی ہے اپنی خوشی سے گزاریئے رہا شادی والا معاملہ تو آپ جب اپنی رضامندی دل سے دیں گی تو وہ بھی ہو جائے گی مگر دباؤ میں آ کر کوئی ایسا فیصلہ مت کریئے جس کے لیے بعد میں آپ کو پرابلم ہو' ہمیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

صرف آپ کی خوشی درکار ہے"۔ خاقان ترمذی نے کافی کا ایک گرم سپ لے کر واپس ٹیبل پر رکھ دیا تھا ان کا سارا دھیان غنویٰ اور سبرینہ کی جانب تھا' غنویٰ کا شادی کے لئے راضی ہونا سبرینہ کا خوشی سے نہال ہونا' مگر کہیں ایسا تو نہیں وہ اپنی خوشی کی خاطر اپنی لخت جگر کے ساتھ کوئی ناانصافی کر رہے ہیں' بے شک انہوں نے بارہ سال سے غنویٰ کے معاملے میں چپ سادھ لی تھی مگر ایسا نہیں تھا کہ وہ اپنی اکلوتی پیاری معصوم بیٹی سے بے پرواہ بے خبر رہے ہوں' اس کی شادی وہ بھی چاہتے تھے مگر اپنی مرضی غنویٰ پر مسلط کر کے زبردستی اس کی شادی کروا کے غنویٰ کے اعتماد اس کی شخصیت کو مجروح نہیں کرنا چاہتے تھے اس لئے غنویٰ کی شادی کے لئے رضامندی دینے پر وہ چپ نہیں رہے تھے۔ غنویٰ نے نم آنکھوں سے خاقان ترمذی کو دیکھا تھا' وہ اپنے رب کا جتنا شکر ادا کرتی کم تھا جو اسے اتنے اچھے چاہنے والے ماں باپ دیئے تھے جو صرف اس کی خوشی میں خوش رہنا جانتے تھے۔

"آئی لو یو ڈیڈو!" غنویٰ سبرینہ کے پہلو سے اٹھی اور خاقان ترمذی کے قدموں میں جا بیٹھی تھی۔

"آئی لو یو ٹو اینڈ آئی پراؤڈ آف یو' مجھے اپنی بیٹی پر فخر ہے اور اپنے رب کا شکر گزار بھی کہ اس نے اتنی فرمانبردار بیٹی میرے نصیب میں دی ہے"۔ خاقان ترمذی نے جھک کر غنویٰ کے بالوں پر بوسہ لیا تھا' سبرینہ نے نم آنکھوں سمیت شفقت سے غنویٰ کو دیکھا تھا۔

"ڈیڈو! یہ سچ ہے کہ میں اس رشتے کے لئے دل سے راضی ہوں"۔ غنویٰ نے خاقان ترمذی کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر ان پر بوسہ لیا تھا۔

"غنویٰ"۔

"مما! اب کوئی بات نہیں میں واقعی بہت خوش ہوں"۔ غنویٰ نے سبرینہ کے گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر مزید آگے انہیں کچھ بولنے سے روک دیا تھا۔

"مگر میری شرط ایک اور بھی ہے"۔

"وہ کیا......؟" خاقان ترمذی اور سبرینہ نے بیک وقت کہا تھا۔

"وہ یہ کہ کل کی اینول پارٹی میں آپ دونوں میرے ساتھ جامعہ چلیں گے"۔

"اوکے ڈن"۔ سبرینہ نے تو فوراً حامی بھر لی تھی۔

"مگر مائی چائلڈ! میری طرف سے ڈن نہیں ہے"۔ خاقان ترمذی نے اپنا دایاں ہاتھ اوپر اٹھا کے کہا۔

"کیوں ڈیڈو؟" اس نے بچوں کے سے انداز میں کہا تھا۔

"وہ اس لئے کہ کل ہمارے آفس میں ایک ڈیلی گیشن آرہا ہے وہ میٹنگ بھی بہت اہم ہے اور آپ تو جانتی ہیں کہ مجھے ان سب شور شرابے سے الجھن ہوتی ہے مگر آئی پرومس کہ میں آپ دونوں کو رات کو جامعہ سے پک کر لوں گا ناصر اور میری طرف سے "پرل" میں ایک شاندار ڈنر بھی"۔

"اٹ از ناٹ فیئر ڈیڈو! آپ جتنی تیزی سے ناراض کرتے ہیں اس سے کہیں جلدی منا بھی لیتے ہیں"۔ غنویٰ نے اپنے شفیق باپ کو پیار بھری نظروں سے دیکھا تھا۔

"اس لئے کہ آپ ہم سے خفا نہ ہوں"۔ انہوں نے غنویٰ کی چھوٹی سی ناک دبائی۔

"اب ایسا ہے کہ کافی تو بالکل ٹھنڈی برف ہوگئی پینے میں بھی مزہ نہیں آئے گا"۔

"نو پرابلم ڈیڈو! میں ہم تینوں کے لیے دوسری گرما گرم کافی بنا کے لاتی ہوں"۔ غنویٰ مسکراتی ہوئی ٹرے اٹھاتی کچن میں چلی آئی تھی۔ غنویٰ کے جانے کے بعد سبرینہ نے اپنا سیل فون اٹھایا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''اب یہ آپ کیا کرنے لگی ہیں؟'' خاقان ترمذی کا اشارہ ان کے سیل فون کی جانب تھا۔

''میں سارہ کو فون کر رہی ہوں اور اسے غنویٰ کی شادی کے لئے رضامندی دینے کی خوشخبری سنانے لگی تھی''۔ سبرینہ کے چہرے پر خوشی کے سارے رنگ تھے۔

''سبرینہ! آپ کو لگتا ہے کہ آپ ٹھیک کر رہی ہیں؟'' خاقان ترمذی نے سبرینہ کو سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا' غنویٰ کی رضامندی سے وہ بھی بہت خوش ہوئے تھے مگر دل میں کہیں یہ سوال بھی اٹھا تھا کہ اپنی خودغرضی میں وہ غنویٰ کے ساتھ کوئی ناانصافی نہ کر جائیں۔

''خاقان! آپ کے دل ودماغ میں جو بھی خدشات وہم یا سوالات ہیں وہ سب ہیں تو بالکل درست مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ سب لامعنی ہیں' ہمیں ہماری بیٹی کو ایک خوشیوں بھری آسائشوں سے مکمل زندگی دینی ہے جس میں وہ اپنے دن ورات بھرپور بغیر ڈرے اعتماد کے ساتھ گزارے اور غنویٰ کے لئے رافع ثانی سے بڑھ کر مجھے کوئی نہیں لگتا' میں رافع ثانی سے پرسنلی مل چکی ہوں' وہ ایک سعادت مند' فرمانبردار' خوش شکل اور بہترین انسان ہیں جو ہماری غنویٰ کے لئے بیسٹ ہیں''۔

''اوکے! اگر آپ مطمئن ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بس ایک ذرا سی ریکویسٹ کہ غنویٰ سے ایک بار اور تسلی سے پوچھ کر پھر سارہ کو جواب دے دیجئے گا''۔

''ٹھیک ہے آپ کی خواہش سر آنکھوں پر''۔ سبرینہ مسکرا دیں اور سیل فون واپس ٹیبل پر رکھ دیا تھا۔ خاقان ترمذی اور سبرینہ کے چہرے پر زندگی سے بھرپور خوشی بھری چمک تھی جسے غنویٰ نوچنا نہیں چاہتی تھی۔

☆☆☆

''کم آن ڈارلنگ''۔ ازبیلا نے پیچھے پلٹ کر دیکھا' ذکی وہیں دروازے پر رک چکا تھا' یہ ریڈ لائٹ ایریا تھا' یہاں کی طوائف زادیاں دور دور تک مشہور تھیں اپنے ہوشربا حسن' اپنی قاتلانہ اداؤں' جان لیوا رقص' پیروں میں بندھے گھنگھرو کی جھنکار کی وجہ سے یہاں بڑے بڑے امیر زادے بگڑے رئیس' وڈیرے سب یہاں اپنا دل بہلانے آتے تھے۔

ذکی نے ازبیلا کے بھٹکتے عریاں حسن کو بغور دیکھا تھا اور ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے اندر داخل ہوا تھا۔

''ہائے''۔ وہاں کتنی ہی لڑکیاں ذکی کو دیکھ کر اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر ''آہ'' بھر کے رہ گئی تھیں' کچھ کے تو سینے پر سانپ بھی رینگ گئے تھے ازبیلا کے ساتھ ذکی کو دیکھ کر۔

''ازبیلا! تو لڑکیاں لے کر آتی ہے یہاں کیا خوبصورت اور ڈیشنگ لڑکوں کی سپلائی کا کام بھی شروع کر دیا ہے''۔ ایک لڑکی نے جس نے بڑی مہارت سے خوبصورت سا میک اپ کیا ہوا تھا' اس نے ازبیلا کو طنزیہ نظروں سے دیکھا اور پھر للچائی نظروں سے ذکی کو دیکھنے لگی تھی ازبیلا کا قہقہہ بڑا جاندار تھا۔

''تو باز نہیں آئے گی اپنی حرکتوں سے شبنم!'' ازبیلا کو اس کی طنزیہ بات بالکل بری نہیں لگی تھی بلکہ وہ تو اب اس کو انجوائے کرتی تھی اس کی حاسدانہ طبیعت' اس کی جیلسی اس کی طنزیہ اور زہریلی کڑوی باتوں پر ہنستی تھی۔

''کیا کریں اپنا تو کام ہے جہاں خوبصورت اور چارمنگ مرد دیکھو اپنا کام نکلواؤ''۔ شبنم دو قدم ذکی کے پاس بڑھی تھی اور بغور اس کے گرے کانچ میں جھانکنے لگی تھی۔

''مگر میری جان! یہاں تو انٹری کا بورڈ لگا ہوا ہے' کیونکہ یہ ٹام کروز میرا ہے''۔ ازبیلا نے بڑے اعتماد سے ذکی کے بازو پر اپنا سر دھرا تھا۔

''اچھا''۔ شبنم واپس دو قدم پیچھے ہٹی اور ایک اونچا مگر طنز سے بھرپور قہقہہ لگایا تھا' جیسے اس کا مذاق اڑا رہی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ہو، شبنم کی یہ ہنسی کوئی ایک دومنٹ تک تو رہی ہی ہوگی یہاں تک کہ اس کی آنکھوں میں پانی آگیا۔

''قسم سے ازبیلا تو مذاق بہت اچھا کرتی ہے''۔

''کیا مطلب ہے تیرا؟'' ازبیلا کی کمان جیسی ابروا چکی تھیں۔

''تجھے نہیں یاد یہی بات تو نے انیق واحدی کے بارے میں کہی تھی۔ وہی بے غیرت کم ذات جو یہاں اس جگہ کبھی اپنے دن تو کبھی اپنی راتیں رنگین کرنے آتا ہے''۔ کس قدر نفرت تضحیک تھی اس کے لب و لہجے میں انیق واحدی کے لیے ذکی تو ناسمجھی کی کیفیت میں کبھی شبنم تو کبھی ازبیلا کو تکنے لگا تھا۔

''کیا بکواس ہے یہ؟'' ازبیلا صحیح معنوں میں گڑبڑا کے رہ گئی۔ شبنم کی فضول بات ضرور تھی مگر اس کے لیے ایک کڑوا سچ بھی تھی اور اس کے اس کڑوے سچ کی وجہ سے ذکی اور ازبیلا کی دوستی پر فرق آسکتا تھا جو ازبیلا کو قطعی برداشت نہیں تھا۔

''چل تیری نظر میں بکواس ہی سہی یہ کڑوا سچ''۔

''ویسے تو کہاں دفع ہو رہی تھی؟''

''مجھے نہیں پتہ تھائی لینڈ سے عابد جوفا آیا ہے' اسی کی خدمت گزاری کے لئے سنیتا بائی مجھے بھیج رہی ہے''۔

''عابد جوفا''۔ ازبیلا نے یہ نام دھیرے سے دہرایا تھا' مگر تیز ترین سماعت رکھنے والی شبنم کے کانوں سے محفوظ نہیں رہ سکی تھی۔

''ہاں عابد جوفا...... اب دیکھ ناں' یہاں کی سب سے ہاٹ اینڈ سیکسی' ہوشربا حسن رکھنے والی صرف ایک میں ہی تو ہوں ورنہ سنیتا بائی تجھے نہ بھیج دیتی''۔ شبنم نے بہت کچھ اسے جتایا تھا۔

''شبنم''۔ پیچھے سے سنیتا بائی کی چنگھاڑتی آواز ابھری تھی۔ شبنم نے پیچھے پلٹ کر دیکھا تھا' وہ یہیں اس کے پاس آرہی تھیں۔

''تو ابھی تک یہیں پر ہے گئی نہیں''۔

''بس جا ہی رہی تھی وہ تو راستے میں ازبیلا ٹکرا گئی''۔ شبنم نے طنزیہ مسکراہٹ سمیت ازبیلا کے فق چہرے کو دیکھا تھا۔

''اچھا اب جا جلدی نیچے عابد جوفا کا ڈرائیور انتظار کر رہا ہے''۔ سنیتا بائی نے کرخت آواز میں اس کو حکم دیا' شبنم نے ترچھی نظروں سے سنیتا بائی کو دیکھا اور پھر ذکی کی طرف بڑھی۔

''کبھی آنا ہمارے پاس بھی آپ کی خدمت میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے''۔ اور پھر بالوں کو جھٹکا دیتی ایک طنزیہ مسکراہٹ ازبیلا کی طرف اچھالتی آگے بڑھ گئی۔

''اس کی زبان حد درجہ قینچی کی طرح چلنے لگی ہے کاٹتی کیوں نہیں ہو؟'' ازبیلا کے خوبصورت چہرے پر غصے کے رنگ واضح نمایاں تھے۔

''چل دفع کر تو کیوں اس کا غم پالتی ہے سن کر رفع دفع کیا کر' سالی ہے بھی تو خوبصورت ٹھیک ٹھاک کام آتی ہے''۔ سنیتا بائی کے لب و لہجے میں شبنم کے لیے فخر بول رہا تھا۔

''تم بھی ٹھیک کہتی ہو' اچھا یہ بتاؤ عابد جوفا آیا ہے تم نے مجھے بتایا نہیں''۔

''اب کیا ساری باتیں یہیں کرلے گی کھڑے کھڑے اندر چل''۔ سنیتا بائی کی نظر خاموش سے ذکی پر پڑی۔

''یہ وہی ہے تیرا ٹام کروز؟''

''تم جانتی ہو ہر ایرے غیرے کو میں اپنے ساتھ لئے گھومتی پھرتی بھی نہیں ہوں''۔ ازبیلا نے چاہت سے ذکی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-



www.paksociety.com

کو دیکھا۔

''ہاں ہاں میں سب جانتی ہوں ایسے ہی تو مجھے تم دونوں پر فخر نہیں ہے''۔ سنیتا بائی کا اشارہ شبنم کی جانب تھا۔

''اچھا اب تو بتا دو عابد جوفا کا کیا قصہ ہے خیریت وہ یہاں کراچی کیا کرنے آیا ہے''۔ ازبیلا جانے بغیر رہ بھی نہیں سکتی تھی۔

''جانتی ہوں تیری عادت جانے بغیر رہ بھی نہیں سکتی''۔ وہ مکروہ ہنسی کے ساتھ بولی تھیں۔

''جب جانتی ہو تو کیوں سپنس رکھتی ہو''۔

''جو لڑکیاں تو نے یہاں بھجوائی تھیں عابد جوفا خود انہیں یہاں دیکھنے آیا ہے اور جو پسند آئیں گی انہیں اپنے ساتھ لے جائے گا اور جو نہیں تو جاتی ہیں وہ یہاں ہمارے ہاں کی زینت بن جاتی ہیں لوگوں کا امیرزادوں کا دل بہلاتی ہیں''۔

''وہ تو ہے''۔ ازبیلا مسکرا دی۔

''چل آ اندر ایک نئی لڑکی کو ٹرین کر کے اس کو آج محفل کی زینت بنایا ہے''۔

''کونسی والی؟''

''ارے وہی جسے ایدھی سینٹر کے روڈ سے اٹھایا تھا بڑی خوبصورت سی ہے گوری چٹی تو دیکھ تو سارے بڑے رئیس اس پر اپنی دولت لٹا رہے ہیں اور کتنوں نے تو مجھے ایڈوانس رقم بھی دے دی ہے''۔ سنیتا بائی کے لہجے میں لالچ بول رہا تھا۔ وہ تینوں محفل رقص میں داخل ہوئے ذکی نے بغور لڑکی کو دیکھا جو نہایت زبردست رقص کر رہی تھی ذکی تو حیران ہی رہ گیا بلکہ دنگ بھی وہ لڑکی کوئی بارہ سال کی ہوگی ازبیلا نے بھی اس کو ناچتے ہوئے دیکھا اور ان سب لوگوں کو جن میں کچھ ساٹھ ستر سال کے آدمی تھے تو کچھ بیس پچیس سال کے خاندانی بڑے رئیس جو اس لڑکی کے رقص پر عش عش کر رہے تھے اور اس کے لہراتے دوپٹے کو کھینچ بھی رہے تھے۔

''سنیتا بائی! غلطی سے یا بھول سے بھی اس لڑکی کو کسی کے ساتھ بھیج مت دینا''۔ ازبیلا نے کہا۔

''کیوں نہیں بھیجوں دیکھ تو سہی جب ایک جھلک پر یہ سب اپنی دولت نچھاور کر رہے ہیں تو جب بھیجوں گی تو اچھا خاصا پیسا ملے گا''۔ کس قدر لالچ تھا سنیتا بائی میں ہوس تھی پیسے کی۔

''پاگل ہوئی ہو تم یہ لڑکی ابھی بارہ سال کی ہے''۔

''کہہ تو تو ٹھیک رہی ہے''۔ سنیتا بائی نے ازبیلا کو پرسوچ نظروں سے دیکھا تھا۔

''چل بیٹھ......'' وہ تینوں وہیں سفید چاندنی پر بیٹھ گئے۔

''اب بتا یہاں کس کام سے آئی تھی''۔

''میں تو انہی لڑکیوں کے لئے آئی تھی Skype پر عابد جوفا کو دیکھاتی مگر وہ خود ہی یہاں آ گیا تو میرا مسئلہ ہی حل ہو گیا''۔

''ہاں یہ تو ہے''۔

''تم اپنی سناؤ سید آغا شہباز علوی سے بات ہوئی؟''

''شش......'' سنیتا بائی نے فوراً اسے اس کا ہاتھ دبا کر آنکھوں کے اشارے سے اسے آگے کچھ بولنے سے منع کر دیا اور ایک اشارہ ذکی کی موجودگی کی طرف بھی کیا۔

(باقی آئندہ)

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''خدا کے لیے چھوڑ دو میرا پیچھا خود بھی سکون سے جیو اور میرا بھی سکون برباد مت کرو۔ مجھے نفرت ہے تم سے تمہارے بدکار چہرے سے بے پناہ نفرت۔'' ہیجانی انداز بے رحم لہجہ آواز تھی کہ کوئی بے درد ضرب جو اٹھتے بیٹھتے جاگتے سوتے اس کے کانوں میں گونج کر ہمہ وقت اسے ذہنی اذیت سے دوچار کیے رکھتی تھی۔ اس وقت وہ ٹرانکو لائز کے زیر اثر بمشکل چند گھنٹے ہی سو پایا تھا کہ وہ زہر آلود لہجہ اور بے درد الفاظ ایک بار پھر اس کی سماعتوں سے ٹکرا کر دل و دماغ میں طوفان برپا کرنے لگے۔ کمرے میں شدید گھٹن کا احساس ہوتے ہی اس نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھولیں پاس پڑا پانی کا گلاس حلق میں انڈیلنے کے بجائے خود پر گرایا اور اسی اضطراب کی سی کیفیت میں کمرے سے باہر نکلا۔ غیر ارادی طور پر اس کی نگاہیں رسٹ واچ کی جانب اٹھیں۔ شام کے سات بج رہے تھے۔ ریسٹ واچ سے نگاہ پھسلی تو اسے اپنے ننگے پیر دیکھ کر جاگرز کا خیال آیا۔ وہ مڑا اور سفید جاگرز ہاتھ میں لیے باہر آگیا۔ فلیٹ لاک کرنے کے بعد وہ وہیں سیڑھیوں پر ٹک گیا اور غائب دماغی کے عالم میں جھک کر جوگرز پہننے لگا۔ تسمے باندھتے ہوئے اس نے دوبارہ سر اٹھا کر اِدھر اُدھر لوگوں کو دیکھتے ہوئے کچھ سوچنے کی ناکام کوشش کی اور پھر اسی

مکمل ناول



ثناء ناز

خالی الذہنی کے عالم میں سیڑھیاں اتر گیا۔ یخ بستہ دسمبر کی اس سوگوار شام میں سردی اپنے جوبن پر تھی۔ وہ نوجوان سلیپنگ ڈریس پہنے ہوئے تھا۔ بڑھی ہوئی شیو اڑے اڑے سے بال اس یخ بستہ شام سے بھی زیادہ سرد منجمد نگاہیں۔ وہ اپنے حلیے سے بے نیاز ارد گرد کی پروا کیے بنا بس چلا جا رہا تھا۔ راستے میں اوور کوٹ اور گرم سوئٹرز میں ملبوس اکا دکا نظر آ رہے تھے۔ اس نے ایک اجنبی سی نظر ان لوگوں پر ڈالی اور بے تاثر سا چلتا ہوا اپنے حلیے کا جائزہ لینے لگا۔ اس نے اپنے پیروں کی طرف دیکھا جہاں گرم جرابوں کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ اس نے دوسری نظر ٹھنڈ میں منجمد ہوتے اپنے سرخ ہاتھوں پر ڈالی، جہاں کوئی دستانہ موجود نہ تھا اس نے سر پر بھی کوئی گرم ٹوپی نہیں پہنی تھی۔ وہ واحد سلیپنگ ڈریس میں ملبوس تھا مگر پھر بھی ہر اٹھتے قدم کے ساتھ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا، جیسے اس کے دل و دماغ پر بوجھ بڑھ رہا ہو، یہ اس کا وہم تھا یا حقیقت وہ جان نہیں پایا مگر سخت سردی کے باوجود بھی اسے اپنا آپ مکمل طور پر شدید پسینے میں شرابور لگا۔ سوسائٹی سے نکلتے ہی نوجوان نے اپنے قدموں کی رفتار مزید بڑھا دی۔ سامنے کشادہ مورتل تھا اس مورتل کے پیچھے کئی پہاڑ تھے۔ اگلے کچھ لمحوں میں اس نے اپنے آپ کو سامنے موجود پہاڑوں کی طرف بے خود سا بھاگتے ہوئے محسوس کیا۔

''مجھے تم سے نفرت ہے بے پناہ نفرت۔'' بے درد انداز ظالمانہ مسکراہٹ اس کے کانوں میں مسلسل گونج رہی تھی۔ ان آوازوں سے چھٹکارا پانے کے لیے وہ کہیں دور بہت دور بھاگ جانا چاہتا تھا، جہاں کوئی مسکراہٹ کوئی آواز کوئی احساس ندامت اس کا پیچھا نہ کر سکے۔

''میں مجرم نہیں ہوں خدا کے لیے مجھے معاف کر دو یا پھر وہ لمحات لوٹا دو جہاں میں تھا۔ جہاں دور تک تمہاری

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com

پرچھائی بھی موجود نہیں تھی۔" وہ ایک ٹوٹے ہوئے تنے کی مانند گھٹنوں کے بل پتھروں پر جھکا ہوا کانوں پر ہاتھ رکھے خودترسی کے عالم میں چیخ رہا تھا۔ اس بات سے قطعی بے خبر کہ جس تک وہ اپنی آواز پہچانا چاہتا ہے وہ اس کے آس پاس کہیں بھی موجود نہیں ہے۔ اس سے بھی زیادہ ٹوٹا ہوا اس کا بے بس لہجہ تھا۔ آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر برسے تو آسمان بھی اس کے دکھ میں شریک ہونے کی غرض سے برسنے لگا۔ بارش کی شدت بہتے آنسوؤں کی شدت کو مات دینے لگی تو اس نے واپس جانے کے لیے قدم بڑھا دیے۔ سخت بارش، گھپ اندھیرے اور شدید دھند کے باوجود ہانپتا کانپتا فلیٹ میں داخل ہوا۔ چینج کرنے کے بعد اس نے ٹی وی آن کرنے کے ساتھ ساتھ ہیٹر آن کیا اور سائیڈ ٹیبل پر پڑی انرجی ڈرنکس کا اسٹاک ایک کے بعد ایک کر کے ختم کرتا چلا گیا۔ ٹی وی پر بلیک ساڑھی میں لپٹا ہوا ایک چہرا نمودار ہوا۔ اس ایک چہرے پر نگاہ پڑتے ہی اس کے لیے باقی ہر شے ساکن ہونے لگی اور باغی سوچوں کا احاطہ ایک بار پھر ماضی کی بے رحم گلیوں میں قدم رکھنے کو بے قرار ہوا۔ سسکیاں، آہیں، درد، چیخ وپکار، کہیں زندگی کے ختم ہونے پر ماتم کرتے اور کہیں زندگی کی نوید ملنے پر خوشی سے جگمگاتے چہرے۔

☆......☆

وہ نیورو وارڈ کے سامنے چاروں اطراف پھیلے وسیع وعریض لان کے ایک کونے پر پڑے بینچ پر تنہا خود میں سمٹے بیٹھی تھی۔ اس کی نگاہیں افراتفری کے عالم میں اِدھر سے اُدھر بھاگتے ہوئے ان گنت لوگوں پر جمی ہوئی تھیں۔ ہاتھ میں پکڑا سینڈوچ اور جوس کا مگ ویسے کا ویسا پڑا تھا۔ آنسوؤں کی ایک لکیر اس کے اداس زرد چہرے پر واضح تھی۔ سرخی مائل آنکھوں کے گرد پھیلے گہرے حلقے ایک الگ داستان غم سنا رہے تھے، جیسے وہ بہت دنوں سے مسلسل رو رہی ہو۔ ہوا کے زور پر اٹکھیلیاں کرتی بے ترتیب بالوں کی لٹیں کبھی اس کے اداس چہرے کا احاطہ کرتیں تو کبھی پیچھے کی جانب چلی جاتیں۔ کبھی کبھی کہیں دور سے ایمبولینس کا سائرن بجتا سنائی دیتا تو وہ دل تھام کر خود میں مزید سمٹ جاتی۔

راولپنڈی کے عقبی حصے میں موجود اس اسپتال میں بتائی جانے والی ہر شام اس کے لیے یہی درد بھرے لوازمات لے کر اترا کرتی تھی۔

"سروش تم یہاں بیٹھی ہو میں کب سے تمہیں ویٹنگ روم میں ڈھونڈ رہا تھا، اب کیسی طبیعت ہے خالہ جان کی؟" ارسل نے اسے اس ویران کونے میں تنہا بیٹھے دیکھ کر پوچھا۔ مسلسل بھاگ دوڑ کی وجہ سے اس کا سانس بری طرح پھولا ہوا تھا۔

"ماما! ابھی تک کومے میں ہیں وارڈ میں موجود مریض دیکھ کر میرا دم گھٹ رہا تھا۔ اس لیے میں یہاں کھلی فضا میں چلی آئی، بیٹھیں آپ۔" وہ سائیڈ پر ہو کر اس کے لیے جگہ بناتے ہوئے دھیرے سے بولی۔

"تم بہت بہادر ہو جو اتنا سب کچھ بنا کسی کا سہارا لیے تنہا فیس کر رہی ہو۔"

"جب اللہ کا ساتھ حاصل ہے تو ان عارضی سہاروں کی کیا ضرورت، بس دعا کیجیے گا وہ میرا حوصلہ یونہی بڑھائے رکھے۔" وہ ماتمی سا مسکراتی ہوئی کھوئی کھوئی سی بولی۔

"مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ آئی نو تھوڑا مشکل ہوگا مگر تمہیں بڑی ہمت اور صبر کے ساتھ میری بات سننی ہوگی۔" ارسل نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"بات تو مجھے بھی آپ سے کرنی تھی خیر پہلے آپ کہیے۔" وہ سامنے کھڑی ایمبولینس کی جلتی بجھتی ریڈ لائٹ پر نظریں گاڑے ہوئے سنجیدگی سے بولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''نہیں پہلے تم بتاؤ ہوسکتا ہے میری بات سننے کے بعد تم مجھ سے کوئی بات نہ کرنا چاہو۔'' اس نے ازلی صاف گوئی سے جواب دیا۔

''آپ مجھے ڈرا رہے ہیں؟'' سروش نے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدلا۔

''نہیں میں تمہیں حقیقت کا سامنا کرنے کے لیے تیار کر رہا ہوں بتاؤ کیا بات ہے۔''

''ارسل! وہ مما چاہتی ہیں جتنی جلدی ممکن ہو ان کی میجر سرجری سے پہلے ہمارا نکاح ہو جائے۔'' وہ جھجکتے ہوئے ماں کی خواہش زبان تک لا پائی۔ اس ایک لمحے میں اسے محسوس ہوا تھا کہ کسی لڑکی کے لیے خود اپنی شادی کی بات کرنا کس قدر مشکل ہوتا ہے۔

''آئی ایم سوری مگر اب ایسا ممکن نہیں رہا۔'' اس نے اپنا سر مزید جھکاتے ہوئے کہا۔

''کیوں پاسیبل نہیں رہا؟'' سروش نے جواز جاننا چاہا۔

''لو خود دیکھ لو۔'' ارسل نے مہرون اور گولڈن ویلوٹ میں لپٹا ایک نفیس سا ویڈنگ کارڈ اس کی جانب بڑھایا۔

''یہ کیا ہے؟'' وہ معاملے کی تہہ تک پہنچنے میں ناکام رہی۔

''پڑھ لو پتا چل جائے گا؟'' ارسل نے بیگانگی دکھانے کی کوشش کی۔

''یہ...... یہ تو آپ کی شادی کا کارڈ ہے۔'' وہ بے یقینی سے کہہ پائی۔

''ہاں یہ میری شادی کا کارڈ ہے۔'' اس نے اس کی بے یقینی پر تصدیق کی بے درد مہر لگاتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

''تم تو جانتی ہو ابو ہماری منگنی سے کبھی خوش نہیں رہے، اب انہوں نے زبردستی میری شادی اپنے مرحوم بھائی کی اکلوتی بیٹی سے طے کر دی ہے۔ ابا کہہ رہے تھے ان کے بھائی کی کروڑوں کی جائیداد ہے۔ یہ ساری جائیداد خاندان میں ہی رہے تو بہتر ہے اور ان کے نزدیک نتاشا کے لیے مجھ سے بہتر Match موجود نہیں تھا۔'' اس نے اپنی چچا زاد کا نام لیتے ہوئے وضاحت دی۔

''میں نے اور اماں نے بہت کوشش کی ابا کو منانے کی مگر تم تو جانتی ہو ان کی ہر بات پتھر پر لکیر ہوا کرتی ہے حالات چاہے جیسے بھی ہوں وہ اپنے فیصلے سے کبھی نہیں ہٹتے۔ اماں بہت شرمندہ تھیں ان میں اتنا حوصلہ نہیں تھا کہ وہ خالہ کا سامنا کر پاتیں جبھی مجھے آنا پڑا۔'' وہ دھیرے دھیرے سے اسے حقائق سے آگاہ کر رہا تھا۔

''ارسل! تم مذاق کر رہے ہو نا؟'' جانے کیا بات تھی دل و دماغ اس قدر بے ہودہ مذاق کو حقیقت سمجھنے سے عاری تھے۔

''نہیں سروش! یہی حقیقت ہے ابا نے دھمکی دی ہے اگر کسی نے ان کے فیصلے کی مخالفت کی تو وہ خودکشی کر لیں گے۔'' وہ بے بس تھا۔

''میں تمہاری منگیتر ہوں۔ آج سے نہیں پچھلے 18 سالوں سے۔'' اس نے چیختے ہوئے ارسل کو یاد کروانے کی کوشش کی۔

''تمہیں ایک پل کے لیے خیال نہیں آیا کہ میرا کیا ہوگا میرا تھا ہی کون تم لوگوں کے سوا جواب تم یہ رشتہ بھی ختم کرنے آ گئے ہو۔'' آنسو پلکوں کی باڑ میں آ ٹھہرے۔

''امی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، وہ اندر آئی سی یو میں پڑیں زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی ہیں اور تمہیں نیا رشتہ جوڑنے کی پڑی ہے تم لوگ اس قدر ظالم کیسے ہو سکتے ہو، ماما کہہ رہی تھیں وہ جلد از جلد ہمارا نکاح کرنا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

چاہتی ہیں۔ میں کس منہ سے جاؤں گی ان کے پاس کیا جواب دوں گی۔ دیکھو پلیز ابھی رک جاؤ، ابھی یہ رشتہ ختم مت کرو ورنہ میری ماں یہ صدمہ سہہ نہیں پائے گی۔" وہ بے یقینی کے عالم میں ٹوٹے پھوٹے الفاظ ادا کر رہی تھی۔

"ابا کے فیصلے کے آگے میں مجبور ہوں سروش مجھے معاف کر دینا۔" وہ مزید عاجز ہوا۔

"ہونہہ......!" وہ بے بسی سے مسکرائی اس کی مسکراہٹ بڑی اداس اور رلا دینے والی تھی۔

"تم سب نے اس موڑ پر آ کر میرا ساتھ چھوڑا ہے جب مجھے تم لوگوں کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ خیر کیا کیا جائے دنیا مفاد پرست جو ٹھہری۔" وہ گردن ہلا کر خود ہی اپنی بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"اب تم جاؤ یہاں سے میں نے تم سب کو معاف کیا۔" یہ کہنے کے ساتھ ہی اس نے اپنے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں موجود رنگ اتاری جو خالہ نے اسے ڈگری کمپلیٹ ہونے پر بڑے چاہ سے پہنائی تھی اور ارسل کے ہاتھ میں تھما دی۔

"میں بے بس ہوں۔" وہ جذباتی ہوا۔

"میں سمجھتی ہوں۔" وہ خود کو سنبھالتے ہوئے سرد مہری سے بولی۔

"سروش! کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے کال کر لینا۔"

"نہیں ارسل! جب وہ آزمائش میں ڈالتا ہے تو چٹان سا حوصلہ بھی عطا کر دیتا ہے۔ اس کا شکر ہے اس نے سروش درانی کو کسی کا محتاج نہیں بنایا۔ اب تم جا سکتے ہو۔ دو دن بعد امی کی سرجری ہے۔ ہو سکے تو دعا کر دینا۔"

وہ ٹوٹے ہوئے دل کی کرچیاں سمیٹے ہوئے تیزی سے مڑی تو آنسوؤں کا طوفان چھلکنے کو بے قرار ہوا۔ اسے سگے خونی رشتوں سے اس قدر خود غرضی کی امید نہیں تھی اور شاید کسی کو بھی نہیں ہوا کرتی۔ ارسل جا چکا تھا۔ وہ پلٹ کر دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ اسے پکارنا نہیں چاہتی تھی، وہ کمزور پڑنا نہیں چاہتی تھی۔ زندگی میں بہت سے درد بہت سے ستم ہمیں ان چاہے ملتے ہیں۔ ایک بار اچانک اور پھر ایک کے بعد ایک طویل سلسلہ کبھی نہ رکنے والا سلسلہ، اس عالم میں سروش کو کچھ اور نہ سوجھا تو وہ آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ جیسے اللہ سے اپنے رشتے داروں کی اس قدر بے اعتنائی برتنے پر شکوہ کناں ہو۔ پچھلے تین ہفتوں سے وہ ماما کو لیے اسپتال میں تنہا خوار ہو رہی تھی ان تین ہفتوں میں اس کے تینوں ماموؤں نے اپنے عالیشان محلات سے نکل کر بہن کی خیریت معلوم کرنے کے لیے 3 منٹ کی بھی تکلیف نہیں کی تھی۔ ہاں چھوٹے ماموں نے ایک دو بار فون کرنے کی زحمت ضرور کی تھی۔ وہ تنہا تھی اور اسے تنہا ہی آزمائشوں کو جھیلنا تھا اور یہ بات وہ کافی عرصہ پہلے جان چکی تھی۔ زندگی ہمیشہ جذبات کے سہارے نہیں گزرتی، کبھی کبھی جذبات کی دنیا سے نکل کر حقیقت کی دنیا میں داخل ہونا پڑتا ہے، سمجھنا پڑتا ہے، آگے بڑھنا پڑتا ہے، اس نے دنیا سے امید لگانا چھوڑ دی تھی وہ ایک در پر سر جھکاتی تھی اور اس ایک در نے اسے صبر اور حوصلے کا پیکر بنا دیا تھا۔ دسمبر کی اس اداس شام جانے وہ کون سی کڑیاں تھیں۔ کون سے رابطے تھے جو دنیا کی بھیڑ میں سوگواری کی چادر اوڑھے اپنوں کے بھلا دینے پر آنسو بہاتی، اس تن تنہا لڑکی کو یہاں سے کوسوں دور برف کی وادی میں پہاڑوں کی چٹانوں سے شکوہ کرتے آنسو بہاتے ایک اپنے کو بھول جانے کی کوشش میں ہلکان اس کو پیا سے ملاتے تھے جو غم ہجر سینے سے لگائے بیٹھا تھا۔ درد کس کو نہیں ملتا اور درد کا احساس کسے نہیں ہوتا۔ درد سب کو ہوتا ہے بس ہر ایک کے درد کی نوعیت الگ ہوتی ہے۔

☆......☆

یہ جنوری کی ایک سرد شام تھی۔ سر پر ہیلمٹ پہنے، اسپورٹس ڈریس میں ملبوس وائٹ جوگرز پیروں میں اڑسے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

وہ 17/18 سالہ لڑکا جس کی آنکھیں جنوری کی یخ سردی سے بھی زیادہ سرد مہر تھیں اپنی لگژری بائیک پر سوار ہو کر گھوڑے کو مات دینے پر تلا ہوا تھا۔ پھرتی سے دائیں بائیں ریش انداز میں ڈرائیو کرتا دھڑا دھڑ گاڑیوں کو اوورٹیک کرتا ہوا وہ ملتان کی پرہجوم ٹریفک کو قدرے پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ اس نے گردن گھما کر پیچھے رہ جانے والے موٹر سائیکلوں پر سوار اپنے دوستوں کو ہاتھ ہلا کر اشارہ کیا اور آگے پیچھے دیکھے بغیر اسی برق رفتاری کے عالم میں بائیک کا اگلا پہیہ اوپر اٹھا دیا۔ موٹر سائیکل سواروں نے ستائش آمیز نگاہوں سے ہوا کی سی رفتار سے بائیک اڑاتے اس نوجوان کو دیکھا اور ہوٹنگ کرتے ہوئے اس کے پیچھے آنے لگے۔ یونہی خطرناک انداز میں ڈرائیو کرنے کے بعد اس نے پہلے اپنا ایک ہاتھ ہینڈل سے الگ کیا پھر دوسرا اور پھر دونوں ہاتھوں کو فولڈ کر کے نیچے رکھتے ہوئے تکیہ بنایا اور زن کی رفتار سے ٹریفک سگنل بریک کر گیا۔ ٹریفک پولیس کے اہلکار بھی اسے روکنے کے بجائے الٹا اس جان لیوا کرتب پر داد دے کر اس کا حوصلہ مزید پختہ کیا کرتے تھے۔ اپنے پوائنٹ پر پہنچ کر وہ سیدھا ہوا اسی برق رفتاری سے بائیک چلاتے ہوئے اچانک بریک لگائی، چرچرانے کی آواز کے ساتھ بائیک کے ٹائر یک دم رکے تھے۔ وہ بائیک سے اترا، ہیلمٹ اتار کر سائیڈ پر رکھا اور بیش قیمت سگار کے کش لیتا ہوا وہیں کھڑا بہت پیچھے رہ جانے والے دوستوں کا انتظار کرنے لگا۔ اگلے کچھ لمحوں میں چاروں بائیکس یکے بعد دیگرے اس کے سامنے آرکیں۔

”واؤ بڈی کمال کر دیا تو نے اسی خوشی میں آج کی باربی کیو پارٹی میری طرف سے۔“ کاشف اپنی بائیک سے اتر کر سیدھا اس کی طرف لپکا۔

”یار گلمان تو ہارنا کب سیکھے گا؟“ سعد نے اس کے کندھے پر دھپ رسید کرتے ہوئے کہا تو اس کی سرد مہر آنکھیں کوئی تاثر دیئے بنا یک دم چمک اٹھیں۔

”سچ گلمان! ہماری تو حسرت ہی رہے گی تجھے ہارتا دیکھنے کی۔“ منیر نے حسرت بھری آہ بھرتے ہوئے صدا لگائی۔

”آخر ہمیں بھی تو تمہاری جیب خالی کروانے کا موقع ملنا چاہیے کیوں دوستو؟“ زبیر نے بلند و بالا آواز میں دوسروں کو متوجہ کیا جواب سگریٹ سلگانے میں مصروف تھے۔

”بالکل ٹھیک کہا تو نے۔“ بھوکی پارٹی نے زبیر کی بات کی فوراً تائید کی تھی۔

”اوکے ٹھیک ہے۔ کیا یاد کرو گے کس سخی سے پالا پڑا ہے آج کی پارٹی و ڈھیوں ڈرنکس میری طرف سے۔“ اس نے کندھے اچکاتے ہوئے مزید لاپرواہی کا تاثر دیا۔

اور اگلے پون گھنٹے میں وہ شہر کے مہنگے ترین ریسٹورنٹ میں بیٹھے گلمان کی طرف سے پے (Pay) کیے گئے ان پیسوں کی دعوت اڑا رہے تھے جو بابا نے صبح اسے اپنے خون پسینے سے کمائی گئی حلال کمائی میں سے اکیڈمی کی فیس ادا کرنے کے لیے دیئے تھے۔

☆......☆

اگست کی تپتی صبح سورج کی چبھتی کرنیں کھڑکی کے پردوں میں سے جھانکتے ہوئے اس کے تاریک کمرے میں روشنی بکھرنے کے ساتھ ساتھ اس کی گہری نیند میں بھی خلل پیدا کر رہی تھیں۔ کمرے میں پڑی ہر شے ایک تواتر کے ساتھ اپنی جگہ پر موجود تھی۔ سامنے موجود بڑی ونڈو میں سے لان کا سرسبز منظر تھوڑا تھوڑا جھلک رہا تھا۔ اس ونڈو کے ساتھ اس کا ویل آرگنائزڈ اسٹڈی ٹیبل موجود تھا۔ اسٹڈی ٹیبل کے ساتھ دیوار میں موجود الماری میں اس کی نصابی، غیر نصابی اردو اور انگلش کی کتابیں ایک ترتیب کے ساتھ جڑی ہوئی تھیں۔ کتابوں کی کولیکشن

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

بتاتی تھی کہ اس کمرے کا رہائشی لٹریچر کا کافی حد تک دلدادہ ہے۔ سامنے والی دیوار کے ایک کونے میں اس کا میوزک سسٹم اور آڈیو وڈیو کیٹس کی ایک لامحدود تعداد موجود تھی۔ کمرے کی باقی دیواروں پر اس نے اپنے ایڈونچر ٹرپس کے فوٹوز چسپاں کر رکھے تھے۔ کمرے کے تیسرے کونے میں پڑے اسٹینڈ پر اس نے اپنی ہاکی اور راکٹس کو بڑی ترتیب سے رکھا ہوا تھا۔ اسٹینڈ کے ساتھ پڑا باکس مہنگے ترین فٹ بالز سے بھرا ہوا تھا۔ وہ فٹ بال کلب کا کیپٹن تھا اور باقی تمام کھیلوں میں بھی اسے خاصی مہارت حاصل تھی۔ اسی اسٹینڈ کے اوپر والے حصے میں مختلف میچز سے جیتی گئی اس کی ٹرافیز اور شیلڈز موجود تھیں۔ اگلے کونے میں اس کے جگری دوست سعد کی طرف سے دیا گیا۔ الیکٹرک گٹار پڑا تھا جسے وہ یونہی کبھی کبھار دل بہلانے کی غرض سے استعمال کیا کرتا تھا۔ کمرے کے کسی بھی حصے میں ڈسٹ کا موجود نہ ہونا اس نوجوان کی نفاست کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ ہر چیز اپنی جگہ پر موجود تھی۔ سوائے سائیڈ ٹیبل پر بکھری ہوئی چیزوں اور بیڈ پر پڑے لیپ ٹاپ موبائل فون اور چند ایک کمپنیوں، سم کارڈز کے سائیڈ ٹیبل کے پاس ایش ٹرے پڑی تھی اور اس کمرے کے ارد گرد بکھری سگریٹ کی راکھ اور سنگاپور سے منگوائے گئے سگار بے ترتیب پڑے تھے۔ کافی دیر یونہی بے قراری کے عالم میں کروٹیں بدلنے کے بعد بالآخر اس کمرے کے مکین نے اٹھنے کا فیصلہ کیا۔ سامنے والی گھڑی نے دس بجے کا الارم بجایا تو وہ کسمسا کر آنکھیں ملتا اٹھ کھڑا ہوا۔ آنکھوں میں اتری سرخی اس بات کی چشم دید گواہ تھی کہ وہ لیٹ نائٹ سونے کا عادی ہے۔ نیم مدہوشی کے عالم میں لڑکھڑاتا ہوا فریش ہونے کی غرض سے وہ اٹیچڈ واش روم کی جانب بڑھا ہی تھا کہ یک دم بیڈ پر پڑے ساکت موبائل نے کسی نازک حسینہ کی مانند مچلتے ہوئے اس کے بڑھتے قدم جامد کر دیے۔ وہ جی بھر کے بدمزہ ہوا۔ واپس پلٹا اور اس نے جھک کر اپنی دھن میں تھرکتا موبائل فون اٹھایا۔ اسکرین پر کوئی نمبر جل بجھ رہا تھا۔

"جانے کون جاہل لوگ ہیں جو علی الصبح فون کرنا شروع کر دیتے ہیں۔" اس نے کڑھتے ہوئے سوچا اور ریس کا بٹن دبا کر موبائل کان سے لگا لیا۔

"ہیلو گلمان! فوراً جناح کلب پہنچ" فون میں سے ابھرنے والی آواز وسیم کی تھی یا پھر اقبال کی وہ غنودگی کے عالم میں پہچاننے سے قاصر رہا۔

"کیوں کیا آفت آگئی ہے؟" اس نے مزید کڑھتے ہوئے چلا کر جواب دیا۔

"یار! اپنے کلب کی اسنوکر کلب کے ساتھ لڑائی ہوگئی ہے تو فوراً نکل۔"

نیند کی دیوی پل بھر میں اڑن چھو ہوئی تھی کون سی لڑائی کون سا کلب اس نے وجہ جانے بغیر فون بند کیا۔ اس وقت وہ شارٹ اور ڈھیلی ڈھالی شرٹ پہنے ہوئے تھا۔ جوتے پیروں میں اڑسے اور دو چھینٹے منہ پر مار کر اپنی مخصوص ہاکی اٹھائی، جسے وہ اکثر ایسے حالات میں استعمال کیا کرتا تھا اور باہر کی جانب چل دیا۔

"دیکھو گلمان! آج میرے پولیٹیکل کیریئر کا ٹرننگ پوائنٹ ہے۔ آج کے دن میں تمہاری کوئی بدتمیزی برداشت نہیں کروں گا۔" سکندر درانی جو ابھی نئے نئے چیئرمین سلیکٹ ہوئے تھے، اسے ہاتھوں میں ہاکی تھامے باہر نکلتا دیکھ کر زور سے چلائے اور وہ ہمیشہ کی طرح اپنی ذات میں مگن ان کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے بائیک زن سے لے اڑا۔

☆......☆

اگست کی تپتی سہ پہر پولیس اسٹیشن کے باہر اس وقت کھلبلی مچی ہوئی تھی ہر طرف افراتفری اور بھاگ دوڑ کا عالم تھا۔ 19,20 سال کے وہ کوئی بارہ تیرہ لڑکے تھے جنہیں اس وقت سٹی تھانہ کے دم گھٹتے حوالات میں بند کیا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

گیا تھا۔ گلمان سکندر درانی ان سب سے الگ تھلگ ایس ایچ او کے کمرے میں سر جھکائے کھڑا تھا اور سکندر درانی اسے غضب ناک نگاہوں سے گھور رہے تھے۔ کمرے کا واحد پنکھا آہستہ رفتار میں برائے نام چل رہا تھا۔ سخت پسینے میں شرابور اس کی اسپورٹ شرٹ پر جگہ جگہ خون اور مٹی کے داغ لگے ہوئے تھے۔ شدید ہاتھا پائی کے نتیجے میں لگ جانے والی خراشیں اس کے چہرے اور جسم کے دوسرے حصوں پر واضح تھیں۔ اس کے بے ترتیب بالوں میں مٹی اٹکی ہوئی تھی، جب کہ خاصی زوردار ضرب لگنے کے باعث ناک سے خون اب تک بہہ رہا تھا۔ جسے وہ ہاتھ میں پکڑے سفید رومال سے وقفے وقفے سے صاف کر رہا تھا۔ اس کی سرد مہر آنکھوں میں اب بھی بے چینی اور اضطراب کے سائے دوڑ رہے تھے۔ ملتان کے جانے مانے مشہور اسنوکر کلب اور جناح کلب کے درمیان کئی دنوں سے چلنے والی ہلکی پھلکی جھڑپ آج باقاعدہ ہاتھا پائی تک آ پہنچی تھی۔ گلمان سکندر درانی اور اس کی ٹیم نے مل کر نہ صرف اسنوکر کلب کے ممبران کو زخمی کیا تھا بلکہ بلڈنگ میں گھس کر خاصی توڑ پھوڑ بھی کی تھی۔ جواباً اسنوکر کلب کے صدر نے جناح کلب کے تمام ممبران اور خصوصاً کیپٹن گلمان سکندر درانی کے خلاف رپورٹ درج کروادی۔ پولیس کی ناقص کارروائی کے باوجود بھی اگلے 30 منٹ میں سبھی لڑکے پولیس کسٹڈی میں تھے مگر ایس ایچ او صاحب کے سکندر درانی سے پرسنل تعلقات کی بدولت گلمان کو ایک بار پھر آسانی سے رعایت دی جا چکی تھی۔

"درانی صاحب! سمجھائیے اس کو اس عمر میں غصہ ماتھے پر سجا کر گھومنا زیب نہیں دیتا۔ خیر سے آپ کا ایک نام ہے پورے شہر کے لوگ آپ کی عزت کرتے ہیں یہ نہ ہو گلمان کی ان حرکتوں کی وجہ سے کل کو لوگ آپ پر انگلی اٹھاتے پھریں۔" ایس ایچ او صاحب نے حقیقت بتلاتے ہوئے انہیں مشورے سے نوازا۔

"جی میں کوشش کروں گا آئندہ اس کی وجہ سے کسی کو کوئی شکایت نہ ہو۔" وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولے تھے۔

"میں امید کروں گا آئندہ تم ایسی کوئی حرکت پھر سے نہیں دہراؤ گے۔" ایس ایچ او نے گلمان کی طرف دیکھتے ہوئے ایک پرامید سا تاثر دیا اور ہاتھ میں پکڑی فائل درانی صاحب کے سامنے رکھ دی۔

"آپ یہاں سائن کر دیں۔" اس نے مزید کہا۔

"اگر اجازت ہو تو اب ہم جا سکتے ہیں؟" تمام فارمیلٹی پوری کرنے کے بعد درانی صاحب نے فائل ٹیبل پر رکھتے ہوئے اجازت طلب کی۔

ایس ایچ او صاحب مصافحہ کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"چلو گلمان!" وہ سختی سے بولے۔

"پاپا! آپ یقین کریں ہمارا کوئی قصور نہیں تھا۔" اس نے احتجاج کرنا چاہا۔

"بکومت، مجھے اس ٹاپک پر مزید کوئی بات نہیں کرنی۔" ان کا بس نہیں چل رہا تھا۔ وہ اسے شوٹ کر دیتے، جس کی وجہ سے آئے روز انہیں لوگوں کے سامنے تماشا بننا پڑتا تھا۔

☆......☆

ستمبر کی خوشگوار صبح۔

"ملتان بورڈ میں پہلی پوزیشن واؤ یار! تم نے کمال کر دیا۔" وسیم نے خوشدلی سے تقریباً چیختے ہوئے کہا تھا۔

"بڑے چھپے رستم نکلے یار تم۔" شہریار بھلا کب پیچھے رہنے والا تھا۔

"پڑھ پڑھ کر ہم گپ جاتے ہیں اور آخر پر پوزیشن تم لے اڑتے ہو۔" ارسل جو اس گروپ کا سب سے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

محنتی اسٹوڈنٹ تھا اپنے ریمارکس دینے لگا۔

''یار! تمہیں پڑھتے تو کبھی دیکھا نہیں پھر یہ پوزیشن۔'' علی کچھ کچھ متجس ہوا۔

''خیر بہت مبارک ہو۔ اب ٹریٹ تیار رکھو۔'' آ جا کر بات پھر ٹریٹ والے نقطے پر آ رکی تھی۔ سب لڑکے اس وقت درانی ہاؤس کے ویل فرنش ڈرائنگ روم میں جمع اپنی اپنی رائے کا اظہار کر رہے تھے۔ جب کہ وہ بنا کوئی تاثر دیے گم صم بیٹھا موبائل پر کوئی میسج کرنے میں مگن تھا۔ وہ پڑھائی میں سیریس نہیں تھا۔ وہ بخوبی جانتا تھا وہ ٹاپ کرے گا اس بات کا اندازہ اس کے فرشتوں کو بھی نہ تھا۔ وہ ٹاپ کر چکا ہے۔ اس بات سے اسے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھا اپنے دوستوں سے مبارک باد وصول کر رہا تھا۔ یہ بات بھی اس کے لیے کوئی غیر معمولی نہ تھی۔ ہر فٹ بال ٹورنامنٹ کے بعد وہ سب ایسے ہی اس کے ڈرائنگ روم میں اکٹھے ہوتے تھے اور وہ ایسے ہی ان سب سے مبارک باد وصول کیا کرتا تھا۔ پر اسکول لیول سے نکل کر یکدم بورڈ لیول پر چھا جانا یہ اس کے لیے نیا تجربہ ضرور تھا۔ جو اس کے باقی تمام دوستوں کو حیرت اور بے یقینی کی کیفیت میں مبتلا کر دینے کے لیے کافی تھا۔ کچھ ایسا ہی بے یقینی کا عالم اس کے ماں باپ کا تھا وہ سگریٹ پیتا تھا۔ اس پر انہیں اعتراض تھا۔ وہ ڈرنکس لیتا تھا، وہ اس بات سے انجان تھے۔ وہ کبھی کبھار محض ٹیسٹ بدلنے کی غرض سے ڈرگرز بھی چکھ لیا کرتا تھا۔ یہ بات بھی ان کے علم میں نہ تھی۔ وہ آئے دن اوٹ پٹانگ حرکتیں کر کے انہیں پریشان کرتا تھا۔ وہ فکرمند تھے وہ تین بار پولیس کسٹڈی میں جا چکا تھا۔ انہیں اپنی تربیت پر شرمندگی ہوتی تھی۔ وہ ہر مہینے گرل فرینڈ بدلتا تھا یہ بات بھی تشویش زدہ تھی مگر آج وہ پوری طرح سے نہال تھے گلمان سکندر درانی پری انجینئرنگ میں کامیابی نے مسٹر اینڈ مسز درانی کے دل میں پلنے والے سبھی خدشات مٹا دیے تھے۔ آج پہلی بار انہیں اپنے بیٹے پر فخر محسوس ہوا تھا۔ آج پہلی بار ان کی نگاہوں میں گلمان سکندر درانی کے لیے ستائش ابھری تھی۔

☆......☆

''ہائے سویٹ ہارٹ! تم نے تو کمال کر دیا اب کب مل رہے ہو؟'' یہ میسج اس کی سولہویں گرل فرینڈ کی طرف سے آیا تھا۔ صبح سے اب تک وہ اس کے کئی میسج ریسیو کر چکا تھا۔ میسج پڑھ کر ڈیلیٹ کرنے کے بعد اس نے اپنا موبائل فون پینٹ کی جیب میں اڑسا اور گھر میں آئے تمام مہمانوں سے معذرت کرتے ہوئے تھیٹر دیکھنے چلا گیا۔ جہاں اس کی ڈریم گرل بڑی بے تابی سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ تھیٹر کا اس قدر شوقین بھی نہیں رہا تھا مگر پچھلے تین مہینوں سے ایک نوجوان اداکارہ ماہا ملک کے سحر میں جکڑا مسلسل چلا آ رہا تھا۔ وہ جتنے ناز نخرے دکھلاتی تھی گلمان درانی کے دل میں اس کی طلب اتنی ہی بڑھتی تھی۔ اب تک ان دونوں میں خاصی علیک سلیک ہو چکی تھی۔ وہ اسے کئی بار ہائی کوالٹی کے برانڈڈ پرفیومز اور دوسرے تحائف گفٹس کر چکا تھا۔

وہ حاضرین کا ایک بڑا مجمع تھا جو بڑی بے تابی سے شو شروع ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ سوائے ایک دو سیٹ کے باقی کی سبھی سیٹس فل ہو چکی تھیں اچانک ہال تاریکی میں ڈوب گیا۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ پرفارمنس شروع ہونے والی ہے۔ ہر ایک پر سحر طاری کرتی مدھم روشنی میں پردے کی آڑ سے شیفون کی بلیک ساڑھی میں لپٹا، گلاب کی پنکھڑیوں کی طرح مہکتا ایک قاتلانہ حسن دعوتِ عام دیتا ہوا نمودار ہوا اور اپنی دلفریب اداؤں کے وار سے اسٹیج پر جوہر دکھلاتا حاضرین محفل کے ساکت ہوتے دلوں پر غلبہ پانے لگا۔ اس حسن مجسم کے سامنے آنے کی دیر تھی کہ گلمان کو اپنا سانس تقریباً رکتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ آج طے کر کے آیا تھا کہ قدرت کے اس حسین شاہکار کو حالِ دل سنا کر ہی لوٹے گا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

تقریباً دو گھنٹے بعد شو ختم ہوا تو ہال تالیوں کے شور سے گونج اٹھا۔ ہال میں موجود وہ جانِ محفل دوسرے مردوں سے تحسین وصول کرتی آنکھوں سے تیر چلاتی خود چل کر اس کے پاس آئی اور ایک تڑامڑا سا کاغذ اس کے ہاتھ میں تھما کر یونہی اٹھلاتے ہوئے آگے کی جانب بڑھ گئی۔ وہ حواس باختہ دم بخود سا اس جانب دیکھتا رہا جس جانب وہ گئی تھی اور تب تک دیکھتا ہی رہا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہوگئی۔ پیپر پر ماہا ملک کا فون نمبر لکھا تھا۔ گھر آتے ہی جو پہلا کام اس نے کیا تھا وہ تھا ماہا کو کال کرنے کا۔ بیل جا رہی تھی اور مسلسل جا رہی تھی اس کے دل کی دھڑکنیں بے اختیار منتشر ہوتی چلی گئیں۔

”بڑی دیر کی مہربان آتے آتے۔“ چوتھی گھنٹی پر فون اٹھایا گیا۔ اسپیکر میں سے اس کی سریلی آواز ابھری تھی۔

منتشر ہوتی بے ترتیب دھڑکنوں کی روانی میں ایک پل کے لیے ٹھہراؤ آیا تھا۔

صنفِ نازک کو محض وقت گزاری سمجھنے والا گلمان سکندر درانی زندگی میں پہلی بار صنفِ نازک کے سامنے بے بس ہوا تھا۔ پہلی بار اسے محسوس ہوا تھا۔ جیسے اس کے سارے الفاظ کہیں کھو سے گئے ہوں۔ پہلی بار اس کے شارپ مائنڈ نے کام کرنا بند کیا تھا۔

”مبارک ہو بھئی سنا ہے تم نے بورڈ میں ٹاپ کیا ہے۔“ مسکراتی ہوئی آواز میں کہا گیا۔

”جی شکریہ۔“

چوری چھپے دل میں پروان چڑھنے والی محبت کی پینگیں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سرِ عام پروان چڑھنے لگیں تو تھیٹر میں ہونے والی ملاقاتیں شاپنگ مالز اور ریسٹورنٹس تک آ پہنچیں۔ گلمان سکندر درانی کی لسٹ میں موجود سولہ گرل فرینڈز کی جگہ اب ایک ماہا نے لے لی تھی۔ دل دھڑکتا تھا، سانسیں چلتی تھیں پر نام صرف ماہا ملک کا ہوتا تھا۔ محبت اس کی ذات پر کچھ اس انداز سے اثر انداز ہوئی تھی کہ ساری دل لگی ساری چاہت محض ایک شخص کی ذات تک محدود ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ کہتے ہیں نا ہر عمل کا مکافاتِ عمل ضرور ہوتا ہے اس کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔

پہلے وہ صنفِ نازک کو کھلونا سمجھا کرتا تھا مگر اب وہ خود لاشعوری طور پر صنفِ نازک کے ہاتھوں کھلونا بن رہا تھا استعمال ہو رہا تھا۔ مہنگے ترین گفٹس آئے دن شاپنگ کوئی بھی خواہش ایسی نہ تھی جو ماہا ملک نے کی ہو اور گلمان درانی نے اسے پورا نہ کیا ہو۔

☆......☆

”ماہی! میں اپنی زندگی میں کبھی کسی کے لیے مخلص نہیں رہا، کبھی کسی کو دل کے اتنا قریب نہیں آنے دیا مگر تم واحد ہو جو میرے جینے کی وجہ بن چکی ہو۔ پلیز ماہی مجھے توڑ مت دینا مجھے ٹوٹنے سے بہت ڈر لگتا ہے۔“ اس وقت وہ دونوں ماہا کے فیورٹ ریسٹورنٹ میں بیٹھے ڈنر کر رہے تھے۔ جلتی بجھتی روشنی میں ڈی جے کی جانب سے پلے کی جانے والی رومانٹک دھن محبت کرنے والے دلوں کو مزید دھڑکا رہی تھی۔ ماہا کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام کر وہ پل بھر میں جذباتی ہوا تھا۔

”چل پگلے اپنے پیار کی ڈور اتنی نازک تھوڑی ہے جو آسانی سے ٹوٹ جائے یقین نہیں ہے کیا مجھ پر؟“ اک ادائے بے نیازی سے اس نے اپنا آپ چھڑایا تھا۔

”تم ہی تو ہو جس پر یقین ہے مجھے۔“ وہ جنوں کی شدتوں کو اپنے لہجے میں سمجھ کر بولا۔

”تو پھر بے فکر رہ۔“ وہ قاتلانہ انداز میں مسکرائی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''میں اسلام آباد جا رہا ہوں اسٹڈی کے لیے پاپا نے ادھر یونیورسٹی میں میرا ایڈمیشن کروا دیا ہے۔ اب انشاء اللہ انجینئر بن کر لوٹوں گا تم میرا انتظار کرو گی نا؟'' اس نے امید کے موتی لہجے میں سمو کر پوچھا۔

''لو بھئی یہ بھی کوئی بات ہے۔ بھلا پوچھنے والی میں انتظار نہیں کروں گی تو اور کون کرے گا۔''

''تم میری سپورٹ ہو۔'' وہ مزید جذباتی ہوا۔

''میں ہمیشہ تمہاری سپورٹر رہوں گی۔'' اس نے تسلی دی۔

''بس مجھے انجینئر بن کر آ لینے دو پھر تمہیں مزید تھیٹر پر فارم نہیں کرنا پڑے گا۔''

''میں تھیٹر نہیں چھوڑ سکتی ایکٹنگ میرا جنون ہے ایسا خیال غلطی سے بھی دل میں مت لانا۔'' ناگواری کے کچھ بل اس کے ماتھے پر ابھرے۔

''مگر ماہا پلیز۔''

''اگر مگر کچھ نہیں ٹائم کافی ہو گیا ہے، میرا خیال ہے اب مجھے چلنا چاہیے اللہ حافظ۔'' وہ تنک کر اٹھ کھڑی ہوئی یہ پہلی دراڑ تھی جو اسلام آباد روانگی سے قبل ان دونوں کے رشتے میں آئی تھی۔

وہ بجھے ہوئے دل کے ساتھ یونیورسٹی چلا گیا۔ بڑی مشکل سے دو ہفتے کی مسلسل ناراضی کے بعد وہ ماہا کو راضی کر پایا تھا۔

☆......☆

''ماہا! یہ کیا حرکت ہے پچھلے تین دن سے میں تمہیں لگا تار کالز اور میسجز کر رہا ہوں اور تمہارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میرے کسی ایک میسج کا جواب ہی دے دو، جانتی ہو کتنی فکر ہو رہی تھی مجھے تمہاری۔'' کال پک ہوتے ہی وہ پاگلوں کی طرح بولنے لگا تھا۔

''سنو! اب تم میری فکر کرنا چھوڑ دو، کیونکہ میرے پاس تمہارے لیے وقت نہیں ہے۔ مجھے ایک ڈائریکٹر نے پرپوز کیا ہے ساتھ ٹی وی پر کام کرنے کی آفر بھی دی ہے۔ تم تو جانتے ہو نا میری محبت میرا شوق میرا جنون صرف اور صرف ایکٹنگ ہے مجھے معاف کر دینا پر میں کسی ایک شخص کے لیے اپنی خواہش سے دستبردار نہیں ہو سکتی۔ اگلے ہفتے میرا نکاح ہے اور ہاں سنو آج کے بعد میرے پیچھے آنے مجھ سے ملنے یا کال کرنے کی زحمت مت کرنا ورنہ میں اپنی جان دے دوں گی سمجھے تم۔'' اس نے ایک بار پھر بے نیازی دکھلائی تھی۔

''واٹ دی ہیل! تم اپنے حواسوں میں تو ہو یہ کیا کہہ رہی ہو میں تمہارا غلمان ہوں وہ جس کے ساتھ تم نے زندگی گزارنے کے وعدے کیے تھے، تم ایسا کیسے کر سکتی ہو۔ تم مذاق کر رہی ہو ناں۔'' وہ پل بھر میں حواس باختہ ہوا تھا۔

''نہیں غلمان سکندر! میں بالکل بھی مذاق نہیں کر رہی۔'' لہجے میں سکون اور ٹھہراؤ ہنوز قائم تھا۔

''اور رہی بات وعدوں کی تو مجھ سے کہیں زیادہ وعدے تم اپنی سولہ گرل فرینڈز سے بھی کر چکے ہو، جب تم سے کوئی وعدہ نبھایا نہیں جا سکا تو پھر مجھ سے دستِ سوال کیوں؟'' اس نے اسے زچ کرنا چاہا۔

''میں تم سے محبت کرتا ہوں، بے پناہ محبت۔'' وہ زچ ہوا۔

وہ مسکرائی۔ ''ہزاروں بار ایسی محبتیں دیکھی ہیں مجھے ایک شاندار کیریئر سے محبت ہے جو تم مجھے کبھی نہیں دے سکتے۔ میرا خیال ہے تمہیں اپنا اور میرا مزید وقت برباد نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ حافظ۔''

''ماہا......!'' وہ جس قوت سے چلایا تھا اتنی قوت سے اس نے ہاتھ میں پکڑا موبائل دیوار پر دے مارا۔ فون کی اسکرین چکنا چور ہو کر ارد گرد بکھر گئی بالکل اس کے دل کی طرح۔ اگلی صبح فائنل کا پہلا پیپر تھا مگر وہ سب کچھ بھول

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

بھال کر ماہا کے سامنے کھڑا اپنی محبت کی بھیک مانگ رہا تھا۔

''ماہی! تم نہیں جانتیں ایسے لوگوں پر یقین نہیں کرنا چاہیے یہ لوگ لڑکیوں کو اپنے مطلب کے لیے استعمال کرتے ہیں اور بس۔''

''میں کیا جانتی ہوں اور مجھے کیا کرنا چاہیے یہ سب تمہیں مجھے سکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب تم جاؤ یہاں سے۔''

''جب تک تم میری بات نہیں سنوں گی میں یہاں سے کہیں نہیں جانے والا۔''

''ٹھیک ہے مت جاؤ۔'' وہ چاقو نکال کر اپنی کلائی تک لے آئی۔

''ماہا! مجھے ٹوٹنے سے ڈر لگتا ہے۔'' وہ پوری قوت سے چلایا تھا۔

''گلمان سکندر! یہ میرا مسئلہ نہیں ہے، لڑکیوں کا دل توڑتے ہوئے تو کبھی ڈر نہیں لگا۔ اب ذرا ٹوٹ جانے کا ذائقہ خود بھی چکھ کر دیکھ لو۔''

''ماہا! مجھے اس کٹھور امتحان میں مت ڈالو۔'' وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا۔

''مجھے نفرت ہے تمہارے بدکار چہرے سے۔'' اس نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا۔

''بدکار! نہیں ماہی میں بدکار نہیں ہوں میں نے تو محبت کی ہے بے پناہ محبت۔'' وہ سسکا۔

''مگر میں تم سے نفرت کرتی ہوں۔ بے پناہ نفرت۔ آج کے بعد میرے پاس بھی بھٹکے تو میں اپنی جان دے دوں گی۔'' وہ چاقو اپنی کلائی پر رکھتے ہوئے ہیجانی انداز میں چلائی۔ تو سامنے کھڑے نوجوان کے ہشاش بشاش چہرے کی سرخی یکدم زردی میں بدل گئی۔

''دفع ہو جاؤ یہاں سے اور آئندہ مجھے اپنی شکل مت دکھانا۔'' وہ مزید چلائی۔

کسی نوکیلے چاقو کے وار تھے جو ایک کے بعد ایک سیدھا اس کے دل میں اتر رہے تھے۔ وہ 19 سالہ خوبرو نوجوان نڈھال سا زمین پر ڈھے سا گیا۔

''سنا نہیں تم نے میں نے کیا کہا۔ میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔'' چاقو کی نوک دودھیا نازک کلائی میں دھنسی تھی۔ ایک ہلکی سی سسکی نے ٹھہرے سناٹے میں ارتعاش پیدا کیا۔ وہ جو سر جھکائے زمین پر بیٹھا آنسو بہا رہا تھا۔ نازک حسینہ کی سسکی سنتے ہی تڑپ اٹھا۔ اگلے دو سے تین منٹ خود کو سنبھالتے اور اپنے حواس واپس لاتے میں لگے تھے۔

''میں نہیں جانتا میرا قصور کیا ہے۔ پر ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا، میں ابھی چلا جاتا ہوں دور بہت دور کہیں ویرانے میں بس تم خوش رہنا۔'' اس کی چمکتی سیاہ آنکھوں کا خمار ایک لمحے میں بجھ گیا تھا۔ وہ آنسو بہاتا پلٹا تھا اور اسے یوں تڑپتا دیکھ کر ایک بے رحم سی مسکان ظالم حسینہ کے دل نشین چہرے پر ابھری تھی۔ اس کی قاتلانہ نگاہوں نے دور تک روتے تڑپتے اندھا دھند بھاگتے اس دیوانے شخص کا پیچھا کیا اور ہاتھ میں پکڑے چاقو کو فولڈ کر کے بیگ میں رکھ لیا، اس کے لیے یہ کوئی نئی بات نہ تھی۔ آئے روز ایسے ہزاروں ناسمجھ روتے سسکتے محبت کا ماتم کرتے یہاں سے واپس جایا کرتے تھے۔ آج کی اداکاری یہیں پر اختتام پذیر ہوئی تھی۔

وہ نشتر لگاتے ماضی سے نکل کر درد سہتے حال میں لوٹا تو کانوں میں وہی آواز پھر سے گونجنے لگی۔ وہ کانوں پر ہاتھ رکھے زمین پر آبیٹھا اس کا اگلا ہدف سگریٹ کا اسٹاک تھا۔ جسے وہ محض سکون پانے کے لیے جلد از جلد ختم کر دینا چاہتا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

☆......☆

وہ زرقا درانی کا واحد سہارا تھی۔ اس کی پیدائش کے بعد زرقا بیگم اور ان کے شوہر حیدر خان کے مابین چلنے والی نا اتفاقی بالآخر علیحدگی تک آ پہنچی۔ حیدر خان بے مثال ذہانت اور سحر انگیز شخصیت کے مالک بہت سوبر انسان تھے۔ علیحدگی کے کچھ عرصہ بعد انہوں واشنگٹن میں کسی پارسا نامی خاتون سے شادی کر لی اور بعد میں اپنی بیوی بچوں کے ساتھ وہیں سیٹل ہو گئے۔ انہوں نے کبھی واپس آتے یا ان سے رابطہ رکھنے کی کوشش ہی نہیں کی تھی۔
جب کہ زرقا درانی معزز اور اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھنے والی باصلاحیت اور باشعور خاتون ہونے کے ساتھ ساتھ کالج لیکچرار کے طور پر اپنی خدمات سرانجام دے رہی تھیں۔ ان کی اپنی سوشل ایکٹی وٹیز تھیں۔ مکمل طور پر خود مختار تھیں اس لیے سروش کی تعلیم و تربیت میں انہیں زیادہ مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ زرقا درانی کے تینوں بھائی اپنا اپنا بزنس سنبھالے ہوئے تھے۔ سب اپنی اپنی لائف میں ویل سیٹل تھے۔ اگر کوئی مطمئن نہیں تھا تو وہ تھی زرقا بیگم کی بڑی بہن سیمعہ بیگم جنہوں نے اپنی مرضی سے ایک مڈل کلاس فیملی میں شادی کی تھی۔ جب سیمعہ بیگم کا اسلام آباد آنا ہوا اور آتے ہی انہوں نے اپنے اکلوتے بیٹے ارسل کے ساتھ سروش کی نسبت طے کر دی۔ وقت پر سوار ننھے لمحوں نے تیزی سے اڑان بھری تو وہ بچپن کی دیواریں پھلانگ کر جوانی کی حدود میں داخل ہو گئے۔ پری انجینئرنگ میں نمایاں کارکردگی دکھانے کے بعد دونوں نے ایک ساتھ لاہور یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے لیا اور اسی سال سروش نے پیٹرولیم انجینئر جب کہ ارسل نے الیکٹریکل انجینئر کی ڈگری حاصل کی تھی۔ ڈگری ملتے ہی ارسل نے جاب اسٹارٹ کر دی۔ سروش کا فی الحال جاب کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ سو وہ کئی سالوں پہلے شروع کی جانے والی اپنی ادھوری کتاب کو پایہ تکمیل تک پہنچانے لگی۔
ہر فکر سے بے نیاز ہمہ وقت ہشاش بشاش رہنے والی زرقا درانی جانے کون سے غم دل میں چھپائے CMH کے کمرے میں نڈھال پڑی تھیں۔ ان کے اردگرد ڈاکٹرز کی ایک بڑی ٹیم جمع تھی۔ کافی دیر تک وہ انہیں ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں لیے مختلف ٹیسٹ کرواتی رہی۔ رپورٹ آنے پر جو خبر اسے ملی وہ اس کی جان نکال دینے کے لیے کافی تھی۔ زرقا بیگم کو برین ٹیومر تھا۔ کتنے ہی پل وہ بے یقینی کے عالم میں ہاتھ میں پکڑی رپورٹس کو اور اسٹریچر پر پڑی ماں کو بار بار دیکھتی رہی۔ ڈاکٹرز نے نیورو سرجری کرنے کا فیصلہ کیا۔

☆......☆

"مس سروش! بہت کریٹیکل کیس ہے، ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہے ہیں آپ اللہ سے دعا کریں۔"
ڈاکٹر ضیاء اسے تسلی دے کر واپس چلے گئے اور وہ آپریشن تھیٹر کے سامنے کوریڈور میں بیٹھی منہ ہی منہ میں ورد پڑھنے لگی۔ آٹھ گھنٹے مزید سرکے آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا۔ ایک ڈاکٹر باہر آیا۔ پھر اس نے وارڈ بوائے کو اسٹریچر لاتے دیکھا۔ اسٹریچر پر پڑا وجود ساکن تھا۔ سروش کی سانس تھم چکی تھی ورد کرتے ہونٹوں پر قفل پڑ چکا تھا۔ آنکھیں ساکن تھیں اور اس کے لیے دنیا کی ہر شے ساکن ہو چکی تھی۔ وہ بے جان ہوتے قدموں کے ساتھ بمشکل خود کو گھسیٹتی ہوئی آپریشن تھیٹر کے دروازے تک پہنچی۔
"آئی ایم سوری! ہم نے بہت کوشش کی پر اللہ کو شاید یہی منظور تھا۔" ڈاکٹر ضیاء اس کی سماعتوں پر ہتھوڑے مارتے آگے بڑھ گئے اور وہ سکتے کی سی کیفیت میں آنکھیں پھاڑے کھڑی رہی۔ ایک قیامت دو دن پہلے گزر چکی تھی۔ ایک قیامت اب آئی تھی۔ زرقا بیگم کا بے جان وجود اس کی نگاہوں کے سامنے آپریشن تھیٹر سے نکالا جا رہا تھا اور اس میں آگے بڑھنے کی ہمت نہ تھی۔ اسٹریچر لمحہ بہ لمحہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو رہا تھا۔ وارڈ بوائے اس

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی پر موجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایتُ اللّٰہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللّٰہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

www.paksociety.com

کی ماں کو دور بہت دور لے جا رہے تھے کبھی نہ واپس لانے کے لیے۔ وہ انہیں روکنا چاہتی تھی، پر زبان گنگ تھی۔ آنکھیں اشک بہانا بھول چکی تھیں۔ ایک دنیا پہلے لٹی تھی۔ ایک دنیا آج لٹ چکی تھی۔ جینے کی کوئی ڈھارس بچی تھی نہ کوئی شفقت بھری نگاہ ملتی تھی۔

اگلا پورا ہفتہ وہ میڈیسن کے زیر اثر رہی۔ ایک ہفتے کے بعد اس کی حالت قدرے سنبھلی، ایک ہفتے کے بعد دماغ اس تلخ حقیقت کو ماننے کے لیے راضی ہوا تھا۔

"نقصان چاہے کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو صبر آ ہی جاتا ہے۔ خاص طور پر تب جب آپ یہ جان لیں کہ آپ اپنے ہمدرد اپنے مسیحا خود ہی ہیں۔ جب آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ آپ کے آنسو پونچھنے اب کوئی نہیں آنے والا۔" اگلا پورا مہینہ وہ چھوٹے ماموں کے گھر بوجھ بنی پڑی رہی۔ سب کی اپنی سرگرمیاں تھیں سب کا اپنا بزنس سرکل تھا اس کی اہمیت کہاں تھی اس کے درد کی پروا کسے تھی۔

"وہ بھی عجیب ہے کبھی دکھائی نہیں دیتا مگر پھر بھی سب کچھ دکھا دیتا ہے۔ رشتوں کے بدلتے رنگ، اپنوں کی بے اعتنائی سب کچھ۔" وہ بددل ہو کر واپس اپنے فلیٹ چلی آئی، اسے کسی نے روکا تھا نہ روکنے کی کوشش کی تھی۔

NGO's کی ذمہ داری اس نے مما کی سیکریٹری کو دے دی اور دن میں ایک دو بار خود بھی چکر لگا آتی تھی۔ دوسروں کی محرومیاں دیکھ کر ہمیں اپنی نعمتوں کی قدر ہوتی ہے۔ پھر اندازہ ہوتا ہے اس کی بے بہا رحمتوں کا شکر ادا کرنے کے لیے سر خود بخود سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔ این جی اوز سے واپسی پر اس کی کیفیت بھی یہی ہوا کرتی تھی۔

☆......☆

زندگی کے پل مزید سرکے وہ کچھ نارمل ہوئی تو اس نے ہائیر اسٹڈی کا ارادہ کیا۔ وہ پیٹرولیم انجینئرنگ میں ہی ایم ایس کرنا چاہتی تھی مگر اس کے لیے اسے پھر سے لاہور جانا پڑتا اور اب وہ اسلام آباد چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ اپنے گھر سے دور رہنا نہیں چاہتی تھی سو اس نے ایم ایس کو خیر آباد کہہ کر ایم بی اے میں ایڈمیشن لے لیا۔ فی الحال خود کو مصروف رکھنے کا یہی ایک طریقہ اسے پسند آیا تھا۔ وہ یونیورسٹی میں چار دن سے جاری میوزیکل کنسرٹ کی ایک حسین رات تھی۔

مین انٹرنس سے لے کر آڈیٹوریم تک کا پورا راستہ برقی قمقموں کی چاندنی میں نہایا ہوا تھا۔ ہر کوئی افراتفری کے عالم میں خوش گپیاں ہانکتا ادھر سے ادھر جا رہا تھا اور وہ اس شور شرابے سے کوسوں دور فٹ پاتھ پر بیٹھی خالی ذہن کی سی کیفیت میں مین روڈ سے گزرتے لوگوں کی چہل قدمی کو تھکی تھکی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ اٹھی اور ایسے ہی غائب دماغی کے عالم میں چلتی ہوئی سڑک کے کنارے لگے بورڈ کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ بورڈ پر کنگ اسٹار دی بینڈ کا پوسٹر جگمگا رہا تھا۔ آج کی میوزیکل نائٹ میں یقینی طور پر اسی بینڈ نے پرفارم کرنا تھا۔ اس نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے ناگواری کے عالم میں پوسٹر پر بنی تصویر کو دیکھا۔ کندھوں تک لٹکتے سیاہ بال، ماتھے پر بندھا سرخ رومال اور بازوؤں میں رنگ برنگے بینڈز پہنے بلیک ٹی شرٹ میں ملبوس ہاتھ میں گٹار تھامے وہ اکیسویں صدی کا مجنوں اسے جانے کیوں ہر معیار سے گرا ہوا محسوس ہوا۔

"نفرت ہے مجھے تم جیسے چہروں سے یہ بڑھے ہوئے بال، یہ رنگ برنگے بینڈ گھن آتی ہے مجھے تم جیسی شکلوں سے۔" منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے وہ جھکی اور پاس پڑا پتھر اٹھا کر پوری قوت سے سامنے موجود پوسٹر پر دے مارا۔ پاس سے گزرتے لوگ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئے تو وہ کندھے اچکا کر یوں کھڑی ہو

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

گئی جیسے اسے کچھ خبر ہی نہ ہو۔

''یہ لیں اچھی طرح سے غصہ اتار لیں۔'' کسی نے پیچھے سے آ کر کان میں سرگوشی کرتے ہوئے مزید ایک پتھر اس کی طرف بڑھایا۔

''تھینکس۔'' کسی بھی قسم کی شرمندگی کا تاثر لائے بغیر اٹھلا کر کہتے ہوئے وہ جانے کے لیے مڑی پھر جیسے وہ اگلا قدم اٹھانا بھول گئی۔ کندھے پر گٹار لٹکائے چیونگم کے غبارے پھلاتا وہی سنگر سامنے کھڑا اپنی بے اختیار ہوتی ہنسی کو ضبط کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ اس کی ہنسی سے صاف ظاہر تھا وہ بہت دنوں کے بعد کھل کر مسکرایا ہے۔

''Stupid''۔ وہ زیر لب بولی۔

''ایکسکیوز می، کیا کہا آپ نے۔'' مقابل کھڑے شخص کے ماتھے پر مصنوعی بل اس بات کی نشاندہی کر رہے تھے کہ اس کی سرگوشی سن لی گئی ہے۔

''کچھ نہیں۔'' وہ تنک کر بولی۔

''تو پھر آپ مکھی کی طرح بھنبھنا کیوں رہی تھیں۔'' وہ مسکرایا۔

''میری مرضی۔'' اس نے دانت پیسے۔

''تو آپ نہیں بتائیں گی ابھی دو منٹ پہلے آپ نے مجھ سے کیا کہا تھا۔'' شائستگی سے پوچھا گیا۔

''سنو لڑکے!'' اس نے شہادت کی انگلی سامنے کھڑے شخص کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

''آپ مجھے مسٹر گلمان کہہ کر مخاطب کر سکتی ہیں۔'' اسے ایک بار پھر تپایا گیا۔

''تمہیں لگتا ہے میں ہرایرے غیرے راہ چلتے کو اتنی عزت سے مخاطب کروں گی۔'' وہ مزید بھڑکی۔

''کرنا تو چاہیے۔'' گلمان نے کندھے اچکائے۔

''ہٹو سامنے سے۔'' وہ ڈھٹائی پر اتر آئی۔

''جب تک آپ کلیئر نہیں کریں گی آپ نے میرے بارے میں کیا ارشاد فرمایا تھا میں یہاں سے نہیں ہٹنے والا۔'' وہ ہارنے والوں میں کہاں تھا۔

''تم نے یہ سوچ بھی کیسے لیا کہ میں نے تمہارے بارے میں کچھ کہا ہوگا۔''

''کیونکہ یہاں، ہم دونوں کے علاوہ کوئی تیسرا موجود نہیں ہے جس سے آپ مخاطب ہو پائیں۔''

''میں نے تمہیں احمق کہا تھا جو کہ تم ہو۔ اب رستہ چھوڑو۔'' وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے بولی۔

''نہ چھوڑوں تو؟'' اس نے شرارتی لہجے میں کہا۔

''تمہارے کنسرٹ کا وقت ہو رہا ہے۔'' وہ گھڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نرمی اختیار کر گئی۔

''آپ نہیں چلیں گی؟'' اس نے سوال کیا۔

''نہیں اور اس سب کے بعد تو بالکل بھی نہیں۔'' وہ حتمی انداز میں بولی۔

''اوکے۔'' اس نے کندھے اچکائے۔

''میں چلتا ہوں۔'' وہ قدم اٹھاتا ہوا بولا۔

''کچھ برا لگا ہو تو صاف کہہ دیجیے گا۔'' اس نے مڑے بغیر کہا۔

''نہیں مجھے کچھ برا نہیں لگا سوائے تمہارے اس حلیے کے۔'' اس نے دوسری بار سرگوشی کی۔

''سنیں۔'' وہ چلتا چلتا رکا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''بولو۔'' کہیں یہ مائنڈ ریڈر تو نہیں اس نے دل میں سوچا۔
''کنسرٹ کی ٹائمنگ یاد کروانے کے لیے بے حد شکریہ اللہ حافظ۔'' وہ چلا گیا۔
''اللہ ہی حافظ۔'' اس نے پھر سے سرگوشی کی۔
یونیورسٹی کا پہلا ہفتہ اور وہ بھی بے کار۔ سروش نے کڑھتے ہوئے سوچا اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے پارکنگ کی جانب چلنے لگی۔

☆......☆

اگلے ہفتے اس کی پہلی کتاب ''دشتِ آرزو میں رہے ہم'' منظر عام پر آئی اور دوسرے ہفتے اس کی ادبی قابلیت اور ذوق کو سراہتے ہوئے یونیورسٹی ڈین آف آرٹس اینڈ جنرل سائنس نے اسے یونیورسٹی میگزین کا ایڈیٹر منتخب کر دیا۔ اس کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی تھی۔ وہ خوش تھی بے پناہ خوش اور ایک مدت کے بعد اسے یہ خوشی راس آئی تھی۔
''سنیے مس!'' وہ موبائل ہاتھ میں تھامے کوئی گیم کھیلنے میں مگن تھی۔ جب کسی جانی پہچانی آواز نے اس کی توجہ حاصل کی۔
''کہیے مسٹر۔'' وہ اسی کے انداز میں کھڑے ہوتے ہوئے بولی۔
''آپ کے سیشن میں کوئی سروش درانی نامی لڑکی ہے کیا؟'' پہلا سوال کیا گیا۔
''جی ہے۔'' اس نے حیران پریشان سی تصدیق کی۔
''اس وقت کہاں مل سکتی ہیں؟'' دوسرا سوال پوچھا گیا۔
''خیریت۔'' اس نے دوسری بار تصدیق کی۔
''جی مجھے ان سے کچھ ضروری بات کرنی تھی۔''
''کون سی بات؟'' اس کا ماتھا ٹھنکا۔
''کہا نا کچھ ضروری بات ہے میم جن سے کرنے آیا ہوں ان سے کروں گا۔'' وہ خود پر قابو پاتا ہوا شائستگی سے بولا۔
''او کے کرو پھر روکا کس نے ہے۔'' مطلوبہ جواب نہ پا کر وہ خواہ مخواہ بھڑکی۔
''آپ اپنا اور میرا وقت مزید برباد کرنے کے بجائے کائنڈلی اتنا بتا دیں مس سروش درانی اس وقت کہاں مل سکتی ہیں تو میں آپ کا شکر گزار رہوں گا۔''
''میں تمہیں کیوں بتاؤں۔'' سامنے کھڑے شخص نے جتنی عاجزی سے کہا تھا اس نے اس سے کہیں زیادہ تلخ لہجے میں جواب دیا۔
''تو آپ نہیں بتائیں گی؟'' اس نے آخری بار پوچھا۔
''ہرگز نہیں۔'' وہ حتمی انداز میں بولی۔
''نو پرابلم میں خود ڈھونڈ لوں گا۔'' اس نے آگے کی جانب قدم بڑھائے۔
''ڈھونڈ لیں مل جائے تو مجھے ضرور بتایئے گا۔'' اس کی آواز نے دور تک اس کا پیچھا کیا تو وہ چلتے چلتے رکا۔
''آپ کو لگتا ہے مس سروش درانی سے ملنے کے بعد میں اپنے مصروف ترین وقت میں سے فضول ترین لمحات نکال کر اسپیشلی آپ کے پاس آؤں گا اور وہ بھی یہ بتانے کے لیے کہ میری ان سے ملاقات ہو چکی ہے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

وہ ہاتھ سینے پر باندھتے ہوئے آہستگی سے بولا تھا۔
"آپ آئیں گے میں گارنٹی دیتی ہوں آپ واپس میرے پاس ضرور آئیں گے۔" وہ مسکراتے ہوئے واپس اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔ اسے اس کھوئے کھوئے سے آدمی کو تنگ کرنے میں مزا آنے لگا تھا۔

☆......☆

"ایکسکیوزمی میم!" وہی آواز ایک بار پھر ابھری تھی۔
"کتنے ایکسکیوز کریں گے۔" وہ چہکی۔
"آپ کو مجھ سے جھوٹ نہیں بولنا چاہیے تھا۔" وہ مزید سنجیدہ ہوا۔
"میں نے ایسا کب کیا۔" وہ سرے سے انجان تھی۔
"ابھی پانچ منٹ پہلے۔"
"پانچ منٹ پہلے تو میں نوٹس بنا رہی تھی۔"
"میرا مطلب ہے دس منٹ پہلے۔" وہ بوکھلایا۔
"دس منٹ پہلے میں نوٹس سرچ کرنے لائبریری گئی ہوئی تھی۔" اس کا سکون ہنوز برقرار تھا۔
"ٹھیک پندرہ منٹ پہلے آپ نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا۔" وہ رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے بولا۔
"کون سا جھوٹ؟" وہ ایکٹنگ میں یقیناً فرسٹ پرائز لے سکتی تھی۔
"یہی کہ آپ مس سروش درانی نہیں ہیں۔"
"میں نے ایسا کب کہا۔" وہ بولی۔
"جب میں نے سروش درانی کے بارے میں آپ سے پوچھا تب۔" اس نے فوراً یاد دہانی کروائی۔
"کیا ضروری بات کرنی تھی آپ کو۔" وہ بات گول کرتے ہوئے سنجیدگی سے بولی۔
"یونیورسٹی میگزین کی انچارج آپ ہیں؟"
"جی بالکل میں ہوں۔"
"پیپر میں کالم بھی آپ لکھتی ہیں۔"
"جی میں ہی لکھتی ہوں پر میں کسی ایک پارٹی کے خلاف یا کسی دوسری پارٹی کی فیور میں کچھ نہیں لکھتی۔ میں صرف ان پازیٹو چینجز پر لکھتی ہوں جو ہماری سوسائٹی میں ہونی چاہیے۔" اس نے تفصیلاً جواب دیا۔
"میں کچھ دنوں سے پیپر میں مسلسل آپ کے کالم پڑھ رہا تھا۔ آج یونی میگزین کے فرنٹ پر آپ کا نام دیکھا تو سوچا آپ کے بارے میں پتا لگایا جائے۔ اسٹوڈنٹ افیئر کمیٹی کے ہیڈ سے پوچھا تو انہوں نے بتایا آپ ایم بی اے فرسٹ ایئر کی اسٹوڈنٹ ہیں۔ بہت اچھا لکھتی ہیں آپ یونہی سچ اور حق کے لیے قلم اٹھاتی رہیے گا۔ ایک اور بات کسی بھی قسم کی مدد کی ضرورت ہو تو بلاجھجک مجھ سے کہہ دیجیے گا۔" وہ کچھ زیادہ ہی امپریس دکھائی دیتا تھا۔
یہ الفاظ یہ ستائش یہ عزت یہ شہرت اس کے لیے کچھ بھی نیا نہیں تھا۔ روز ایسے ستائشی کلمات اور دعاؤں سے بھری ہزاروں میلز اسے سوشل ویب سائٹس پر موصول ہوتی تھیں۔ مگر پھر بھی کچھ تو تھا کچھ نیا کچھ انوکھا جو نظروں کے سامنے آئے بنا اپنے ہونے کا احساس دلا رہا تھا۔
"شکریہ۔" اس نے گردن ہلا کر بس اتنا کہنے پر اکتفا کیا۔
"او کے میں چلتا ہوں۔ قسمت نے ساتھ دیا اور زندگی نے وفا کی تو انشاءاللہ پھر کبھی ملاقات ہوگی۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''ہوں۔'' وہ اس قدر دوستانہ مخاطب کیے جانے پر چونک گئی اور ماضی کے دریچے میں جھانکنے لگی۔

☆......☆

''السلام علیکم کیسے ہیں آپ؟'' ارسل ڈرائنگ روم میں لگی پینٹنگ کو اپنے مزاج کے عین برعکس قدرے دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔ جب وہ آہستگی سے ان کے پیچھے آکھڑی ہوئی۔

''وعلیکم السلام! اللہ کا کرم ہے تم سناؤ۔'' اس کی پروقار آواز پر وہ یکدم مڑا تھا۔

''میں بھی ٹھیک ہوں آپ کھڑے کیوں ہیں پلیز تشریف رکھیے۔'' وہ میزبان ہونے کا فرض خوش دلی سے نبھانے لگی۔

''نائس کلیکشن۔'' دیوار میں موجود ریکس پر پڑے کچھ فائن آرٹس کے ڈیکوریشن پیس دیکھ کر انہوں نے ستائشی انداز میں کہا اور سامنے موجود صوفے پر ٹک گئے۔

''جی شکریہ۔'' اسے اپنا لہجہ ایک بار پھر بیگانہ ہوتا محسوس ہوا۔ ارسل کے سامنے وہ جتنی اپنائیت دکھانے کی کوشش کرتی تھی انجانے میں اس سے بھی زیادہ بے اعتنائی برت جاتی تھی۔

''خالہ! کیسی ہیں؟ آپ کا اسلام آباد چکر لگا ہی تھا تو انہیں بھی ساتھ لے آتے۔''

''ماما از فائن، بہت دنوں سے سوچ رہا تھا تم پر تو کسی کی یاد حرام ٹھہری ہے۔ کیوں ناں میں ہی تمہارے ساتھ کچھ ٹائم spend کرآؤں۔'' وہ شکوہ رساں تھے اور وہ ان کا شکوہ دور کرنے کے لیے کچھ نہیں کرسکتی تھی۔

''نہیں ایسی بات نہیں ہے میں تھوڑا مصروف تھی خیر مجھے خوشی ہوئی آپ کے آنے سے۔'' اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''سچ میں۔'' انہوں نے پلکیں سکیڑیں۔

''لگ تو نہیں رہا۔ وہ مزید بولے۔

''سروش درانی کبھی جھوٹ نہیں بولتی ارسل صاحب۔'' ارسل نے اس کے لہجے میں بلا کا اعتماد محسوس کیا۔

''جہاں تک میرا خیال ہے، ہماری ڈگری مکمل ہوئے at least دو ماہ ہوگئے ہیں اور تم کوئی جاب بھی تو نہیں کررہی تو پھر ایسی کون سی مصروفیات ہیں جن میں تم اتنا مصروف ہو کہ تمہارے پاس اپنے فیاسی تک کے لیے وقت نہیں ہے۔'' انہوں نے سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے وجہ دریافت کی۔

''ایکچوئیلی میں ایک کتاب لکھ رہی ہوں آج کل تو اسی سلسلے میں تھوڑا مصروف رہتی ہوں اور کوئی بات نہیں ہے۔'' اب کی بار اس نے دھیمے مگر ٹھہرے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

''ہوں۔'' وہ خاموش بیٹھے کچھ کھوجنے والے انداز میں اس کی جانب تکتے رہے۔

''چائے بناؤں آپ کے لیے؟'' اس کی گہری نگاہوں کے حصار سے نکلنے کے لیے سروش نے بات کو بدلا۔

''نہیں آج آفس میں لنچ تھوڑا لیٹ کیا تھا۔''

اور ایک بار پھر کئی لمحوں کے لیے ان دونوں کے درمیان خاموشی راج کرنے لگی۔

''آپ نے آج کے پیپر میں میرا کالم پڑھا تھا؟'' اس نے اکتا کر خاموشی کا تسلسل توڑا۔

''تم کالم لکھتی ہو؟'' وہ چونکے۔

''جی۔''

''کب سے؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"یہی کوئی دو سالوں سے۔"

"تم نے مجھ سے پرمیشن لی؟" انہوں نے اپنی پوزیشن کا رعب ڈالنا چاہا۔

"پرمیشن تو لیگل کاموں کی لینی پڑتی ہے نا اور میں کوئی ایسا غلط کام تو کر نہیں رہی جس کے لیے مجھے آپ سے پرمیشن لینا پڑے۔" اس نے ازلی صاف گوئی سے جواب دیا۔

"ویسٹ آف ٹائم۔"

"اٹس مائی پیشن۔"

"اگر میں تمہیں منع کردوں۔"

"تو بھی میں نہیں رکوں گی۔ شادی سے پہلے تو بالکل بھی نہیں۔" اس نے ارسل کی بات کاٹتے ہوئے تیزی سے جواب دیا۔

"تمہارے نزدیک یہ فضول کام مجھ سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔" انہوں نے دل جلانے والے حقارت آمیز لہجے میں کہا۔

"نہیں میرے نزدیک میرے ہر کام ہر رشتے کی اہمیت اپنی جگہ ہے۔"

"ربش مجھے چلنا چاہیے۔" وہی حقارت آمیز انداز۔

"کھانا کھا کر جائیے گا۔" وہ مروتاً کہہ پائی۔

"نہیں اب اس کی ضرورت نہیں رہی شکریہ۔" اگلے ہی پل وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہوئے ڈرائنگ روم سے باہر نکل گئے۔

"ان سے شادی کرنے سے بہتر ہے میں کسی ایسے انسان سے شادی کرلوں جس کے پاس ڈگری کے انبار بھلے نہ ہوں مگر قلم کا شعور ضرور ہو۔"

ان کی پشت کی جانب دیکھتے ہوئے اس نے کوفت سے سوچا تھا اور آج اسے اس کے الفاظ کی قدر کرنے والا مل گیا تھا۔

☆......☆

"ایکسکیوز می یہ کرائمنالوجی ڈیپارٹمنٹ کس فلور پر ہے؟" وہ ایچ بلاک کے گراؤنڈ فلور پر کھڑے اس شخص سے مخاطب تھی جو بلیک ٹی شرٹ میں ملبوس جینز میں ہاتھ ڈالے سامنے لان میں اڑتی ہوئی رنگ برنگی تتلیوں کو بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا اور وہ عین اس شخص کی پشت پر کھڑی تھی۔

"ایکسکیوز می۔" جواب موصول نہ ہونے پر وہ رخ بدل کر اس شخص کی نگاہوں کے سامنے آرکی۔

"کرائمنا ڈیپارٹمنٹ کس فلور پر ہے؟" وہ ذرا قوت سے چلائی۔ سامنے کھڑا جانا پہچانا چہرہ کانوں میں ہینڈ فری ٹھونسے منہ ہی منہ میں کچھ گنگنانے کی ناکام کوشش کررہا تھا اسے دیکھ کر پل بھر میں چونکا۔

"مس سروش آپ تشریف رکھیے پلیز۔" وہ ساتھ پڑی بینچ کی طرف اشارہ کرتا ہوا شائستگی سے گویا ہوا۔

"تمہیں لگتا ہے میں اپنے قیمتی ترین وقت میں سے فضول ترین لمحات نکال کر یہاں تمہارے پاس بیٹھنے کے لیے آتی ہوں۔" اس دوستانہ پیشکش پر وہ پرانا حساب چکتا کرتے ہوئے تلخ لہجے میں بولی۔

"کرائمنالوجی ڈیپارٹمنٹ یہی ہے۔" تو گویا اس کی بات سن کر بھی ان سنی کرنے کا ڈرامہ رچایا جارہا تھا۔

"دونٹ ٹیل می، آپ اس دن والی حرکت کو لے کر شرمندہ ہیں۔ ویسے شرمندہ ہونا تو چاہیے پر اٹس او کے، مجھے آپ سے کوئی شکوہ کوئی گلہ نہیں ہے۔ سو نو مور ایکسکیوز۔" وہ اس کی جلی کٹی باتیں سن کر دل ہی دل میں محظوظ ہوا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

خوش دلی سے کہہ رہا تھا۔
''ہونہہ...... میں ایکسکیوز کروں گی وہ بھی تم سے بھول ہے تمہاری۔'' وہ مزید لال پیلی ہوئی۔
''اگر آپ غلطی پر ہوں تو میرا نہیں خیال ایکسکیوز کرنے میں کوئی مضائقہ ہے۔ ویسے میرا تعلق بھی اسی ڈیپارٹمنٹ سے ہے۔ میرے لائق کوئی حکم ہو تو ضرور بتایئے گا مجھے خوشی ہو گی اگر میں آپ کے کسی کام آسکوں۔'' اس کے بگڑتے ہوئے تیور دیکھ کر وہ تھوڑا سنجیدہ ہوا تھا۔
''میں یہاں گلمان سکندر سے ملنے آئی ہوں۔ آپ انہیں جانتے ہیں تو برائے مہربانی میری رہنمائی کردیں۔'' اس نے اپنا لہجہ نارمل رکھتے ہوئے روانی سے کہا۔
''گلمان سکندر۔'' وہ سوچتے ہوئے منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔ ''جی میڈم! بہت اچھی طرح سے جانتا ہوں اسے۔'' وہ اچانک کچھ یاد آنے پر خوشی سے چلایا۔
''اوہ...... گریٹ تو تم بتا سکتے ہو وہ مجھے اس وقت کہاں مل سکتے ہیں۔'' وہ ہاتھ میں تھامے پیڈ پر اپنی گرفت مضبوط کرتی ہوئی بے ساختہ بولی۔
''کچھ چہرے آپ کے آس پاس بھٹکتے پھرتے ہیں بس آپ پہچاننے میں تاخیر کر دیتے ہیں۔'' وہ مزے لیتا ہوا آہستگی سے بولا۔
''دراصل مجھے گلمان صاحب کا انٹرویو لینا ہے۔ اپنے میگزین کے لیے چیف ایڈیٹر نے رپورٹ دی ہے کہ وہ انٹرنیشنل فرسٹ۔ ریشن۔ ایکسپی ڈیشن ٹیم کے ہمراہ نانگا پربت سر کرنے گیا ہوا تھا میرے خیال میں ہمیں ایسے نوجوانوں کے بلند حوصلوں کو Expose کرنا چاہیے جو اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر ہمارے لیے قدرتی حسن کی شاہکار خوب صورت وادیاں Expose کرتے ہیں۔'' وہ لان میں کھلے پھولوں کو دیکھتے ہوئے اسے اپنے خیالات بتا رہی تھی۔
''جی بجا فرمایا تو کب لیں گی آپ میرا انٹرویو؟'' وہ ہونٹوں کا کونا دانتوں تلے دبا کر آہستگی سے بولا۔
''میرے خیال میں، میں نے مسٹر گلمان سکندر درانی کا نام لیا ہے۔'' وہ اس کے یوں بے ساختہ ہنسنے پر بلاواسطہ چڑ گئی۔
''یوں نو واٹ آپ کی سینس آف ہیومر بہت ناقص ہے، جس گلمان سکندر درانی کو ڈھونڈنے کے لیے آپ صبح سے خوار ہو رہی ہیں۔ درحقیقت وہ گلمان سکندر درانی میں ہی ہوں۔'' وہ ایک ایک لفظ پر زور دے رہا تھا۔
''تم جھوٹ کہتے ہو۔''
''میں آپ سے جھوٹ کیوں کہوں گا۔''
''اپنا امیج بنانے کے لیے یا خود کو شو آف کرنے کے لیے کوئی بھی وجہ ہو سکتی ہے۔'' اس کے اس قدر بے جان آرگیومنٹ پر وہ دل کھول کے مسکرایا اس کی ہنسی میں بلاشبہ بہتے جھرنے کی سی روانی تھی۔
''آپ کو لگتا ہے مجھے خود کو شو آف کروانے کی ضرورت ہے؟'' اس نے نظروں کا زاویہ بدلا۔ وہ بلا کی حاضر دماغ تھی مگر فی الوقت اس سے کوئی جواب نہ بن پایا سوچ سادھے کھڑی رہی۔
''شو آف کرنے کی ضرورت انہیں ہوتی ہے جنہیں سوسائٹی میں کسی قسم کے اسٹیٹس سے عرض ہو، میں کسی اور دنیا کا باسی ہوں میں اس دنیا کو فراموش کر چکا ہوں اور میری دنیا میں اسٹیٹس، امیج جیسی کوئی شے معنی نہیں رکھتی۔ ایک لاحاصل منزل کو پا لینے کی جستجو معنی رکھتی ہے۔ اللہ کا شکر ہے اس نے مجھے ہر شے سے نوازا ہے۔'' وہ چپ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

رہی اس کے پاس کہنے کے لیے کچھ بچا ہی نہ تھا مگر دل اس بنجارے کا قائل ضرور ہو چکا تھا۔
ویران ہوتی سنسان پگڈنڈیوں پر تھکے تھکے سے قدم رکھتے ہوئے وہ کن انکھیوں سے اطراف میں دور دور تک پھیلے ہوئے میدانوں کو تک رہا تھا۔ رات کی ہلکی سی سیاہی ہر چیز کو اپنے گھیرے میں لے رہی تھی اور وہ اپنی ذات میں مگن چلا جا رہا تھا کہ اچانک ایک فل لوڈ ڈ جیپ کے ٹائر اس کے قریب آکر چرمرائے اور وہ یکدم سیدھا ہو گیا۔ جیپ میں سے بھاری بھرکم قدموں والے چار نوجوان باہر نکلے ان سب کے ہاتھ ہاکیوں اور ڈنڈوں سے لیس تھے۔ زیست کی سیاہی میں وہ ان مدھم ہوتے چہروں کو پہچاننے سے قاصر رہا۔
''یہی ہے وہ پکڑو اسے۔'' کسی ایک کی آواز ویرانے میں گونجی تھی۔
''کون ہو تم لوگ؟'' وہ پل بھر میں بوکھلایا۔
''واہ صاحب لڑکا پوچھتا ہے کون ہو تم لوگ؟'' آگے بڑھنے پر ان میں سے ایک نے قہقہہ لگا کر دوسروں کو متوجہ کیا۔
''بڑی جلدی بھلا بیٹھے ہو خیر ابھی یاد دلائے دیتے ہیں۔'' ایک زوردار قہقہہ پھر سے اس کی سماعتوں سے ٹکرایا۔
''میں ہوں پاشا، یہ ہے علی اور زبیر اور وہ جو پچھلا لڑکا دیکھ رہے ہو ناں وہ ہے سہیل۔''
''کون علی، کون زبیر چاہتے کیا ہو تم لوگ؟'' وہ اپنے ذہن پر زور ڈالتا ہوا پوری قوت سے چلایا۔
''تو تو بل یاد ہے ہمیں، جناح اسنوکر کلب تمہیں یاد ہے کہ نہیں ذرا اپنی سوچ کے گھوڑے دہراؤ تو شاید ہم چاروں بھی یاد آجائیں۔''
''جناح اسنوکر کلب......'' اس نے زیر لب کہا۔
''لیکن وہ قصہ تو اس دن تھانے میں ہی ختم ہو چکا تھا اب تم لوگ یہاں کیا لینے آئے ہو۔'' وہ سارے خدشے ذہن سے نکال کر دست سوال ہوا۔
''بدلہ لینے آئے ہیں۔'' یہ کہنے کے ساتھ ہی اس جوان نے ہاتھ میں پکڑی ہاکی کا وار سیدھا اس کے سر پر کیا۔ مضبوط اعصاب کا مالک ہونے کے باوجود وہ لڑکھڑایا اور سیدھا زمین پر آگرا اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا اور اگلے دو سے تین مزید وار اسے ہوش کے سمندر سے نکال کر کہیں دور پھینک چکے تھے۔ جانے کتنے پل وہ ہوش و حواس سے عاری اس انجان دنیا میں بے خبری کے عالم میں کھویا رہا۔ وہ نہیں جانتا تھا مگر ہوش آنے پر اس کی پہلی نظر ڈاکٹر سے باتیں کرتی اس نازک سی لڑکی پر پڑی جس کی تحریریں اسے کب کا اسیر کر چکی تھیں۔
رات کے اس پہر وہ سول اسپتال کی بھیڑ میں کھڑی تھی، تنہا، پریشان محض اس شخص کے لیے جس کے نام سے وہ ابھی کچھ دن پہلے واقف ہوئی تھی۔
''اللہ کا شکر ہے تمہیں ہوش آگیا۔'' وہ ڈاکٹر کو الوداع کہہ کر ہاتھ میں پکڑا میڈیسن کا شاپر اس کے پاس رکھتے ہوئے نرمی سے بولی۔
''اب کیسا فیل کر رہے ہو۔''
''ہوں...... بہتر میں یہاں کیسے؟'' اس نے ارد گرد دیکھتے ہوئے بمشکل بولنے کی کوشش کی۔
''میں NGO سے واپس آرہی تھی تمہیں سڑک کے کنارے یوں بے سدھ پڑا ہوا دیکھا تو ایمبولینس کو کال کر کے میں تمہیں یہاں لے آئی۔'' اس نے مختصر جواب دیتے ہوئے کہا اور ریکس پر پڑے سیب کاٹنے لگی۔
''رات بہت ہو چکی ہے اب آپ کو گھر جانا چاہیے۔''
''اٹس اوکے میں آپ کو اس حال میں تنہا چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''میری فکر مت کریں مجھے کچھ نہیں ہوگا آپ چلی جائیں۔'' عجیب شخص تھا جو رات کے آخری پہر اسے واپس بھیجنے پر مصر تھا۔

''میں اس وقت واپس نہیں جاسکتی کسی بھی لمحے تمہیں میری ضرورت پڑ سکتی ہے۔'' اس نے اپنا حتمی انداز اپنایا۔

''کہا نا آپ سے مجھے کسی کے احسان یا ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے جو کیا اس کے لیے شکریہ ناؤ پلیز لیومی الون۔'' وہ کرب سے چلایا تھا۔

''ریلیکس میں جارہی ہوں۔'' وہ فروٹ کی ٹوکری اس کے پاس رکھتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''عجیب احمق شخص ہے۔'' دروازے سے نکلتے ہوئے اس نے اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتے ہوئے بے دلی سے سوچا۔

☆......☆

''مس ثانی! آپ یونیورسٹی کیوں نہیں آرہیں؟''

وہ اپنی یونی فیلو کی شادی میں شرکت کے لیے لاہور آئی ہوئی تھی۔ جب اسے نامعلوم نمبر سے ٹیکس میسج موصول ہوا اور ایک سیکنڈ کے اٹھارویں حصے میں اس نے اندازہ لگایا کہ وہ ٹیکسٹ کس کی طرف سے ہے۔ اسے ثانی وہی ایک شخص کہا کرتا تھا جس سے وہ مزید کسی قسم کا رابطہ نہیں رکھنا چاہتی تھی۔ سو اس نے میسج ڈیلیٹ کرکے موبائل پرس میں رکھ لیا۔ اگلے کئی دنوں تک اسے گلمان سکندر درانی کی جانب سے مسلسل ٹیکسٹ اور ای میلو موصول ہوتی رہیں مگر وہ دل میں ابھرتے کچھ نئے سے احساسات کو وہم سمجھ کر اسے مسلسل اگنور کرتی رہی۔

☆......☆

''ہائے مس ثانی!'' اسے لاہور سے لوٹے پہلا دن تھا کہ گلمان نے یونیورسٹی گیٹ پر ہی آگھیرا۔

''ہائے۔'' اس نے آہستگی سے کہا اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ہوئی ڈپارٹمنٹ کی جانب چل دی۔

''اتنا عرصہ کہاں غائب رہیں۔ میں نہیں جانتا کیوں؟ مگر میں نے آپ کو مس کیا۔''

''مس...... ہونہہ تم جیسے لوگ کسی کی عزت کرنا سیکھ لیں یہی بہت ہے۔'' اس کا لہجہ خود بخود تلخ ہوا تھا۔

''مس ثانی! میں نے آپ کی عزت کب نہیں کی۔'' وہ دست سوال ہوا وہ خاموش رہی۔

''اس رات اسپتال میں، میں اکیلا رہنا چاہتا تھا اور آپ واپس نہیں جارہی تھیں۔ سو غصے میں آکر تھوڑا زیادہ بول بیٹھا۔'' اس نے وضاحت دی۔

''مجھے تم سے کوئی شکوہ نہیں ہے مسٹر گلمان سکندر درانی۔'' وہ دوٹوک لہجے میں بولی۔

''میں جانتا ہوں آپ کو مجھ سے کوئی شکوہ نہیں ہے اور شکوہ ہو بھی کیوں جب میں نے کچھ غلط نہیں کیا مجھے ماہا یاد آرہی تھی اور میں اس کی یادوں میں کسی کی مداخلت پسند نہیں کرتا ہوں نا اپنی زندگی میں۔'' اس کا جواب بھی دوٹوک تھا۔ ''ماہا......'' وہ چونکی دل میں کچھ ہلچل سی ہوئی تھی۔

''جی ماہا ملک لو آف مائی لائف پھر کبھی بتاؤں گا۔'' وہ سرد آہ بھرتا ہوا سیدھا ہوا۔

''پھر کبھی کیوں۔ ابھی کیوں نہیں۔'' وہ چلتے چلتے رکی۔

''آپ اکتا جائیں گی۔''

''وہ میرا مسئلہ ہے تم سنانا شروع کرو۔'' وہ اسے فٹ پاتھ پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں بولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''کچھ لوگوں سے ہم محبت کرنا نہیں چاہتے مگر محبت ہمیں مجبور کر کے اپنا آپ خود منوا ہی لیتی ہے۔'' گلمان کی حقیقت جان لینے کے بعد وہ بھی اسی دوراہے پر آرکی تھی۔ فائنل ٹرم آپہنچے تھے سو وہ سب باتوں کو ذہن سے نکال کر اسٹڈی میں مصروف ہوگئی مگر محبت اس کے ذہن و دل میں گھر کر چکی تھی۔

''Happy birthday to you.'' وہ کلاس سے باہر نکلی تھی جب گلمان نے اس کے سامنے سفید پھولوں کا بکے پیش کرتے ہوئے شرارت سے کہا۔

''شکریہ۔'' وہ دل سے مسکرائی تھی اور بہت دنوں بعد مسکرائی تھی۔

''یونہی مسکراتی رہا کریں۔'' وہ ایک سادہ سی نظر اس پر ڈالتا ہوا کہہ گیا۔

''تم بہت اچھے ہو۔'' اس نے سفید پھولوں کی مہک خود میں اتارتے ہوئے آہستگی سے کہا۔

''جانے دیں اب اتنا بھی اچھا نہیں ہوں۔''

''اچھا تو پھر کتنے اچھے ہو۔'' وہ شرارت سے بولی۔

''بالکل بھی اچھا نہیں ہوں بس اللہ نے گناہوں پر پردے ڈالے ہوئے ہیں۔ نہیں تو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہوں بچی۔'' وہ سنجیدہ ہوا۔

''ہاں یہ تو ہے وہ ذات واقعی رحیم ہے جو بنا کہے ہم سب کے عیبوں پر پردہ ڈال دیتی ہے۔ بس ہمیں ہی جلدی ہوتی ہے سب کے عیب فاش کر کے دنیا سے واہ واہ کروانے کی۔''

''آپ ٹھیک کہتی ہو ثانی! چلیں اب ٹریٹ دیں۔'' وہ جان بوجھ کر موضوع بدلتا ہوا بولا۔

''ٹریٹ بھی مل جائے گی جلدی کس بات کی ہے میں ذرا اپنے گروپ سے کنفرم کر کے آتی ہوں پھر چلیں گے۔ NGO کے بچوں کے ساتھ ڈنر کرنے، تمہیں اچھا محسوس ہوگا۔'' وہ واپس کلاس روم کی جانب پلٹی اور وہ اس دھان پان سی لڑکی کی آنکھوں میں ابھرتی تحریروں کو پڑھنے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔ ان تحریروں میں اس کے لیے اپنائیت ہی اپنائیت لکھی تھی۔ وہ یہ سب نہیں چاہتا تھا مگر چاہ کر بھی وہ اس لڑکی سے دور نہیں ہو پا رہا تھا۔ وہ اسے خوش رکھنا چاہتا تھا۔

☆......☆

وہ کتابوں کی دیواروں سے بنی عظیم الشان لائبریری کی ایک کونے میں بیٹھی جلدی جلدی ہاتھ چلانے میں مگن تھی۔ اس کے اردگرد نوٹس، فائلز، رپورٹ اور پیپرز کا انبار لگا ہوا تھا اور وہ اس تمام ملبے میں سے ہائی لائٹ کیے گئے مواد کو ایک الگ پیپر پر اتار رہی تھی۔

''ثانی! آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟'' یک دم جانے کہاں سے گلمان کی آمد ہوئی تھی۔

''نظر نہیں آرہا اسائنمنٹ کمپلیٹ کر رہی ہوں۔'' وہ اس کے اس قدر بونگے سوال پر بری طرح تپی۔

''اوہو اسائنمنٹ تو بعد میں بھی کمپلیٹ ہوتی رہیں گی۔ فی الحال میرے پاس آپ کے لیے ایک سرپرائز ہے۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

''ہاں بولو سن رہی ہوں میں۔'' اس نے بے نیازی دکھاتے ہوئے قلم کی رفتار بڑھا دی۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ پوری دنیا سے تو بے نیاز رہ سکتی ہے مگر اس ایک شخص سے بے نیازی برتنا اب اس کے بس میں نہیں رہا تھا۔

''فائنل ایگزام کے بعد لائف خاصی بورنگ سی ہوگئی ہے اس لیے ہماری کلاس نے کل صبح مری جانے کا پلان بنایا ہے۔ آج کل موسم بھی کافی خوشگوار ہے نا۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''تو......!'' وہ اس کا اشارہ سمجھ چکی تھی مگر پھر بھی نا سمجھی کی ایکٹنگ کرنا اس نے اپنا فرض جانا۔
''تو یہ کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چل رہی ہیں۔'' وہ قدرے شوخی سے بولا۔
''بالکل نہیں۔'' وہ اتنی آسانی سے مان جانے والوں میں کہاں تھی۔
''پر کیوں؟'' شوخ لہجہ ایک پل میں بجھا تھا۔
''مجھے اگلے ہفتے پروجیکٹ پر پوزل سمٹ کروانا ہے، اس لیے میرے پاس وقت بالکل بھی نہیں ہے۔'' اس نے فوراً ایکسکیوز پیش کیا۔
''ابھی سات دن باقی ہیں پروجیکٹ پرپوزل سمٹ کروانے کے لیے، ہم کل صبح نکلیں گے اور انشاء اللہ پرسوں شام تک لوٹ آئیں گے بس دو دن کی تو بات ہے ثانی! منع مت کریں پلیز میں نے یہ پلان آپ کے لیے سیٹ کیا ہے۔'' اسے اپنے ٹور کے بارے میں بریف کرتا ہوا وہ نرمی سے بولا تھا۔
''مسٹر گلمان سکندر! میں تمہارے کسی پلان کا بھی حصہ نہیں رہی اب اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا یہ سپر گولڈن پلان خراب نہ ہو تو خدا کے لیے مجھے فورس مت کرو۔'' سروش نے شکوہ کرتے ہوئے لہجے میں طنز کو سمویا تھا۔
''ثانی پلیز! پہلی اور آخری بار ہمارے ساتھ آجائیں ہم اچھے دوست ہیں اسی بہانے ہماری ساتھ بتائی گئی کچھ یادیں بھی محفوظ ہو جائیں گی۔'' وہ کھویا کھویا سا بولا۔
''جب انسان نہ رہیں تو یادوں کی کیا وقعت۔'' اس نے ایک حسرت بھری نگاہ گلمان پر ڈال کر سوچا۔
''کل کتنے بجے نکلنا ہے؟'' وہ پوچھ بیٹھی۔
''تم نہیں تو تمہاری یاد ہی سہی۔'' دل نے فوراً دماغ کی نفی کی تھی۔
''صبح پانچ بجے۔''
''اوکے مجھے میرے فلیٹ سے پک کر لینا میں تیار رہوں گی۔'' وہ کندھے اچکاتے ہوئے شانِ بے نیازی سے یوں بولی جیسے اس کی ذات پر کوئی بڑا احسان کر رہی ہو۔
''سچ ثانی! آپ جھوٹ تو نہیں کہہ رہیں۔'' وہ تصدیق زدہ لہجے میں بولا۔
''میں تم سے جھوٹ نہیں کہہ سکتی۔ ہوتے ہیں ناں کچھ لوگ جن کے لیے ہمیں کھلی کتاب بننا پڑتا ہے جن سے ہم کچھ نہیں چھپا سکتے۔ چھپانا چاہیں تو بھی یہ ہمارے بس میں نہیں ہوتا میرے لیے وہ کچھ لوگ تم ہو گلمان سکندر اب تم جاؤ یہاں سے صبح ملاقات ہو گی۔'' گہرے نین کٹوروں سے چھلکنے کو بے قرار آنسوؤں پر ضبط کرتی ہوئی وہ بمشکل کہہ پائی۔

☆......☆

''واہ یار سوپر اچھا ٹیسٹ ہے آپ کے ہاتھ میں یقین کریں اس سے زیادہ لذیذ لازانیہ میں نے آج تک نہیں کھایا۔'' بریزے خوش دلی سے بولی تھی۔
''ہاں یار یہ بات تو ماننا پڑے گی شی از سوپرب۔'' تانیہ بھلا کہاں پیچھے رہنے والی تھی۔
''تھینکس۔'' وہ زیر لب کہتے ہوئے دھیرے سے مسکرائی۔
''ہائے فرینڈز آج ہمارے لیے اسٹرونگ سی کافی بھی سروش خود اپنے ہاتھوں سے بنائیں گی۔'' گلمان سکندر جو کیمرے پر سر جھکائے کب سے خاموش بیٹھا تھا ان سب کے درمیان ہونے والی گفتگو سن رہا تھا اچانک مداخلت کرتے ہوئے بولا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

’’لیکن مجھے تو کافی بنانا نہیں آتی۔‘‘ وہ اس نئی فرمائش پر بری طرح گڑ بڑائی تھی۔
’’آپ مذاق کر رہی ہیں۔‘‘ پیچھے سے عائشہ کی آواز آئی تھی۔
’’نہیں میں مذاق نہیں کر رہی ایکچو لی مجھے کافی کا ٹیسٹ بالکل نہیں پسند سو کبھی ضرورت ہی نہیں پڑی بنانے کی۔‘‘ وہ خاصی شرمندہ تھی۔
’’اوہو! آپ پریشان مت ہوں آج میں آپ کو کافی بنانا سکھاتی ہوں۔‘‘ نائمہ نے فراخ دلی سے اسے کافی سکھانے کی آفر کی تو وہ بنا کچھ بولے چپ چاپ اٹھ کھڑی ہوئی جب کہ باقی لوگ فوٹو سیشن میں مگن ہو گئے۔
’’تم بیٹھو ہم کافی بنا کر لاتے ہیں۔‘‘ نائمہ کے ہاتھ سے پیکٹس لے کر وہ سروش کے ہمراہ چلتا ہوا اسٹو تک آیا جو انہوں نے اپنی گاڑی کے پاس سیٹ کیا ہوا تھا۔
’’آپ کو سچ میں کافی بنانا نہیں آتی؟‘‘ وہ اسٹو آن کرتا ہوا پوچھ رہا تھا۔
’’گلمان! میں تم سے جھوٹ کیوں کہوں گی۔‘‘ وہ زمانے بھر کی بے چارگی اپنے لہجے میں سمو کر بولی۔
’’چلیں آپ بھی کیا یاد کریں گی آج گلمان سکندر! بقلم خود آپ کو اپنے مبارک ہاتھوں سے کافی بنانا سکھائیں گے۔‘‘ وہ فرضی کالر اٹھاتا ہوا بولا۔
’’احسان کر رہے ہو مجھ پر تو مت سکھاؤ۔‘‘ اس کا لہجہ دل جلانے والا تھا۔
’’احسان کر نہیں رہا احسان چکا رہا ہوں، یاد ہے ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ نے مجھے لازانیہ بنانا سکھایا تھا تو بدلے میں، میں آپ کو کافی بنانا سکھا رہا ہوں۔ ہم بادشاہ لوگ ہیں مفت میں احسان نہیں رکھتے کسی کا۔‘‘ وہ اتنا شوخ کب سے ہوا تھا وہ خود نہیں جانتا تھا۔
اور وہ چپ سادھے بے خیالی کے عالم میں اسے کافی بناتا دیکھتی رہی اردگرد کی دنیا سے بے خبر دیدار یار میں محو۔
’’تانی۔‘‘ گلمان نے اسے متوجہ نہ پا کر مخاطب کیا۔ وہ اردگرد کی دنیا سے بے خبر تھی۔
اسے ایک بار پھر پکارا گیا۔
اب کی بار گلمان سکندر اپنی جگہ سے ہلا تھا۔
’’جج...... جی۔‘‘ وہ چونکی سہانے خوابوں کی روانی میں ہلکا سا خلل آیا تھا۔
’’کہاں کھو گئی تھیں آپ کب سے آواز یں دے رہا ہوں۔‘‘ اس کے پاس بیٹھتا ہوا وہ عام سے لہجے میں بولا۔
’’میں...... نہیں تو۔‘‘ اس نے غائب دماغی کے عالم میں جواب دیا۔
’’تو پھر آپ میری بات کا جواب کیوں نہیں دے رہی ہیں۔‘‘ گلمان کا لہجہ تشویش زدہ تھا۔
’’میں کافی بنانا سیکھ رہی تھی۔‘‘ اس نے خالی دماغ کو ٹٹولتے ہوئے فی الفور یہی عذر پیش کیا۔
’’کافی بنانا سیکھ رہی تھیں یا کافی سکھانے والے کو دیکھ رہی تھیں۔‘‘ ہونٹوں تک آئی دلفریب مسکراہٹ کو چھپاتے ہوئے وہ قیاس آرائی کے انداز میں بولا۔
’’تم واقعی احمق ہو۔‘‘ وہ چڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔
’’تو آپ اس احمق کا ساتھ دیں۔‘‘ سروش کے جواب میں وہ کھل کر ہنستا چلا گیا۔
اس کی ہنسی لوٹ آئی تھی یہ بات بھی کسی معجزے سے کم نہ تھی۔
’’سنبھالو اپنی کافی میں جا رہی ہوں۔‘‘ وہ اسٹو کی طرف اشارہ کرتی ہوئی تنک کر بولی۔ جہاں کافی کا پانی بوائل ہو کر مین سے باہر گر رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

☆......☆

ہوا میں ہلکی سی خنکی تھی۔ کچھ چوٹیاں برف آلود تھیں جب کہ باقی چوٹیوں کی برف دھیرے دھیرے پگھل رہی تھی۔

''یہ رہی جناب آپ کی کافی۔'' وہ باقی لوگوں سے خاصی دور بادلوں کے بیچوں و بیچ ایک پتھر پر بیٹھی اپنی ڈائری اور کیمرے میں اردگرد کے دلکش مناظر قید کرنے میں محو تھی۔ جب گلمان ہاتھ میں کافی کے رنگ تھامے ہوئے اس کے پاس آبیٹھا۔

''مجھے نہیں پینی۔'' وہ خاصی بے رخی سے بولی۔

''ہاں......ثانی میں نے اتنی چاہت سے بنائی ہے آپ کے لیے۔''

''تم نے بنائی ہے اس لیے تو کہہ رہی ہوں نہیں پینی۔'' اسے چڑانے کی باری اب اس کی تھی۔

''اماں کہتی ہے تم جیسی کافی کوئی اور بنا ہی نہیں سکتا۔'' وہ نظریں چرانے والوں میں سے کہاں تھا۔

''صحیح کہتی ہیں تم جیسی بدذائقہ کافی واقعی کوئی دوسرا نہیں بنا سکتا۔'' باز آنا اس نے بھی نہیں سیکھا تھا۔

''آپ خود فیصلہ کرلیں۔'' اس نے جھک کر کافی کا مگ ثانیہ کے سامنے پیش کرتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا۔ جسے مزید کچھ کہے بنا اس نے مسکراتے ہوئے وصول کیا۔

''اف!'' کافی کا پہلا سپ لیتے ہی اس نے کرواہٹ سے بھرپور برا سا منہ بنایا۔

''اس سے زیادہ کڑوی چیز میں نے پہلے کبھی نہیں چکھی۔''

''میرے ساتھ رہیں گی تو عادت پڑ جائے گی آپ کو پتا ہے ٹریکنگ کے بعد کافی میرا دوسرا پیشن ہے۔''

''عادت تو دور کی بات ہے آج کے بعد میں کافی کو ہاتھ تک نہیں لگاؤں گی۔'' اس نے جل بھن کر جواب دیا۔

''چلیں یہ تو وقت ہی بتائے گا۔'' وہ مسکرایا اور سروش برے برے منہ بنا کر فوٹوگرافی کرنے کے ساتھ ساتھ کافی حلق میں انڈیلنے لگی۔

''آج کچھ الگ کرتے ہیں ہم اپنے مگ Exchange کرلیتے ہیں۔'' کافی دیر چپ رہنے کے بعد اسے ایک نیا خیال سوجھا تھا۔

''اچھا......!'' وہ فوٹوگرافی کرتے ہوئے مصروف کن انداز میں بولی۔

''آپ نے زندگی میں پہلی بار کافی پی وہ بھی میرے ساتھ میرے کہنے پر میرے ہاتھ کی بنی ہوئی ہم اسے یادگار بناتے ہیں۔''

''تم احمق ہو۔'' کھلکھلاتی ہوئی دل فریب ہنسی کا فوارا پھوٹا تھا۔

''آپ اس احمق کا ساتھ دیں۔'' اس نے آہستگی سے کہا۔

''اچھا ٹھیک ہے مگر میری ایک شرط ہے۔ اب سے تمہارا مگ میں رکھوں گی اور میرا مگ تم رکھ لینا۔'' وہ اس انوکھی شرط پر حیران ہوا۔

''تحفے کے طور پر۔'' اس نے مزید اضافہ کیا اور اپنا براؤن مگ اسے پکڑاتے ہوئے ہارٹ شیپ میں بنا ہوا بے حد نفیس مہرون کلر کا مگ اپنے ہاتھ میں تھام لیا۔ محبت کی کونپلیں دونوں دلوں میں برابر پھوٹ رہی تھیں ایک دل اظہار سے ڈرتا تھا اور دوسرا دل ٹوٹ جانے سے خوف کھاتا تھا۔ کتنے ہی پل وہ دونوں مسکراتے، گنگناتے پہاڑوں کے دامن میں بیٹھے ان حسین لمحات کو یادگار بناتے رہے۔

☆......☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''گلمان سکندر اسمائل۔'' وہ کیمرہ آن کرتے ہوئے اٹھی ہی تھی کہ اچانک اس کا پیر مڑا، اگلے ہی پل وہ اس دیو قامت سفید پتھر سے نیچے آگرتی اگر گلمان بروقت اٹھ کر اسے سہارا نہ دیتا مگر اس افراتفری کے عالم میں سروش کا براؤن مگ اس کے ہاتھ سے پھسل کر چکنا چور ہو چکا تھا۔ دل میں ٹیس اٹھی تھی۔

''تم نے میرا گفٹ توڑ دیا۔'' وہ روہانسی ہوئی۔

''آئی ایم سوری ثانی! وہ بس میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔'' وہ خاصا شرمندہ تھا۔

''تمہارا قصور نہیں ہے گلمان! تم بس توڑنا جانتے ہو۔ چاہے وہ سروش درانی کا دل ہو یا پھر اس کی طرف سے دیا گیا کوئی حقیر سا تحفہ۔'' وہ خاصی ہرٹ تھی۔

''ثانی آپ کو دیکھ کر اٹھنا چاہا تھا نا۔ میں آپ کو نہ تھامتا تو آپ بڑے پتھر سے نیچے گر جاتیں خدانخواستہ آپ کو چوٹ لگ سکتی تھی اور پھر مگ کا کیا ہے وہ تو اور بھی آجائیں گے۔''

بالآخر کافی تگ و دو کے بعد وہ اس کا موڈ خوشگوار کرنے میں کامیاب ہوا تھا اور سروش درانی کچھ لمحے پہلے ہونے والی جھڑپ کو بھلا کر مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ ٹوٹے ہوئے مگ کی بکھری ہوئی کرچیوں کو کیمرے میں Capture کرنے میں مصروف ہوگئی۔

اگلا پورا دن وہ یہاں کے حسین و جمیل اور برف میں ڈھکے مقامات کی سیر کرتے رہے۔ واپس آنے میں انہیں خاصی دیر ہوئی تھی۔ کسی حسین ناگن کی مانند مری کی بل کھاتی سڑکوں پر گلمان کسی ماہر ڈرائیور کی طرح گاڑی چلا رہا تھا اور وہ اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ عائزہ اور بریزے پچھلی سیٹ پر براجمان تھیں جب کہ دوسرے لوگ اپنی اپنی گاڑیوں میں آگے پیچھے آرہے تھے یہ مختصر سا قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔ وہ دنیا کی حسین مہکتی راتوں میں سے ایک بے حد حسین رات تھی۔ وہ ہینڈ فری کانوں میں لگائے، آنکھیں بند کیے اور کچھ خواب بننے میں مگن تھی۔

گلوں میں رنگ بھرے بادِ نو بہار چلے
چلے بھی آؤ کہ گلشن کا کاروبار چلے......!

گلمان سکندر کی دلکش آواز کانوں میں پڑتے ہی اس نے جھٹ سے آنکھیں کھول دیں۔ دونوں کی نگاہیں ایک پل کے لیے آپس میں ملیں۔ سروش کی نگاہیں خود پر محسوس کرتے ہوئے اس نے فوراً اپنے تیز گام سروں کو بریک لگائی اور ساری توجہ فرنٹ اسکرین پر مرکوز کر دی۔

اسے محبت نہ ہوتی یہ کیسے ممکن تھا وہ بس محبت سے نگاہیں چرا رہا تھا۔ خود کو دھوکا دے رہا تھا کہ اب محبت کرنا اس کے بس میں نہیں رہا۔ وہ اس دھوکے میں خوش رہنا چاہتا تھا اور وہ اسے حقیقت بتلا کر مزید کسی کرب میں مبتلا کرنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ جھوٹ کہتا تھا مگر اس کی آنکھیں ہمہ وقت محبت کی صداقت کی گواہی دیتی رہتی تھیں۔

''اچھا گا لیتے ہو۔'' وہ کسی خواب کے زیر اثر فی الحال اتنا ہی کہہ پائی۔

''تھینکس ثانی!'' وہ اب چاند کی چاندنی خود میں سموتے ہوئے باقی کا سفر جاری رکھنا چاہتا تھا اور سروش بخوبی جانتی تھی کہ وہ ایسے مناظر کا کس قدر دیوانہ ہے جبھی بنا کچھ کہے اسے تکتی رہی۔ وہ اونچی نیچی پگڈنڈیوں پر بے فکری سے گاڑی دوڑا رہا تھا یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس وقت وہ اپنے گاؤں کی کچی سڑک پر نہر کے کنارے پانی میں چاند کا عکس دیکھتے ہوئے موٹر سائیکل نہیں چلا رہا بلکہ اس پہاڑی سلسلے کے درمیان مری کے خطرناک اونچے نیچے بل کھاتے راستوں پر گاڑی ڈرائیو کر رہا ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف
ایڈ فری لنکس
ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ
ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر
کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety
پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1
پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براؤزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

Dont miss a singal one of your Favourite Paksociety's Update !

i. Open Paksociety Page.
ii.Click Liked.
iii.Select Get Notifications.
iv.Select See First.
All Done

Liked | Message | ...
Get Notifications
Add to Interest Lists...
Unlike
IN YOUR NEWS FEED
See First
See new posts at the top of News Feed
Default
See posts as usual
Unfollow

http://paksociety.com

www.paksociety.com

اچانک گاڑی چرچراہٹ کی آواز کے ساتھ رکی تھی۔ شاید لینڈ سلائیڈنگ کے باعث راستے میں کوئی بڑا پتھر آ گرا تھا۔

"مسٹر گلمان! دماغ تو ٹھیک ہے ناں تمہارا، ہمیں صحیح سلامت زندہ گھر جانا ہے اوپر نہیں جانا۔" عائزہ اور بریزے جھٹکا لگنے پر گہری نیند سے بیدار ہوئیں تھیں گلمان کو یوں بنا ہیڈ لائٹس کے گاڑی چلاتا دیکھ کر انہیں اس کی ذہنی حالت پر شک ہونے لگا تھا۔ جب کہ سروش ہنوز پرسکون بیٹھی اس عجیب وغریب سچویشن کو انجوائے کر رہی تھی۔ گلمان سکندر کے ساتھ بتایا جانے والا ہر لمحہ اس کے لیے تحفہ محبت کی سی اہمیت رکھتا تھا۔ چاہے وہ کتنا ہی رسکی کیوں نہ ہو۔

"لو ہو جاؤ خوش تم چڑیلو۔" گلمان نے ہیڈ لائٹس آن کرتے ہوئے جھنجھلا کر کہا تھا۔

"آپ اس گدھے پر نظر رکھیے گا۔" بریزے نے بمشکل جماہی روک کر سروش کو مخاطب کیا۔

وہ ہونٹ دانتوں تلے دبا کر شرارت سے بولی اور اگلے ہی پل وہ دونوں ایک بار پھر خواب خرگوش کے مزے لوٹنے لگ گئیں۔ کچھ دیر نارمل ڈرائیو کرنے کے بعد گلمان سکندر نے ایک بار پھر اکتا کر ہیڈ لائٹس آف کر دیں۔

"یہ لڑکا نیچر کے لیے کسی حد تک جا سکتا ہے۔" اس نے دل میں سوچا تھا۔

"ثانی۔"

"ہوں۔"

"آئی لوڈ یٹ سین۔"

"جانتی ہوں۔"

"آپ کو پتا ہے جب میں پاپا کے ساتھ لیٹ نائٹ لانگ ڈرائیو پر جایا کرتا تھا تب بھی یونہی ہیڈ لائٹس آف کر دیا کرتا تھا جب سڑک پر گاڑی ہچکولے کھاتی تھی تو پاپا میرے کان کے نیچے تھپڑ رسید کر کے کہتے تھے۔

"اوئے گدھے دھیان کدھر ہے تیرا آنکھیں کھول کر ڈرائیو کر۔" وہ فرنٹ اسکرین پر نظریں گاڑھے اس کے ساتھ اپنی پرانی یادیں شیئر کر رہا تھا۔

"تم شروع سے ایسے تھے؟" اس کی بات سروش درانی کی گلابی پنکھڑیوں پر شوخ سا تبسم چھوڑ گئی۔

"ہاں ثانی! ایسا ہی ہوں میں بس۔" اس نے گہری سانس بھرتے ہوئے تسلیم کیا۔

"مطلب تم شروع سے گدھے ہو چلو اچھی بات ہے آج یہ بھی کنفرم ہو گیا میرا خیال ہے ہمیں اسے بھی یادگار بنانا چاہیے۔"

"ثانی......" گلمان نے سامنے پڑا ٹیڈی بیئر اٹھا کر اسے دے مارا۔

"کیا نہیں بنانا چاہیے۔" وہ شرارت سے بھرپور لہجے میں بولی تھی۔

"سنبھالیں اپنا ٹیڈی بیئر۔" وہ مصنوعی خفگی چہرے پر سجائے ہوئے کہنے لگا۔

"اوہ...... آئی لو مائی ٹیڈی بیئر۔" وہ پیلے رنگ کا خوب صورت سا ٹیڈی بیئر ہاتھ میں لے کر کھلکھلا کر ہنستی چلی گئی۔

☆......☆

رات کے دس بج رہے تھے۔ وہ اسٹڈی ٹیبل پر بیٹھی بڑی حسرت بھری نگاہوں سے لیپ ٹاپ اسکرین پر جگمگاتی گلمان کی تصویر کو تکے جا رہی تھی جو اس نے آج ہی فیس بک پر اپ لوڈ کی تھیں۔ اردگرد سے بے نیاز وسیع و عریض سبز عظیم الشان پہاڑی سلسلے کے بیچ پنک ٹی شرٹ پہنے سر پر پی کیپ رکھے ڈھیر سے مسکراتا ہوا

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
WWW.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

وہ اس کے خوابوں کے گلابی شہزادے کا تاثر دے رہا تھا۔کافی کا سپ لیا وہ اب پہلے سی کڑوی نہ تھی۔اور ایک نظر ادھ کھلی ونڈو کے اس پار بادلوں کی اوٹ میں چھپے چاند کی آنکھ مچولی کو بڑے محسور کن انداز میں دیکھ کر لیپ ٹاپ اسکرین کی جانب دوبارہ نظریں مرکوز کی ہی تھیں کہ اچانک موبائل پر بجنے والی بیپ نے اس کی ساری توجہ اپنی جانب مرکوز کروالی۔موبائل اسکرین لمحہ بھر کے لیے روشن ہوئی اور پھر بجھ گئی۔گویا کسی کا میسج آیا تھا۔اس کی ایک ہارٹ بیٹ مس ہوئی وہ بخوبی جانتی تھی رات کے اس پہر اس کے گلابی شہزادے کے علاوہ اور کوئی میسج نہیں کیا کرتا تھا۔اس نے ہاتھ بڑھا کر موبائل آن کیا اسکرین پر گلمان سکندر کا نام جگمگا رہا تھا۔وہ دھیرے سے مسکرائی۔ گلمان کی طرف سے ایک empty میسج موصول ہوا تھا۔جواباً اس نے بھی ان کہی چاہتوں کی شدتوں میں لپٹا ہوا ایک بلینک ٹیکسٹ اس کے نمبر پر سینڈ کر دیا اور خود ماضی کی پٹاری کھول کر بیٹھ گئی۔

''جب بھی میسج کروں میں ہی کروں، تم کبھی مجھے یاد نہیں کرتے۔'' وہ منہ پھیر کر کہتی ہوئی شکوہ کر گئی۔

''آہ ثانی! یہ الزام ہے مجھ غریب بندہ ناچیز پر۔سراسر الزام۔'' وہ شوخ لہجے میں بولا تھا جو سروش درانی سے پہلی ملاقات پر اس نے اپنایا تھا اور وہ یہ بات تسلیم کرتا تھا کہ اس کی کھوئی ہوئی مسکان کا واپس آنا اور روٹھی ہوئی شوخیوں کا لوٹ آنا سروش ہی کی مرہون منت تھا۔

''روز میں آپ کو اتنے میسجز کرتا تو ہوں۔''

''میسجز نہیں بلینک میسجز۔'' اس نے بات کاٹ کر فوراً تصحیح کی تھی۔

''چلیں بلینک میسجز ہی، پر کرتا تو ہوں ناں۔'' اس کے چہرے پر اب بھی ایک جاندار مسکان موجود تھی۔

''مسٹر گلمان سکندر میں ان بلینک میسجز کا کیا کروں؟'' وہ بے بسی سے بولی۔

''ثانی! آپ جانتی ہو میں بلینک میسج کب کرتا ہوں؟'' اس نے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا تو جواباً سروش نے فوراً نفی میں گردن ہلا دی۔

''جب مجھے کوئی حد سے زیادہ یاد آتا ہے تو میں اسے empty میسج کر دیتا ہوں آئندہ آپ یہ مت سوچیے گا کہ میں آپ کو یاد نہیں کرتا اور میرے ٹیکسٹ کو محض کومن یا بلینک ٹیکسٹ مت سمجھا کریں۔ان میں میرے احساسات چھپے ہوتے ہیں وہ احساسات جنہیں میں کہنے سے اکثر کتراتا ہوں۔'' اب کی بار وہ تھوڑا سنجیدہ تھا۔

''تم احمق رہو گے۔'' وہ ساری خفگی بھلا چکی تھی۔

''اور آپ اس احمق کو یونہی فالو کرتی رہیے گا۔'' وہ مسکرایا۔

وہ بھی اس کی ابنارمل لاجک پر دل کھول کر مسکراتی چلی گئی۔وہ عجیب تھا اور عجیب لوگ کبھی نارمل نہیں ہو سکتے۔ اس نے دل میں سوچا تھا۔

وہ اب بھی ماضی کی پٹاری میں موجود یاد کے اوراق پلٹتی رہتی اگر میسج بیپ دوبارہ اس کی توجہ نہ بٹاتی۔ایک بار پھر بلینک ٹیکسٹ موصول ہوا تھا۔اس نے بھی غیر ارادی طور پر سینڈ کا بٹن کلک کر دیا۔

سرد ہوا کے دھیمے جھونکے گالوں کو چھوتے ہوئے اس کے سیاہ گھنے گیسوؤں سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگے۔تو وہ ونڈو بند کر کے لیپ ٹاپ اٹھا کر بیڈ پر چلی آئی۔

''کیا کر رہی ہیں؟'' گلمان سکندر کے مخصوص انداز میں لکھا گیا ایک اور ٹیکسٹ آن موجود ہوا۔

''تمہیں دیکھ رہی ہوں۔'' سروش نے فیس بک پر اس کی ڈسپلے تصویر پر کلک کرتے ہوئے ٹائپ کیا۔جہاں وہ پنک ٹی شرٹ کے بجائے بلیک تھری پیس میں ملبوس سوبر اور ڈیسنٹ سی لک دے رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''مطلب کیسے؟'' نا سمجھی کے عالم میں لکھا گیا پیغام ملا۔
''فیس بک پر اور کیسے؟'' وہ بولی۔
''کون سی تصویر دیکھ رہی ہو۔'' اس کی جانب سے پوچھا گیا۔
''اینول ڈنر والی۔'' اس نے فوراً ٹائپ کیا۔
''مہرون ٹائی والی۔'' گلمان نے تصدیق چاہی۔
''نہیں ریڈ ٹائی والی۔'' اس نے فوراً تصحیح کی۔
''اتنے غور سے دیکھ رہی ہیں۔'' اس کا میسج موصول ہوا۔
''نہ دیکھوں کیا۔'' سینڈ کرتے ہوئے لکھ بیٹھی۔
''اتنے غور سے مت دیکھا کریں۔''
''اب تصویر دیکھنے پر کیا اعتراض ہے تمہیں؟''
''میں نے ایسا کب کہا۔''
''فکر مت کرو میری نظر نہیں لگتی۔''
''وہ بات نہیں ہے آخر آپ کیوں نہیں سمجھتیں میری بات۔'' اس نے بے چارگی کے عالم میں ٹائپ کیا۔
''تو آپ سمجھ لیا کریں ناں میری بات۔'' وہ بے بسی سے لکھ پائی۔
''گڈ نائٹ لیڈی صبح یونی جانا ہے۔''
''اوکے گڈ نائٹ۔'' مایوسی سے لکھتے ہوئے اس نے نگاہیں موند لیں وہ کبھی اس شخص کا دل جیت نہیں پائے گی۔ دو ننھے موتی اس کی اداس ہوتی آنکھوں سے ٹوٹ کر نکلے اور تکیے کی تہہ میں جذب ہو گئے۔

☆......☆

وہ بڑے مگن انداز میں نوٹس اور فائلز کے درمیان گھری بیٹھی تھیسس رپورٹ پر کام کر رہی تھی۔ ساتھ ساتھ اپنی دلی کیفیت کے پیش نظر ایک اداس سی دھن سننے کے لیے اس نے کانوں میں ہینڈ فری بھی لگا رکھے تھے۔ مہرون کافی کا مگ اس کے سامنے پڑا تھا۔ باہر بوندا باندی وقفے وقفے بعد مسلسل جاری تھی۔
مسلسل کام کرنے کی وجہ سے اس کی آنکھوں اور سر میں درد کی ٹیسیں اٹھنے لگی تھیں۔ دونوں ہاتھوں سے کنپٹیوں کو آہستہ آہستہ دباتے ہوئے وہ کچھ دیر ستانے کی غرض سے کرسی کی پشت پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ نگاہیں باہر برستی بارش کا احاطہ کرنے کو بے قرار ہوئیں تو دل ایک الگ ہی لے پر دھڑک اٹھا۔ وہ بادلوں کے سحر سے آزاد ہوئی تو نظر لاشعوری طور پر سامنے پڑے کافی مگ پر جا ٹھہریں۔ اس نے آگے بڑھ کر مگ ہاتھ میں لے لیا۔ جانے کتنی بار یہ مگ اس نے اپنے ہاتھوں میں تھاما ہوگا۔ جانے کتنی بار اس کے لبوں کے نشان اس مگ پر ثبت ہوئے ہوں گے۔
وہ مہرون مگ اپنے قریب لاتے ہوئے گلمان سکندر کے لمس کو محسوس کرنے لگی۔ کافی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ بالکل ان جذبوں کی طرح جو گلمان کے دل میں بے پناہ سلگنے کے بعد کسی راکھ کی مانند سرد پڑ چکے تھے۔

دشتِ تنہائی میں اے جانِ جہاں
لرزاں ہیں تیری آواز کے سائے

تیرے ہونٹوں کے سراب...... اداسی میں ڈوبی اقبال بانو کی مسحور کن آواز کانوں کے راستے دل میں اتر کر

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کہرام مچانے لگی تھی۔ آنسوؤں کا ریلا پلکوں کی باڑ توڑ کر بہنے کو بے قرار ہوا تو اس نے خود فریبی کے عالم میں نگاہیں موند لیں۔

"اوئے ہوئے چوری چوری چپکے چپکے یہ کس خوش نصیب کے دیدار کیے جا رہے ہیں۔" وہ لائبریری کے عقبی حصے میں موجود دو تین سٹیرز میں سے ایک پر بیٹھی قدرے انہماک سے موبائل اسکرین دیکھنے میں مگن تھی۔ جب گلمان اچھلتا ہوا کسی چھلاوے کی مانند اس کے سر پر آن موجود ہوا۔

"دل ناداں سنبھل جائے جو ہو دیدار رقم۔" وہ شرارتی لہجہ لیے باقاعدہ گنگنانے لگا تھا۔

"ہائے ثانی کتنا ہینڈسم لگ رہا ہے ہوں آخر پک آئی ہے۔"

"اسمائل چیک کریں میری ہے ناکلر اسمائل۔" وہ سروش کے ہاتھ سے موبائل چھینتے ہوئے اسے بری طرح زچ کرنے لگا تھا۔

"بلاشبہ حسین لوگ کلر ہوا کرتے ہیں۔" وہ محض سوچ کر رہ گئی۔

"ہائے ربا مینوں نظر لگ جاوے ناں......" وہ چہکا۔

"ہونہہ خوش فہم۔" اس نے بے نیازی دکھلائی۔

"ثانی آپ......آپ حسد کر رہے ہیں۔"

"نہیں گلمان میں حسد نہیں کر رہی اور اگر آپ اپنے دیدار کا شرف حاصل کر چکے ہوں تو کائینڈلی میرا موبائل واپس کر دیں۔ میری کلاس کا ٹائم ہو رہا ہے۔" وہ پاس بکھرے نوٹس سمیٹتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"نہ واپس کروں تو؟" موبائل اسکرین پر نظریں گاڑھنے کی باری اب اس کی تھی۔

"اب اتنے بھی "پیارے افضل" نہیں ہو تم بس کرو اپنا پاگل پن یہ نہ ہو خود کی ہی نظر لگ جائے جناب کو۔ حسین لوگوں کی نظر بھی کلر ہوا کرتی ہے۔" اس نے دوسری بار سوچا۔

"پہلے ایگری کریں آپ حسد تو نہیں کر رہیں؟" وہ زندگی سے بھرپور مسکان لیے اسے ستا رہا تھا۔

"یو سائیبر کریمنل بنا اجازت کسی کا موبائل اسٹیچ کرنا جرم ہے اور بنا اجازت کسی کی پرسنل انفارمیشن کو دیکھنا اس سے بھی بڑا جرم۔"

"اور بنا اجازت کسی کی پک کلک کرنا اور پھر چپ چاپ اسے تکتے ہی جانا سب سے بڑا جرم ہے۔" وہ اس کی بات مانتے ہوئے اسی کے انداز میں بولا تھا۔

"گلمان سکندر تم کبھی نہیں سدھر سکتے۔" وہ جان چھڑانے والے انداز میں کہتی ہوئی اپنا موبائل لے کر کلاس روم کی جانب چل دی۔

"مجھے سدھرنے سے ڈر لگتا ہے۔ سدھرنے کے لیے نارمل ہونا پڑتا ہے۔" گلمان کی آواز نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

"سدھرنے کے لیے دل سے ارادہ باندھنا ضروری ہے اور دل جیسی چیز تو جیسے تمہارے سینے میں سرے سے ناپید ہے مسٹر گلمان سکندر۔" وہ دانت پیس کر خود کلامی کرتے ہوئے ڈیپارٹمنٹ میں داخل ہوئی۔

"پیار......محبت میں اپنی زندگی سے ان دو چیزوں کی نفی کرتی ہوں۔ میں پیار نہیں کروں گی اور محبت......محبت کا وجود تو میری زندگی میں، میرے دل میں کبھی جنم بھی نہیں لے گا۔ میں عشق کروں گی جانتی ہو عشق روحوں کو ملا دیتا ہے۔ انسان کو امر کر دیتا ہے اور مجھے تاریخ میں زندہ رہنا ہمیشہ سے پسند رہا ہے۔" اس نے عائزہ کے کسی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

سوال کا جواب دیتے ہوئے ایک بار بڑے مضبوط لہجے میں کہا تھا اور اس نے واقعی محبت نہیں کی وہ سیدھا عشق کی طرف آئی تھی اور پھر واپس پلٹنا جیسے اس کے بس میں نہیں رہا تھا وہ ٹوٹ رہی تھی۔ عشق اسے لمحہ لمحہ امر کر رہا تھا۔ مضبوط بنا رہا تھا۔ عشق اسے صبر کرنا سکھا رہا تھا۔

''عشق نام ہے بے لگام جذباتی تڑپ کا جو کسی قاعدے کسی قانون کی پابند نہیں اس تڑپ کا تعلق محض وجدان سے ہوتا ہے۔ جب کہ انسانی شعور عشق کا قبول نہیں کیونکہ انسانی شعور اپنی عملی صورت میں کسی نہ کسی قاعدہ یا قانون کا پابند ہوتا ہے جب کہ عشق قواعد کا پابند نہیں۔'' وہ دل میں امڈتے جذبات کو قلم کی نوک سے کورے کاغذ پر منتقل کر رہی تھی۔ صفحہ قرطاس پر اندرونی جذبات کو زبان دیتا اس کا ہاتھ ایک لمحے کے لیے رکا اسے محبت یاد آئی۔ محبت کے ساتھ اسے اپنے ہاسٹل کا وقت یاد آیا جب وہ محبت نامی کسی جذبے سے قطعاً انجان تھی۔ جب اسے محبت دنیا کے فضول اور احمق ترین کاموں میں سے ایک کام لگا کرتی تھی۔

''میرا خیال ہے ہمیں اپنے مسٹر رائٹ کا انتظار کر لینا چاہیے۔ کیسے کھوکھلے اور بے وقعت تعلقات ہوتے ہیں یہ بالکل کسی اجاڑ میں ریت کے اس اکلوتے ٹیلے کی مانند جو اپنی پہچان بنائے رکھنے کی خاطر ریت کا ذرا ذرا خود میں سینچتا ہے۔ مگر ہر احساس سے عاری بدگمانی کی ہلکی سی لہر کسی بڑے طوفان کی مانند آتی ہے اور سب تہس نہس کر کے خاک کر دیتی ہے یہ جانے بغیر ریت کے ان ذرات کو خود میں پروئے ہوئے اس ٹیلے کو جانے کتنا وقت لگا ہوگا۔'' اسے ہانیہ پر جھاڑی جانے والی اپنی فلاسفی بے اختیار یاد آئی۔ اپنے دل میں وہ بھی محبت کے جذبات ریت کے ان ننھے ذرات کی مانند کئی دنوں سے سینچ رہی تھی مگر بے اعتنائی کے طوفان نے ایک لمحے میں سب ملیامیٹ کر کے رکھ دیا تھا۔

''پروش! تمہیں پتا ہے آج میں بہت اداس ہوں۔'' وہ تھکی ماندی یونیورسٹی سے ہاسٹل لوٹی تھی کہ ہانیہ کی روئی روئی آنکھوں نے اس کی توجہ اپنی جانب مرکوز کروالی۔

''کیا ہوا ہانی تم رو کیوں رہی ہو، ڈسٹرب ہو کسی وجہ سے؟'' اپنا بیگ الماری میں ہینگ کرتے ہوئے اس نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا تھا۔

''لوگ اتنے بے مروت کیوں ہوتے ہیں؟'' اب وہ باقاعدہ ہچکیاں لینے لگی تھی۔

''کون لوگ؟'' اگلے ہی پل وہ اپنی ساری تھکان بھلا کر اس کے پاس آبیٹھی۔

''شمائل ظفر اور کون؟'' اس نے پانی پیتے ہوئے اپنے کلاس فیلو کا نام لیا۔

''اف...... میرے خدا تم نے تو میری جان ہی نکال دی تھی کیا ہوا شمائل کو؟'' وہ ہانیہ اور شمائل کے بیچ ڈیولپ ہونے والی انڈر اسٹینڈنگ سے بخوبی واقف تھی جبھی ذرا سنجیدگی سے بولی۔

''ہوا تو کچھ بھی نہیں بس اس نے صبح سے مجھ سے بات نہیں کی کلاس میں بھی وہ اپنے دوستوں کے ساتھ بزی رہا اور اب بھی وہ میرے میسجز کا جواب نہیں دے رہا حالانکہ فیس بک پر وہ پچھلے دو گھنٹے سے آن لائن ہے۔'' معصومیت سے کہتے ہوئے وہ مزید آنسو بہانے لگی۔

''ڈونٹ ٹیل می تم اس قدر معمولی بات پر رو رہی ہو۔'' اسے ذہنی شاک لگا تھا۔

''میرے لیے یہ معمولی بات نہیں ہے۔'' وہ مزید سسکی۔

''ولسن۔ تمہاری مام اسپین گئی ہیں ذرا یاد کر کے بتاؤ لاسٹ ٹائم تم نے ان سے کب بات کی تھی۔'' وہ اس کا ذہن بٹانے کی غرض سے پوچھنے لگی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

www.paksociety.com

''یہی کوئی سات آٹھ دن پہلے۔'' ہانیہ نے عام سے لہجے میں جواب دیا۔

''واہ کیا بات ہے ہماری ینگ جنریشن کی ماں باپ سے بات کیے بنا کئی کئی دن گزار دیتے ہیں مگر کوئی آنکھ نہیں ٹپکتی کوئی فرق نہیں پڑتا، کوئی دل اداس نہیں ہوتا، فرق پڑتا ہے جب شائل ظفر بات نہیں کرتا، آنسو بہائے جاتے ہیں کیونکہ شائل ظفر کا میسج نہیں آتا، دل غمگین رہتا ہے، وجہ شائل ظفر نے لفٹ نہیں کروائی۔ تم نے اپنی مام سے بات کیے بنا سکون سے آٹھ دن گزار دیئے اور شائل ظفر کے بغیر دو گھنٹے گزارنا تمہارے لیے مشکل ہو رہا ہے۔ Hats off مس ہانیہ رائے۔'' وہ تالیاں بجاتے ہوئے طنزیہ انداز میں مسکرائی۔

''دو گھنٹے نہیں آٹھ گھنٹے۔'' اس کے طویل ترین لیکچر میں سے یہی ایک بات ہانیہ کے پلے پڑی تھی۔

''واٹ ایور۔'' وہ مسکائی جیسے اسے کوئی پرواہ ہی نہ ہو۔

''ہاں ہاں اڑا لو میرا مذاق جب خود پر بیتے گی تو لگ پتا جائے گا۔ پھر میں دیکھوں گی تم کیسے مسکراتی ہو۔'' وہ پل بھر میں مشتعل ہوئی تھی۔

''اس کی نوبت نہیں آئے گی سویٹ ہارٹ کیونکہ میرے فیانسی شائل ظفر سے کہیں زیادہ رسپانسیبل اور کیئرنگ ہیں۔''

''یو نو واٹ سروش! میری ہزار خواہشوں میں سے ایک بڑی خواہش یہ بھی ہے کہ میں تم جیسی بے حس لڑکی کو محبت میں جتلا دیکھوں۔''

''مجھے افسوس رہے گا تمہاری ایک بڑی خواہش کے ہمیشہ ادھورا رہ جانے کا۔'' وہ اب اس محبت نامے سے زچ ہونے لگی تھی۔ جبھی مزید کچھ کہے بنا چپ سادھ لی مگر زندگی کے اس موڑ پر وہ ہانیہ رائے سے ملنا چاہتی تھی۔ وہ اسے بتلانا چاہتی تھی۔

''لو دیکھ لو ہانو خدا نے تمہاری ایک بڑی خواہش پوری کر دی لو دیکھو میں بھی مریضِ عشق بن گئی۔ چلو اب مل کر اس مرض کی دوا ڈھونڈتے ہیں۔''

''چلو ثانی دور چلتے ہیں۔'' وہ ہاتھ میں قلم تھامے گلمان کی زبانی اس کے پچھلے ایڈونچر دیوسائی تک کے سفر کو پیپر پر اتارنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جو اسے اپنی ویب سائیٹ پر پوسٹ کرنا تھا کہ اس کی فرمائش پر اچانک چونک اٹھی۔

''کہاں؟'' اس نے فولڈر پر جھکا سر اوپر اٹھایا۔

''خواب نگر۔'' وہ کھویا کھویا سا بولا۔

''کدھر۔'' اس نے تفتیش زدہ لہجے میں پوچھا۔

''پہاڑوں پر۔'' اس نے زیرلب کہا۔

''وہ خوفناک ہوتے ہیں۔'' وہ سہمی۔

''ہر دل نشین چیز دل دہلا دینے والی ہوتی ہے۔'' اس نے حقیقت واضح کی۔

''تم احمق ہو۔'' اس کی بے تکی بات پر اس نے ایک گہری سانس خارج کرتے ہوئے کہا۔

''آپ اس احمق کا ساتھ دیں۔'' وہ ہمیشہ کی طرح اسے اپنا ساتھ دینے پر مصر ہوا۔

''میں نہیں جا سکتی۔'' وہ دوٹوک لہجے میں بولی۔

''میں پے منٹ کر دیتا ہوں فروری میں سوات میں اسنو فیسٹیول ہو رہا ہے ہم سب جا رہے ہیں تو آپ بھی جا رہی ہیں۔'' فراخ دلی سے آفر کی گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''نہیں اس کی ضرورت نہیں۔'' وہی دوٹوک انداز۔

''لیکن کیوں؟'' اس نے احتجاج کیا۔

''کس کمپنی کے ساتھ جا رہے ہو؟'' وہ الٹا سراپا سوال بنی۔

''ڈریم ایڈونچر سرکل کے ساتھ۔'' اس نے مختصراً بتایا۔

''میں فری میں بھی جا سکتی ہوں۔'' وہ ایک دم چہکی تھی۔

''اچھا مذاق ہے۔'' گلمان طنزیہ مسکرایا۔

''میں سچ کہہ رہی ہوں اس کمپنی کے سارے Contacs وساری ایڈز میں رائٹ کرتی ہوں وہ مجھے کئی بار آفر کر چکے ہیں پر میں نہیں جانا چاہتی کسی وجہ سے۔'' وہ کھوئی۔

''کس وجہ سے؟'' وہ متوجہ ہوا۔

''وہ ایک سیکرٹ ہے۔''

''ہاں ثانی......! اب مجھ سے بھی سیکرٹ......!'' اس نے ابرو اچکا کر مشتاق لہجے میں پوچھا۔

''جی گلمان! اب آپ سے بھی سیکرٹ۔'' اس نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔

''یاد رکھے گا یہ بات سید عادل پر لگی ہے۔'' وہ شوخ ہوا۔

''یاد رکھنے کو تیری یاد ہی کافی ہے۔'' وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔

''کیا کہا؟'' وہ چونکا۔

''کچھ نہیں۔'' اس نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔

''کچھ کہا ہے آپ نے ثانی؟'' وہ کریدنے لگا۔

''نہیں گلمان میں تو بولی بھی نہیں۔'' اس نے سرے سے گلمان کی بات کو جھٹلایا۔

''آپ یہ کہنا چاہ رہے ہو میرے کان بجتے ہیں ثانی یہ امید نہیں تھی مجھے آپ سے۔'' وہ بنا کچھ کہے رسانیت سے مسکراتی چلی گئی۔

''مطلب سچ میں میرے کان بج رہے ہیں۔'' اس کی جھرنے کی مانند بہتی ہنسی کو دل میں اتارتے ہوئے گلمان نے تصدیق چاہی تھی۔

''اوکے ثانی چلتا ہوں ملتے ہیں پھر ایک ہفتے کے بعد۔'' وہ مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

''کیا کہا ایک ہفتہ، مطلب سات دن پھر سے آف ابھی تو پچھلے ہفتے کالام سے لوٹے ہو اٹینڈنس شارٹ ہو جائے گی تمہاری، یوں نہ ہو ایڈونچر کے چکر میں یونی سے اسٹک آؤٹ ہونے کا ایڈونچر ہو جائے تمہارے ساتھ۔'' وہ اسے پرسوچ اور گہری نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''ارے نہیں ہوئی اٹینڈنس شارٹ، میں نے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ سے بات کی ہوئی ہے اوکے میں چلتا ہوں اپنا خیال رکھیے گا۔'' وہ رکنے والوں میں سے کب تھا اور وہ بھی اس کے کہنے پر جو اس کی زندگی میں کوئی معنی نہیں رکھتی تھی۔

''امان اللہ گلمان۔'' اس نے اداس لہجے میں کہا۔

''امان اللہ ثانی۔'' وہ مڑے بنا کہتا ہوا اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہوا اور وہ نوٹ پیڈ کھول کر بیٹھ گئی۔

(باقی آئندہ ماہ)

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

عائشہ فاروق

ناولٹ

اعتبارِ محبت

جیسے ہی اریشہ لاؤنج میں داخل ہوئی تو سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ کر اس کے چہرے پر بےزاری چھا گئی جسے سامنے بیٹھے عفان نے بھی محسوس کیا اور بے ساختہ مسکرا دیا' اریشہ نے سب کو مشترکہ سلام کیا اور خالدہ بیگم یعنی عفان کی امی سے پیار لینے کے لئے سر جھکا دیا اور وہیں عینی کے ساتھ بیٹھ گئی کہ مہمان نوازی



Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ہی تو نبھانی ہی تھی۔

''کیسی ہو بیٹا؟'' خالدہ بیگم نے پوچھا۔

''جی میں ٹھیک ہوں آنٹی! آپ سنائیں؟''

''میں بھی ٹھیک ہوں'' ۔انہوں نے مسکرا کے جواب دیا۔

''کالج سے آ رہی ہو؟''

''جی آنٹی! بس کچھ نوٹس لینے گئی تھی آج''۔

انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ جتنی دیر وہاں بیٹھی رہی تب تک مسلسل اپنے چہرے پر عفان کی نگاہوں کو مرکوز پایا۔

''میں ذرا فریش ہو کر آتی ہوں''۔ وہ سب سے معذرت کرتے ہوئے اپنے روم میں آ گئی۔

''جاہل بندر کہیں کا جب تک سامنے رہو تب تک گھورنا ہی نہیں بند کرتا جیسے آنکھوں سے ہی نگل لے گا ہونہہ'' کپڑے بدلتے وقت وہ مسلسل بڑبڑا رہی تھی وہ چینج کر کے باہر آئی تو وہاں عینی موجود تھی۔

''ارشی امی کہہ رہی ہیں کہ آ کے کھانے کا کچھ انتظام کرو''۔

''افوہ بھئی ابھی تو میں آئی ہوں کالج سے تھکی ہوئی اور اب کچن میں سر کھپانے چلی جاؤں''۔ اریشہ نے غصے سے جواب دیا۔

''مجھے تو امی نے کہا تو میں بتانے آئی ہوں تم مجھ پر کیوں غصہ ہو رہی ہو؟'' عینی نے حیرت سے پوچھا۔

''اچھا اچھا آتی ہوں تم جاؤ''۔ عینی کے جانے کے



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

بعد وہ بھی کچن میں آ گئی' وہ سلاد کاٹ رہی تھی جب عفان کچن میں داخل ہوا اسے دیکھ کر بھی اریشہ انجان بنی رہی۔

"ایک گلاس پانی ملے گا پلیز"۔ اریشہ نے کچھ بھی کہے بغیر فریج میں سے پانی نکال کر گلاس میں ڈال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

"تھینکس"۔ عفان نے شکریے کے ساتھ گلاس پکڑ لیا اور گلاس پکڑتے وقت اس کا ہاتھ اریشہ کے ہاتھ سے مس ہو گیا وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔

"لوفر کہیں کا"۔ وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔

"کچھ کہا مجھ سے"۔ عفان نے مسکرا کر پوچھا۔

"جی نہیں"۔

"اسٹڈی کیسی جا رہی ہے؟" دوسرا سوال۔

"اچھی" اریشہ نے بے زاری سے جواب دیا اسے عفان کا یہاں کھڑا ہونا کوفت میں مبتلا کر رہا تھا' لیکن مقابل بھی ڈھیٹ تھا اس کی بے زاری کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔

"اریشہ! یہ مجھے دیکھ کر ہی تمہارا منہ ایسا ہو جاتا ہے یا ہر وقت ہی چہرے پہ بارہ بجے رہتے ہیں"۔ عفان نے بے تکلفی سے اسے چھیڑا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" اریشہ نے تیوری چڑھا کر پوچھا۔

"میرا مطلب ہے کہ" وہ ابھی کچھ کہنے ہی والا تھا کہ رابعہ بیگم کچن میں داخل ہوئیں۔

"ارے عفان بیٹا! تم یہاں کیا کر رہے ہو آ جاؤ باہر بس کھانا لگنے ہی والا ہے"۔

"جی آنٹی! بس آ رہا ہوں میں بس پانی پینے آیا تھا"۔ وہ وضاحت دیتے ہوئے باہر چلا گیا تو رابعہ بیگم اریشہ کی طرف مڑیں۔

"بیٹا تیار ہو گیا سب کچھ؟"

"جی امی! بس یہ تھوڑی سی روٹیاں پکنے والی رہ گئی ہیں باقی سب کچھ تیار ہے"۔ تھکے تھکے انداز میں جواب دیا۔

"اچھا چلو میں عینی کو بھیجتی ہوں تم لوگ جلدی سے کھانا لگا دو"۔ وہ اسے آرڈر دے کر چلی گئیں۔

"اب اس نواب زادی کو بھیجنے کا کیا فائدہ جب سب کچھ تیار ہو گیا ہے ایک تو روز ہی کوئی نہ کوئی منہ اٹھا کر آ جاتا ہے اور ساری مصیبت میری سر پہ آ جاتی ہے"۔ وہ روٹیاں بناتے ہوئے بڑبڑا رہی تھی۔ کھانا لگا تو سب کھانے میں مصروف ہو گئے کھانے کے دوران بھی عفان اریشہ کو دیکھ کر مسکراتا رہا۔

"اف اگر مجھے ایک خون معاف ہوتا تو میں اس بندے کو کب کا قتل کر چکی ہوتی"۔ اس نے جل کر دل میں سوچا۔

کھانا کھانے کے بعد عینی سب کے لئے چائے بنانے چلی گئی تو وہ بھی پڑھائی کا بہانہ بنا کر اپنے روم میں چلی گئی۔ چائے پینے کے بعد وہ لوگ واپس چلے گئے لیکن آخری وقت تک عفان کی نگاہیں بے چینی سے اریشہ کا انتظار کرتی رہیں۔

☆☆☆☆

حیات صاحب اور رابعہ بیگم کی تین اولادیں تھیں پہلے نمبر پر بیٹا خضر حیات جس نے ایم بی اے کرنے کے بعد بزنس شروع کر دیا تھا پچھلے سال اس کی شادی سارہ سے کر دی گئی اس کے بعد دوسرے نمبر پر اریشہ حیات جو ایم اے کے آخری سال میں تھی' تیسرے نمبر پر علینہ حیات جو گھر میں سب سے چھوٹی تھی اور بی ایس سی کے آخری سال میں تھی لیکن ان تینوں بچوں میں اریشہ سب سے زیادہ ضدی تھی اور حیات صاحب کے قریب بھی حیات صاحب نرم خو طبیعت کے مالک تھے جب کہ رابعہ بیگم تھوڑے سخت مزاج کی تھیں اور بچوں پر ان کا رعب بھی بہت تھا' اریشہ کو عفان کی حرکتوں کی وجہ سے اس سے سخت چڑ تھی اسے دیکھتے ہی اس کے منہ کے زاویئے بگڑنے لگتے اور یہی بات عفان کو مزہ دیتی۔ عفان سارہ کا بھائی تھا خالدہ بیگم کی دو ہی اولادیں تھیں بڑی بیٹی سارہ جو اریشہ کی بھابی تھی اور پھر ایک بیٹا عفان' خالدہ بیگم کے شوہر حیات نہیں تھے اس لئے سارا بزنس عفان ہی سنبھالتا' لیکن اس کے مزاج میں بہت شوخی تھی' سارہ کی شادی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

میں اس نے اریشہ کو دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا' ایسی بات نہیں تھی کہ اس نے آج تک کہیں حسن نہیں دیکھا بلکہ اس کی تو بہت سی لڑکیوں سے دوستی رہ چکی تھی لیکن اریشہ کے چہرے پہ جو معصومیت تھی وہ اس نے آج سے پہلے کہیں نہ دیکھی تھی' وہ اریشہ کو پسند کرتا تھا اور کب یہ پسندیدگی پیار میں بدل گئی اسے خود بھی پتا نہ چلا' اریشہ عفان کو ایک فلرٹ قسم کا لڑکا سمجھتی اور اسی وجہ سے وہ عفان کو زیادہ لفٹ نہ کرواتی تھی۔

☆☆☆☆

جیسے ہی اریشہ کو خالدہ بیگم اور عفان کے آنے کا مقصد پتا چلا وہ غصے میں رابعہ بیگم کے سر پر پہنچ گئی۔

''امی! یہ میں کیا سن رہی ہوں کہ خالدہ آنٹی میرے لئے عفان کا رشتہ لے کر آئیں تھیں''۔ اریشہ نے غصے سے پوچھا۔

''ہاں ٹھیک سنا ہے اور تمہارے ابو ایک دو دن تک انہیں ہاں بھی کہنے والے ہیں''۔ انہوں نے سکون سے جواب دیا۔

''کیا؟'' وہ زور سے چلائی۔

''ایسے کیسے ہاں کہنے والے ہیں آپ لوگ مجھ سے پوچھے بغیر میری پوری زندگی کا فیصلہ میری مرضی کے بغیر کر رہے ہیں'' اریشہ نے حیرت سے پوچھا۔

''کیوں تمہیں کوئی اعتراض ہے کیا؟'' انہوں نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

''جی ہاں ایک تو میری پڑھائی مکمل نہیں ہوئی اور ویسے بھی مجھے عفان پسند نہیں ہے''۔

''رہنے دو بی بی یہ پڑھائی کے چونچلے بس بہت پڑھ لیا تم نے عمر تمہاری نکلی جا رہی ہے اور کیا برائی ہے عفان میں''۔ انہوں نے ایک ہی سانس میں اسے اچھی خاصی ڈانٹ پلا دی۔

''لازمی نہیں کہ کسی میں کوئی برائی ہو اسی لئے اسے ناپسند کیا جائے بس ویسے ہی مجھے عفان پسند نہیں ہے اور مجھے اس سے شادی نہیں کرنی''۔ آخر میں وہ روہانسی ہو کر بولی کہ اصل وجہ تو وہ بتا نہیں سکتی تھی' ورنہ اور کلاس لگ جاتی تھی۔

''فضول مت بکو اچھا بھلا لڑکا ہے عفان ہماری تو کب سے ہی خواہش تھی کہ تمہاری شادی اس سے ہو اتنا قابل شریف بچہ ہے بیٹھے بٹھائے اتنا اچھا رشتہ مل گیا ہے اور تم شکر کرنے کے بجائے ناشکری کر رہی ہو''۔ رابعہ بیگم نے ڈپٹ کے کہا۔

''لیکن امی'' اریشہ نے احتجاجاً کچھ کہنا چاہا کہ رابعہ بیگم نے بیچ میں ہی ٹوک دیا۔

''بس اب میں ایک لفظ بھی اور نہ سنوں تمہاری بے وقوفی کی وجہ سے ہم یہ اتنا اچھا رشتہ نہیں ٹھکرا سکتے' تمہاری شادی عفان سے ہی ہوگی میں نے کہہ دیا بس''۔ رابعہ بیگم حتمی انداز میں کہہ کر وہاں سے چلی گئیں۔ عینی جو کب سے وہاں کھڑی تھی رابعہ بیگم کے جانے کے بعد اریشہ کے پاس آ گئی۔

''عینی! تم ہی امی کو سمجھاؤ نا وہ ایسا کیوں کر رہی ہیں مجھے عفان پسند نہیں ہے تم نے بھی اس کی حرکتیں دیکھی ہیں پتہ نہیں تم لوگوں کو یہ سب کچھ نظر کیوں نہیں آتا بس مجھے نہیں کرنی اس سے شادی''۔ آخر میں وہ رو دی۔

''ارشی میرے خیال سے امی ٹھیک کہہ رہی ہیں تم فضول اعتراض کر رہی ہو عفان بھائی ہر لحاظ سے اچھے ہیں اور'' وہ ابھی بول ہی رہی تھی کہ اریشہ اس کی بات کاٹ کر چلائی۔

''بکواس نہ کرو اگر وہ اتنا ہی اچھا ہے نا تو تم کر لو اس سے شادی سمجھیں تم ہونہہ'' وہ غصے میں روتے ہوئے وہاں سے چلی گئی اور عینی تاسف سے سر ہلا کر رہ گئی۔

☆☆☆☆

ایک دن لگاتار روتے ہوئے اور کھانا کھائے بغیر احتجاجاً اپنے روم میں بند رہنے کے بعد اچانک اسے اپنے بھوکے ہونے کا احساس ہوا تو یاد آیا کہ اس نے کل سے اب تک کچھ بھی نہیں کھایا۔

''جیوں یا مروں یہاں کس کو میری کوئی پرواہ نہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ہے“۔اس نے جل کے دل میں سوچا اور اٹھ کر کچن میں آ گئی کچھ اور کھانے کو نہ ملا تو اپنے لئے نوڈلز بنا کر لاؤنج میں آ گئی‘ حیات صاحب اور خضر اس وقت آفس میں ہوتے تھے‘ عینی ابھی کالج سے نہیں لوٹی تھی‘ رابعہ بیگم اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھیں اور سارہ کے ہاں ویسے بھی ننھا مہمان آنے والا تھا سو وہ بھی اپنے کمرے میں تھی۔

”مجھے عفان سے اس بارے میں خود ہی بات کرنی چاہئے شاید ایسے کوئی حل نکل آئے“۔اور اٹھ کر فون کے پاس آ گئی اور عفان کا نمبر ڈائل کرنے لگی تیسری بیل پر فون اٹھا لیا گیا۔

”ہیلو“۔

”السلام علیکم! میں اریشہ بول رہی ہوں“۔عفان قدرے حیران ہوا۔

”وعلیکم السلام! ارے واہ آج تو ہمارے نصیب جاگ اٹھے مس اریشہ نے خود ہمیں یاد کیا“۔ مسکرا کر کہا۔

”ہوں کچھ بات کرنی ہے تم سے بزی تو نہیں ہو“۔

”ارے نہیں نہیں تمہارے لئے تو میں ہر وقت فری ہی فری ہوں“۔عفان نے خوش دلی سے کہا‘ اریشہ جل گئی۔

”میرے لئے ہی نہیں غالباً سبھی لڑکیوں کے لئے تم فری رہتے ہو“۔

”ہاہاہا‘ نہیں تم سب سے خاص ہو“۔وہ خاص پر زور دے کر بولا۔

”ہونہہ بہرحال مجھے تم سے ملنا ہے“۔

”کوئی خاص بات؟“

”ہاں“

”ہوں بولو“۔

”ابھی نہیں مل کے بتاؤں گی“۔

”ایسی کیا بات ہو گئی یار! جو ملنے کی اتنی جلدی پڑ گئی ہے“۔عفان نے مسکراتے ہوئے چھیڑا اریشہ جھنجھلا گئی۔

”میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں تم بتاؤ مل رہے ہو یا نہیں؟“

”ایک بات بتاؤ کہ مجھ سے بات کرتے وقت تمہارے خوبصورت منہ سے پھول کیوں جھڑنے لگتے ہیں“۔عفان نے طنز کیا۔

”عفان! تم بتا رہے ہو یا نہیں؟“

”ٹھیک ہے تم بتاؤ کب ملنا ہے میں آ جاؤں گا؟“

”کل بارہ بجے میرے کالج آ جانا میں تمہیں گیٹ پر ہی ملوں گی“۔اسے ملنے کا بتا کر وہ کچھ سوچ کے اپنے روم کی طرف بڑھ گئی۔

☆☆☆☆

اگلے دن جیسے ہی وہ کالج سے باہر آئی تو عفان کو انتظار کرتے پایا اس کو دیکھتے ہی عفان کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

”سوری مجھے تھوڑی دیر ہو گئی“۔اس کے پاس پہنچ کر اریشہ نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

”کوئی بات نہیں مجھے تمہارا انتظار کرنا اچھا لگتا ہے“۔جواباً اریشہ نے اس کو گھورا اور دروازہ کھول کر کار میں بیٹھ گئی تو عفان بھی مسکراتے ہوئے دوسری طرف آ کر بیٹھ گیا۔

”کیسی ہو؟“

”ٹھیک ہوں“۔

”تو کیا خاص بات تھی جو آپ نے مجھ غریب کو یاد کیا؟“ عفان نے خاص پر زور دے کر کہا۔

”بتاتی ہوں پہلے کسی ایسی جگہ چلو جہاں ہم سکون سے بیٹھ کر بات کر سکیں“۔عفان نے سر ہلایا اور گاڑی آگے بڑھا دی‘ کچھ دیر بعد گاڑی ایک ریسٹورنٹ کے سامنے روکی۔

”کیا لو گی؟“ جب ویٹر آرڈر لینے آیا تو عفان نے اریشہ سے پوچھا۔

”مینگو جوس“۔عفان نے ویٹر کو دو مینگو جوس لانے کا آرڈر دیا کچھ دیر بعد وہ جوس کے گلاس ان کے سامنے رکھ کر چلا گیا۔

”ہوں اب بتاؤ“۔عفان نے جوس کا سپ لیتے ہوئے کہا۔

”عفان! مجھے تم سے شادی نہیں کرنی“۔اس

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

نے سنجیدگی سے کہا۔

''اچھا'' اس نے اچھا کو کافی لمبا کھینچا جیسے اسے اسی بات کی توقع تھی۔

''میں سنجیدہ ہوں عفان''۔ اریشہ نے اپنی بات پر زور دے کر کہا۔

''تو میں نے کب کہا کہ آپ مذاق کر رہی ہیں اریشہ''۔ عفان نے اسی کے انداز میں جواب دیا۔

''تو پھر تم انکار کر دو''۔ وہ آرام سے بولا۔

''کیوں؟''

''کیونکہ میں تم سے شادی نہیں کرنا چاہتی نا''۔

''تم نہیں کرنا چاہتی تو تم انکار کر دو میں تو تم ہی سے شادی کرنا چاہتا ہوں تو میں کیوں انکار کروں''۔ اس نے چہرہ ہاتھوں پہ ٹکا کر اسے دیکھا۔

''کیا تھا انکار لیکن کوئی میری بات نہیں مانتا'' اریشہ نے بےبسی سے جواب دیا۔

''تو یہ تمہارا مسئلہ ہے سوری میں اس معاملے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا''۔ اس نے کورا جواب دیا تو اریشہ تیکھے لہجے میں بولی۔

''تو کیا تم ایسی لڑکی سے شادی کر لو گے جو تمہیں پسند ہی نہیں کرتی''۔

''تم مجھے پسند نہیں کرتیں لیکن میں تو تمہیں پسند کرتا ہوں نا اور پسند ہی کیا میں تو تم سے بہت محبت بھی کرتا ہوں''۔ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔

''لیکن میں تم سے محبت نہیں کرتی نا''۔ وہ دھیمے لہجے میں چلائی۔

''تو پرابلم ایک نا ایک دن ضرور کرنے لگو گی مجھے یقین ہے''۔ عفان نے پریقین لہجے میں کہا۔

''ہونہہ خوش فہمی''۔ اریشہ نے تمسخر اڑایا۔

''کتنی لڑکیوں سے یہ ڈائیلاگ بول چکے ہو عفان''۔ اس نے تیکھے لہجے میں پوچھا۔

ایک پل کے لئے عفان پر جھنجھلاہٹ طاری ہوئی لیکن دوسرے ہی لمحے وہ سنبھل گیا۔

''دیکھو اریشہ! میں مانتا ہوں کہ بہت سی لڑکیوں سے میری دوستی رہ چکی ہے لیکن وہ سب بہت معمولی نوعیت کا تھا میں کبھی بھی کسی کے ساتھ سیریس نہیں ہوا لیکن تمہارے معاملے میں میں بالکل سنجیدہ ہوں تم یقین کرو کہ میں''

''بس بہت ہو گیا''۔ وہ ابھی بول ہی رہا تھا کہ اریشہ نے اس کی بات کاٹ دی۔

''میں یہاں یہ سب کچھ سننے نہیں آئی تم مجھے سیدھے سیدھے بتاؤ کہ تم اس شادی سے انکار کر رہے ہو یا نہیں''۔ تیز لہجے میں پوچھا۔

''بالکل بھی نہیں''۔ عفان نے قطعی انداز میں جواب دیا۔

''ٹھیک ہے تمہیں بہت شوق ہے نا مجھ سے شادی کرنے کا تو سن لو مجھ سے شادی کے بعد تم کبھی بھی خوش نہ رہو گے پھر نہ کہنا کہ بتایا نہیں''۔ غصے میں کہہ کر وہ جانے کے لئے مڑی اور ابھی ایک قدم ہی چلی تھی کہ اس کا پاؤں لڑکھڑا گیا اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتی عفان نے فوراً ہی اٹھ کر اسے سہارا دیا۔ اس کی اتنی قربت پہ ایک پل کے لئے اریشہ کی دھڑکن اتھل پتھل ہوئی لیکن اگلے ہی لمحے وہ سنبھل گئی اور خود کو سرزنش کرتی ہوئی اس کی بانہوں سے نکلی اور باہر چلی گئی۔

''تم ایک دفعہ آؤ تو سہی میں نے بھی تمہیں سیدھا نہ کر دیا تو میرا نام بھی عفان نہیں''۔ اس نے زیر لب کہا اور مسکرا کر پیسے میز پر رکھ کر گنگناتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

☆☆☆☆

ان کے جانے کے بعد اریشہ پیر پٹختی ہوئی کپڑے بدلنے چلی گئی جب وہ چینج کر کے باہر نکلی تو عینی نے اس کے چہرے پر ہلکا سا میک اپ کر دیا۔

''واؤ یار! قسم سے آج تو تم غضب ڈھا رہی ہو مجھے تو لگتا ہے کہ عفان بھائی تمہیں دیکھتے ہی منگنی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کی بجائے نکاح ہی کر ڈالیں گے"۔ عینی نے مسکراتے ہوئے چھیڑا تو جواباً اریشہ نے اسے خونخوار نظروں سے گھورا۔

"اچھا بابا سوری اب چلو اس سے پہلے کہ امی پھر سے آجائیں"۔ عینی اس کو اپنے ہمراہ ڈرائنگ روم میں لے آئی جہاں سب لوگ براجمان تھے جیسے ہی وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی خالدہ بیگم اپنی جگہ سے اٹھیں اور اسے خود سے لپٹا کر ڈھیر سارا پیار کیا اور اپنے پاس ہی بٹھالیا' عفان نے اسے دیکھا تو گویا نگاہیں ہٹانا ہی بھول گیا۔

"آہم آہم" سارہ نے گلا کھنکارا تو وہ خجل سا ہو کر مسکرانے لگا۔

"ماشاء اللہ بہت خوبصورت لگ رہی ہو"۔ خالدہ بیگم نے اس کی ٹھوڑی چھو کر کہا۔

"بھابی! اجازت ہو تو ہم اپنی بہو کو انگوٹھی پہنا دیں"۔ انہوں نے اجازت چاہی۔

"جی ضرور"۔ رابعہ بیگم نے خوش دلی سے کہا۔

"عفان بیٹا! ادھر آؤ ذرا"۔ انہوں نے عفان کو بلایا اور اسے اریشہ کے پہلو میں بٹھا دیا اور انگوٹھی عفان کے ہاتھ میں تھما دی عینی تصویریں کھینچنے کا کام سرانجام دینے لگی۔ عفان نے انگوٹھی اریشہ کے نازک سے خوبصورت ہاتھ میں پہنا دی۔ رابعہ بیگم نے اریشہ کو انگوٹھی تھمائی تو اس نے بھی عفان کے ہاتھ میں پہنا دی' خالدہ بیگم نے اسے مٹھائی کھلا کر اس کا ماتھا چوما اور سب لوگ آپس میں مبارکباد دینے لگے۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو"۔ عفان نے اس کی طرف جھک کر سرگوشی کی اور ہولے سے اس کا ہاتھ دبا کر خضر سے ملنے کے لئے اٹھ گیا۔ اریشہ کلس کر رہ گئی۔

"حیات بھائی اور بھابی اب بتائیں کہ ہم اپنی بیٹی کو کب ہمیشہ کے لئے اپنے گھر لے کر جانے کے لئے آئیں"۔ خالدہ بیگم نے اریشہ کو ساتھ لگاتے ہوئے پوچھا۔

"ارے تو یہ آپ کی ہی بیٹی ہے جب چاہیں لے جائیں اور اب تو یہ ویسے بھی ہمارے پاس آپ کی امانت ہے"۔ حیات صاحب نے اریشہ کو محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"بس تو پھر ٹھیک ہے اگلے مہینے کی چار یا پانچ کو یعنی کہ ٹھیک ایک مہینے بعد شادی کی تاریخ رکھ لیتے ہیں"۔

"ارے یہ تو بہت جلدی ہے اتنے کم وقت میں ہم اتنی ساری تیاری کیسے مکمل کریں گے"۔ رابعہ بیگم نے جلدی سے کہا۔

"تیاری کیسی بھابی! ہمیں اپنی بہو کے سوا کچھ نہیں چاہئے بس اب آپ لوگ کوئی اعتراض نہیں کریں گے"۔ خالدہ بیگم کا لہجہ فیصلہ کن تھا۔

"لیکن"

"لیکن ویکن چھوڑیں بھابی! سارہ کے جانے کے بعد ویسے بھی میں بہت اکیلی ہو گئی ہوں' اب مجھ سے اور زیادہ عرصہ تنہا نہیں رہا جاتا آپ پلیز کوئی اعتراض نہ کریں میں اریشہ کو اپنی بیٹی بنا کر رکھوں گی"۔

"چلیں ٹھیک ہے پھر جیسے آپ کی مرضی"۔ بالآخر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ ان کے جانے تک اریشہ مجسمہ بنی رہی لیکن ان کے جاتے ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں آ گئی اور بیڈ پر اوندھی لیٹ کر بے بسی سے رونے لگی۔

☆☆☆☆

دونوں طرف ہی شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں' خالدہ بیگم کے گھر کی یہ آخری شادی تھی سو وہ اپنے سارے ارمان نکال رہی تھیں' حیات ولا کی تیاری بھی دیکھنے لائق تھی' لیکن اریشہ نے ایک بھی چیز خود جا کر نہ خریدی رابعہ بیگم نے کتنی بار اسے ساتھ چلنے کو کہا مگر ہمیشہ ہی وہ انکار کر دیتی۔

"اب وہ کچھ نہیں تو شادی کا جوڑا تو کم سے کم اپنی پسند سے خرید لو بیٹا اپنی رائے تو دو"۔ کپڑوں کے حوالے سے تقریباً ساری تیاری مکمل ہو چکی تھی بس ایک شادی والے دن کا جوڑا باقی رہ گیا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-



www.paksociety.com

"جب پوری زندگی کا اتنا اہم فیصلہ کرتے وقت میری پسند ناپسند کا خیال نہیں کیا تو اب اس معمولی جوڑے کے لئے میری رائے کیوں مانگ رہی ہیں امی اب بھی اپنی مرضی کریں"۔ اریشہ نے غصے سے جواب دیا اور اٹھ کر لان میں آ گئی۔ اس دن کے حوالے سے اس نے کیا کیا خواب دیکھے تھے لیکن اب اس کے لئے سب ختم ہو گیا تھا۔

"کیا مانگا تھا میں نے بس ایک مخلص اور پیار کرنے والا ساتھی میں کیسے اس شخص کا اعتبار کرلوں جس کی زندگی میں مجھ سے پہلے بے شمار لڑکیاں رہ چکی ہیں وہ کیا مجھ سے مخلص ہو گا"۔ اریشہ لان میں چلتے ہوئے افسردگی سے سوچ رہی تھی۔ بلاشتہ عفان میں کوئی کمی نہ تھی، بس اس ایک بات کی وجہ سے وہ اسے قبول نہیں کر پا رہی تھی۔

☆☆☆☆

بالآخر شادی کا دن آن پہنچا حیات ولا مہمانوں سے بھرا پڑا تھا ہر طرف ہی افراتفری مچی ہوئی تھی اریشہ کو تیار ہونے کے لئے عینی کے ساتھ پارلر روانہ کر دیا گیا چونکہ بارات نے ہال میں آنا تھا اس لئے اریشہ کو تیار کروا کر سیدھا ہال پہنچایا گیا۔ بلیک تھری پیس سوٹ میں ملبوس وجیہہ سا عفان اور اس کے پہلو میں بیٹھی گولڈن شرارہ سوٹ میں ملبوس سنجیدہ سی اریشہ پوری محفل کی جان بنے ہوئے تھے پھر رسموں کا سلسلہ شروع ہوا، جوتا چھپائی کی رسم میں عینی اور اس کی کچھ کزنز نے عفان سے اچھا خاصا نیگ وصول کیا اور اس کی جان بخشی کی، اس سارے عرصے میں اریشہ گم صم بیٹھی رہی جیسے اسے اپنے اردگرد سے کوئی سروکار نہ ہو۔ رخصتی کے وقت بھی وہ ایسے ہی کھڑی تھی جب اس کی ایک کزن نے اسے ٹہوکا دیتے ہوئے کہا۔

"کم سے کم رونے والا منہ ہی بنا لو لوگ کیا سوچیں گے کہ لڑکی کو شادی کی اتنی جلدی تھی جو رخصتی کے ٹائم ذرا سا بھی نہیں رو رہی"۔ اچانک ہی یہ احساس ہونے پہ کہ وہ ہمیشہ کے لئے اپنا گھر چھوڑ رہی ہے تو اس نے جو رونا شروع کیا تو اسے سنبھالنا مشکل ہو گیا، خالدہ بیگم نے آگے بڑھ کر اسے تھاما اور وہ سب سے ملتی ہوئی عفان کے ہمراہ گاڑی میں بیٹھ گئی۔ یہاں نئے سرے سے رسموں کا طویل سلسلہ شروع ہوا تو بیٹھے بیٹھے اس کی کمر اکڑ گئی۔ سارہ بھی ان کے ساتھ ہی یہاں آئی تھی، آخر سارہ کو ہی اس پر ترس آیا تو وہ اسے عفان کے کمرے میں لے آئی، کمرے کی سجاوٹ دیکھنے لائق تھی پر اسے کچھ بھی اچھا نہ لگ رہا تھا۔ سارہ نے اسے بیڈ پہ بٹھایا اور اس کا ایک سوٹ نکال کر ہینگ کر دیا۔

"جب چینج کرنا ہو تو یہ کپڑے پہن لینا اریشہ اب میں چلتی ہوں باہر تمہارے بھائی انتظار کر رہے ہوں گے"۔ وہ اس کا گال تھپتھپا کر چلی گئیں۔ سارہ کے جانے کے بعد بھی وہ ویسے ہی بیٹھی رہی۔ پھر اچانک ایک خیال آنے پر وہ فوراً کپڑے سنبھالتے ہوئے بیڈ سے اتری اور ہینگ کیا ہوا جوڑا لے کر واش روم میں گھس گئی، چینج کرنے کے بعد وہ بیڈ پر لیٹی اور اپنے اوپر کمبل ڈال لیا۔

"مسٹر عفان! اب تمہیں پتا چلے گا کہ کس سے پالا پڑا ہے"۔ اس نے سوچا اور آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کرنے لگی۔

☆☆☆☆

عفان اپنے دوستوں سے بمشکل اپنی جان چھڑاتا ہوا اپنے روم تک پہنچا دروازہ ناک کر کے وہ اندر داخل ہوا اندر آتے ہی پہلے تو وہ جی بھر کے حیران ہوا پھر جیسے سارا معاملہ اس کی سمجھ میں آ گیا، وہ دھیرے سے چلتا ہوا بیڈ پر اریشہ کے پاس پہنچا، آج وہ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ اس کا دل بے قابو ہوتا جا رہا تھا، بڑی مشکل سے اس نے دل پر صبر کے پہرے بٹھائے تھے، اس وقت بھی وہ سوتے ہوئے ایک معصوم سی ضدی بچی لگ رہی تھی جو اپنی پسند کا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کھلونا نہ ملنے پر سب سے ناراض ہو گئی ہو' عفان اسے دیکھ کر ہلکے سے مسکرایا اور چینج کر کے خود بھی سونے کے لئے لیٹ گیا۔ عفان جانتا تھا کہ اریشہ اس سے بدگمان ہے لیکن اسے اپنی محبت پہ بھی پورا یقین تھا کہ اریشہ ایک دن اس کی محبت کا اعتبار ضرور کرے گی اور اس کے لئے اسے صبر سے کام لینا پڑے گا۔

☆☆☆☆

صبح جب اریشہ کی آنکھ کھلی تو کمرہ خالی تھا وہ اٹھ کر بیٹھ گئی تبھی واش روم کا دروازہ کھلا اور نکھرا نکھرا عفان باہر نکلا اس کی طرف دیکھ کر عفان نے مسکراہٹ اچھالی۔

''گڈ مارننگ ! اچھا ہوا کہ تم جاگ گئیں گھر والے پہلے ہی دو مرتبہ دروازہ بجا چکے ہیں''۔ عفان نے آئینے کے سامنے اپنے بال درست کرتے ہوئے اسے بتایا اور سیٹی پر کوئی دھن بجانے لگا۔

''ہائیں یہ تو بالکل نارمل ہے رات جو میں نے کیا میں تو سمجھی تھی یہ غصے میں ہوگا لیکن یہ تو ایسے ہی جیسے کچھ ہوا ہی نہیں''۔ وہ عفان کو دیکھتے ہوئے حیرت سے سوچ گئی۔

''آہم آہم مانا کہ میں کافی ہینڈسم ہوں پر اب نظر لگانے کا ارادہ ہے کیا؟'' عفان نے شوخی سے کہا۔

''منہ دھو رکھو''۔ وہ فٹ سے بولی۔

''ہاہاہا ویسے یار دنیا کی کسی دلہن نے شادی کے پہلے روز اپنے شوہر کو ایسا نہیں کہا ہوگا''۔ وہ قہقہہ لگا کر ہنسا اور بیڈ پر اس کے پاس بیٹھ گیا اریشہ نے اس کی بات کے جواب میں کچھ نہ کہا۔ اریشہ اسی شش و پنج میں تھی کہ عفان سے کچھ پوچھے یا نہیں لیکن اس سے پہلے ہی وہ بولا تھا۔

''دیکھو اریشہ ! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے بدگمان ہو اور ابھی تم نے اس رشتے کو دل سے قبول نہیں کیا تم مجھے لڑکیوں سے دوستی رکھنے والا ایک فلرٹ انسان سمجھتی ہو لیکن ایسا نہیں ہے میں نے اس دن ریسٹورنٹ میں بھی بتایا تھا کہ وہ دوستیاں بہت معمولی نوعیت کی تھیں میں کبھی کسی کے ساتھ سیریس نہیں رہا اور ان سے شادی کرنے کا تو میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا' میں شادی ہمیشہ ایسی لڑکی سے کرنا چاہتا تھا جس کا کردار بالکل صاف ہو' جس پر کسی غیر مرد کا سایہ بھی نہ پڑا ہو اور جب میں نے سارہ آپی کی شادی میں تمہیں دیکھا تمہارے چہرے کی معصومیت تمہارے کردار کی گواہی دے رہی تھی میں نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ شادی کروں گا تو صرف تم سے کروں گا اور جہاں تک ان سب کی بات ہے تو یقین کرو وہ سب میں بہت پہلے کا چھوڑ چکا ہوں''۔ وہ سانس لینے کو رکا اور اپنی بات جاری رکھی۔

''میں زور زبردستی کا قائل نہیں ہوں لیکن مجھے اپنی محبت پر پورا یقین ہے کہ ایک نہ ایک دن تمہیں بھی میری محبت پر اعتبار آ ہی جائے گا اور اس کے لئے تمہیں جتنا بھی ٹائم چاہئے تم لے سکتی ہو تمہاری مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہوگا''۔ اپنی بات ختم کر کے اس نے اریشہ کی طرف دیکھا وہ ہونق بنی اسے دیکھ رہی تھی اس نے کیا کچھ سوچ رکھا تھا اور عفان کیا بول رہا تھا۔

''اور ہاں ایک اور بات عفان نے اپنی جیب میں سے ایک مخملی ڈبیہ نکالی جس میں ڈائمنڈ کی نازک سی رنگ تھی۔

''یہ تمہاری منہ دکھائی کا تحفہ ہے رات تو موقع نہیں ملا بڑے ارمانوں سے لی تھی خود پہناؤں گا مگر آہ خیر یہ رکھ لو''۔ انگوٹھی اریشہ کو تھما کر وہ دروازہ کھولنے کے لئے اٹھ گیا کہ دروازہ ایک بار پھر زور زور سے بجنے لگا تھا۔

''اریشہ'' دروازہ کھلتے ہی عینی کی آواز آئی تو وہ اس کی طرف متوجہ ہو گئی اس کے پیچھے سارہ اور اس کی ایک دو کزنز بھی تھیں ان کو راستہ دے کر عفان باہر چلا گیا۔

''ارشی! تمہیں پتا ہے میں نے تمہیں کتنا مس کیا تمہارے بغیر ہمارا کمرہ مجھے کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا''۔ عینی نے اس کا گال چوما اریشہ اس کی بات پر ہنس دی۔

''میں نے بھی تمہیں بہت مس کیا''۔

''جھوٹ تمہیں عفان بھائی سے فرصت ملی ہوگی تو تم نے مجھے مس کیا ہوگا نا''۔ عینی نے چھیڑا جوابا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اریشہ نے اس کی کمر پر ہاتھ جڑ دیا۔

''اچھا عفان بھائی نے تمہیں منہ دکھائی میں کیا دیا؟'' عینی نے اشتیاق سے پوچھا۔ اریشہ نے اپنا انگوٹھی والا ہاتھ سامنے کر دیا جو اس نے عفان کے اٹھتے ہی پہن لی تھی۔

''افاللہ کتنی خوبصورت رنگ ہے''۔ عینی نے انگوٹھی دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں بھی اپنی شادی پہ اپنے ''انہوں'' سے ایسی ہی رنگ لوں گی''۔ اس کے اس طرح شرما کر انہوں کہنے پر وہ سب ہنس دیں۔

''اچھا چلو بس باقی باتیں بعد میں اریشہ تم ناشتہ کرلو جلدی سے پھر تمہیں ولیمہ کے فنکشن کے لئے پارلر بھی لے کر جانا ہے''۔ سارہ نے اریشہ کو ہدایت دی۔ ناشتہ کرنے کے بعد وہ اریشہ کو پارلر لے گئیں وہاں سے تیار ہو کر سیدھا ہال پہنچیں جہاں ولیمہ کا فنکشن تھا' اریشہ آج غضب ڈھا رہی تھی تو عفان بھی کسی سے کم نہیں لگ رہا تھا' فنکشن ختم ہونے کے بعد رسم کے مطابق اریشہ دو روز کے لئے اپنے میکے رہنے چلی گئی' تیسرے روز عفان اور خالدہ بیگم اریشہ کو واپس لے آئے۔

☆☆☆☆

ان کی شادی کو دو ماہ سے زائد کا عرصہ گزر چکا تھا' لیکن دوریاں ابھی بھی برقرار تھیں' دونوں میں بہت کم بات چیت ہوتی تھی' عفان بن کہے اریشہ کی ہر ضرورت پوری کر رہا تھا' اور اریشہ جو شادی سے پہلے بدلہ لینے کی نیت سے آئی تھی عفان کی پہلے دن کی باتیں سن کے بعد اس نے اپنا یہ ارادہ ترک کر دیا تھا اریشہ نے اس کی باتوں میں سچائی ہی سچائی دیکھی تھی لیکن نجانے کیوں ابھی بھی وہ اس پر اعتبار نہ کر پا رہی تھی۔ ان دو ماہ میں اس نے عفان میں کوئی برائی نہ دیکھی تھی عفان صبح کا آفس نکلا شام سات بجے گھر لوٹتا' وہ سارا دن گھر میں بولائی بولائی پھرتی رہتی یا خالدہ بیگم کے پاس ان کے کمرے میں چلی جاتی' خالدہ بیگم جوڑوں کے درد کی مریضہ تھیں سو وہ زیادہ تر وقت اپنے کمرے میں ہی گزارتی تھیں۔ فارغ رہ رہ کر جب وہ اکتا گئی تو گھر کے کاموں کی ذمہ داری اپنے سر لے لی' گھر میں ملازم تھے اس لئے اسے زیادہ کام نہ کرنا پڑتا' سنڈے کا دن تھا سو وہ فری بیٹھی انڈین فلم دیکھ رہی تھی جب عفان بھی اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا لیکن برا ہو ان انڈین فلموں کا ہیرو ہیروئن کچھ زیادہ ہی رومانٹک ہوئے تو ریموٹ اٹھا کر اریشہ نے ٹی وی ہی آف کر دیا۔

''میں چائے لے کر آتی ہوں''۔ یہ کہہ کر اس نے کچن کی طرف دوڑ لگا دی اور اپنے پیچھے دروازے تک اسے عفان کا قہقہہ سنائی دیا۔

☆☆☆☆

''امی! میں سوچ رہی ہوں کہ مارکیٹ چلی جاؤں تھوڑی شاپنگ کرنے''۔ اریشہ نے خالدہ بیگم کو جوس دیتے ہوئے پوچھا۔

''ٹھیک ہے بیٹا! چلی جاؤ لیکن شام ہونے والی ہے ذرا جلدی آ جانا اور ہاں ڈرائیور کو ضرور لے کر جانا''۔

''ٹھیک ہے امی! آپ چلیں گی؟''

''نہیں بیٹا! مجھ سے کہاں اتنا چلا جاتا ہے تم چلی جاؤ میری فکر مت کرو''۔ انہوں نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

''چلیں ٹھیک ہے پھر آپ آرام کریں میں جلدی آ جاؤں گی''۔ خالدہ بیگم کو بتا کر اریشہ اپنے کمرے میں چینج کرنے کے لئے آ گئی چینج کر کے اس نے ہلکا پھلکا میک اپ کیا اور ڈرائیور کو مارکیٹ کا بتا کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔ آج کافی دنوں بعد وہ یوں گھر سے باہر آئی تھی اس لئے بہت اچھا لگ رہا تھا موسم بھی بہت خوشگوار تھا' ہلکے ہلکے بادل آئے ہوئے تھے گاڑی سگنل پر رکی تو اریشہ یونہی اردگرد کا جائزہ لینے لگی۔

اچانک ہی وہ ایک جگہ ساکت ہو گئی بلاشبہ وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

عفان ہی تھا اور اس کے ساتھ ایک بہت خوبصورت لڑکی بھی تھی' وہ دونوں ہاسپٹل سے نکل کر باہر کھڑے کچھ بات کر رہے تھے پھر عفان نے اس لڑکی کے لئے گاڑی کا دروازہ کھولا اور وہ بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہو گئے اور گاڑی نظروں سے اوجھل ہو گئی' عفان کو اس لڑکی کے ساتھ دیکھ کر اریشہ کے اندر کچھ چھن سے ٹوٹا اور اس کی آنکھیں نمکین پانی سے بھر گئیں۔

''بابا! گاڑی واپس گھر کی طرف موڑ لیں''۔ اس نے ڈرائیور سے کہا۔

''کیا ہوا بیٹا! مارکیٹ نہیں جانا؟'' ڈرائیور نے حیرانی سے دریافت کیا۔

''نہیں میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی''۔

''ڈاکٹر کے پاس لے چلوں بیٹا؟''

''نہیں بابا بس واپس گھر چلیں''۔ اریشہ نے بمشکل کہا ڈرائیور نے گاڑی واپس موڑ لی۔ اریشہ گھر آتے ہی اپنے کمرے میں آ گئی اور بستر پر گر کر رونے لگی' خالدہ بیگم اپنے کمرے میں سو رہی تھی اور ایک طرح سے اچھا ہی تھا کہ وہ اس وقت کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی اس کے ذہن میں کوڑے برس رہے تھے وہ بار بار ایک ہی بات سوچے جا رہی تھی کہ عفان نے اسے دھوکہ دیا ہے۔

لگاتار رو رو کر اس کا سر بھاری ہو گیا تھا رات کے نو بج رہے تھے اور عفان ابھی تک واپس نہیں لوٹا تھا وہ کھڑکی کے پٹ کھولے گم صم کھڑی تھی۔ تقریباً دس بجے عفان گھر واپس آیا تھا وہ کافی تھکا ہوا تھا سو آتے ہی فریش ہونے کے لئے واش روم میں گھس گیا وہ نہا کر جب باہر نکلا تو اریشہ تب بھی وہیں کھڑی تھی جہاں وہ اسے چھوڑ کے گیا تھا اسے کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا۔

''اریشہ'' عفان نے دو تین مرتبہ اریشہ کو پکارا لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا تو اس نے اریشہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

''ڈونٹ ٹچ می''۔ اریشہ اس کا ہاتھ جھٹک کر چلائی۔

''اریشہ کیا ہوا؟'' عفان نے حیرانی سے پوچھا۔

''کیوں میری زندگی برباد کی تم نے عفان! اگر یہی سب کرنا تھا تو مجھ سے شادی کیوں کی بڑا دعوٰی کرتے تھے نا مجھ سے محبت کا اعتبار کی بات کرتے تھے نا اور شاید میں تمہارا اعتبار کر بھی چکی ہوتی اگر آج یہ سب نہ دیکھ لیتی تو کیوں دھوکہ دیا تم نے مجھے''۔ اریشہ اس کا گریبان جھنجھوڑ کر بولی۔

''اریشہ! میں کچھ سمجھ نہیں پا رہا کہ تم کیا کہہ رہی ہو ضرور تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے''۔ عفان جھنجھلایا۔

''مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی میں نے خود تمہیں کسی لڑکی کے ساتھ ہاسپٹل سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا کون ہے وہ ہاں کون ہے جسے لے کر تم سیر یں کر رہے تھے تمہاری نئی گرل فرینڈ یا کوئی پرانی محبوبہ؟'' اریشہ نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا۔ اریشہ کی بات سن کر عفان کا دماغ بھک سے اڑ گیا اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اریشہ اس کے بارے میں ایسا بھی سوچ سکتی ہے۔

''شٹ اپ جسٹ شٹ اپ اب میں اور تمہاری بکواس نہیں سننا چاہتا میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ تمہاری ذہنیت ایسی بھی ہو سکتی ہے اتنا عرصہ میرے ساتھ رہنے کے باوجود بھی تم مجھے سمجھ نہ پائیں اتنا شک کرتی ہو مجھ پر کہ''۔

''مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سننی''۔ اریشہ اس کی بات کاٹ کر چلائی۔

''تمہیں سننا پڑے گا''۔ عفان اس سے بھی اونچی آواز میں چلایا۔

''جہاں تک اس لڑکی کی بات ہے تو وہ میرے دوست کی بیوی ہے ان دونوں نے بھاگ کر شادی کی تھی دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے لیکن ان کے گھر والے اس شادی پر راضی نہ تھے میں نے ان کی شادی کروائی تھی''۔ وہ سانس لینے کو رکا۔

''کافی دنوں سے میرا اس سے کوئی رابطہ نہ ہوا تھا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

سو میں اس کے گھر چلا گیا وہاں جا کر پتا چلا کہ وہ کسی کام کے سلسلے میں کراچی گیا ہوا تھا اس کے گھر کا دروازہ کھلا ہوا تھا جب میں اندر گیا تو دیکھا کہ اس کی بیوی بے ہوش پڑی تھی پہلے تو میں اس کو ہوش میں لایا اور بعد میں ہاسپٹل لے گیا جہاں تم نے مجھے دیکھا"۔ اس نے رک کر اریشہ کی طرف دیکھا جو حیرانی بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"وہ لڑکی مجھے اپنا بڑا بھائی مانتی ہے اور میں بھی اسے اپنی چھوٹی بہن ہی سمجھتا ہوں' میرے لئے وہ سارہ آپی جیسی ہی ہے اور تم"۔ عفان نے انگلی اٹھا کر اس کی طرف اشارہ کیا۔

"تم اس قدر گھٹیا سوچو گی یہ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا میں تمہیں دھوکہ کیوں دوں گا میں نے پورے دل سے محبت کی ہے تمہارے ساتھ مگر افسوس میں نے ایک ایسی لڑکی سے محبت کی جو پتھر ہے۔ جس میں احساسات نام کی کوئی چیز نہیں ہے"۔ اس نے اپنی بات جاری رکھی۔

"میں ہی پاگل تھا جو یہ سوچ بیٹھا کہ ایک نہ ایک دن میری محبت تمہیں پگھلا دے گی لیکن میں غلط تھا بہت غلط"۔ عفان اسے دیکھ کر بہت کرب سے بولا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ اریشہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی اسے پچھتاوؤں نے آن گھیرا وہ کتنا غلط سوچ بیٹھی تھی عفان کے بارے میں اس نے عفان کو کتنا دکھ پہنچایا اسے اب اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا لیکن اب دیر ہو چکی تھی وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپا کے رونے لگی۔

☆☆☆☆

عفان ساری رات کمرے میں نہ آیا اور اریشہ نے ساری رات کانٹوں پر گزاری اسے رہ رہ کر اپنی غلطی پر پچھتاوا ہو رہا تھا کہ کیا تھا اگر وہ اس قدر جذباتی نہ ہوتی اور آرام سے بات کر لیتی اب تو سب کچھ ٹھیک ہونے والا تھا اور اس نے اپنی ایک حرکت سے سب کچھ خراب کر دیا۔

وہ ایسے ہی بیٹھی ہوئی تھی جب عفان اندر داخل ہوا اس نے ایک نگاہ اس پر ڈالی اور واش روم میں گھس گیا اس ایک نگاہ میں کیا کچھ نہ تھا کہ اریشہ اپنی نظریں نہ اٹھا سکی' سات بج گئے تھے یقیناً وہ آفس کے لئے تیار ہونے آیا تھا اریشہ بھی ناشتہ بنانے کے لئے اٹھ گئی۔ ناشتہ کی میز پر بھی دونوں خاموش ہی تھے' عفان خاموشی سے اپنا ناشتہ کر رہا تھا اریشہ نے اسے بلانے کی کوشش کی لیکن اس کے چہرے کے تاثرات اتنے سادہ تھے کہ وہ ہمت ہی نہ کر پا رہی تھی۔

"عفان! چائے دوں"۔ بالآخر اس نے ہمت کر کے کہہ دیا۔

"مجھے جس چیز کی ضرورت ہوئی میں خود لے لوں گا' تمہیں زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ اس نے اتنے سرد لہجے میں کہا کہ اریشہ دوبارہ کچھ بول نہ پائی عفان جوس کا آخری سپ لے کر آفس کے لئے نکل گیا اور اریشہ بے بسی سے ہونٹ کاٹتی رہ گئی۔

☆☆☆☆

اریشہ نے سارا دن لگا کر عفان کی تمام پسندیدہ ڈشز بنائیں اور اب خوب اچھی طرح تیار ہو کر وہ عفان کا انتظار کر رہی تھی پچھلے کافی دنوں سے وہ اس سے بات کرنا چاہتی تھی لیکن وہ اسے کوئی موقع نہ دے رہا تھا اور آج وہ ہر صورت اس سے بات کرنا چاہتی تھی اریشہ کو احساس ہو گیا تھا کہ وہ نہ صرف عفان کو پسند کرتی ہے بلکہ اس سے محبت بھی کرتی ہے' گاڑی کا ہارن سنائی دیا تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہوئی عفان نے اندر آ کے ایک نظر اس پر ڈالی اور قدم آگے بڑھا دیئے۔

"عفان کھانا لاؤں آپ کے لئے؟" احساس بدلے تو بلانے کا انداز بھی بدل گیا۔

"نہیں میں کھا کر آیا ہوں"۔ سرد لہجے میں جواب آیا۔

"لیکن میں نے تو سارا کھانا آپ کی پسند کا بنایا تھا"۔ اس کی بات پر عفان نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ اب اس کا کوئی فائدہ نہیں اور اسٹڈی روم میں چلا گیا۔ اریشہ کو اس کے جواب سے مایوسی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ہوئی لیکن ابھی وہ ہمت ہارنا نہیں چاہتی تھی سو جلدی سے کافی بنا کر اسٹڈی میں آ گئی اور عفان کے سامنے بھاپ اڑاتا کافی کا مگ رکھ دیا وہ کمپیوٹر پر کچھ کام کر رہا تھا۔

''عفان ! مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے''۔ عفان نے اس کی طرف دیکھا اور کہا۔

''لیکن مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سننی''۔

''اریشہ! میں اس وقت بزی ہوں مجھے ڈسٹرب مت کرو''۔ وہ اس کی بات کاٹ کر تلخی سے بولا۔

''میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گی عفان پلیز! مجھے ایک موقع تو دیں اپنی صفائی میں کچھ کہنے کا میں''۔

اس کی بات اس کے منہ میں ہی رہ گئی عفان چلا اٹھا۔

''جب میں نے کہا ہے کہ مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سننی تو کیوں پریشان کر رہی ہو چلی جاؤ یہاں سے گیٹ آؤٹ فرام ہیئر''۔ اس نے کافی کا مگ زمین پر پٹخا۔ اریشہ کو اس سے اتنے شدید ردعمل کی توقع نہ تھی وہ منہ پر ہاتھ رکھے کمرے سے بھاگ گئی اور عفان کرسی پر ڈھے سا گیا۔

☆☆☆☆

''امی! آپ نے بلایا؟'' اریشہ نے اندر داخل ہوتے ہوئے خالدہ بیگم سے پوچھا۔

''ہاں بیٹا! ادھر آؤ میرے پاس بیٹھو''۔ وہ ان کے پاس بیٹھ گئی۔

''کیا بات ہے اریشہ! میں کافی دنوں سے دیکھ رہی ہوں کہ تم کچھ پریشان سی ہو سب خیریت تو ہے نا''۔ خالدہ بیگم نے شفقت سے پوچھا۔

''جی امی! سب خیریت ہے ایسی تو کوئی بات نہیں''۔

''تو پھر اتنی اداس کیوں رہتی ہو عفان سے کوئی جھگڑا ہوا ہے کیا؟''

''نہیں امی! ہمارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہوا ضرور آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے''۔ اریشہ نے یقین دلانا چاہا۔

''دیکھو اریشہ! تم میری بیٹی جیسی ہو اگر کوئی بات ہے تو تم بلاجھجک مجھ سے کہہ سکتی ہو میں خود عفان کے کان کھینچوں گی''۔ ان کی بات پر وہ ہنس دی۔

''امی! اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو میں ضرور آپ کو بتاتی لیکن سچ میں کوئی بات نہیں ہے آپ پریشان مت ہوں''۔ اریشہ ان کے ہاتھ تھام کر بولی خالدہ بیگم مسکرا دیں۔

''اب آپ آرام کریں میں ذرا کپڑے پریس کر کے آتی ہوں''۔ ان سے بہانہ بنا کر وہ اٹھ گئی مبادا کہ وہ اس کے آنسو ہی نہ دیکھ لیں' وہ انہیں سچ بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن خالدہ بیگم کی تسلی نہ ہوئی انہوں نے آج عفان سے بات کرنے کا سوچ لیا تھا۔

☆☆☆☆

''عفان'' رات کھانے کی میز پر خالدہ بیگم نے عفان کو پکارا۔

''جی امی''۔

''تمہیں آفس اور کام کے علاوہ کسی چیز کا ہوش نہیں ہے کیا؟'' ان کی بات پر اس نے چونک کر سر اٹھایا۔

''کیوں امی! کیا ہوا؟''

''عفان! جب سے تم دونوں کی شادی ہوئی ہے تم لوگ کہیں گھومنے نہیں گئے اور پچھلے کچھ دنوں سے میں دیکھ رہی ہوں کہ تم ایک دوسرے سے بات بھی نہیں کر رہے سب کچھ ٹھیک تو ہے نا بیٹا''۔ عفان نے اریشہ کی طرف دیکھا وہ سر جھکائے بیٹھی پلیٹ میں چمچ ہلا رہی تھی وہ پہلے سے کافی کمزور ہو گئی تھی عفان کو تاسف نے آن گھیرا۔

''میری پیاری امی ایسا کچھ نہیں ہے سب کچھ ٹھیک ہے''۔

''اچھا تو پھر تم آفس سے ایک دو ہفتے کی چھٹی لو اور اریشہ کے ساتھ اسلام آباد گھومنے چلے جاؤ''۔ انہوں نے اپنا فیصلہ سنایا۔

''لیکن امی! آفس کا سارا کام''

''آفس کہیں بھاگا نہیں جا رہا لیکن یہ دن دوبارہ نہیں آئیں گے بیٹا''۔

''لیکن امی ہم آپ کو اکیلا چھوڑ کر کیسے جا سکتے ہیں؟'' اس سارے عرصے میں اریشہ نے پہلی بار زبان کھولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''میری فکر مت کرو بیٹا! میں رہ لوں گی اور گھر میں ملازم بھی تو ہیں بس اب میں اور کوئی بہانہ نہ سنوں''۔ انہوں نے حتمی انداز میں کہا۔

''ٹھیک ہے امی! جیسے آپ کی مرضی''۔ بالآخر عفان نے ہتھیار ڈال دیئے۔

''اریشہ جاؤ بیٹا پیکنگ کرلو''۔ خالدہ بیگم کے کہنے پر اریشہ کمرے میں چلی گئی۔

''دیکھو عفان! تم دونوں بھلے مجھے کچھ نہ بتاؤ لیکن مجھے صاف اندازہ ہو رہا ہے کہ تم دونوں کے درمیان ناراضی چل رہی ہے لیکن میاں بیوی کے معاملے میں اتنی کرید میں مناسب نہیں سمجھتی بیٹا جو بھی ناراضی ہے اسے دور کرو میں تم دونوں کو خوش دیکھنا چاہتی ہوں''۔

''جی امی اب ایسا ہی ہوگا''۔ عفان نے ان کے ہاتھ تھام کے کہا۔

''چلو شاباش رات بہت ہوگئی ہے تم بھی جاؤ آرام کرو''۔ ان کے سر کا بوسہ لے کر وہ باہر نکل گیا۔ عفان خود بھی اب سب ختم کرنا چاہتا تھا کہ وہ اریشہ کو اس کے کیے کی کافی سے زیادہ سزا دے چکا تھا۔ عفان کمرے میں آیا لیکن دروازے میں ہی ٹھٹک کے رک گیا اریشہ کھڑکی کے سامنے کھڑی رو رہی تھی اریشہ کے آنسو اسے اپنے دل پر گرتے محسوس ہو رہے تھے عفان تڑپ اٹھا۔

''اریشہ'' عفان نے اسے کندھے سے تھام کر رخ اپنی طرف موڑا۔

''ناراض ہو مجھ سے؟'' وہ کچھ نہ بولی البتہ آنسوؤں میں روانی آ گئی۔

''اریشہ! میں نے تمہیں بہت پریشان کیا ہے نا یقین کرو میں ایسا بالکل نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن نجانے کیسے مجھے اتنا غصہ آ گیا اور میں یہ سب کر گیا آئی ایم سوری''۔ عفان نے اس کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

''نہیں عفان! آپ کیوں معافی مانگ رہے ہیں معافی تو مجھے مانگنی چاہئے ساری غلطی تو میری تھی نا میں نے آپ کو کتنا غلط سمجھا آپ پر شک کیا اور آپ کی محبت کو جھوٹا کہا ہو سکے تو مجھے معاف کر دیں عفان''۔ اس نے عفان کے آگے ہاتھ جوڑے۔

''اریشہ! ایسے مت کرو غلطی اگر تمہاری تھی تو کچھ غلطی میری بھی تھی تمہیں اگر میرے بارے میں کوئی غلط فہمی ہوئی تھی تو مجھے چاہئے تھا کہ میں آرام سے اسے دور کرتا نہ کہ اس طرح ری ایکٹ کرتا''۔ عفان نے اس کے جڑے ہاتھ تھام کر کہا۔

''خیر جو ہوا سو ہوا اب اسے بھول جاؤ آج سے ہم ایک نئی شروعات کرتے ہیں بس میری تم سے ایک ہی ریکویسٹ ہے کہ پلیز مجھ پر کبھی شک نہ کرنا میں برداشت نہیں کر پاؤں گا''۔

''عفان! مجھے شرمندہ مت کریں مجھے اب آپ پر خود سے بھی زیادہ یقین ہے اور آخری سانس تک رہے گا''۔ اریشہ نے پریقین لہجے میں کہا۔

''اور محبت''۔ عفان نے اس کے چہرے پر جھک کر پوچھا۔ اریشہ نے اس کی آنکھوں میں مچلتی شرارت دیکھ کر نظریں جھکا لیں۔

''دیکھو سچ سچ بتا دو ورنہ میں پھر ناراض ہو جاؤں گا''۔ عفان نے اسے ڈرانا چاہا۔

''نن نہیں محبت ہے بہت محبت ہے''۔ اس نے ہکلا کر فوراً کہا مبادا کہیں وہ واقعی ناراض نہ ہو جائے۔ عفان لب بھینچ کر ہنسی روکنے کی کوشش کر رہا تھا اس کے دیکھتے ہی اس نے زوردار قہقہہ لگایا۔

''بہت فضول ہو تم''۔ اریشہ اس کی شرارت سمجھتے ہوئے دور جانے لگی تو عفان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''اب محبت ہے تو محبت کا عملی ثبوت تو دینا پڑے گا نا''۔ عفان نے اس کے ماتھے پر پیار کی مہر ثبت کر دی اور اریشہ کو بازوؤں میں بھر لیا' اریشہ نے پرسکون ہو کر آنکھیں موند لیں کہ اس پیار بھری پناہ سے فرار وہ چاہتی بھی نہ تھی۔

☆☆......☆☆......☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

فاطمہ خان

افسانہ

یہ محبت کی گواہی کافی

ایک طویل ناراضی کے بعد سورج کی کرنوں نے بالآخر مانسہرہ کی اس دلفریب وادی کے مکینوں کو اپنی جھلک دکھا ہی دی تھی، مانسہرہ کے مکین جو صبح کی جاگتی کرنوں کو ہمیشہ مسکرا کر خوش آمدید کہتے تھے اس روز تو اتنے دنوں بعد سورج ان سے ملنے آیا تھا تو ایسا کیسے ہوسکتا تھا کہ وہ اس کا مسکرا کر استقبال نہ کرتے، سورج کو سب کچھ پہلے جیسا ہی نظر آ رہا تھا مگر اس حسین وادی میں ایک گھر ایسا بھی تھا جہاں سورج کو بہت کچھ غیر معمولی لگا تھا اس گھر میں سورج کی پہلی کرن نے دو روتی ہوئی آنکھیں دیکھی تھیں جو اپنے رب کے



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

آگے نجانے کب سے سجدہ ریز تھیں اور انہیں اس لمحے دعا کے علاوہ کچھ یاد نہیں تھا وہ آنکھیں ایک اونچے لمبے مرد کی آنکھیں تھیں جن میں ہزاروں شکوے سانس لے رہے تھے ان آنکھوں میں موجود درد نے سورج کو بھی اداس کر دیا تھا اس نے بے اختیار خالق کائنات سے التجا کی تھی کہ وہ اس مرد کی تمنا، خواہش، حسرت، محبت سب کچھ اسے بخش دے، مانسہرہ میں ایک بھرپور دن گزارنے کے بعد سورج اداس واپس جا رہا تھا مگر پرامید تھا کہ اب کی بار وہ واپس آئے گا تو وہ مرد اکیلا نہیں ہوگا، اس کی محبت ایک مجسم وجود بن کر اس کے ساتھ کھڑی ہوگی۔

☆☆☆☆

''تیرے لئے ایک رشتہ آیا ہے''۔ میمونہ نے اپنی بیٹی کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہا جو اس کی گود میں سر رکھے نجانے کون سی سوچوں میں غرقاب تھی۔

''ہوں......'' عظمیٰ نے ہلکی سی ہوں کی ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے میمونہ کی باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

''لڑکا بہت اچھا ہے، اچھی تنخواہ ہے، تجھے بہت خوش رکھے گا''۔ میمونہ نے ایک ہی جملے میں گویا اس لڑکے کی ساری خوبیاں بیان کر دی تھیں انہیں اپنی یہ سب سے بڑی بیٹی اپنے باقی بچوں کی نسبت زیادہ عزیز تھی اور ان سے زیادہ ان کے شوہر کی اس میں جان تھی۔

''اماں! اس بار وادی میں زیادہ برف نہیں پڑی''۔ عظمیٰ نے بالکل ہی ایک غیر متوقع بات کر کے میمونہ کو احساس دلایا تھا کہ اسے ان کی اس بات میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔



Downloaded From
Paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''ہاں، مگر میں تم سے کچھ اور بات کر رہی ہوں''۔
میمونہ کو عظمیٰ کا اس طرح بات بدلنا بہت برا لگا تھا۔
''اماں! مجھے کسی زیادہ تنخواہ والے سے شادی نہیں کرنی''۔ عظمیٰ یہ کہتے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گئی۔
''تو پھر کس سے کرنی ہے؟'' میمونہ نے بیزاری سے پوچھا، عظمیٰ کا رویہ ان کی سمجھ سے بالاتر تھا۔
''پتا نہیں''۔ یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل گئی، مگر ایک اجنبی چہرے نے اس کے دل پر دستک دے دی تھی یہ چہرہ گویا اس کے لئے کبھی بھی اجنبی نہیں رہا تھا مگر محبت بھرے انداز سے دیکھنے والا وہ شخص اس نے پہلی بار دیکھا تھا۔

☆☆☆☆

ساجدہ سر جھکائے بیٹھی تھی اور ان کا بجھا ہوا وجود دیکھ کر انعام سمجھ گیا تھا کہ ان کے پاس اس کے لئے کوئی اچھی خبر نہیں ہے۔
''امی کیا ہوا......؟'' انعام نے آہستہ سے پوچھا۔
''انعام! میمونہ نہیں مانتی اور سب سے بڑھ کر عبدالعزیز بھی اپنی بیٹی کو اتنی دور بھیجنے پر راضی نہیں ہے''۔ ساجدہ بیگم کی اس بات کے جواب میں انعام نے کچھ نہیں کہا اور چپ چاپ اپنے کمرے میں واپس چلا گیا، وہ جانتی تھیں کہ اب ان کا بیٹا رات بھر خدا سے دعاؤں میں عظمیٰ کو ہی مانگتا رہے گا وہ ماں تھیں اپنے بیٹے کے خاموش لفظوں کو خوب سمجھتی تھیں مگر اس معاملے میں وہ بھی بے بس تھیں۔

☆☆☆☆

انعام ایک بار پھر عظمیٰ کو اپنے کالج اور گھر کے راستے میں موجود ایک پگڈنڈی پر کھڑا نظر آیا تھا، پچھلے کئی روز کی طرح اس روز بھی وہ اسے سلام کر کے آگے کی طرف بڑھ رہی تھی مگر اس کی آواز سن کر بے اختیار اس کے قدم رک گئے تھے۔
''عظمیٰ! اپنے گھر والوں کو سمجھاؤ، وہ ماں کی بات مان لیں، میں تمہیں بہت خوش رکھوں گا''۔ انعام اب اس کے قریب آ کر اپنا مدعا بیان کر رہا تھا مگر عظمیٰ کا پورا وجود خوف سے کانپ رہا تھا، یہ ایک پہاڑی علاقہ تھا اور اس طرح ان دونوں کو کوئی بات کرتے ہوئے دیکھ لیتا تو فسانہ بننے میں دیر نہیں لگنی تھی، عظمیٰ تیز قدموں سے اب آگے کی طرف جا رہی تھی مگر انعام کی التجاؤں نے بہت دیر تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

☆☆☆☆

عظمیٰ کب اسے اتنی اچھی لگنے لگی تھی، یہ تو وہ نہیں جانتا تھا ہاں مگر اسے اتنا معلوم تھا کہ شعور کی دنیا میں قدم رکھتے ہی اس چہرے کی معصومیت نے گویا اسے مانسہرہ کی ان پہاڑیوں کا قیدی بنا لیا تھا اور پھر جیسے جیسے وہ عمر کی منازل طے کرتا گیا اس کے دل میں موجود عظمیٰ کے لئے پسندیدگی کا جذبہ باقاعدہ طور پر محبت کی شکل اختیار کرتا چلا گیا، وہ اب ہر صورت اسے اپنانا چاہتا تھا، اس کو شہر میں بہت اچھی نوکری مل گئی تھی عظمیٰ کے لئے اس نے اپنی ماں کو راضی کیا اسے امید تھی کہ اس کی پھوپھی بھی مان جائے گی مگر حقیقت میں اس کے برعکس ہوا، اکثر اوقات حقیقت کی دنیا خیالوں کی دنیا سے اتنی مختلف ہوتی ہے کہ انسان جو تخیل کے آسمان پر محو پرواز ہوتا ہے، حقیقت کا دھکا لگتے ہی زمین پر اوندھے منہ گر پڑتا ہے۔ میں انعام احمد کے ساتھ ہوا تھا، اسے یہ تلخ حقیقت قبول کرنے میں بہت دن لگ گئے کہ عظمیٰ کے گھر والے راضی نہیں ہیں، خاص طور پر اس کا پھوپھا عبدالبصیر تو کسی صورت اپنی بیٹی کو اتنی دور بھیجنا نہیں چاہتا اسے اگر عظمیٰ سے دلی لگاؤ نہ ہوتا تو وہ اس حقیقت پر چند دن آنسو بہانے کے بعد نئے سرے سے اپنی زندگی شروع کر دیتا، مگر وہ تو اپنی محبت کے ہاتھوں مجبور تھا اور نجانے اس محبت نے ابھی اسے اور کتنا خوار کرنا تھا، عظمیٰ کو پانا ہی اس کی زندگی کا مقصد بن چکا تھا، اور یہ تو طے تھا کہ عظمیٰ کو اس کی زندگی میں شامل ہونا تھا، کیسے شامل ہونا تھا یہ سب کاتب تقدیر نے طے کرنا تھا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

وہ پہاڑوں کا مسافر نہیں تھا وہ تو میدانوں کا کھلاڑی تھا مگر عظمیٰ کی خاطر اس نے کچھ عرصے کے لئے پہاڑوں کو اپنا مسکن بنالیا تھا، اس کے پھوپھا کو سب سے بڑا اعتراض ہی اس کی میدانوں سے دوستی پر تھا مگر وہ کیا کرتا، اس کی روزی میدانوں پر لکھی تھی اسے عظمیٰ کو ایک بہت اچھی زندگی دینی تھی وہ اپنے رزق کو لات نہیں مار سکتا تھا پھر اس کا گھر بار سب میدانوں میں ہی تھا اس نے عظمیٰ کے گھر والوں کو منانے کی بہت کوشش کی مگر اسے امید کی کوئی کرن نظر نہیں آئی تھی وہ بہت زیادہ مایوس ہوتا جارہا تھا اس کے پھوپھا نے صاف انکار کردیا تھا ایسا لگتا تھا کہ ان کی ناں ہاں میں بدلنے والی نہیں تھی اس کی چھٹیاں ختم ہورہی تھیں اس لئے اب اس نے بھی میدان کی طرف بوجھل دل سے رخت سفر باندھ لیا تھا کہ ایک روز اسے ایک بہت بری خبر سننے کو ملی مگر اس بری خبر نے اس کے لئے خوشیوں کے نئے راستے کھول دیئے تھے جس کا احساس اسے بہت بعد میں ہوا۔

''عظمیٰ بیٹی! مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے''۔ عبدالبصیر نہایت سنجیدگی سے اپنی لاڈلی سے مخاطب تھے ان کی سنجیدگی دیکھ کر عظمیٰ بھی کچھ ڈری سی گئی تھی۔

''تمہارا رشتہ آیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم اس رشتے کے لئے اپنی رضامندی دے دو''۔ عبدالبصیر نے یہ سب کہتے ہوئے عظمیٰ کی طرف دانستہ طور پر دیکھنے سے گریز کیا تھا، کیونکہ اس کی آنکھوں میں چمکتے نام کو وہ باآسانی پڑھ سکتے تھے مگر عظمیٰ کو اتنی دور بھیجنے کے لئے ان کا دل کسی صورت راضی نہیں تھا۔

''ٹھیک ہے''۔ عظمیٰ نے مختصر سا جواب دیا اور واپسی کے لئے قدم بڑھائے اسے ابھی اپنے کمرے میں جاکر اپنے شہر دل کی ویرانی کا ماتم بھی کرنا تھا اسے صبر وضبط کے بہت سے مراحل طے کرنے تھے مگر وہ تو پہلے مرحلے میں ہی ناکام ہوگئی اور اپنے کمرے کی طرف جانے والی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے چکرا کر گر پڑی، عبدالبصیر کو شاید اتنے شدید رد عمل کی توقع نہیں تھی اسی لئے انہوں نے اتنا بڑا فیصلہ عظمیٰ کی مرضی معلوم کئے بغیر ہی کرلیا تھا، اگر انہیں اپنی بیٹی کے اس قدر جذباتی لگاؤ کا علم ہوتا تو وہ کبھی بھی اتنا بڑا فیصلہ نہ کرتے، ان کے لئے یہ سب بہت تکلیف دہ اور حیران کن تھا کہ ان کی بیٹی کا نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا وہ ان سے اس قدر خفا تھی کہ اس نے ہمیشہ کے لئے ان کی دنیا سے دور جانے کی تیاری کرلی تھی اپنے رب سے دعائیں مانگ مانگ کر وہ اسے واپس اپنی دنیا میں لے تو آئے تھے مگر اب انہوں نے وہی کرنا تھا جس میں ان کی بیٹی کی خوشی تھی۔

☆☆☆☆

ویسے تو یہ پورا علاقہ ہی طرح طرح کے درختوں سے ڈھکا ہوا تھا مگر مانسہرہ کے اس چھوٹے سے سرکاری اسپتال کے پاس کھڑا وہ شاہ بلوط کا درخت انعام کو ہمیشہ سے بہت خوبصورت لگتا تھا، اور اب تو اسے اس درخت کے پاس سے اپنائیت کی ایک عجیب سی مہک بھی آنے لگی تھی ابھی محض چند دن پہلے ہی کی تو بات تھی جب اس نے مانسہرہ سے واپسی کے لئے قدم بڑھادیئے تھے ابھی وہ اپنے گھر سے نکلا نہیں تھا کہ اسے عظمیٰ کے نروس بریک ڈاؤن کی خبر مل گئی اسے اس لمحے یوں لگا کہ شاید اس کے حواس بھی اس کا ساتھ چھوڑتے جارہے ہیں مگر وہ مرد تھا اور بہرحال عظمیٰ سے زیادہ مضبوط اعصاب کا مالک تھا وہ اس کے گھر والوں سے ناراض تھا مگر عظمیٰ کی بیماری کے دنوں میں اس نے اپنی ساری ناراضی ترک کردی تھی اور حقیقی معنوں میں اپنے پھوپھا کو بیٹا بن کر دکھایا تھا کسی مسیحا کی طرح وہ عظمیٰ کی دیکھ بھال کررہا تھا دل کی باتوں پر دھیان دینا تو اس نے اب چھوڑ دیا تھا اسے بس عظمیٰ کو زندگی کی طرف واپس لے کر آنا تھا اور پھر خاموشی سے ان پہاڑوں سے واپس لوٹ جانا تھا انہی دنوں وہ شاہ بلوط کا درخت بھی اس کا دوست

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

بن گیا تھا اور بہت حد تک اس کے حال سے واقف ہو چکا تھا انعام کا اداس دل اور آنکھوں میں چھپے خاموش آنسو اب اور لوگوں کو بھی نظر آنے لگے تھے، اسی لئے جب وہ واپس جانے لگا تھا تو عبدالبصیر نے اس کو روک لیا تھا، عظمیٰ صحت یاب ہو کر گھر لوٹ آئی تھی مگر بہت چپ چپ رہنے لگی تھی اور پھر ایک روز اچانک ہی عبدالبصیر نے اسے زندگی کی نوید سنادی، محض چند ہی ہفتوں بعد کچھ گواہان کی موجودگی میں عظمیٰ کو انعام کے سنگ رخصت کر دیا گیا، انعام محروم نہیں رہا تھا وہ بامراد واپس جا رہا تھا وہ بہت خوش تھا وہ میدانوں میں واپس آ گیا تھا اور پہلی بار اسے میدانوں سے پہاڑوں کی خوشبو آنے لگی تھی وہ جس جگہ پر رہتا تھا وہ اس سے زیادہ خوبصورت پہلے کبھی نہیں تھی۔

☆☆☆☆

''مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے آپ کبھی ماں نہیں بن سکیں گی''۔ ڈاکٹر اپنے مخصوص پیشہ ورانہ انداز میں عظمیٰ سے مخاطب تھی اور اس لمحے عظمیٰ کے ساتھ ساتھ انعام کو بھی لگا کہ اس کا دل گہری کھائی میں ڈوبتا جا رہا ہے۔

''مگر پھر بھی کوئی امید تو ہو گی''۔ انعام دلگرفتگی سے بولا۔

''آپ اپنی تسلی کے لئے کسی اور ڈاکٹر کو بھی دکھا دیں، مگر مجھے ایسی کوئی امید نظر نہیں آ رہی''۔ ڈاکٹر نے صاف گوئی کی انتہا کر دی اور پھر نجانے کتنے ہی ڈاکٹروں کے چکر لگا لگا کر وہ تھک گئے مگر ہر بار مایوسی نے ہی ان کا استقبال کیا، زندگی میں تلخی کیا آئی اب ان دونوں کے لہجوں میں بھی تلخی نظر آنے لگی تھی، ایک دوسرے کا ہمیشہ کے لئے ساتھ نبھانے کا وعدہ کرنے والے اب معمولی معمولی باتوں پر جھگڑنے لگے تھے، خاندان والے الگ سے منفی باتوں کا محاذ کھول کر بیٹھ گئے اور انہی تلخیوں سے گھبرا کر عظمیٰ پہاڑوں پر واپس آ گئی، اسے ان میدانوں میں واپس نہیں جانا تھا، جہاں اسے مایوسی اور نا امیدی ہی نظر آئی تھی اسے انعام کے پاس واپس نہیں جانا تھا مگر اب وہ اس دل کا کیا کرتی جو ہر لمحے انعام کی واپسی کی راہ دیکھتا تھا، پھر نجانے کتنے ہی دن گزر گئے، برفانی ہواؤں کے بعد پھول کھلنے کا موسم آ چکا تھا، مگر انعام اسے لینے نہیں آیا تھا اس کے گھر والے بھی انعام کے اس رویئے پر بہت حیران تھے اس سے پہلے کہ دوبارہ سے خزاں لوٹ آتی، ایک روز ایک مانوس سی خوشبو اس کے گھر میں داخل ہوئی، وہ انعام کے قرب کی خوشبو تھی جو اسے ہر لمحے مدہوش کر دیا کرتی تھی اسی خوشبو نے اسے بتایا کہ وہ انا کے ساتھ لڑتے لڑتے تھک چکی ہے اور کسی شکست خوردہ سپاہی کی طرح وہ اس کے قدموں میں ڈھیر ہو چکی تھی۔

''تم مجھ سے اب تک ناراض ہو کیا؟'' انعام نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی۔

''آنے میں اتنی دیر کیوں لگائی''۔ عظمیٰ تھوڑا سا پیچھے ہو گئی اسے اتنی جلدی ہتھیار نہیں ڈالنے تھے مگر اس خوشبو نے اسے مسرور کر دیا تھا۔

''تم سے ڈرتا تھا''۔ انعام کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اس نے عظمیٰ کے چہرے کو ہاتھوں میں تھام لیا تھا اور پھر نجانے کب عظمیٰ نے بھی ہتھیار ڈال دیئے اور وہ اس کے سینے پر سر رکھ سسکنے لگی۔

''اب کوئی جھگڑنے والی بات تو نہیں کریں گے نا''۔ وہ روتے روتے کہہ رہی تھی۔

''نہیں...... کیونکہ تمہارے بغیر میں ادھورا ہوں اور مجھے ایک مکمل زندگی گزارنی ہے''۔ یہ سب کہتے ہوئے اس کا اپنا لہجہ بھی نم ہو گیا وادی میں موجود پہاڑ بھی اس ملن پر مسکرانے لگے تھے برسوں بعد مانسہرہ میں موجود سورج نے اس قدر خوبصورت ملن دیکھا تھا اور اپنی محبت کو ثابت کرنے کے لئے ان دونوں کو کسی گواہی کی ضرورت نہیں تھی یہ احساس ہی کافی تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے پاس لوٹ آئے تھے اور اپنی باقی ساری زندگی انہوں نے اسی احساس کے ساتھ گزارنی تھی۔

☆☆......☆......☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

قرۃ العین سکندر

افسانہ

اُداسی پیرہن اپنا

''میرا اب جینے کا دل نہیں کرتا''۔ ظفری نے بجھی ہوئی آواز میں کہا تو صبا بیگم نے نم دیدہ ہو کر اسے دیکھا۔

''بیٹا ایسی مایوسی کی باتیں تمہارے منہ سے اچھی



Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com

نہیں لگتیں''۔ صبا بیگم نے گلو گیر لہجے میں کہا۔
''امی آپ نہیں سمجھ سکتی ہیں۔ میری یہ معذوری میرے ہر احساس پر غالب آجاتی ہے' میں کن کر بناک لمحات سے دوچار ہوں' کس اذیت سے گزر رہا ہوں' حسرت و یاس کی تصویر ہوں میں' یہ اداسی اور محرومی' میری یہ ویرانی حالات کی مرہون منت ہے۔ میرا اب ہر احساس فنا ہو چکا ہے' سوائے اس معذوری کے احساس کے''۔ ظفری نے درد میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا تھا' اس نے نمناک آنکھوں پر پلکوں کا پردہ ڈالا اور دو گرم سیال آنسو اس

کے گالوں کو نم کر گئے۔ صبا بیگم بے بسی کی تصویر بنی اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھیں جو کبھی شجاعت و بہادری کا پیکر ہوا کرتا تھا' جس کی مردانگی کے قصے تمام خاندان بھر میں زبان زد عام ہوا کرتے تھے۔ جس کی وجاہت سے مرعوب ہو کر کئی فیصلے انجام پذیر ہو جایا کرتے تھے' اب خود ہی دیدہ عبرت بن چکا تھا' اور بے بسی میں ڈھل چکی تھی اس کی ذات اب ظفری کو ایک چپ سی لگ گئی تھی' ٹریفک حادثے میں اپنی ایک ٹانگ گنوا دینے کے بعد ظفری کے لب و لہجے میں وحشت در آئی تھی' ہر بات میں اس کے لہجے میں



Downloaded From Paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی پر موجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایتُ اللّٰہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللّٰہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ،
حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ،
سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دستر خوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی،
جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

http://paksociety.com

www.paksociety.com

سختی در آتی تھی' ایک عجب سی مایوسی تھی جو اس کی ذات میں مدغم ہو چکی تھی' بہت سے درد تھے جو اس کے لفظوں میں بولتے تھے' بہت سے کرب ناک پل تھے جو اس کے چہرے پر پرسوزی سے رقم تھے' تنہائی کی اذیت نے ایک حصار اس کے گرد بنا دیا تھا' جسے عبور کرنا اب کسی کے بس کی بات نہ تھی وہ اپنے اس حصار کو اپنی کمزوری چھپانے کے لئے استعمال کرنے لگا تھا' وہ لوگوں کے ہجوم سے پہلوتہی کرنے لگا تھا' اس کو اب ہجوم شناساؤں سے اک دوری برتنا آ گئی تھی' ایک اجتناب تھا جو وہ اپنا لیتا تھا' اب وہی ذات تھی اس گھر کے در و دیوار تھے' اس کی تنہائی تھی' نرگس کی دلجوئی اور تشفی اب زہر لگنے لگی تھی' اسے یوں لگتا تھا کہ نرگس ہمدردی کی آڑ میں اس کی ذات کو بھگو بھگو کر طنزیہ لفظوں کی مار مارتی ہے جبکہ وہ نرگس کی آنکھوں میں ہمدردی کا متلاشی نہ تھا' اسے سچی محبت کی طلب تھی جب اس نے نرگس کی محبت کی طلب کی تو نرگس اب جمود کے اس دور سے گزر رہی تھی۔ جہاں ہر جذبہ ہر رشتہ محض دکھاوا بن جایا کرتا ہے جب اسے ظفری کے پرخلوص محبت بھرے جذبات کی ضرورت تھی تب ظفری کے لئے نرگس کوئی جذبات نہ رکھتا تھا' محض تحقیر بھرے' تذلیل آمیز رویئے نرگس کو بطور تحفہ دن رات ظفری کی جانب سے ملا کرتے تھے اور وہ اب ظفری کے اسی رویئے کی عادی ہو چکی تھی' کسی قسم کے نرم جذبات حدت بھرے لمحات اور خوش گمانی نے اب اس کے دل میں جگہ بنانا اپنا گھر بنانا بند کر دیا تھا۔ اب نرگس کو فقط اپنی زیست کاٹنی تھی' خواہ کسی انداز میں بھی کٹ جاتی۔ جب نرگس بھاگ بھاگ کر اس کی خدمت سر انجام دیتی تو ظفری کو یوں لگتا تھا کہ اب وہ سب کے سامنے ظفری کا مکروہ اور بھیانک چہرہ پوری شدتوں کے ساتھ اس پر آشکار کر دینا چاہتی تھی مگر ظفری کی کسی بات کا اب نرگس پر مطلق کوئی اثر نہ ہوا کرتا تھا۔ نرگس ظفری کی کڑوی کسیلی باتوں کو

امرت سمجھ پی جایا کرتی تھی' اب وہ جان گئی تھی اور مان گئی تھی کہ اب اللہ العزت بھی کسی انسان کو اس کی ہمت اور استعداد سے بڑھ کر نہیں آزماتا ہے' اس نے جو تذلیل بھرے دن کاٹے تھے' جو اذیتیں جھیلیں تھیں اب وہ تمام ہو چکی تھیں' اب اس کو فقط انصاف مل جانے کے بعد قرار حاصل ہو گیا تھا' مگر نا معلوم کیوں رات کے پچھلے پہر وہ سب سے چھپ چھپ کر روتی تھی' اسی ظفری کے لئے جو اس کی تحقیر کر کے پر حسرت انداز میں فاتحانہ نگاہوں سے اسے تکا کرتا تھا' جب تک نرگس کے چہرے پر اڈتے آزردگی کے گہرے رنگ نہ دیکھتا تھا اس وقت تک ظفری کے دل میں سکون جا گزیں نہ ہوتا تھا' جب وہ دیکھتا کہ اب نرگس کے چہرے پر آزردگی در آتی ہے۔ پر حزن اور پر ملال آنکھیں اس کے قلب کو اک عجب سی تقویت پہنچاتی تھیں' خاموش آنکھوں میں چھپے ہزاروں شکوے اس کو ایک پیغام دیتے تھے' مگر وہ ان آنکھوں کی زبان پڑھنے سے قاصر تھا' یا شاید سب جان کر بھی انجان بن کر رہتا تھا۔

''اب کھڑی کیا تماشا دیکھ رہی ہو میرے بیٹے کی محرومی کا' جاؤ جا کر سوپ لاؤ''۔ صبا بیگم کو نرگس کے سامنے ظفری کا یوں بے بسی کا اظہار کرنا نہ بھایا تھا' ساری عمر تو ظفری نے صبا بیگم کے کہنے پر نرگس کو بے مول بے قیمت کیا تھا' اب ظفری کا کوئی دکھ نرگس کی خوشی کا سبب نہ بن جائے' صبا بیگم کی بات پر وہ خاموشی سے واپس پلٹ گئی تھی' تھکے وجود تھکے قدموں کے ساتھ۔

☆☆☆☆

''خرم بھائی آئے ہیں' آ جاؤ بلا رہے ہیں''۔ ارم نے آ کر اسے کہا تو اس کا دل بری طرح دھڑک اٹھا تھا' خرم سے اس کا ناطہ محض کزن کا ہی نہ تھا بلکہ خرم اس کا وہ دوست بھی تھا' جس سے وہ ہر طرح کا دکھ سکھ [illegible] اپنے شب و روز کے تمام مسائل

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

تمام فکریں اس پے کوش گزار کر کے خود آسودگی میں ڈھل جایا کرتی تھی مگر جب سے اس نے خرم کی نگاہوں میں محبت کی داستان پڑھی تھی، وہ نا معلوم کیوں خرم کے سامنے جانے سے کترانے لگی تھی۔ خرم کی نگاہیں اب خاموش پیغام محبت دینے لگی تھیں اس کی نگاہوں میں نرگس کے لئے اتنا پیار ہوتا تھا کہ نرگس کی نگاہیں ان سے ٹکراتے ہی جھک جایا کرتی تھیں۔ خرم نے کبھی لبوں سے اعتراف محبت نہ کیا تھا' شاید اس کی ضرورت بھی نہ پڑی مگر جب سے گھر میں نرگس کی شادی کا شور اٹھا تھا خرم مجبور ہو گیا تھا کہ اس بابت بات کرے۔ جب امی نے اسے بتایا تھا کہ خالہ جان نرگس کے آئے دن آنے والے رشتوں پر غور کر رہی ہیں بلکہ حد تو یہاں تب ہوئی کہ خرم کی والدہ یعنی اپنی ہمشیرہ کو ایک رشتے کے سلسلے میں مشورہ کی غرض سے پیغام کہلوا بھیجا تو خرم بے کلی سی محسوس کرنے لگا' تب اس پر آشکار ہوا کہ وہ نرگس کو دل و جان سے چاہتا ہے اسے کھونے سے ڈرتا ہے' اسے اپنا نام اپنی عزت بنانے کا متمنی اور خواہاں تھا' جب وہ یہ سب جان گیا تھا تو اس پر جھنجلاہٹ سی سوار تھی بنا لب کھولے وہ خواہاں تھا کہ سب مسائل از خود حل ہو جائیں ایک شام محتاط انداز میں اس نے اپنا عندیہ ماں کے سامنے رکھ دیا تھا' اس کا خیال تھا کہ اس کی ماں کو اعتراض ہوگا' مگر یہ دیکھ کر اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا' جب امی نے اس کو گلے سے لگایا اس کا ماتھا چوم لیا۔

''بیٹا! میری تو حسرت تھی کہ میری بہن کا مجھ سے تعلق گہرا ہو جائے' مگر میں اپنی اولاد پر زور زبردستی کی قائل نہیں ہوں' یوں بھی زندگیاں تم لوگوں نے گزارنی ہیں' جو تمہاری آرزو ہوگی' وہی میری آرزو ہوگی' اب تم نے نرگس کا نام لیا ہے تو میں بہت خوش ہوں' نرگس بے حد سلیقہ شعار اور نیک بچی ہے' مجھے وہ ہر لحاظ سے پسند ہے' میں کل ہی جاؤں گی

تمہارا رشتہ لے کر''۔ ماں کو رشتہ کہلوا دینے کی ذمہ داری سونپ کر وہ بے حد سرشار اور بری الذمہ سا ہو گیا تھا۔ اگر اس کی ماں اسے منع بھی کر دیتیں تو وہ حکم کی تعمیل کرتا' مگر یہ اس کی خوش بختی تھی کہ ماں اس کی پسند کو پسند کر چکی تھی' سند قبولیت مل جانے کے بعد وہ بے حد پر جوش تھا اسی لئے آج وہ از خود ماں کے آنے سے پہلے پہلے نرگس سے بات کرنے کی غرض سے آیا تھا' نرگس سرمئی کلر کے قمیض شلوار میں ملبوس تھی' سادگی میں بھی اس کا حسن لشکارے مار رہا تھا' یا شاید اس کے دل پر ہی نرگس کا تسلط تھا جو اسے زیر بار کر دیتا تھا۔ اس کی نگاہیں نرگس کے چہرے پر مرکوز تھیں۔

''السلام علیکم کیسے ہیں آپ......؟'' نرگس نے مسکرا کر احوال دریافت کیا تو خرم بھی زیر لب مسکرا رہے تھے۔

''میں ٹھیک ہوں آؤ بیٹھو بہت اہم موضوع پر بات کرنے آیا ہوں''۔ خرم کے کہنے پر وہ صوفے کے کنارے پر ٹک سی گئی تھی۔

''جی کہئے''۔ نرگس کے چہرے کے تاثرات اس امر کی غمازی کر رہے تھے کہ وہ شدید الجھن کا شکار ہے کہ ایسی کونسی بات ہے جس کے لئے خرم باقاعدہ پس منظر باندھ رہے ہیں۔

''میں نے امی سے بات کی ہے''۔ دبے دبے لہجے میں جوش غالب تھا۔

''جی کس سلسلے میں......؟'' نرگس نے حیرت سے دیکھا تھا پلٹ کے۔

''تمہارا رشتہ لائیں گی مجھ ناچیز کے لئے کیا تم شرف قبولیت بخشو گی''۔ خرم کے لہجے میں دکھ ناراضی سی تھی' انہیں تو لگا تھا کہ نرگس بھی ان کے جذبوں کی گواہ ہے' چند لمحات تو نرگس دیکھتی ہی رہ گئی پھر سر جھکا کر بولی تو اتنا۔

''میری خوش نصیبی ہوگی''۔ مسکراہٹ کھلی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"سچ......" خوشی نے دل کے در و دیوار میں شادیانے بجائے تھے۔

"بالکل آپ کی ہمراہی کسی بھی لڑکی کا خواب ہوسکتا ہے' میں تو اتنا جانتی ہوں آپ بے حد سلجھے ہوئے مزاج کے ہیں' میری ہر بات میں میری رہنمائی کرتے ہیں' حوصلہ افزائی کرتے ہیں' میری سوچ کو کنارہ دیتے ہیں"۔ نرگس کو سمجھ نہیں آ رہی تھی اپنے صادق جذبوں کی خبر کیسے خرم کو دیتی۔ تبھی افشاں بیگم نماز عصر سے فارغ ہو کر آ گئی تھیں' تو بات کا سلسلہ آگے نہ بڑھ سکا' مگر دونوں کے دل سرشاری کی کیفیت میں تھے' جو بات کرنے خرم آئے تھے نرگس نے اس بات میں ان کی ہمت افزائی کی تھی' اور ان کے دل کو ناامیدی میں تنہا نہ چھوڑا تھا' بلکہ امید کا جگنو تھما دیا تھا' وہ رات نرگس کو آج بھی یاد تھی صبح کا انتظار کرنا ہی دشوار گزار تھا' پھر اگلی شام اقصیٰ بیگم نے خرم کے نام کی انگوٹھی ہو اس کے لئے بنوا کر لائی تھیں نرگس کے ہاتھ کی نازک انگلی میں ڈال کر اسے اپنی بیٹی بنالیا تھا' افشاں اور اقصیٰ بے حد خوش تھیں پھر نجانے کس نے اس کی خوشی کو نظر لگا دی تھی' دکھوں کا دور تو اسی وقت شروع ہو گیا تھا' جب خرم نے باہر جانے کی ضد کی تھی' ان کا خواب تھا کہ وہ اپنی شادی کو دھوم دھام سے ہوتا دیکھیں اور اسی لئے وہ ڈھیر سارا پیسہ کمانا چاہتے تھے وہ چاہتے تھے کہ ان کی نرگس کو کسی بھی آرزو کے لئے ترسنا نہ پڑے' وہ سمجھ بھی نہ پائے تھے کہ نرگس کی ہر آرزو خرم سے شروع ہو کر خرم پر ہی ختم ہو جاتی تھی' خرم کی محبت ہی اس کی زیست کا کل تھی' مگر شاید خرم کو یہ سب طے کرنے پر مجبور کرنے والے بھی کوئی غیر نہیں خود خرم کے خالو نرگس کے والد تھے جن کے نزدیک مال و متاع ہی زیست کا کل تھے' انہوں نے اٹھتے بیٹھتے اپنی بیوی کا ناطقہ بند کر دیا تھا۔

"تم نے اس وقت اپنی بہن کو منع کیوں نہ کیا جب وہ اچانک بنا بلاوے کے آ کر تمہاری بیٹی کو اپنے بیٹے کے نام کی انگوٹھی پہنا کر چلی گئیں' میری نازوں پلی بیٹی تمہاری رشتہ داری کی بھینٹ چڑھ گئی ہے' ورنہ اس کو رشتوں کی کمی نہیں ہے کئی خوشحال اور مالدار گھرانے میری بیٹی کے لئے شادی کے لئے متمنی ہیں' تم دونوں بہنوں نے خوب چال چلی اور وہی کیا جو تم دونوں بہنوں کی منصوبہ بندی تھی"۔ شہروز سخت غصے میں اول فول بولے چلے جاتے تھے۔

"یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں' کیسی منصوبہ بندی' وہ سیدھا سیدھا رشتہ لائیں مجھے تو معلوم ہی نہ تھا اس کے دل میں کیا ہے' بھی اشارے کنارے میں بھی اس نے بات نہ کی تھی مجھے تو خود آپ کے سامنے ہی معلوم ہوا تھا' اگر آپ کو اس رشتہ پر اعتراض تھا تو آپ نے اسی وقت کیوں نہ کہا"۔ اقصیٰ کے حوالے سے الزام تراشی افشاں سے برداشت نہ ہوئی تھی۔

"ہوش کب آنے دیا تمہاری بہن نے آناً فاناً اپنا حق جتا کر چلتی بنی' خرم کے کندھوں پر تمام گھر کی ذمہ داری ہے' خود اس کی بڑی دو بہنیں اپنی شادی کے لئے بیٹھی ہیں' اب یہ تو تمہاری بہن کو سمجھنا چاہئے تھا ناں' کیا میری بیٹی ان کی شادیوں تک اپنی عمر گزار دے گی' یا چاندی اتر آنے تک انتظار کرے گی خرم کا' پہلے وہ ان ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو جائے اور پھر اس کے بعد آئے میری بیٹی کا ہاتھ تھامنے"۔ شہروز کی باتیں اپنی جگہ اٹل حقیقت بھی تھیں' افشاں بھی ماں تھیں ان ساری باتوں پہ انہوں نے بھی غور کیا تھا' مگر یہ بھی ایک اٹل حقیقت تھی کہ بہن کی محبت ہر محبت پر غالب آ گئی تھی یوں انہوں نے اس وقت حامی بھر لی تھی اب میاں جی کے طعنے ان کو تکلیف اور اذیت میں مبتلا کرتے تھے انہیں سمجھ نہ آتا کہ کیسے تسلی کریں ان کی' پھر یہ بھی تو تھا کہ بیٹی کی خوشی بھی ان کو از حد عزیز تھی۔

☆☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

www.paksociety.com

جب خرم کے کانوں تک یہ ساری باتیں پہنچیں اور جب ایک دو ملاقاتوں میں شہروز صاحب نے خرم کو اس کی غربت کا احساس دلایا تو خرم نے دل میں عزم کرلیا کہ وہ خود کو نرگس کا اہل ثابت کر کے رہے گا' اس لئے اس نے اباجی کی آبائی زمین فروخت کی اور بیرون ملک جانے کی کوشش کی' قسمت کو منظور تھا شاید کہ اس کو جلد ویزا مل گیا' اور وہ اپنے خوابوں کی تعبیر پانے کے لئے بیرون ملک چلا گیا' جانے سے پہلے وہ نرگس سے ملنے آیا تھا' اسے معلوم تھا کہ اس وقت خالو جان دکان پر ہوں گے' انہوں نے اسے مجبور کردیا تھا کہ وہ اپنے گھر کی سادگی سے ملنے والی خوشیوں کو کھو دے اور اس کی بجائے مال و دولت زر کی طلب میں دور پردیس چلا جائے' خرم دل میں تو خوش نہ تھا اسے بھی ملال تھا کہ وہ نرگس سے اتنے عرصے دوری کیسے رکھ پائے گا' مگر دل کو مضبوطی بھی تو یہی احساس دیتا تھا کہ اس دوری کا عرصہ طویل نہ ہوگا۔ یہ وقتی ملنے والی دوری ابدی ملن میں بدل جانے والی تھی۔ نرگس کی آنکھیں اشکبار تھیں نم دیدہ نگاہوں میں حزن تھا' التجا تھی مگر اب خرم اپنے طے کیے گئے فیصلے سے منکر نہ ہوسکتا تھا۔

''نرگس! میرا انتظار کرنا میں بہت جلد آؤں گا' میں نہیں چاہتا کہ میری مفلسی اور غربت میری محبت کو بھی ارزاں کردے''۔ نرگس' خرم کے جانے کے بعد جیسے بالکل ادھوری رہ گئی تھی' اسے یوں لگتا تھا جیسے اب وہ اس دنیا میں بالکل تنہا رہ گئی ہو۔ اب نہ تو کوئی چارہ ساز تھا اور نہ ہی کوئی چارہ گر تھا' خرم کو گئے ہوئے تین سال ہونے کو آئے تھے مگر خرم کے گھر کے حالات سنور چکے تھے اس کے بھیجے گئے مال و دولت سے اس کی دونوں بہنوں کی شادی ہوگئی تھی اب خرم کے آنے میں بہت کم وقت رہ گیا تھا' انتظار کی گھڑیاں جیسے اب بس کسی پل کو ہی اختتام پذیر ہونے والی تھیں۔ مگر وہ اب اپنی بہنوں کی شادیوں پر تمام مال و متاع لٹا چکا تھا' اب اس کی آرزو تھی کہ مزید رقم اکٹھی کر کے آئے تاکہ اپنے سسر کے سامنے سربلند ہو کر جی سکے' مگر اب شہروز کی ہمت جواب دے چکی تھی' انہوں نے اقصیٰ کے سامنے شرط رکھی کہ اگلے ایک ماہ کے اندر اندر اگر خرم نہ آیا تو وہ نرگس کی شادی کہیں اور کردیں گے۔ اصل حقیقت تو یہ تھی کہ شہروز صاحب کو اپنے ایک دیرینہ دوست کے توسط سے نرگس کے لئے ایک بہت اچھا رشتہ مل گیا تھا' نہایت مالدار اور کھاتے پیتے گھرانے کے لوگ تھے' اول روز سے ہی خرم کے لئے ان کا دل کسی طور پر آمادہ نہ تھا مگر وہ فقط اس لئے خاموش رہ گئے تھے کہ بیوی اور بیٹی کی خاموشی اس رشتے میں حامی بن کر ان کے سامنے ایک سیسہ پلائی دیوار کی مانند آن کھڑی ہوئی تھی' مگر اب اتنا وقت گزر جانے کے بعد بھی خرم اپنے وعدے کا پاس نہ رکھ پایا تھا' ابھی بھی اگر وہ واپس لوٹ کر آتا تو اس کے حالات اتنے اچھے نہ ہوتے کہ وہ سرخروئی سے جی سکتا' اس لئے مجبور ہو کر وہ باہر چلا گیا تھا' مگر اب شہروز کو ہر لحاظ سے اپنی لاڈلی بیٹی کے لئے ایک اچھا رشتہ مل گیا تھا' اور خرم واپس نہ آسکا اور جب شہروز نے آناً فاناً نرگس کی شادی ظفری سے طے کردی اور جس دن نرگس وداع ہو کر ظفری کے گھر گئی اس کے ٹھیک ایک دن بعد دل میں ہزاروں آرزوؤں کے دیپ جلائے خرم واپس لوٹ آیا تھا خرم نے کئی بار فون پر اطلاع دینا چاہی تھی کہ وہ جلد آجائے گا' مگر شہروز نے فون ہی اٹینڈ نہ کیا تھا' اور جب اقصیٰ نے آکر اپنی بہن کو بتایا تو افشاں بھی اب اپنے میاں کی ہمنوا بن چکی تھی' اقصیٰ کو جب نرگس کے رشتے کی اطلاع ملی تو وہ بے حد دلگرفتہ ہوئیں تھیں مگر افشاں کے تیور بھی اس مرتبہ بدلے ہوئے تھے اور پھر شہروز نے انہیں صاف انکار کر کے بتا دیا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو بھی اس بات کی اطلاع کردیں وہ ماں تھیں کیسے پردیس میں بیٹھے اپنے بیٹے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کی اس امید کو بھی توڑ ڈالتیں وہ لب بستہ تھیں اور اب جب خرم امید کے دیپ جلائے لوٹا تو سامنے خوشیاں نہیں بلکہ مدفن آرزوئیں ان کی منتظر تھیں۔ نرگس خرم کی نہ بن سکی تھی بلکہ اپنے وجود میں اُمڈتے تمام جذبوں کے باوجود محبت میں اعتراف کے تمام اَن ٹوٹ رنگ سمیٹنے کے باوجود' خرم کے لئے روپہلی سنہری کرنوں والے خواب بننے کے باوجود اور خرم کی راہ تک تک کر کئی ماہ و سال بتا دینے کے باوجود آج خرم کی نہیں بلکہ ظفری کی زوجہ بن کر اس کی زندگی میں مسرتوں کے رنگ بھرنے چل دی تھی' خرم کو مایوسی کا شدید ترین دورہ پڑا تھا' وہ ایسا مسافر تھا جس نے اپنا تمام مال و متاع لٹا دیا ہو' اب اس کے ہاتھ میں سفر زاد راہ باقی نہ رہا ہو' تہی دامن رہ جانے کا ملال اور گہرا دکھ اس کی ذات میں بکھری اس کی محبت کی انا کی بے شمار کرچیاں اس کو کچوکے لگاتی تھیں' وہ محو حیرت تھا اپنے سگے رشتہ داروں کے اس ناروا سلوک پر' ایسی ناانصافی پر دوسری جانب نرگس کے پاس کوئی مدلل جواز نہ تھا' وہ ماں باپ کے سامنے دوبدو کھڑے ہو کر انکار کی جرأت نہ پاتی تھی' وہ والدین جن کی شفقت اور محبت کے سائے تلے اس نے ایک عرصہ بتایا تھا وہ کہاں اس کے لئے کچھ برا چاہ سکتے تھے' وہ اپنی اولاد کی خوشیوں کے لئے اس کے سنہری مستقبل کے لئے کچھ اچھا ہی سوچ رہے ہوں گے' نرگس نے سر جھکا دیا تھا' اپنی محبت کو سرنگوں کر کے۔ اپنی عاجزی ثابت کر کے والدین کو سرخرو کر کے اپنی عزت و ناموس اور زندگی کے تمام تر اہم ترین فیصلے کو اپنے والدین کے آگے سر تسلیم خم کر کے۔

☆☆☆☆

شادی کے ایک ہفتہ بعد اگر وہ ظفری کے ساتھ خوش نہ تھی تو ایسی ناخوش بھی نہ تھی' اگر اس دن اقصیٰ خالہ نہ آ جاتیں اور اس کی آرزوؤں اور بلکتی ہوئی سسکتی ہوئی روح کی پرواز کے آخری پر بھی نہ کاٹ ڈالتیں۔ صبا بیگم قطعاً روایتی ساس نہ تھیں' بلکہ وہ نرگس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آ رہی تھیں اس کی ہر بات میں ان کا رویہ مثبت تھا' نرم خو اور نرم گفتار تھیں' مگر یہ نرم گفتاری اور نرم مزاجی اس وقت ختم ہو گئی تھی پل بھر میں جب اقصیٰ نے آ کر ظفری اور صبا کے سامنے ان کی بہو اور اپنی بھانجی کو بددعاؤں کا تحفہ دیا تھا۔ صلواتیں سنائی تھیں' اپنے بیٹے کی ناکام آرزوؤں کا مجرم نرگس کو اس کے والدین کو ٹھہرایا تھا' نرگس کسی کٹہرے میں کھڑے ملزم کی مانند ہر لگائے جانے والے جرم پر سر جھکائے کھڑی تھی' وہ اب دکھوں کو خود اپنی ذات پر پڑتے دیکھنا چاہتی تھی' اگر وہ ایک مرتبہ آواز بلند کر لیتی تو شاید یہ شاید ہی تھا جو اس کو ڈستا تھا' دن رات اس کے ضمیر کو ستاتا تھا اور پھانس بن چکا تھا اور آج جب اس کی اکلوتی خالہ نے آ کر اس کو اس تمام روداد میں مجرم گردانا تب بھی اس نے اس کی مخالفت میں ایک لفظ تک نہ کہا تھا۔

"کیا قصور تھا میرے معصوم بیٹے کا' یہی کہ وہ غریب ماں کا غریب بیٹا تھا' مگر کیا اس کی محبت میں کہیں کوتاہی ہوئی ارے وہ تو دور پردیس تیرے وعدے کا پاس رکھنے ڈالر کمانے گیا تھا' مگر تیرے باوا کی حرص و ہوس تمام رشتوں کو لے ڈوبی' ایک بہن سے دوسری بہن چھن گئی۔ ایک خاندان اجڑ گیا اور میرا بیٹا جس دن سے وطن واپس لوٹا ہے اسے چپ لگ گئی ہے' کمرے میں بند پڑا رہتا ہے' آہ کوئی آنسو تک بھی تو نہیں بہایا اس نیک بخت نے' میں ہوں مجرم اس کی ناکام خوشیوں کی' میرا بیٹا مرجھا گیا ہے' تو قاتل ہے نرگس یاد رکھنا تو بھی ان پر آسائش اور پر تعیش زندگی کے باوجود کبھی خوش نہ رہ سکے گی' ارے اگر تجھے میرا نہیں تو اپنی محبت کا ہی کچھ پاس ہوتا' اگر تو نے میرے لال کو توڑنا ہی تھا تو اپنے نام کے ساتھ اس کا نام جوڑا ہی کیوں تھا' کیوں تو نے اس کو اتنے سال اپنے نام کی آس پر رکھا' بتا مجھے' اب تو کس کو

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

دھوکا دینے چلی ہے اس عالیشان گھر میں اب میرے بیٹے کی موت پر قہقہے لگانا‘ اگر میرے بیٹے کو کچھ ہوا تو میری بد دعا ہے تو بھی خوش نہ رہ سکے گی‘ تجھے بھی قرار نہ ملے گا‘ تو بھی روئے گی جیسے تو نے میرے بیٹے کے دل کو رلایا ہے“۔ اقصیٰ خالہ نجانے اور کب تک اور کیا کیا بولتی رہی تھیں‘ مگر وہ سن ہی کب رہی تھی اس کا محبوب اذیت سے دوچار تھا فقط اس کی وجہ سے‘ اس نے خود کو لہرا کر گرتے ہوئے دیکھا تھا‘ اس کو پھر کوئی ہوش نہ رہا تھا‘ کہ وہ کہاں ہے؟ اس کا نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا‘ اس کو کئی دن بعد ہوش میں آتے دیکھ کر افشاں نے شکر ادا کیا تھا‘ تسبیح ہاتھ میں تھامے افشاں بھی ہنستی اور کبھی روتی تھیں۔

”شکر ہے تمہیں ہوش آ گیا‘ آج پانچواں دن ہے تم ہم سب کو دیکھ کر بار بار بے ہوش ہو جاتی تھیں‘ دیکھو بتاؤ میں کون ہوں......؟“ افشاں محبت اور آس سے پوچھ رہی تھیں اور نرگس ماں کا چہرہ دیکھنے لگی۔

”میری خوشیوں کی قاتل“۔ ایک آنسو تھا جو اس کے گال کو بھگو گیا تھا‘ اس حال تک لانے والی کوئی اور نہ تھی بلکہ اس کی ماں ہی تو تھی‘ اس کی مجرم اس کے دل کے ہر راز سے آگاہ مگر جان کر بھی انجان بن جانے والی مصالحت کی چادر اوڑھ لینے والی۔

”ہاں مجھے بتا دیا ہے سب صبا آپا نے مگر میں نے بھی ان کی تسلی کر دی ہے منگنی تھی اور سب کی منگنی ہوا کرتی ہے‘ ایسا کوئی خاص ناطہ نہ تھا کہ تم کو یوں تمہارے سسرال میں آ کر تماشا بنایا جائے اور رسوا کیا جائے“۔ افشاں بولیں۔

”خاص ناطہ......“ وہ محض اتنا بول پائی تھی‘ ناطہ تو درحقیقت دل کا ناطہ ہوا کرتا ہے‘ باقی سب تو محض خرافات ہیں‘ اس کے دل نے خرم کو اپنا سب کچھ اس دن مان لیا تھا جب شعور کی سیڑھی پر اس نے پہلا قدم رکھا تھا‘ مگر اب ہر ناطہ ٹوٹ چکا تھا‘ سب کچھ ختم ہو چکا تھا کچھ بھی باقی نہ رہا تھا‘ اب نام کے رشتے تھے جو نرگس کو نبھانے تھے تاحیات۔ ظفری کا رویہ اس کے ساتھ سخت تلخ ہو چکا تھا‘ وہ تو نرگس کو طلاق کا طوق دے کر فارغ کر دینا چاہتا تھا‘ مگر وہ صبا بیگم ہی تھیں جن کو نرگس کی امی نے راضی کر لیا تھا‘ اور ان کو باور کرایا تھا کہ منگنی محض چند دن سے زیادہ نہیں رہی تھی اور ختم بھی کر دی گئی تھی یوں ظفری صبا کے کہنے میں مجبوری میں نرگس کے وجود کو برداشت کر رہا تھا مگر وہ اپنی تذلیل محسوس کرتا تھا دنیا کا کوئی بھی مرد یہ گوارہ نہیں کر سکتا کہ اسے ٹھکرا کر کسی دوسرے مرد کو اس پر فوقیت اور ترجیح دی جائے یہ کٹھن مرحلہ تھا کہ ظفری نرگس کو برداشت کر رہا تھا‘ اب ظفری کو احساس ہوتا تھا کہ نرگس کیوں سراپا غم بنی رہی تھی اس کی آنکھوں میں حزن و ملال کی کیفیت کیوں جم سی گئی تھی ظفری دن رات نرگس کو خرم کے نام کے طعنے دینے لگا تھا‘ اسے ظفری کی ذات سے پہلے بھی بہت گلے تھے مگر ان تمام باتوں کو وہ ہنسی میں اڑا دیا کرتی تھی‘ ظفری ایک دل پھینک انسان تھا جو فطرتاً بے باک بھی تھا اس کا نظر بازی کا انداز کبھی بھی نرگس سے پوشیدہ نہ رہا تھا بلکہ اپنے عشقیہ قصے وہ بے حد شوق سے فخریہ انداز میں نرگس کو سنایا کرتا تھا‘ مگر نرگس نے کبھی اس معاملے میں ظفری سے باز پرس نہ کی تھی۔ مگر نرگس کی منگنی کی بابت جب سے ظفری کے کانوں میں بھنک پڑی تھی ظفری نے دن رات نرگس کو خرم کے نام کے طعنے دینا شروع کر دیئے تھے۔

☆☆☆☆

نرگس سراپا صبر بن چکی تھی کئی مرتبہ اس کا بھی دل کرتا تھا کہ وہ ظفری سے اس کے اسکینڈلز کی بابت پوچھے مگر وہ لب بستہ رہتی تھی شکایت کرنا اور گلہ کرنا اس نے جیسے سیکھا ہی نہ تھا اسے یاد تھا کہ ایک دفعہ ظفری نے غصے میں آ کر جلتے سگریٹ کے ٹکڑے سے اس کے بازو کو جلا ڈالا تھا وہ سسکیاں بھرتی رہ گئی تھی اور اب وقت ایسا بھی آیا تھا کہ وہ بستر پر ڈھیر پڑا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

تھا' روڈ ایکسیڈنٹ میں حادثہ کی بدولت اپنی ٹانگ فریکچر کروا بیٹھا تھا بعد میں کئی طرح کے ٹیسٹ کروانے کے بعد بھی ڈاکٹرز نے بتایا تھا کہ شاید اب وہ اپنے قدموں پر تاحیات کھڑا نہ ہو سکے گا اور پھر نرگس کو ایک نئے طرح کے حادثے سے دوچار ہونا پڑا تھا ظفری کا سارا غصہ اب بھی نرگس کی ذات پر اترا کرتا تھا۔ اس کو ہی وہ اس حالت کا ذمہ دار اور قصوروار ٹھہراتا تھا' بقول ظفری۔

''تم اول دن سے میری بن ہی نہ سکیں' آج بھی تمہاری آنکھوں میں کسی نامحرم کے عکس جھلکتے ہیں تم وفادار نہیں' وفا کیا ہوتی ہے تم نہیں جانتی ہو' ہر وقت تمہارے یہ گرتے آنسو اس بات کا عین ثبوت ہیں کہ تم آج بھی اس کی یاد میں تڑپتی ہو' تم کیسی بیوی ہو جسے اب بھی اپنے بستر مرگ پر پڑے شوہر کا خیال نہیں' اس ماضی بعید کے رشتے کا آج بھی اتنا لحاظ اور پاس ہے''۔ وہ جب بولتا تو پھر لفظ خنجر بن کر اس کی روح کو گھائل کر دیا کرتے تھے' نرگس اس کی کڑوی کسیلی باتیں صبر سے سنا کرتی تھی' ہنوز خاموشی کے بادل چھائے رہتے تھے وہ بڑھ چڑھ کر ظفری کی خدمت کیا کرتی تھی اس کے بال سنوارنا کپڑے تبدیل کروانے میں مدد کرواتی اس کو کھانا اپنے ہاتھوں سے کھلاتی اور جب وہ کر کپڑے گندے کر دیتا تو بھی وہ بنا ماتھے پر شکن لائے اس کو از سر نو کسی نوزائیدہ بچے کی مانند تیار کرتی تھی اب نرگس کو خدا کی حکمت سمجھ میں آئی تھی کہ شادی کے تین سال گزرنے کے بعد بھی اس کی گود کیوں سونی تھی وہ آج تک کیوں خالی گود رہ گئی تھی کیونکہ ظفری کے ساتھ یہ سانحہ پیش آنا تھا اس کے بعد اس نے ظفری کا خیال رکھنا تھا اور اس کی زندگی کا مرکز و محور فقط ظفری ہی تھا' وہ اس لئے اب جیتی تھی اب اس کے دل میں خرم کی یاد کا کوئی عکس باقی نہ تھا۔ جس دن نرگس بیاہ کر ایک دہلیز پار کر کے دوسری دہلیز آئی تھی تب ہی اس نے ظفری کو اپنا مجازی خدا مان کر اسے شوہر کی مسند پر بٹھا دیا تھا وہ اس کی ہر بات پر بخوشی سر جھکا دیا کرتی تھی مگر ظفری نے نرگس کی کوئی کسی بات پر راضی ہونا سیکھا ہی نہ تھا' ظفری کو اس محتاجی میں بھی نرگس کی قربانیوں کی پرواہ نہ تھی اس کو احساس تلک بھی نہ تھا۔ نرگس پر قیامت ایک اور بھی ٹوٹی تھی اسے اطلاع ملی تھی کہ اس کے والد اب اس دنیا میں نہیں رہے ان کی سانس کی ڈور ٹوٹ چکی تھی وہ بے حد آزردہ تھی آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہ لیتے تھے وہ شکستگی سے باپ کے گھر واپس آئی تھی۔ ہر آنکھ نم تھی اطراف چیخوں سے گونج رہی تھی مگر اس کی اپنی دکھ بھری چیخ کہیں دب گئی تھی۔ جنازہ اٹھا تو کہرام اٹھا تھا اور وہ تب بھی کسی گہرے سکتے اور صدمے میں تھی اس کی آنکھ میں اس وقت بھی کوئی آنسو نہ آیا تھا' پلکوں کی باڑ توڑ کر کوئی آنسو ایسا نہ تھا جو بہہ کر اس کے غموں کو بھی دھو ڈالتا' دوسرے دن بھی اس کی یہی حالت تھی گم صم سی تھی اور جب اس کی والدہ کو اپنے غم کے آگے اپنی بیٹی کی چپ کا احساس ہوا تو وہ چونک سی گئی تھیں ان کے بار بار گلے لگانے کے باوجود وہ روئی نہ تھی۔

''بیٹا! کیوں اس قدر سنگ دل ہو گئی ہو' رو لو بیٹا ان آنسوؤں کو بہنے دو تم جانتی ہو' تمہارے بابا جان تمہارا غم ہی لے کر اس دنیا سے چل بسے ہیں' جب بھی ظفری کا فون آتا کہ تم کو آ کر لے جائیں وہ مزید اب تم کو برداشت کرنے کا روادار نہیں ہے تب پھر وہ دل برداشتہ ہو جایا کرتے تھے انہیں بخوبی احساس ہو گیا تھا کہ انہوں نے تمہارے ساتھ زیادتی کر ڈالی ہے تمہاری رخصتی کے بعد ایک دن خرم آیا تھا اس نے تمہارے بابا کو ان کا وعدہ یاد دلا کر اس کی بابت دریافت کیا تھا اور پوچھا تھا کہ انہوں نے خرم کے ساتھ اور تمہارے ساتھ اتنی زیادتی کیوں کی؟ اگر انہوں نے اس رشتہ کو برقرار رکھنا ہی نہ تھا تو استوار ہی کیوں کیا تھا' پھر ان دونوں کا نام جڑ جانے کے بعد

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جب کے ان کے تمام صادق جذبے بھی ایک دوسرے سے منسوب ہو گئے تھے اس رشتہ کو پل بھر میں کیوں فراموش کر کے نئے سرے سے کیا گیا ایک نیا فیصلہ نرگس پر مسلط کر دیا۔ جب تمہارے بابا کو تم پر گزرنے والے حالات کا علم ہوا تو وہ ٹوٹ سے گئے تھے' ان کی جامد خاموشی ان کے پچھتاؤں کا منہ بولتا اظہار تھی وہ تنہائی میں روتے تھے مگر اب تو جو ہونا تھا وہ ہو چکا تھا اور گیا وقت بھی لوٹ کر واپس نہیں آیا کرتا' تم جانتی ہو آخری دنوں میں تمہارے بابا تمہیں بے حد یاد کیا کرتے تھے' ان کے لبوں پر صرف تمہارا نام رہتا تھا' جب بھی میں کہتی کہ نرگس کو بلا لاتی ہوں تو بولتے تھے رہنے دو میں اب اس کا سامنہ کرنے سے کترانے لگا ہوں"۔ افشاں کی آخری بات پر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی اس کے بابا نے اسی لئے اس کی ناراضی کے خوف سے ہمیشہ کے لئے آنکھیں موند لی تھیں' اس کی قسمت میں اس طرح بابا سے ملنا تھا افشاں بھی اس کے ساتھ ساتھ رو رہی تھیں' مگر آنسو بھی اب اس کے بابا کو واپس نہ لا سکتے تھے۔

☆☆☆☆

وہ ہفتہ بعد واپس لوٹی تھی ظفری کے کمرے میں گئی ظفری آنکھیں موندے لیٹا تھا نرگس نے پکارا تو اس نے جھٹ آنکھیں کھول دی تھیں۔ ان آنکھوں میں رقم ناراضی اور انتظار کی واضح تحریر پڑھی جا سکتی تھی اس نے بے رخی سے منہ پھیر لیا تھا۔

"اب بھی کیوں آئی ہو جانتی نہیں مجھے تمہاری کتنی ضرورت ہے پہلے سے بھی بڑھ کر"۔ یہ لہجہ ظفری کا لہجہ تو نہ تھا بکھرا بکھرا ٹوٹا ہوا لہجہ۔ اس کی بڑھی ہوئی شیو اور بگڑا حلیہ اس کی اداسی کا سبب تھا وہ بے حد پژمردہ دکھائی دے رہا تھا۔

"شکر ہے نرگس! تم واپس لوٹ آئی ہو' ظفری مجھے اپنا کوئی کام کرنے نہیں دے رہا تھا' دیکھو کتنا برا حلیہ ہو رہا ہے"۔ میں جب بھی اس کے پاس آتی ہوں یہ مجھے جھڑک دیتا ہے"۔ صبا نے چور لہجے میں کہا۔

نرگس نے سب سے پہلے الماری سے ظفری کے صاف ستھرے کپڑے نکالے' ظفری کا منہ ہاتھ دھلوایا' کپڑے تبدیل کروا کے' اس کے بالوں کو برش سے سلجھایا' ظفری کسی فرماں بردار بچے کی مانند اس کی تمام باتوں کو بلا چوں چراں مان رہا تھا' پھر نرگس نے اسے سہارا دے کر بیڈ پر تکیئے کے سہارے بٹھا دیا' اتنے کاموں میں ہی ظفری تھکن سے چور ہو گیا تھا۔ ظفری کو چھوڑ کر وہ واپس پلٹ کر کچن میں آ گئی تھی ظفری کے لئے اس نے ایک فرائیڈ رائس اور ساتھ میں ٹرائفل بنائے' وہ کھانا بنانے کے بعد سیدھا ظفری کے پاس لائی تھی۔ اس نے پہلا چمچ ظفری کے منہ میں چاولوں کا ڈالا تو ظفری کی آنکھیں نم تھیں۔

"رہنے دو میں خود کھا لوں گا"۔ ظفری نے پست آواز میں کہا' لہجہ ٹوٹا ہوا تھا۔

نرگس نے سنی ان سنی کر کے دوسرا چمچ بھرا اور ظفری کے منہ میں ڈال دیا' ظفری نے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

"نرگس! اتنے دنوں بعد تمہیں دیکھا ہے' میں تمہاری قدر و قیمت جان گیا ہوں' تم میرے لئے کتنی ضروری ہو گئی ہو یہ بھی جان گیا ہوں' نرگس اگر میں تم سے اپنی خطاؤں اپنے ناروا سلوک کی معافی مانگوں تو کیا تم مجھ گناہ گار کو معاف کر دو گی......؟" ظفری نے دکھ سے پوچھا تھا اس کے لہجے میں آس کے جگنو بھی تھے اور مایوسی کا خوف بھی پنہاں تھا۔

"یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں' معافی مانگ کر مجھے شرمندہ نہ کریں میں کون ہوتی ہوں معاف کرنے والی' اور مجھے آپ سے کوئی گلہ کوئی شکوہ نہیں ہے"۔ نرگس نے استعجاب سے پوچھا۔

"تمہارے جانے کے بعد میری آنکھیں جو تمہارے وجود سے مانوس ہو چکی تھیں' ہر لمحہ ان کو

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

تمہاری آمد کا انتظار رہنے لگا‘ تم پہلے بھی مجھے یوں چھوڑ کر ہی نہ گئی تھیں‘ میں سمجھ ہی نہ سکا کہ تم تو میری زیست کا کل ہو‘ تمہاری کمی تو مجھے اس وقت شدت سے محسوس ہوئی جب تم ایک ہفتے تک نہ آئیں مجھے احساس ہوا تم یہاں نہیں ہو کہیں اور ہو‘ میں نے جان لیا ہے کہ تم میری کل کائنات ہو‘ میرے جینے کی اب واحد وجہ تم ہو‘ پلیز نرگس مجھے چھوڑ کر اب کبھی مت جانا‘‘۔ وہ ملتجی انداز میں گویا ہوا تھا۔ نرگس ہنوز خاموش تھی‘ لب بستہ کیا بولتی اس کے پاس اب کہنے کا کوئی حرف نہ تھا۔

ظفری نرگس کی تندہی سے کی جانے والی دیکھ بھال کے نتیجے میں دن بہ دن صحت مند ہو رہا تھا اس کا مضمحل سا چہرہ اب ہر پل نرگس کے چہرے کا طواف کرتے ہوئے طمانت لئے ہوتا تھا۔ اب وہ سہارے سے لاٹھی ٹیک کر چلنے لگا تھا‘ اس کو اب نرگس کے ساتھ کی عادت ہو چلی تھی۔ نرگس اگرچہ اس کی ہر خدمت بجالائی تھی مگر وہ خاموش رہتی تھی کوئی کانٹا تھا جو پھانس بن کر ان دونوں کے رشتے کے بیچ اٹکا ہوا تھا‘ نرگس یوں لگتا تھا جیسے محض اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے وقف ہو چکی ہے اس کا اوڑھنا بچھونا مرکز و محور فقط ظفری کی ذات تھی۔

☆☆☆

اس شام دھوپ ویسے ہی ڈھلی تھی شام اس طرح آنگن میں اتری تھی بالکل اسی طرح جیسے روز اترتی تھی آنگن میں۔ مگر اس شام کی خاصیت یہ تھی کہ ظفری نے نرگس سے التجا کی تھی۔

’’نرگس! تم سجتی سنورتی کیوں نہیں ہو‘ میری خواہش ہے کہ تم میرے لئے سجو سنورو‘ بہت اچھا سا تیار ہو میرے لئے‘‘۔ وہ بے حد جذب سے بولا تھا۔ اب وہ مکمل صحت مند ہو چکا تھا ہلکا سا لنگ تھا‘ مگر بظاہر وہ ایک صحت مند مکمل انسان تھا‘ جو ذہنی طور پر بھی آسودہ حال تھا کیونکہ اس کی شریک حیات سے حد درجہ شعار تھی اور اطاعت گزار بھی تھی۔ ظفری کے چہرے پر ہلکا ہلکا جوش بکھرا تھا وہ زندگی کی نوید بن کر نرگس کی زندگی میں چھائے اداسی کے بادل کو خوشی میں بدل دینا چاہتا تھا‘ وہ چاہتا تھا سب کچھ پہلے جیسا ہو جائے۔ نرگس نے سر جھکا کر اس کی بات سنی تھی اور بخوبی سمجھتی بھی تھی‘ مگر اس کے چہرے پر کسی قسم کے خاص تاثرات نمودار نہ ہوئے تھے اس نے کوئی اعتراض نہ کیا تھا‘ ظفری کے منہ سے کہی جانے والی ہر بات اس کے لئے خود بخود حکم کا درجہ بن جایا کرتی تھی اس نے اپنا سب سے پیارا کام والا سوٹ نکالا اور زیب تن کیا تھا‘ دل لگا کر تیار ہوئی تھی اس کا دل اداس تھا‘ مگر سجنا سنورنا تو اس نے تھا‘ بالوں کو اس نے کیچر میں جکڑا‘ دوپٹہ کندھوں پر پھیلایا اور باہر آنگن میں آگئی۔ ظفری کی نگاہیں جوں ہی اس کے چہرے پر ٹھہری تھیں ان میں محبت کے بہت سے دیپ روشن ہو گئے تھے۔ ظفری کو کھلی سمٹائی نکھری نکھری نرگس بے حد دل کے قریب لگی‘ وہ اسے محبت پاش نگاہوں سے دیکھ رہا تھا‘ آج نرگس کو بھی شرم سی محسوس ہو رہی تھی آج سے پہلے تو اسے ظفری کی نفرتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا مگر آج ظفری کی نگاہوں میں نفرت نہیں بلکہ گہری محبت رقم تھی نرگس حیران تھی اس کا یا پلٹ پر اس کو سمجھ نہ آرہی تھی کہ قدرت اچانک اس پر یوں بھی مہربان ہو سکتی ہے‘ اسے اپنی تقدیر پر یقین نہ آرہا تھا‘ مگر یہ سب کچھ کوئی حسین خواب نہ تھا بلکہ ایک سچائی تھی‘ ظفری کی محبت کی حدت سے نرگس پگھلنے لگی تھی‘ آج ظفری اور نرگس نے ایک دوسرے کو سچے دل سے اپنا لیا تھا ظفری جان گیا تھا کہ اس نے اپنی زندگی میں نرگس کو بہت سی تکلیفیں دی تھیں مگر اب وہ ان کا مداوا کرنا چاہتا تھا اور نرگس بھی نئے سرے سے اپنی زندگی میں نکھار لانا چاہتی تھی اب ظفری اور نرگس ہی ایک دوسرے کا سہارا تھے منزل تھے۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

عائشہ ذوالفقار

افسانہ

زندگی کے رنگ

''میں ندا سے شادی کرنا چاہتا ہوں''۔ پورے خاندان کے سامنے اس نے دھماکہ کیا تھا آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں' منہ کھلے کے کھلے رہ گئے' صائم نے حیرانی کی آخری حدوں کو چھوتے ہوئے فائزہ کی طرف دیکھا تھا جو بے یقینی سے اپنے شوہر کو دیکھتی رہ گئی تھی۔

انکار کرنا کسی اور نے تھا لیکن کر کسی اور نے دیا جواباً اقرار کرنا کسی اور نے تھا لیکن...... کر کسی اور نے دیا۔

تایا ابو حیران' چھوٹے چچا پشیمان اور دادی' وہ اپنے پچاس سالہ جہازی سائز تخت پر لڑھک گئیں۔

''دادی جان!'' عاصم بھائی اور چھوٹے چچا تیزی سے ان کی طرف آئے تھے۔

''یہ کیا ہو رہا ہے'' انہوں نے دکھ سے عزین کی طرف دیکھا' فائزہ کسی بت کی مانند ساکت کھڑی تھی۔

''برخوردار! تم بھی ابھی بتا دو' تمہارے کیا ارادے ہیں''۔ ندا کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے تایا ابو نے صائم کی طرف دیکھا سارے پلان کا ستیاناس ہو چکا تھا تانیہ دم بخود اس کے فیصلے کے انتظار میں تھی۔

''جیسے آپ کی مرضی ابو!'' آنکھیں بند کرتے ہوئے اس نے کنویں میں چھلانگ لگا دی' عاصم بھائی اسے دیکھ کر رہ گئے' عتبہ نے ندا کے برابر سے اٹھتے ہوئے بازو سے پکڑ کے عزین کو وہاں بٹھا دیا۔

''بہت مبارک ہو''۔ اس کی آنکھیں چنگاریاں برسا رہی تھیں۔

''چلیں بھابی اندر''۔ فائزہ کو کندھوں سے تھام کے وہ اندر لے آیا۔ عاصم بھائی نے دھیرے سے صائم کا بازو پکڑتے ہوئے تانیہ کے برابر میں بٹھا دیا' چند ہی لمحوں میں مولوی صاحب نے نکاح کروا دیا۔

نکاح ہوتے ہی صائم بائیک لے کر نہ جانے کہاں نکل گیا' فائزہ اپنے کمرے میں بند تھی' تایا ابو چاچو سے بے حد شرمندہ تھے اور چاچو وہ تو سمجھ ہی نہیں پا رہے تھے کہ ان کا کونسا بیٹا قصوروار ہے' ذرا ٹھہریں؟ تھوڑا پیچھے سے شروع کرتے ہیں۔

☆☆☆☆

جب اس بڑے سے گھر کے آنگن میں چاروں طرف معصوم بچپن کا راج تھا' تائی اماں اور چچی آپس میں سگی بہنیں تھیں سو روایتی دیورانی جیٹھانی والی دشمنیاں نہ ہونے کے برابر تھیں' دادا ابو کو گزرے کئی برس ہو چکے تھے اور کشادہ سے ٹی وی لاؤنج میں ایک طرف رکھے جہازی سائز تخت پر صرف دادی حضور کی حکومت تھی' صبح کے وقت اچھی خاصی ہلچل مچی ہوتی' کسی کو آفس سے دیر' کسی کو اسکول جانے کی جلدی' کچن اچھا خاصا آباد ہو جاتا' اس کے بعد خواتین کے لئے صفائیوں اور دھلائیوں کے سلسلے شروع ہو جاتے' دوپہر میں پھر سے رفتہ رفتہ ادھم مچنا شروع ہو جاتا اور رات کا کھانا تو ہمیشہ سے ہی ایک روایت تھا کئی برسوں سے چلی آتی ایک روایت' پورا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com



Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com

خاندان اکٹھا ہوتا تایا ابو کے تین بچے تھے سب سے بڑے عاصم بھائی جن کا کام ہمیشہ صلح صفائی کروانا ہوتا ان سے چھوٹی ندا اور سب سے چھوٹا صائم، چاچو کے آنگن میں بھی تین ہی پھول تھے سب سے بڑا عزین جو عادت میں بالکل ندا جیسا تھا، خاموش طبع اور انتہائی نفاست پسند، اس سے چھوٹا عتبہ اور سب سے چھوٹی تانیہ۔ تانیہ حد سے زیادہ لئے دیئے رہنے والی لڑکی تھی سو اس کی صائم اور عتبہ سے کبھی نہ بن سکی، ہاں اگر اس گھر کے آنگن میں دوستی کی کوئی مثال قائم ہوئی تو وہ صائم عتبہ اور فائزہ کی تھی، دادی حضور کی اکلوتی اور لاڈلی نواسی فائزہ جس کا نام فائزہ دی پٹاخہ مشہور تھا، ان تینوں کا ایک ہی کام تھا، ہر دم آفت پھیلائے رکھنا، گرمیوں اور سردیوں کی چھٹیوں میں اس کے آجانے کے بعد تو جیسے صائم اور عتبہ کو اور چھوٹ مل جاتی، تینوں مل کر وہ طوفان بدتمیزی مچاتے کہ خدا کی پناہ۔ عاصم بھائی کی جھڑکیاں اور عزین کے ڈراوے بھی ناکام ہوجاتے۔ رفتہ رفتہ وقت گزرا اور بچپن نے جوانی میں قدم رکھ دیا۔ عزین نے وہ قد کاٹھ نکالا کہ ماں باپ نظر بھر کر دیکھنے سے کترانے لگے۔ دادی ہر دم بلائیں لیتی جاتیں اور اس کی برابری اگر کوئی کر پاتی تھی تو وہ ندا تھی دادی حضور کی سب سے خوبصورت پوتی، بے نیازی تو اس میں پہلے ہی تھی جوانی کا نشہ چڑھتے ہی غرور بھی آ گیا، گردن کچھ اور اکڑ گئی، سب کچھ بدل گیا سوائے ''تھری ایڈیٹس'' کے وہ تینوں اب بھی ویسے ہی تھے بقول دادی حضور کے چھلاوے۔ بقول عزین اور ندا کے لفنگے۔ اور بقول عاصم بھائی کے دل والے۔ اب بھی جیسے گرمیوں کی چھٹیوں میں کالج بند ہوتا، فائزہ ماں باپ کی ایک بھی سنے بغیر نانی کی طرف بھاگ آتی اور وہ دونوں لفنگے اسے باقاعدہ ناچتے ہوئے کندھوں پر بٹھا کے گھر لے کر آتے، صبح صبح ایک دوسرے کو جگانے کے ہنگامے جن کی لپیٹ میں اکثر اوقات تانیہ بھی آجاتی تھی، فائزہ کے ساتھ اسے ہی کمرہ شیئر کرنا پڑتا، کیونکہ ایک دفعہ دادی حضور نے اسے صائم اور عتبہ کے کمرے میں سوتا دیکھ لیا تھا تو انہیں ہارٹ اٹیک ہوتے ہوتے بچا تھا، دوپہر میں اونچی آواز میں گانے اور بے ہودہ ڈانس، تانیہ رونے والی ہوجاتی اور نتیجتاً وہ ان دونوں کے کمرے میں جلاوطن کردی جاتی، بعض اوقات ندا اور عزین بڑے ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں دو دو جڑ بھی دیتے، لیکن۔ دوپیاں کتھے گٹھیاں (دو پڑیں۔ کہاں گئیں) کچھ دیر بعد پھر وہی ہو ہو ہاہا، ندا چڑ جاتی۔

''یہ گھر ہے یا مچھلی بازار''۔

''مچھلی بازار''۔ تینوں کورس کی شکل میں گاتے دوپہر کے کھانے کے بعد ٹھنڈے ٹھار آم کھانے کا مقابلہ ہوتا، وہ کھائے کم جاتے اور ان بیچاروں کی بے حرمتی زیادہ ہوتی، پورا لاؤنج پیلا پیلا ہوجاتا اور آموں کے بعد کچی لسی، سب سے زیادہ شامت فائزہ کی آتی، اسے کچی لسی بالکل پسند نہیں تھی لیکن وہ دونوں زبردستی اسے گلاس پہ گلاس ٹھنسوا دیتے، دادی حضور بمشکل اس بیچاری کی گلو خلاصی کرواتیں، سورج ذرا اپنا مزاج دھیما کرتا تو گیند اور بلا لے کر ان میں نکل جاتے کسی کی کھڑکی کا شیشہ تو کسی کا مہنگا ترین گملا، رات کو پکچر، خوفناک ترین، لاؤنج چیخوں سے ہی گونجتا رہتا، کچھ اصلی اور کچھ نقلی، چھٹیاں ختم ہوتیں تو وہ واپس جاتے ہوئے بھائیں بھائیں رو رہی ہوتی، عتبہ تو باقاعدہ کمرے میں بند ہوجاتا، درمیان کے چار ماہ نہ جانے کیسے گزرتے اور بڑے دنوں کی چھٹیاں ہوتے ہی وہ پھر آدھمکتی اب کے آموں کی جگہ کینو اور لسی کی جگہ کافی لے لیتی، بڑے دھڑلے سے وہ ان دونوں کے ساتھ ایک ہی رضائی میں گھس جاتی، تائی اماں دھمک لگا لگا کر باہر نکالتیں۔

''شرم کرو فائزہ! جوان ہوگئی ہے''۔ وہ ایک کان

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

سے تن کر دوسرے سے نکال دیتی' سردیاں اپنے عروج پر ہوتیں تو کالونی کی سیاہ کول تار سے بجی سنسان سڑکوں پر چہل قدمی کرنے کا مزہ آ جاتا' رات کا کھانا کھانے کے بعد کبھی نکل پڑتے وہ بڑے دھڑلے سے ان دونوں کے کندھوں پر چڑھ جاتی۔

''کڑی بڑی ڈرامہ کوئین ہے''۔ دونوں حلق پھاڑ پھاڑ کے گاتے۔

''تم تینوں انسان نہیں ہو' جانور ہو جانور''۔ تانیہ کی بس ہو جاتی۔ اور پھر کسی کو خبر ہی نہ ہو سکی' کالونی کی انہی خاموش سڑکوں پر ندا اور عزین کی محبت نے جنم لیا' زبان سے دونوں ہی نہ بولے بس عزین نے یونہی چلتے چلتے اس کا ہاتھ تھاما اور ندا نے چھڑوانے کی کوشش نہ کی' عزین نے ستاروں جیسی چمکدار آنکھوں سے اس کی طرف گلاب بڑھایا اور ندا نے مسکراتے ہوئے قبول کر لیا' عزین نے خاموش لبوں سے اسے ہمیشہ کے لئے ساتھ چلنے کے لئے کہا اور ندا نے سر جھکا دیا۔ وقت کچھ اور آگے سرکا تو عاصم بھائی کی شادی کے ہنگامے جاگ اٹھے انتہائی سعادت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہوں نے چپ چاپ ماں باپ کی پسند کے آگے سر جھکا دیا۔

☆☆☆

ہر طرف روشنیاں' قہقہے' شہنائیاں' بھنگڑے' مہندی' چوڑیاں' پورے گھر پر رنگوں اور خوشیوں کی برسات ہو گئی' صائم' عتبہ اور فائزہ نے مل کر ان کی شادی کو یادگار بنا دیا' لیکن ان کی خوشیاں زیادہ پائیدار نہ نکلیں' شادی کے چند ماہ بعد ہی ان کی بیوی اور بچہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہر آنکھ نم تھی ہر دل رنجیدہ تھا بڑی مشکلوں سے وہ زندگی کی طرف واپس آئے' بیٹے کے اس بڑے دکھ پر تایا ابو اور تائی اماں یکدم بوڑھے ہو گئے' دادی حضور بالکل ہی تخت سے لگ گئیں' غموں نے بھی شاید ان کے گھر کا رستہ دیکھ لیا تھا اس واقعے کے صرف دو سال بعد ہی ایک

ایکسیڈنٹ میں فائزہ کے ماں باپ نے جانیں گنوا دیں وہ ایکدم تن تنہا ہو گئی۔ رو رو کر دادی کے بازوؤں میں تڑپ تڑپ جاتی اور تبھی وہ ہو گیا جو شاید نہیں ہونا چاہئے تھا آخری سانس لیتے ہوئے شازیہ پھپھو نے عزین کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے۔

''میں فائزہ کو صائم اور عتبہ میں سے بھی کسی کو سونپ سکتی ہوں لیکن وہ بہت بے وقوف ہے بیٹے' اسے کوئی ایسا چاہئے جو اسے سنبھال سکے ورنہ وہ خود کو بری طرح بکھیر لے گی عزین بیٹا اسے سنبھالو گے؟'' عزین ان کی التجا پر دم بخود رہ گیا۔

''لیکن پھپھو میں''۔ اس نے ہلکا سا احتجاج کیا۔

''ابھی اس میں بچپنا ہے عزین! تمہارے ساتھ رہ کر ٹھیک ہو جائے گی''۔ پھپھو اس کی ہچکچاہٹ کی وجہ فائزہ کے حد سے زیادہ لاپرواہ انداز کو سمجھ رہی تھیں اس کی آنکھوں میں جھانک ہی نہ سکیں۔

''میری بیٹی اب آپ کے حوالے ہے چھوٹے بھیا''۔ وہ فائزہ کا ہاتھ چاچو کے ہاتھ میں دے کر چپ چاپ رخصت ہو گئیں فائزہ کی چیخوں نے آسمان تک کو ہلا ڈالا' عزین چپ چاپ اپنے نوزائیدہ پیار کو قربان ہوتے دیکھے گیا' جب اس کا سوگ کچھ کم ہوا تو پتہ چلا کہ اس کا نکاح عزین سے ہو چکا ہے' روتی' چیختی اور ماتم کرتی دادی حضور کے قدموں میں آ گری۔

''مجھے نہیں عزین سے شادی کرنی' اتنا ڈانٹتے ہیں وہ مجھے''۔ ایک کے بعد ایک شکوہ کر رہی تھی دادی حضور نے اسے سمجھانے کا کام اس کے لنگوٹیے دوستو کے سپرد کر دیا جو اسے کھینچتے ہوئے اپنے مشترکہ حجرے میں لے گئے۔

''دیکھو فائزہ! عزین اتنے بھی برے نہیں ہیں۔ پورے خاندان میں سب سے خوبصورت ہیں''۔ صائم اس کے دائیں طرف بیٹھ گیا۔

''دیکھو فائزہ! عزین بھائی سے شادی کرنے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کے بہت فائدے ہیں تم ان کی بیوی بن کر ان پر رعب ڈالا کرنا' ہمارا ایک دشمن کم ہو جائے گا''۔ عتبہ اس کے بائیں طرف بیٹھ گیا۔

پورے دو گھنٹے وہ دونوں اس کی برین واشنگ کرتے رہے اور اسے ماننا ہی پڑا' بڑی دھوم دھام سے اس کی رخصتی ہوئی' صائم اور عتبہ کو جہاں اس کے پرائے ہو جانے کا غم تھا وہاں اس کے ہمیشہ کے لیے ان کے گھر آ جانے کی خوشی بھی تھی' اس دھوم دھام میں ندا کے آنسو کوئی بھی نہ دیکھ سکا' اس کے اور عزین کے خاموش وعدے خاموشی سے ہی دم توڑ گئے۔

''اب یا تو فائزہ انسان بن جائے گی یا پھر عزین بھائی کا کباڑہ بن جائے گا''۔ اسے عزین کے کمرے تک لاتے ہوئے تانیہ نے کہا تھا شادی کے بعد دادی حضور نے اسے سدھارنے کی نئی مہم شروع کر دی' ہر لمحہ اسے عزین کی پسند اور ناپسند کے بارے میں بتاتی رہتیں۔

''آہستہ بولا کرو' جلد بازی مت کیا کرو' تمیز سے کام کیا کرو' گانے سننا بند' مووِیز دیکھنا بند' اونچی آواز میں مت ہنسا کرو' عقلمندی کی باتیں کیا کرو' کھیل تماشے بند' ہنسنا بولنا بند' عزین کی پسند کے کپڑے' عزین کی پسند کی حرکتیں عزین کی پسند کے کھانے''۔ الغرض دوسرے لفظوں میں وہ اسے دوسرا عزین بننے کو کہہ رہی تھیں لیکن آخر کیسے۔ وہ اپنی 20 سالوں کی فطرت کیسے بھول جاتی اور وہ بھی صائم اور عتبہ کے ہوتے ہوئے ناممکن۔ وہ دونوں زبردستی اسے اپنے ساتھ لگا لیتے کچھ دیر وہ دل پر جبر کر کے دادی کے پاس بیٹھی رہتی اور جب ضبط ختم ہو جاتا تو فطرت سے مجبور ہو کر شور شرابے میں کود پڑتی' کچھ دیر کے لیے اپنی اور عزین کی زندگی کا تناؤ بھول جاتی اور جب یہ سب فنکشن اپنے عروج پر ہوتا کہیں نہ کہیں سے عزین کی آمد ہو جاتی' اس کی قہر باز نظریں فائزہ کے آر پار ہو جاتیں اس کے بعد بمشکل منتیں کر کر کے وہ عزین کو راضی کرتی۔

''اسے بھابی کہا کرو تمیز سے''۔ ان دونوں پر عزین نے ایک نیا حکم جاری کیا تھا' دونوں حق دق رہ گئے جس لڑکی کو ہمیشہ اے چڑیل اور دی پٹاخہ کہہ کر مخاطب کیا اسے تمیز سے ''بھابی جی'' کیسے کہیں کیس دادی کی عدالت میں پیش ہوا اور فیصلہ عزین کے حق میں ہوا' پہلے تو فائزہ کی ہی مشکل تھی اب ان دونوں کی بھی آ گئی ہر وقت زبان پر قابو رکھنا پڑتا' اس دن بھی وہ آفس سے ذرا جلدی گھر آ گیا' اندر داخل ہوا تو ٹھٹک کے رہ گیا عتبہ اور فائزہ دونوں گتھم گتھا ہوئے تھے اور صائم بڑے مزے سے دونوں کی ویڈیو بنا رہا تھا۔ طیش میں آ کر عزین نے بنا کوئی لحاظ کئے تینوں کے ایک ایک جڑ دی۔

''خبردار جو تم تینوں اب مجھے اکٹھے نظر آئے تو......'' ان دونوں کی نیچے آنے پر بالکل ہی پابندی لگا دی گئی اور فائزہ۔

''تمہیں گولی مار دوں گا ان دونوں سے بات بھی کی تو......'' عزین کی آنکھیں اس پر آگ برسا گئیں۔ گھر کی فضا میں عجیب تناؤ سا آ گیا' سب ہی اپنی اپنی جگہ ٹھیک تھے۔ بقول عزین کے۔

''بڑے ہو گئے ہیں اب یہ تھوڑی تو عقل کریں' اسی لئے پھپھو سے وعدہ نہیں کر رہا تھا میں کہ میرا اور فائزہ کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔ ڈیڑھ سال میں بھی ہم دونوں کی ذہنی ہم آہنگی نہیں ہو سکی مجھے اپنے لئے اپنے جیسی بیوی چاہئے تھی اتنی ہنگامہ خیز لڑکی کے ساتھ جینا انتہائی مشکل ہے میرے لئے''۔ بقول فائزہ کے۔

''اب میں ہوں ہی ایسی تو کیا کروں میری ہر ممکن کوششوں کے باوجود عزین راضی نہیں ہوتے ہر وقت طعنے' ہر وقت نصیحتیں اور ہر وقت جھڑکیاں' میں نہیں رہ سکتی اس قدر آپ جناب میں' گھٹن ہونے لگتی ہے مجھے میں جتنا بھی اچھا کرنے کی کوشش

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف
ایڈ فری لنکس
ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ
ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر
کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety

پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1

پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بُک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

Dont miss a singal one of your Favourite Paksociety's Update !

i. Open Paksociety Page.
ii.Click Liked.
iii.Select Get Notifications.
iv.Select See First. All Done

Liked | Message | ...
Get Notifications
Add to Interest Lists...
Unlike
IN YOUR NEWS FEED
See First
See new posts at the top of News Feed
Default
See posts as usual
Unfollow

http://paksociety.com

www.paksociety.com

کروں وہ کوئی نہ کوئی خامی نکال دیتے ہیں"۔ اور بقول لفنگوں کے۔

"ہمیں خواہ مخواہ مجرم بنایا ہوا ہے' بچپن کی دوست ہے وہ' ایسے کیسے اسے دیکھ کے آنکھیں بند کرلیں ہمارے ساتھ مل کر اگر ذرا دیر کو خوش ہو جاتی ہے تو عزین بھائی کو کیا تکلیف ہے کرفیو لگا دیا ہے پورے گھر میں"۔ اور رفتہ رفتہ بجائے حالات ٹھیک ہونے کے خراب سے خراب تر ہوتے گئے عزین' فائزہ کو قبول کر ہی نہ پا رہا تھا' ندا کی خوبصورت آنکھوں میں آنسو دیکھتا تو خود کو مجرم تصور کرنے لگتا' دادی حضور نے اس تناؤ کو ختم کرنے کے لئے ایک فیصلہ کیا' بڑوں کی ایک مشاورت بلوائی اور دو رشتے طے کر دیئے۔ عتبہ کا ندا سے اور صائم کا تانیہ سے۔

حیرت انگیز طور پر ندا کی طرف سے کوئی رد عمل ظاہر نہ ہوا' عجیب سے خاموشی چھائی ہوئی تھی اس پر۔ عتبہ کی تو باچھیں کھل گئیں' ندا ہمیشہ سے اس کی ڈریم گرل تھی' یہ اور بات تھی کہ صرف "ڈریم" تک حقیقت میں تو کھلے دل سے تسلیم کرتا تھا کہ اس کا اور ندا کا کوئی جوڑ نہیں تھا۔ تانیہ نے چپ چاپ دادی حضور کی مرضی کے آگے سر جھکا دیا' لیکن جس شخص نے سب سے زیادہ واویلا مچایا وہ "صائم" تھا' شور شرابے والا واویلا نہیں خاموش واویلا۔ صرف لنگوٹیوں کے سامنے۔

"میری بہن میں کیا کمی ہے ذلیل؟" عتبہ تو ہتھے سے ہی اکھڑ گیا۔

"کمی اس میں نہیں مجھ میں ہے' میں ساری عمر فائزہ کی طرح زندگی نہیں گزار سکتا' شادی کے بعد پھر وہی مسئلے...... یا تو میں تانیہ جیسا بنوں یا پھر وہ بیچاری مجھ جیسا بننے کی کوشش کرے اور نتیجہ وہی نکلے جو فائزہ اور عزین بھائی کا نکلنا ہے' ٹھینگا"۔

وہ حرف بہ حرف درست کہہ رہا تھا' عتبہ بھی اس کا حامی بن گیا آخر کار عتبہ کے شیطانی ذہن نے ہی ایک پلان بنایا۔

"مشکل وقت میں ہمیشہ ہماری مدد کون کرتا تھا"۔ اس نے فائزہ اور صائم کی طرف دیکھتے ہوئے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"عاصم بھائی"۔ وہ دونوں آخر اسی تھالی کے چٹے بٹے تھے۔ تینوں نے پوری طرح عاصم کو گھیر لیا' تانیہ کی ہزار تعریفیں' صائم کی ہزار منتیں اور ہزاروں واسطے۔

"بس عاصم بھائی جب صائم منع کرے تو آپ اس کی جگہ تانیہ سے شادی کر لیجئے گا"۔ فائزہ نے انہیں ہاتھ جوڑ جوڑ کر منایا' وہ بڑی مشکل سے راضی ہوئے شادی کے ہنگامے شروع ہو گئے' ایک دفعہ پھر رنگوں اور شہنائیوں کی برسات آ گئی' نکاح سے کچھ دیر پہلے عزین اپنے کمرے میں تھا جب ندا اس کے پاس آئی' سرخ عروسی لباس میں سوجھی ہوئی آنکھوں کے ساتھ لبوں پر ڈھیروں خاموش التجائیں لئے۔

"عزین' مجھ سے پیار کرتے ہو؟" وہ روئی تھی۔

"ہاں"۔ عزین اس کی خوشبو میں ڈوب گیا۔

"مجھ سے شادی کرو گے؟" ندا نے پوچھا۔

"ہاں"۔ وہ اقرار کر گیا اور ندا نے تائی اماں کے سامنے انکار کر دیا۔ مولوی صاحب بس آنے والے تھے' تائی اماں دم بخود رہ گئیں۔

"لیکن انکار تو صائم کو کرنا تھا"۔ فائزہ ناسمجھی سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"میں ندا سے شادی کرنا چاہتا ہوں"۔ عزین اپنے برابر میں کھڑی فائزہ کو بالکل ہی بھول گیا' تایا ابو بے حد شرمندہ تھے۔

"برخوردار! تم بھی ابھی بتا دو تمہارے کیا ارادے ہیں؟" تایا ابو نے پوچھا تو صائم انکار نہ کر سکا ماں باپ کی عزت کو مزید نہ اچھال سکا اس نے چپ چاپ تانیہ سے شادی کر لی۔ پورا گھر عزین اور ندا کے خلاف تھا تائی اماں اور چچی کا غم

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ایک جیسا تھا ان دونوں کو ہی ان کے پرفیکٹ بچوں نے مایوس کردیا تھا۔

''مجھے عتبہ سے زیادہ تم پر اعتبار اور مان تھا عزین جسے تم نے چند لمحوں میں توڑ دیا''۔ چچا اس سے سخت ناراض تھے۔

''میں نے پہلے بھی انکار کیا تھا ابو لیکن آپ لوگ میری بات نہیں سمجھے میں فائزہ کے ساتھ خوش نہیں رہ سکتا''۔

''تو پھر فائزہ کو چھوڑ دو''۔ دادی حضور پہلی بار بولیں۔

''قصور تیرا نہیں ہے عزین نہ ہی ندا کا ہے' قصور ہمارا ہے جو تیری بات نہ سمجھ سکے' ہم دوسروں کو اپنے وعدوں سے تو باندھ دیتے ہیں لیکن بعد میں کیا ہوگا یہ نہیں سوچتے' ہم بھول جاتے ہیں کہ جنہوں نے بعد میں آپس میں زندگی گزارنی ہے وہ خوش ہوں گے بھی یا نہیں بیٹے تو اور ندا ہمیشہ خوش رہو میری یہ ہی دعا ہے لیکن فائزہ کو میں اور برباد ہوتا نہیں دیکھ سکتی''۔ وہ دھیرے دھیرے کہہ رہی تھیں۔

''صائم بیٹے تجھے مکمل آزادی ہے تو اگر تانیہ کے ساتھ نہیں رہنا چاہتا تو ابھی بتا دے اتنے سال برباد کرنے سے بہتر ہے ابھی فیصلہ ہو جائے''۔ انہوں نے صائم کو اپنے پاس بٹھایا۔

'دادی آپ جانتی ہیں میں کیسا ہوں تانیہ جیسا نہیں ہوں میں اس کی طرح ہر وقت چپ رہنا نہیں آتا ہے مجھے اور یہ میری عادت نہیں ہے جو چھوڑ دوں' یہ میری فطرت ہے جو میں نہیں چھوڑ سکتا' فیصلہ تانیہ کے ہاتھ میں ہے اگر اس نے بھی عزین بھائی کی طرح ساری عمر میرے اور فائزہ کے رشتے پر شک ہی کرنا ہے اور مجھے ہر وقت برا بھلا ہی کہنا ہے تو......'' تانیہ نے اس کی بات درمیان میں ہی کاٹ دی۔

''تم جیسے چاہو زندگی گزارنا بس اپنی مرضیاں مجھ پر مسلط نہ کرنا تم اور عتبہ جیسے چاہو لڑائی جھگڑا کرو' تم اور فائزہ جیسے مرضی کھیل تماشہ کرو' مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن بس زبردستی مجھے مت گھسیٹنا''۔

تانیہ نے صائم کے فیصلے کو ہلکا پھلکا کردیا' اب فائزہ رہ گئی تھی آنسو بہاتی ہوئی' عتبہ اور صائم نے چپ کروانا چاہا تو بھڑک گئی۔

''خبردار! جو میرے پاس آئے تمہاری وجہ سے طلاق ہوگئی مجھے''۔

''تم دفع نہیں کرتیں ایسے شوہر کو جو تم سے تمہاری ہنسی ہی چھین لے''۔ عتبہ نے اس کے ایک لگائی۔

''انسان اپنے آپ کو اس کے لئے بدلے جسے آپ کی قدر ہو جب اگلے بندے کو کوئی ذرر ہی نہیں کوئی احساس ہی نہیں تو کیا فائدہ''۔ وہ اسے سمجھائے جا رہا تھا۔

''تم دونوں بہت سمجھدار ہو تمہاری آپس میں خوب بنے گی''۔ صائم کی کالی زبان چند دنوں بعد ہی سچ ہوگئی۔

بڑے کہتے ہیں کہ ساتھ رشتوں کا ہو منزلوں تک ہو یا پھر عمر بھر کا' ہم سفر اسے چننا چاہئے جس کے ساتھ ذہنی ہم آہنگی ہو' ورنہ دنیا تو تباہ ہوتی ہی ہے' آخرت بھی داؤ پر لگ جاتی ہے ہر انسان کے زندگی جینے کا اپنا فلسفہ ہوتا ہے جو دوسرے سے الگ ہوتا ہے اور یہ فلسفہ صرف محبتیں' مجبوریاں اور سمجھوتے بدلوا سکتے ہیں' اگر ان میں سے کچھ بھی درپیش نہ ہو تو اپنا آپ کسی صورت نہیں بدلنا چاہئے کیونکہ جو ہم ہیں' وہ بس ہم ہیں ویسا کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا' زندگی کو اپنے فلسفے کے حساب سے کھل کر جیو کیا پتہ

کب راستے میں کوئی محبت' مجبوری یا سمجھوتہ آجائے۔

اور فلسفہ تبدیل کرنا پڑے۔

☆☆......☆☆......☆☆......☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

مریم فاطمہ

افسانہ

جسے چاہا تھا



Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ماہنامہ داستانِ دل ساہیوال

ادب کی دنیا میں ایک نیا نام

نئے لکھنے والوں کے لئے ایک بہترین پلیٹ فارم

اگر آپ لکھاری ہیں اور تحریر کسی مستند ادارے میں بھیجنا چاہتے ہیں تو ابھی داستانِ دل کو بھیجیں۔ آپ کی تحریر قریب کے شمارے میں پبلش کی جائے گی۔ آپ اپنے افسانے، ناولٹ، ناولز، کہانیاں، جگ بیتیاں، آپ بیتیاں، غزلیں یا پھر نظمیں ہمیں ای میل کے ذریعے، ڈاک کے ذریعے یہاں تک کہ وٹس ایپ کے ذریعے بھی بھیج سکتے ہیں۔ بس آپ کی تحریر اردو میں لکھی ہونی چاہیئے۔ اگر آپ نئے لکھاری ہیں تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، آپ اپنی تحریر ہمیں بھیجیں ہم اس کو صحیح کر کے اپنے شمارے کا حصہ بنائیں گے۔ اگر آپ لکھنا نہیں جانتے تب بھی آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں آپ ہمیں کوئی بھی اچھی سی غزل یا اقوال زریں انتخاب کے لئے بھیج سکتے ہیں۔ وہ بھی داستانِ دل کا حصہ بنے گا۔ اس کے علاوہ آپ اپنی تحریر موبائل پر بھی میسج کر سکتے ہیں بس اردو میں تحریر ہو۔

ہمارے داستانِ دل کے سلسلے کچھ اس طرح سے ہیں

محبت نامے، ملک کی ممتاز شخصیات کا انٹرویو، افسانے ناولز، ناولٹ، غزلیں، نظمیں، حمد، نعت اور انتخاب

اس کے علاوہ آپ کی ہر تحریر کو ہمارے شمارے میں خاص جگہ دی جائے گی۔ آپ ہمارے سارے شمارے پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر پڑھ سکتے ہیں اور پڑھ کر اپنی رائے دے سکتے ہیں

ہمارا ایڈریس ہے۔

ندیم عباس ڈھکو چک نمبر 5-L/79 ڈاکخانہ 5.L/78 تحصیل و ضلع ساہیوال

وٹس ایپ نمبر: 03225494228

ای میل ایڈریس ہے abbasnadeem283@gmail.com

www.paksociety.com

''مریم کن سوچوں میں گم ہو؟'' عائشہ نے اسے سوچوں میں گم بیٹھا دیکھ کر پوچھا۔

''بس یار! یاسر کی یاد آ رہی ہے۔ آج اسے امریکہ گئے ہوئے پورے دو سال ہو گئے ہیں۔'' مریم نے خواب ناک لہجے میں کہا۔

''تو اب وہ آنے بھی تو والا ہے۔''

''یہی تو سوچ کر پریشان ہوں کہ کیسے اپنے گھر والوں کو اس رشتے کے لیے رضامند کروں گی۔''

''کر لینا یار۔ اس سے پہلے بھی تو تمہاری بات مانتے آ رہے ہیں وہ لوگ۔''

''ہاں لیکن اب معاملہ کچھ اور ہے۔ وہ ہرگز بھی یاسر سے میری شادی پر رضامند نہیں ہوں گے۔''

''تو نہ ہوں، تم دونوں بھاگ کر شادی کر لینا۔''

''چپ رہو عائشہ! جب بھی بولتی ہو فضول ہی بولتی ہو۔ مجھے تو بس وہ دن یاد ہے جب یاسر نے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر شاہ زیب کو مارا تھا۔ بیچ بیچ بے چارا شاہ زیب پورے دو دن تک اسکول سے غائب رہا تھا۔'' عائشہ نے افسوس سے کہا۔

''ہاں تو اسے چوٹیں بھی تو ٹھیک ٹھاک آئی تھیں نا۔'' مریم نے افسوس سے کہا۔

''سچ میں بڑا ظلم کروایا تم نے شاہ زیب پر۔''

''ارے میں نے کب کہا تھا کہ جا کر اسے مارنا شروع کر دو۔ میں نے تو بس پہلی بار ڈرتے ڈرتے کسی سے اس کی شکایت لگائی تھی۔''

''ہاں یہ بھی ٹھیک ہے کیسے اسکول میں جب تم چھوٹی سی تھیں تمہاری پنڈلیوں پر زور زور سے لاتیں مارا کرتا تھا اور تم کسی کو بتاتی بھی نہیں تھیں۔ بس پہلی بار اپنے کلاس فیلو اور کزن یاسر کو بتایا تھا۔ جس پر اس نے مل کر اپنے سارے دوستوں کے ساتھ اس کی خوب ہی درگت بنائی تھی۔''

''ہاں بے چارہ شاہ زیب لیکن میں کرتی بھی تو کیا چپ چاپ روز اس کی مار سہتی تھی۔ مجال ہے جو آج تک ایک لفظ بھی بولا ہو میں نے اس کے آگے، ویسے اس میں شاہ زیب کا کوئی قصور نہیں تھا تب وہ بہت چھوٹا تھا۔''

''ہاں یار لیکن اب ایک مہینے بعد وہ بھی تو آنے والا ہے لاہور سے۔ ذرا سوچو کیسے سامنا کرو گی اس کا۔''

''کر لوں گی، میں نے کوئی اس کی چوری تھوڑی نہ کی ہے۔''

آج سے ٹھیک ایک مہینے بعد ان کے اسکول میں پرنسپل نے پرانے اسٹوڈنٹس کو مدعو کیا تھا تاکہ سب اکٹھے ہو سکیں پھر سے پرانی یادیں تازہ ہو سکیں اور ایسے ہی موقع پر اس کا کزن یاسر بھی امریکہ سے پڑھائی مکمل کر کے آنے والا تھا تو دوسری طرف شاہ زیب جسے نامعلوم کس بات پر مریم سے دشمنی تھی بھی آنے والا تھا۔ مریم کے لیے یہ ایک نہایت دلچسپ بات تھی پرانے دوستوں سے ملنا۔ بس شاہ زیب کا سامنا کرتے ہوئے وہ ذرا گھبرا رہی تھی۔

''عائشہ! اگر یاسر سے میری شادی نہ ہو سکی تو میں جیتے جی مر جاؤں گی۔''

''لیکن وہ کیوں؟''

''کیونکہ یاسر ہی وہ لڑکا ہے جسے میں نے چاہا ہے۔''

یاسر مریم کا چچا زاد تھا۔ بچپن میں دونوں ایک ہی اسکول میں پڑھتے تھے۔ شاہ زیب بھی اس کے ساتھ ہی اسکول میں پڑھتا تھا۔ طبیعت کا بہت ضدی اور شریر تھا۔ اپنے سے چھوٹوں کو تنگ کر کے اسے مزہ آتا تھا۔ دوسری طرف مریم بہت ہی سیدھی سادی اور شرمیلی سی تھی۔ اس کے زیادہ دوست بھی نہیں تھے۔ شاہ زیب روزانہ اسکول میں بریک کے وقت مریم کو تنگ کیا کرتا۔ اس کی پنڈلیوں پر زور زور سے لاتیں مارا کرتا اور وہ چپ چاپ تکلیف برداشت کرتی رہتی۔ پھر ایک دن اس نے یاسر کو بتایا تو وہ بری طرح شاہ زیب کو پیٹنے لگا۔ اس کے بعد سے شاہ زیب نے مریم کو تنگ کرنا چھوڑ دیا تھا۔

☆......☆

کچھ دن بعد یاسر امریکہ سے پڑھائی مکمل کر کے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

واپس آ گیا۔ مریم اس دن صبح سے ہی کھانا بنانے میں لگی ہوئی تھی۔

''مریم! بریانی کے لیے قورمہ تو چڑھا دیا ہے نا تم نے۔'' اس کی امی نے پوچھا۔

''جی چڑھا دیا ہے۔''

''بہت اچھے اب ذرا اچار گوشت کو بھی دیکھ لو۔''

''جی اچھا دیکھتی ہوں۔'' وہ اتنا کہہ کر کچن سدھاری۔ شام کے وقت کام سے فارغ ہو کر وہ جلدی جلدی تیار ہوئی۔ اپنا حلیہ درست کیا۔ ہلکا سا میک اپ بھی کر لیا۔ وہ چاہتی تھی کہ یاسر اسے دیکھتے ہی اس کا دیوانہ ہو جائے بالکل ویسے ہی جیسے وہ اسے دیکھنے کو دیوانی ہوئی جا رہی تھی۔ یاسر اس سے محبت کرتا تھا۔ یہ بات وہ اسے امریکہ جانے سے پہلے بتا کر گیا تھا۔ دونوں میں کافی لمبی چوڑی گفتگو ہوتی تھی۔ کچھ دیر بعد دروازے پر بیل ہوئی۔ مریم کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ اس کی چھوٹی بہن نائلہ نے جا کر دروازہ کھولا، وہ تو بہت نروس ہو رہی تھی۔ اس کے تو ٹھنڈے پسینے چھوٹ گئے تھے۔ وہ ڈرائنگ روم میں اس کا انتظار کر رہی تھی۔ پھر قدموں کی آہٹ ہوئی اور یاسر اپنے وجیہہ سراپے کے ساتھ اس کے سامنے موجود تھا۔ اس نے شوخ سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا۔ نہ جانے کیوں اس کی آنکھوں میں عجیب بے باکی سی تھی جو مریم کو اچھی نہ لگی، وہ اس کی نظروں کی تپش برداشت نہیں کر پا رہی تھی سو اس نے نظریں نیچی کر لیں اور باقی سب سے ملنے لگی۔ یاسر کی بہن فارحہ بڑی تیز تھی۔ وہ ان دونوں کے بارے میں سب کچھ جانتی تھی۔ یاسر نے اسے سب کچھ بتا رکھا تھا۔ وہ بار بار کن انکھیوں سے مریم اور یاسر کو دیکھتی۔ لبوں پر شریر سی مسکراہٹ ہوتی، مریم نے یاسر کو سوائے سلام کرنے کے اور کوئی بات نہ کی تھی۔ رات کو کھانے کے بعد یاسر نے مریم کو چپکے سے باہر لان میں بلا لیا۔ مریم بہت گھبرا رہی تھی۔ وہ آ تو گئی تھی لیکن بات کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ یاسر نے ہی بولنا شروع کیا۔

''مریم! تم اپنے گھر والوں سے بات کرو۔ وہ میری شادی محلے کی کسی لڑکی سے کرا رہے ہیں اور وہ بھی فوراً یہ اعلان آج کل میں ہی کرنے والے ہیں۔ ڈھائی تین مہینے تک میری شادی ہو جائے گی اور میری بات مانی نہیں جا رہی۔ اب تمہیں ہی کچھ کرنا ہے۔'' یاسر بول کر چپ ہوا تو مریم پر تو جیسے قیامت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

''ٹھیک ہے میں اپنے گھر والوں سے بات کرتی ہوں۔'' وہ اتنا کہہ کر اندر چلی گئی۔ اس بات سے بے خبر کہ یاسر اسے بے وقوف بنا رہا ہے۔ امریکہ جا کر یاسر بگڑ گیا تھا۔ وہ پہلے بھی عیاش فطرت کا لڑکا تھا۔ اسے تب بھی محلے کی اس لڑکی شازیہ میں دلچسپی تھی اور اب اس نے شادی کی خواہش بھی ظاہر کر دی تھی اور اس کے گھر والے اس شادی پر فوراً ہی سے رضامند بھی ہو گئے تھے۔ ان کے خیال میں اس شادی میں کوئی عیب نہیں تھا۔

☆......☆

اور پھر مریم نے اگلے روز ہی نائلہ سے اور امی سے اس بات کا ذکر کر دیا۔

''پاگل تو نہیں ہو گئی تو وہ امریکہ سے پڑھ کر آیا ہے۔ سنا ہے وہاں جاب بھی کرے گا۔ اس کی اماں کہہ رہی تھیں کہ شازیہ نامی لڑکی سے اس کی شادی بھی کریں گی۔ اب اگر میں نے تمہارے رشتے کا کہہ دیا تو سوچیں گی کہ بیٹی کو امریکہ بھیجنے کے چکر میں ہوں۔ بھول جاؤ کہ تمہاری شادی اس سے ہو گی تمہارے لیے میں نے پہلے ہی ایک لڑکا دیکھ رکھا ہے۔ اس کی تصویر لا کر دکھاتی ہوں۔ شاہ زیب نام ہے اس کا۔ صرف اور صرف اسی سے شادی ہو گی تمہاری۔'' امی نے اسے بری طرح لتاڑ کے رکھ دیا۔

''کون شاہ زیب مجھے کسی شاہ زیب سے شادی نہیں کرنی۔ مجھے صرف یاسر سے شادی کرنی ہے۔ اس کے بغیر میں مر جاؤں گی۔''

''تو مر جاؤ میری بلا سے۔'' امی غصے میں بولیں۔ وہ شروع سے ہی غصے کی تیز تھیں لیکن بیٹی کے اس

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

طرح اظہارِ محبت نے انہیں کچھ زیادہ ہی غصہ دلا دیا تھا۔ نائلہ حیران پریشان کھڑی یہ سب دیکھ رہی تھی۔ امی گئیں اور دوسرے کمرے سے ایک لڑکے کی تصویر لے آئیں وہ لڑکا شکل وصورت کا بہت خوب صورت تھا لیکن مریم کیا کرتی اس کے دل میں تو یاسر کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ اس نے پورا مہینہ روتے دھوتے احتجاج کرتے ہوئے ہی گزارا۔ صرف یاسر سے ملنے وہ اس دن اسکول بھی چلی گئی۔ ورنہ اب تو پرانے دوستوں سے ملنے کا دل بھی نہیں چاہ رہا تھا۔

''سنو! یہ پھولوں کا بوکے لے جاؤ یہ شاہ زیب کو ہم سب گھر والوں کی طرف سے دے دینا۔ وہ بھی وہاں آئے گا۔''

مریم کو امی سے یہ سن کر حیرت ہوئی کہ شاہ زیب بھی اس اسکول میں پڑھتا ہے وہ تو اس شاہ زیب سے ہی ڈر رہی تھی اور اب کہاں یہ تصویر والا شاہ زیب بھی آ گیا۔ اسکول پہنچی تو اس نے تصویر والے شاہ زیب کو ڈھونڈا اور پھولوں کا بوکے اسے دے دیا۔ اس نے مسکرا کر لے لیا۔

''کیسی ہیں آپ؟ مجھے پہچانا؟''

''جی آپ سے امی میری شادی کرنا چاہتی ہیں لیکن میں نہیں کرنا چاہتی کیونکہ میں نے کسی اور کو چاہا ہے۔'' شاہ زیب کے چہرے سے ایکدم ہی مسکراہٹ غائب ہو گئی اور وہ بے حد اداس سا نظر آنے لگا۔ مریم اس کے پاس سے ہٹ گئی۔ اب وہ یاسر کی تلاش میں تھی۔ آخر کار یاسر مل ہی گیا۔ وہ کچھ لڑکیوں کے ساتھ بڑے فری انداز میں باتیں کر رہا تھا۔ اسے دیکھا تو اس کا ہاتھ پکڑ کے ایک خالی کلاس روم میں لے گیا اور اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگا۔

''بتاؤ اپنے گھر والوں سے بات کی تم نے؟''

مریم اس کی اتنی بے باک حرکت پر حیران رہ گئی۔ اس نے اس کا ہاتھ پیچھے ہٹانا چاہا تو وہ اس کے مزید قریب آنے لگا۔ مریم نے گھبرا کر اسے دھکا دیا۔ اچانک ہی کمرے کا دروازہ کھلا اور شاہ زیب اندر داخل ہوا۔ مریم دوڑ کر اس کے پاس چلی گئی اور رو رو کر اسے ساری بات بتانے لگی۔ یاسر غصے میں مریم کی طرف بڑھا لیکن شاہ زیب نے ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے گال پر جڑ دیا۔ جواباً یاسر نے بھی اسے مارا دونوں گتھم گتھا ہو گئے۔ مریم چیخنے چلانے لگی۔ وہاں دوسرے لوگ بھی جمع ہو گئے۔ بڑی مشکلوں سے سب نے بیچ بچاؤ کرایا۔ یاسر اور شاہ زیب دونوں کو ہی چوٹیں آئی تھیں۔ بعد میں مریم نے شاہ زیب سے شادی پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ شاہ زیب کو تھوڑی حیرت بھی تھی کہ وہ اچانک شادی پر کیسے رضا مند ہو گئی لیکن وہ دل میں خوش بھی بہت تھا۔ اسے اس کے خوابوں کی شہزادی ملنے والی تھی۔ مریم کو بھی اب معلوم ہو گیا تھا کہ یہ وہی بچپن والا شاہ زیب ہے۔

☆......☆

پورا کمرہ گلاب کے پھولوں کی لڑیوں سے سجا ہوا تھا۔ معطر معطر خوشبو سارے کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔ مریم گھونگھٹ نکالے بیٹھی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور شاہ زیب کے قدموں کی آہٹ ہوئی۔ وہ آہستہ سے چلتا ہوا اس کے سرہانے بیٹھ گیا۔ پھر دھیرے سے اس کا گھونگھٹ الٹ دیا۔

''کتنا بزدل تھا نا میں مریم جو تمہیں مارا کرتا تھا اسکول میں۔ اپنے سے کمزور پر ہاتھ اٹھانا کہاں کی بہادری ہے۔'' اس نے اس کی تھوڑی اونچی کی تو مریم رونے لگی۔ گالوں پر آنسو لڑھک گئے۔

''ارے یہ کیا آپ تو رو رہی ہیں کیا میں اتنا برا ہوں۔ سچ سچ بتائیں یہ آنسو اسی لیے ہیں نا کیونکہ جسے چاہا تھا وہ میں نہیں ہوں۔'' مریم نے نفی میں گردن ہلا دی۔

''نہیں بلکہ یہ تو خوشی کے آنسو ہیں کیونکہ آپ اس سے بھی بڑھ کر ہیں جسے چاہا تھا۔'' شاہ زیب نے مسکرا کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔ مریم نے شرما کر نظریں نیچی کر لیں۔ وہ رات بھی ان کے ملن پر مسکرا رہی تھی۔

☆......☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

شازیہ مصطفیٰ عمران

سلسلے وار ناول

چوتھی قسط

زندگی پھول محبت خوشبو

پھر کئی لمحے سکتے میں آ گیا تھا۔ اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا وہ لڑکی کال کر سکتی ہے۔ نمبر تو اس کے پاس آ گیا تھا۔ نمبر بھی کئی دفعہ ٹرائی کر چکا تھا مگر سوئچ آف جا رہا تھا۔



Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''عجیب لڑکی ہے کچھ اور بات ہی نہیں کی۔ بس غصہ ہی کرتی رہی۔'' فہر کے لب مسکرانے لگی۔
اسے کافی دیر خواب کی سی کیفیت میں مبتلا ہوئے اچانک سے اسے خیال آیا مغرب بھی ہو گئی تھی اور ساڑھے سات بج گئے تھے۔ اسے تو ڈنر پر بھی پہنچنا تھا، آج آفس والوں نے میٹنگ کے ساتھ ڈنر بھی رکھا تھا۔
فہر کو یہ خوشی تھی اس لڑکی کا نمبر مل گیا اور اس بے وقوف لڑکی کو اندازہ بھی نہیں ہوگا بے وقوفی میں اپنا ہی نمبر دے گئی ہے۔
جلدی جلدی وہ تیار ہو گیا بلیک ڈنر سوٹ میں ڈیسنٹ اور ڈیشنگ لگ رہا تھا۔
''آخاہ...... آپی آپ سچ بہت دن بعد آئی ہیں۔'' فہر نے کنول کو دیکھا تو پر جوش انداز میں اس پاس آ کے بیٹھا تھا۔
''دیکھ لیا تو کہہ دیا بہت دن بعد آئی ہیں تمہیں کبھی توفیق نہیں ہوئی گھر ہی آجاؤ تم سے اچھا مہاد ہے کم از کم خیر خبر لینے آجاتا ہے۔'' وہ تپی ہوئی تو پہلے تھیں فہر کو اچھی خاصی سنا دی۔

پاک سوسائٹی
Downloaded From Paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

وہ خفیف سا ہو گیا۔

''آپی! آپ تو ہر وقت جلتے توے پر بیٹھی رہتی ہیں۔''

''تمہاری باتوں کی وجہ سے میں توے پر بیٹھتی ہوں۔'' کنول نے اس کی نک سک سے تیاری پر جائزہ لیا بلیک ڈنر سوٹ میں ڈیشنگ اور چارمنگ لگ رہا تھا۔ انہوں نے اپنے بھائی کی دل ہی دل میں نظر بھی اتاری۔

''ایسے گھور گھور کے کیا دیکھ رہی ہیں۔'' اس نے جھینپ کے ان کی آنکھوں کے آگے ہاتھ لہرایا۔

''اصل میں بھائی آج آپی آپ کی تیاری پر چونک رہی ہیں۔'' مہاد نے مسکرا کے لقمہ دیا۔

''ڈنر پر جا رہا ہوں۔ آفس کی طرف سے ہے۔'' فہر نے پہلو بدل کے جھٹ وضاحت دی۔

''تم تو ایسے گھبرانے لگے جیسے کسی لڑکی سے ڈنر پر ملنے جا رہے ہو۔'' کنول نے بھی اسے تنگ ہی کیا۔

''آپ تو پتا نہیں کیا کیا سوچ لیتی ہیں۔''

''میں تو بہت کچھ سوچ رہی ہوں ارے سدھر جاؤ کب تک نوٹ کماتے رہو گے۔ شادی کا بھی سوچ لو۔'' وہ تو بھڑک ہی اٹھیں۔

''آپ لوگوں کا یہی ٹاپک ہوتا ہے شادی جب کرنی ہو گی بتا دوں گا۔'' وہ کھڑا ہو گیا۔

''اور ہاں سیفیے جانے کی ضرورت نہیں ہے میں دو دن کی چھٹی پر ہوں۔''

''کیا؟'' کنول تو خوش ہو گئیں۔

''امی! یہ کیا سچ کہہ رہا ہے۔'' انہوں نے امی سے تائید چاہی جو مہاد کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھی تھیں۔

''ہاں کہہ تو رہا ہے مگر پھر اچانک سے چلا جاتا ہے۔''

''امی! واقعی چھٹی پر ہوں اچھا چلتا ہوں دیر ہو رہی ہے۔'' وہ سیل میں ٹائم دیکھ کے کھڑا ہوا۔

فہر آج بہت خوش تھا۔ اس پری پیکر کی آواز جو سننے کو ملی تھی مگر جانے حقیقت میں دوبارہ سامنا کب ہو گا۔ وہ وہ یہی سوچ رہا تھا وہ اتنی ریزرو طبیعت کا تھا اچانک سے اس کی لائف میں چینج آ گیا تھا کسی لڑکی نے اسے متاثر کیا تھا۔

☆......☆

انیسہ کی طبیعت بہتر ہو گئی تھی۔ اس دوران آریکہ نے ہی ان کا کچن بھی سنبھالا تھا۔ حرا اسکول جاتی تھی پھر اسے کچن کے خاص کام آتے بھی نہیں تھے۔

''بیٹا! بس کر و کل سے کھانا میں خود بنا لوں گی۔'' انہوں نے آریکہ کی سلیقہ مندی اور نفاست پسندی کو ستائشی انداز میں سراہا ہی تھا وہ کچن میں کھانا بنانے کے ساتھ کچن کو سمیٹ کے رکھتی تھی ہر جگہ ہی اس نے صفائی رکھی تھی اس نے ان کا کچن بھی صاف ستھرا کر دیا تھا۔

''آنٹی! میں نے آٹا گوندھ کے فریج میں رکھ دیا ہے۔''

''بس بیٹا! بس میں کر لوں گی تم اپنا گھر بھی دیکھتی ہو اور میرا بھی دیکھ رہی ہو۔ اللہ تمہارے نصیب اچھے کرے۔ جس گھر جاؤ گی تم سے سب خوش رہیں گے۔''

انیسہ نے اسے بغور دیکھا اور لہجہ ان کا رشک بھرا تھا۔ آریکہ سلجھی سمجھی لڑکی تھی ہر کام اور ہر بات کو اچھی طرح سمجھتی تھی۔ وہ اپنا ارادہ اگر ظاہر بھی کرتی تو کیسے حنین کو جانے کیوں وہ اچھی نہیں لگتی تھی۔

''امی! بہت بھوک لگی ہے۔'' حنین نے ان کی بات بھی سن لی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

آریکہ جھینپ کے اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ اس نے سوچا یہاں سے عزت سے نکل جائے تو بہتر ہے۔

''کہاں جارہی ہو کھانا تو نکال کے دیتی جاؤ۔'' اس نے نیچے سے ہانک لگائی۔

''بیٹا! میں نکال دوں گی بچی صبح سے لگی ہوئی ہے اوپر نیچے کے کاموں میں۔''

آریکہ کے قدم رک گئے تھے۔ وہ اسے دیکھنے سے بھی گریز کررہی تھی وہ اس سے محتاط ہی ہوگئی تھی کیونکہ بے عزتی جو اتنی بے دردی سے کی تھی۔ انیسہ منع کرتی رہ گئیں مگر اس نے پھر بھی حنین کا کھانا نکال کے ٹرے میں ریڈی کردیا۔

''امی! میرا ٹاول نہیں مل رہا۔'' حرا کی آواز آئی تو انیسہ چونک گئیں۔

''یہ لڑکی بھی عجیب ہے آتی ہوں حنین کھانا نکال دیا ہے کچن میں جاکے لے لو۔'' وہ حنین کو کہتی ہوئی اندر کی طرف بڑھ گئی تھیں۔

''تم نے کیا بنایا ہے؟'' حنین نے ٹرے میں نگاہ ڈالی آلو گوشت تھا۔

''میں جارہی ہوں۔'' وہ اپنا پنک آنچل شانوں پر سمیٹ کے نگاہوں کو جھکائے اس کے سائیڈ سے نکل کے جانے لگی۔

''ہاں ہاں جاؤ کون سا میں روک رہا ہوں اور کس رشتے سے روکوں۔'' اس نے آریکہ کو سلگا کے لقمہ منہ میں رکھ لیا۔

پورا کچن صاف ستھرا پڑا تھا۔ آریکہ کا دل دھڑک ہی اٹھا اندر سے دل کہہ رہا تھا ظالم روک لے۔

''مجھ سے فضول بات بالکل نہیں کریں۔'' وہ یہ کہہ کر کچن سے نکل گئی۔

حنین بھی اپنی ٹرے اٹھا کے باہر ہی آگیا۔ برآمدے میں رکھی ڈائننگ ٹیبل پر آکے بیٹھ گیا۔

''جس گھر جاؤ گی لوگ خوش ہوجائیں گے۔'' لہجہ معنی خیز تھا۔

''یہ آپ کا کوئی envolope آیا تھا۔'' حنین کی بات رد کر کے اس نے لفافہ فریج کے اوپر سے اٹھا کے دیا۔

''envolope.......!'' حنین نے چونک کے بے قراری سے لیا کیونکہ ہروقت جاب کے لیٹر کا ہی انتظار رہتا تھا۔ حنین نے جلدی جلدی لیٹر کھولا اور پھر خوشی سے بھرپور نعرہ لگایا۔ آریکہ کے قدم رک گئے وہ اوپر جارہی تھی۔

''امی! امی۔'' حنین کی خوشی سے بھرپور آواز پر انیسہ دوڑی چلی آئی تھیں ان کا سانس پھول گیا تھا۔ طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے خاصی کمزوری بھی ہوگئی تھی۔

''امی میرا جاب کا لیٹر آگیا۔''

''شکر ہے اس مالک کا۔'' انہوں نے حنین کے خوشی سے کھلتے چہرے کو دیکھ کر اوپر والے کا شکر ادا کیا تھا۔

آریکہ کو بھی ایسا لگا گو ناسکون کا احساس ہوا کب سے وہ اس کے لیے دعائیں ہی کررہی تھی۔

''وہ ویسے تمہیں دیکھ کر کبھی میرا کام اچھا نہیں ہوتا آج تو بات ہی انوکھی ہوگئی۔'' وہ آریکہ کو سلگانے سے باز نہیں رہا۔

''بدتمیز، کیوں بچی کے پیچھے پڑا رہتا ہے۔'' انہوں نے حنین کی پشت پر چپت لگائی۔

آریکہ جزبز ہوگئی، اس وقت اسے حنین کی یہ بات بری نہیں لگی تھی۔

''مبارک ہو آپ کو، ورنہ آپ تو مجھے ذلیل ہی کرتے رہتے۔'' وہ رکی نہیں اور لمبے لمبے قدم بڑھا کے سیڑھیاں عبور کرگئی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

حنین کے لب بھی مسکرائے ضرور مگر اس نے نفی کر دی۔
"بیٹا! بہت بری بات ہے۔ کتنے دنوں سے ہمارے کاموں میں لگی ہے اور تم اس سے کتنی بدتمیزی سے بات کرتے ہو۔" امی کو یہ بات اچھی نہیں لگتی تھی۔
حنین کو اس وقت یہ خوشی تھی اس کی جاب اس کی من پسند جگہ پر لگ گئی تھی، سیلری بھی ٹھیک ٹھاک ہی تھی۔ رات میں انیسہ نے مٹھائی منگوا کے اوپر بھیجی تھی۔

☆......☆

ابو کو آج پھر اسپتال لے کے جانا تھا اور جانا بھی ضروری تھا مگر اس کا کہیں انٹرویو بھی تھا وہ عجیب کشمکش کا شکار تھی کیا کرے گھر کے حالات سدھرنے میں نہیں آرہے تھے۔ ایسے میں رمعنہ کو اپنے کھوئے ہوئے بھائی کی یاد شدت سے آنے لگی۔
"کاش......! بھائی آپ یوں اس طرح نہ جاتے تو آج حالات ہمارے ایسے نہیں ہوتے۔" وہ تیار ہو کے اپنا بیگ اٹھانے لگی۔
"آپی کیا بات ہے؟" نمرہ نے اس کی اداس صورت دیکھی۔
"کوئی بات نہیں تم ایسا کرو ابو کی پانی کی بوتل اور فائل نکال کے ریڈی کر لو میں آتی ہوں۔" وہ اپنے چھوٹے بہن بھائی پر کسی کی بھی فکر کو ان پر ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔
"یا اللہ! میری کہیں بھی جاب لگا دے کب تک ہم ایسے رگڑتے رہیں گے۔" رمعنہ کی آنکھوں کے گوشے بھیگنے لگے۔
وہ کبھی بھی حالات سے گھبرائی نہیں تھی۔ ہمیشہ ڈٹ کے مقابلہ کرتی آرہی تھی اور اس گھر کو ایک بیٹے کی ذمہ داری کی طرح ہی ادا کر رہی تھی۔ وہ ابو کو لے کے اسپتال آگئی تھی۔ اسجد کو آج ساتھ نہیں لائی تھی۔ میٹرک میں تھا پڑھائی کا لاس بھی ہو رہا تھا۔
"آپ فائل دے دیں۔" اندر روم سے چپڑاسی ان کے پاس آیا تھا۔
رمعنہ نے جلدی سے فائل دی ابو اس کے ساتھ ہی بیٹھے تھے۔
"لگتا ہے نمبر جلدی آجائے گا۔" رمعنہ کو کچھ سکون ہوا کم از کم تین بجے تک انٹرویو کے لیے جا سکتی تھی۔ ابھی بارہ ہی تو بجے تھے۔
"پہلے ان کی فزیوتھراپی ہوگی پھر ڈاکٹر انہیں چیک کریں گے۔" وارڈ بوائے وہیل چیئر لے کے آگیا تھا۔
رمعنہ حیران بھی تھی اتنی جلدی سارے کام اتنی آسانی سے کیسے ہو رہے تھے۔
جب تک ابو کی فزیوتھراپی ہوئی وہ باہر بیٹھی رہی تھی ابو فارغ ہوئے تو انہیں سیدھا ڈاکٹر کے روم میں پہنچا دیا گیا۔
رمعنہ نے لب بھینچ کے سامنے ڈاکٹر شہیر کو دیکھا جو ہاتھ کے اشارے سے اسے بیٹھنے کو کہہ رہا تھا۔
"گڈ! آج آپ جلدی لے آئیں۔ انہیں اسی طرح ہفتے میں دو مرتبہ لے آئیے جلدی امپروومنٹ آئے گی۔" شہیر، ابو کو چیک کر رہا تھا۔
"بیٹا! ہمارے حالات ایسے کہاں، میری بیٹی جگہ جگہ جاب کے لیے ماری ماری پھر رہی ہے۔"
"ابو پلیز! آپ کیا باتیں لے کے بیٹھ گئے۔" رمعنہ کو اپنے حالات کسی کو بھی بتانا اچھا نہیں لگتا تھا۔ شہیر نے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

مسکراتے ہوئے کاسنی لان کے کپڑوں میں خوددار اور سادہ سی رمعنہ کو دیکھا جو اسے دیکھنے سے بھی گریز کر رہی تھی۔

''ویسے آپ کا بلڈ پریشر وغیرہ ٹھیک ہے۔ میڈیسن ویسے ہی جاری رکھیں اور ہاں گھر میں تھوڑی چہل قدمی ضرور کریں۔ آپ کی ٹانگوں کا خون کا دوران بڑھے گا تو آپ انشاء اللہ جلد اپنے پیروں پر کھڑے ہو جائیں گے۔''

''کیا آپ نے نئی میڈیسن لکھی ہے؟'' رمعنہ کو فکر ہوئی کیونکہ میڈیسن آتی ہی اتنی مہنگی تھیں اکثر میڈیسن رہ بھی جاتی تھیں۔

''نہیں نہیں وہی ہیں صرف ایک ٹیبلٹ کا اضافہ ہے یہ آپ کو نیچے او پی ڈی سے مل جائے گی۔''

''نیچے!'' رمعنہ پوچھنے لگی۔

''ہمارے پاس پیشنٹ کے لیے Not for sale کی میڈیسن ہوتی ہیں، وہی آپ کو مل جائے گی۔''

شہیر کو جیسے اس کی سوچیں پڑھنی آتی تھیں وہ سمجھ گیا تھا رمعنہ کن حالات سے دوچار ہے۔

''اگر آپ مائنڈ نہیں کریں تو ایک جاب میرے پاس بھی ہے آپ کے لیے۔'' وہ چیئر سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ رمعنہ نے چونک کے حیرانگی سے اسے دیکھا وہ مذاق تو نہیں کر رہا۔

''بیٹا بتایئے۔'' ابو کو جیسے جلدی تھی۔

''نہیں میں نے دو ایک جگہ انٹرویو دینے ہیں ہو جائے گی جاب بھی۔'' وہ جیسے اس کا احسان لینا نہیں چاہتی تھی۔

''یہاں لیب میں جگہ خالی ہے۔ ریسپشن کی آپ کی ایجوکیشن کتنی ہے۔''

''ماسٹرز کیا ہے اس نے۔'' ابو نے بتایا۔

''گڈ پھر تو مجھے آپ کے لیے ہی ہے۔ دیکھ لیں آپ کو ٹھیک لگے تو......'' شہیر اس کی خاموشی کو جانچ رہا تھا۔

''سیلری بھی 18 ہزار ہے دوائیاں علاج یہاں آپ کا فری ہی ہوگا بلکہ پوری فیملی کا۔''

''سوری مجھے اس کا کوئی تجربہ نہیں۔'' وہ ابو کی فائل اٹھا کے کھڑی ہوگئی۔

''یہاں تجربہ نہیں مانگا ہے آپ سوچ لیں۔''

وہ کھڑا ہو گیا ابو کی وہیل چیئر کو اس نے خود دھکا کے باہر نکالا حالانکہ وارڈ بوائے موجود تھا۔ رمعنہ کا ذہن الجھ گیا تھا جاب کی ضرورت تھی اور اگر انا کی وجہ سے چھوڑ دی تو ٹھیک نہیں ہوگا۔

☆......☆

اس کا کھاتے کھاتے دل گھبرانے لگا۔ ٹیبل سے اٹھ گیا۔ ماہا کی جانچتی اور گہری نگاہیں اس پر تھیں۔

''بیٹا کیا بات ہے کھانا تو کھاؤ۔'' بشریٰ نے پوچھا۔

''آنٹی کھا لیا۔'' وہ سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

''شہریل بھائی! اتنے خاموش رہنے لگے ہیں کچھ شیئر بھی نہیں کرتے۔'' فواد اپنی پلیٹ میں جھکا کھا رہا تھا اسے یوں ایک دم سے جاتے دیکھ کر تشویش بھی ہو رہی تھی۔

''ماں باپ یاد آتے ہیں اسی لیے چپ رہتا ہے۔''

''ہم کیا انہیں وہ محبت و پیار نہیں دیتے؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''یہ بھی تو حقیقت ہے اس کے ماں و باپ اور بہن بھائی ہیں انہیں بھولتا تو نہیں ہے خون تو جوش مارتا رہتا ہے۔''

''کچھ بتاتے بھی نہیں ہیں بس آفس اور گھر آتے ہی رات کو سو جاتے ہیں۔''

''اگر اتنا خیال آرہا ہے تو خود پوچھ کیوں نہیں لیتے امی کا سر کیوں کھا رہے ہو۔'' ماہا نے فواد کو جیسے ڈانٹ ہی دیا کیونکہ کچھ دن سے وہ خود بھی جھنجھلائی کھسیائی ہو رہی تھی۔ شہزیل کے سرد مہر رویے کی وجہ سے جو اس کی جانب رخ ہی نہیں دے رہا تھا۔

''ہاں پوچھ لوں گا۔'' اس نے ہاتھ تو اٹھا کے گویا جڑ کے ہی کہا۔

''خدارا اب تم دونوں جھگڑنا نہیں، کھانا کھاؤ جلدی۔'' بشریٰ دونوں کے آئے دن کے جھگڑوں سے بھی نالاں تھیں۔

ماہا کا تو ذہن شہزیل میں الجھا ہوا تھا اسے بھی تشویش تھی آخر وہ کھانے سے اٹھ کیوں گیا۔ وہ کھانے سے فارغ ہو کے اپنے روم میں چلی گئی۔

ٹائم دیکھا تین بج گئے تھے اور اس وقت گھر کی خواتین دوپہر کے کھانے کے بعد کچھ دیر آرام کرتی تھیں اور شہزیل لنچ پر روز ہی گھر آتا تھا وہ اس چکر میں تھی کسی طرح بھی شہزیل کے روم میں جانے کا موقع مل جائے اس سے پوچھے تو آخر وجہ کیا ہے اتنا تو اسے پتا تھا شہزیل اسے ڈانٹ کے روم سے نکال دے گا مگر ماہا بھی ایک ضدی تھی اپنی بات منوانا اسے خوب آتا تھا۔

''کیا بات ہے کھانا کیوں نہیں کھایا؟'' وہ آندھی طوفان کی طرح دروازہ ناک کیے بغیر اس کے روم میں چلی آئی تھی۔ شہزیل نے چونک کے ناگواری سے اسے دیکھا۔

وہ کچھ دیر آرام کی غرض سے لیٹا تھا اسے پھر واپس آفس جانا تھا منیب احمد کے پاس۔

''آپ سے کس نے کہا میں نے کھانا نہیں کھایا؟'' وہ لہجے میں روکھائی اور ناگواری لیے گویا ہوا۔

ماہا بلیک سوٹ میں اپنی سرخ و سفید رنگت کے ساتھ اس کے سامنے کھڑی تھی۔ دلکش اور حسین تو وہ ویسے ہی تھی مگر شہزیل کو اس کی لاابالی اور لاپرواہی والی عادت سخت کوفت میں مبتلا کر دیتی تھی۔ وہ اس پر نگاہ اور توجہ نہیں دیتا تھا مگر وہ پھر بھی اس کے پیچھے پیچھے رہتی تھی۔

''میری کیا آنکھیں نہیں ہیں۔ ادھر دیکھو میری طرف۔'' اس نے شہزیل کا بازو پکڑ کر اپنی طرف کیا جو بیڈ سے اٹھ کے باہر کھڑکی سے دیکھنے لگا تھا۔

''ماہا! فار گاڈ سیک آپ میرے پیچھے نہیں رہا کریں۔ مجھے اچھا نہیں لگتا آپ کو بار بار ٹوکنا۔'' وہ کھسیا کے تلخی اور ترش روی سے گویا ہوا۔

''تم مجھ سے جتنا بھاگو گے میں تمہارے پیچھے پیچھے رہوں گی۔'' اس کے لہجے میں بھی ضد اور اعتماد تھا۔

''کوئی فائدہ نہیں میرے اور آپ کے راستے الگ ہیں۔''

''راستے تو میرے اور تمہارے ایک ہی ہیں مگر تم نگاہ چراتے ہو۔'' اس نے شہزیل کی آنکھوں میں دیکھا اونچا لمبا توانا وجیہہ و شکیل شہزیل ہر لڑکی ہی کی توجہ کا مرکز بن جاتا۔ ماہا کو اندازہ تھا۔

''مجھے ایک دن یہاں سے چلے جانا ہے۔ کبھی تو میرے گھر والے ملیں گے۔'' اس کے لہجے میں یقین اور وثوق تھا اور ہر طرح سے کوشش میں بھی تھا لگتا تھا رشتے داروں میں اپنا کوئی ایسا نہیں تھا جو اسے یاد آتا ایک چچا

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

تھے ان کا گھر بھی اسے یاد نہیں تھا کیونکہ ابوان سے کم ہی ملتے تھے۔
''تمہارے ساتھ میں بھی تو جاؤں گی۔''
''کیوں بچوں والی بات کرتی ہیں میں اپنی حیثیت جانتا ہوں میں آپ لوگوں کے برابر کا نہیں۔'' وہ افسردگی سے بول رہا تھا۔
''یہ تمہاری سوچ غلط ہے کہ برابر کا نہیں اگر برابر کے نہیں ہوتے تو بابا اور امی اور اس گھر کے افراد تمہیں الگ رکھتے بابا نے ہمیشہ تمہیں آگے ہی رکھا ہے۔'' ماہا کو اس کی سوچ پر دکھ بھی ہوا۔
''یہ میں احسان اس گھر کا کبھی نہیں بھولوں گا مجھے سب نے عزت واہمیت سے رکھا۔'' وہ اس کا دل سے اعتراف کرتا تھا۔
''اور میرے بارے میں کیا خیال ہے میں تمہیں کیسے رکھتی ہوں۔'' وہ آنکھوں میں سوال لیے اس سے مخاطب تھی۔
''ماہا آپ ہر بات میں اپنی بات کیوں نکالتی ہیں اور وہ بھی زبردستی۔'' وہ پشت پھیر کے کھڑا ہو گیا۔ وہ جانتا تھا ماہا اسے دیوانوں کی حد تک چاہتی ہے مگر یہ بالکل سمجھ نہیں رہی جب بات رشتہ جوڑنے کی آتی ہے تو کلاس درمیان میں آجاتی ہے اور وہ ویسے بھی کوئی بھی بات اپنی طرف سے نہیں چاہتا جس سے اس گھر کے افراد کے اعتماد کو ٹھیس پہنچے۔
''کیوں اپنی بات کیوں نہیں نکال سکتی تمہیں چاہتی ہوں تم سے محبت کرتی ہوں اس وقت سے جب میں اور تم شعور کی منزل پر نہیں پہنچے تھے۔'' اسے شہزیل کے اکھڑ اور روکھے سرد مہر رویے سے دکھ ہوتا تھا۔
''مگر میں نے آپ کو کبھی اس نظر سے نہیں دیکھا اور نہ ہی کبھی دیکھوں گا انڈر اسٹینڈ۔'' اس نے ایک ایک لفظ پر زور دے کے اس کے اندر کے جذبات اور احساسات کو دبانے کے لیے کہا تاکہ وہ اس کے رویے سے دور ہو جائے۔
''شہزیل! تم خود بھی اپنے اندر کے جذبات کی نفی کر رہے ہو تم بھی مجھے چاہتے ہو۔'' ماہا کو اس کی آنکھوں کی چمک ہمیشہ ہی چونکاتی تھی جو اسے دیکھتا تو تھا۔
''پلیز ماہا! آپ یہاں سے چلی جائیے، لیکن آپ کیوں جائیں گی آپ تو ضدی اور ہٹ دھرم ہیں۔ مجھے ہی چلے جانا چاہیے۔'' وہ اس کے طنز اور ناگواریت سے بولتا ہوا جانے لگا۔
''شہزیل! ضدی اور ہٹ دھرم بول کے تم مجھے چیلنج کر گئے ہو۔ تم دیکھنا ایک دن میں تمہیں پا کے ہی رہوں گی۔''
''جسٹ شٹ اپ۔'' وہ جھینپ گیا۔
دل کی حالت ایسی تھی کہ وہ پکار رہا تھا، ایک مرد ہی تو تھا وہ بھی توانا اور جذبات سے پُر، ماہا کو دل میں جگہ دینا نہیں چاہتا تھا مگر اسے وہ جان بوجھ کے اگنور کیے ہوئے تھا۔

☆......☆

اسے یہ بات بھول کے ہی نہیں دے رہی تھی۔ ابو نے اسے ڈرائیور کی بھانجی بتایا تھا اور تو اور وہ فہر کو کال کر کے بھی اس سے الجھ ہی پڑی تھی۔
''تم فضول اتنا سوچ رہی ہو انکل نے مجبوری میں بتایا ہوگا۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-



www.paksociety.com

''آخر کب تک یہ مجبوری چلے گی، میری اپنی کوئی پہچان نہیں ہوگی اسی طرح ساری زندگی وہ مجھے چھپا کے رکھیں گے۔'' نیل فر کی آنکھوں کے گوشے بھیگ رہے تھے۔

''بیٹا! اگر تم بولو تو میں بات کروں شکیل بھائی سے۔''

''بنش خالہ! بالکل نہیں میں انہیں اپنی وجہ سے پریشان بھی نہیں کرنا چاہتی مگر مجھے یہ دکھ ہے میں اپنے باپ کو کسی کے سامنے کھل کے باپ بھی نہیں کہہ سکتی۔'' وہ لب کچل رہی تھی۔

شہوار نے خالہ کی طرف دیکھا وہ بھی اداس اور پرسوچ لگ رہی تھیں۔

''تم خود کو سوائے بور کرنے کے کچھ نہیں کر رہی ہو۔ اٹھو چلو باہر نکلو اور یہ فضول باتوں کو دفع کرو ایک دن تم دیکھنا سر اٹھا کے انکل کے ساتھ ان کے گھر جاؤ گی پتا ہے کیوں، انکل کے دو بیٹے ہیں اور تم ان کی اکلوتی بیٹی ہو اور ان کے بیٹوں کو جب تمہارے بارے میں پتا چلے گا، تو وہ خود تمہیں لے کے جائیں گے کیونکہ تم ان کی اکلوتی بہن ہو۔'' شہوار اسے ہمیشہ مثبت انداز میں ہی سمجھاتی تھی۔

''ابو کی بیگم مجھے کیا قبول کرلیں گی۔'' اندر کا خوف یہ بھی تو تھا۔

''انشاء اللہ تعالیٰ دیکھنا وہ بھی قبول کرلیں گی انکل بتاتے ہیں وہ بہت اچھی نیچر کی ہیں۔''

''ہاں بیٹا! شکیل بھائی سے میں نے بھی کئی دفع پوچھا ہے۔ وہ اپنی بیگم کی تعریف ہی کرتے ہیں۔'' خالہ نے بھی تائیدی انداز میں اسے یقین ہی دلایا۔

''ارے وقت جب آئے گا تو حالات تمہارے ہی موافق ہوں گے اس لیے تم سوچ سوچ کے خود کو ہلکان نہیں کرو چلو، ہم آئس کریم کھا کے آتے ہیں۔'' شہوار کسی طرح بھی اس کا موڈ اچھا کرنا چاہتی تھی۔

''میرا دل نہیں کر رہا۔''

''کیا ہے نیل فر کبھی مجھ غریب کا بھی سوچ لیا کرو۔ تمہارے طفیل مجھے بھی انجوائے کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔'' شہوار خفگی سے بولی۔

''بیٹا! باہر نکلو خود ہی تمہارا موڈ بھی اچھا ہو جائے گا۔ اٹھو شاباش۔'' خالہ نے اسے پیار سے اٹھایا۔

''امی! آپ جلدی سے تیار ہو کے آجائیں کیونکہ آپ کے بغیر تو یہ بالکل نہیں جائے گی۔''

''ہاں، ہاں مجھے پتا ہے۔'' وہ مسکراتی ہوئی اٹھیں شہوار نے زبردستی اس کے کپڑے بھی چینج کروائے۔ کڑھائی والی کرتی اور اس پر کنٹراسٹ میں ٹراؤزر اور رج اور شاکنگ پنک میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ دوپٹہ وہ ہمیشہ بڑا ہی اوڑھتی تھی۔

قریبی آئس پارلر پر وہ لوگ آگئی تھیں۔ رات کے آٹھ بج رہے تھے خاصی گہما گہمی تھی۔

شکیل احمد نے اس کے لیے گاڑی کی بات کرلی تھی۔ دو ایک دن میں آنے والی تھی اس کے لیے نیل فر کو ڈرائیونگ اسکول میں ایڈمیشن لینا تھا۔

آئس کریم وغیرہ سے فارغ ہو کے وہ لوگ گھر کی طرف واپسی کا قصد کر رہی تھیں ابھی موڑ سے وہ تینوں مڑنے ہی والی تھیں کہ اسپورٹس بائیک پوری اسپیڈ سے آئی تھی۔ نیل فر نے چیخ ماری تھی اور وہ بائیک والا فت پاتھ سے بائیک ٹکرا کے زمین پر گر چکا تھا۔

''اللہ خیر کرے۔'' خالہ نے اپنے دل پر ہاتھ رکھ لیا۔ نیل فر وحشت زدہ سی اس لڑکے کو دیکھنے لگی جو کپڑے جھاڑتا ہوا کھڑا ہوا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''یہ چیخ آپ دونوں میں سے کس نے ماری تھی۔'' وہ بہت برہم ہو رہا تھا۔
''ارے آپ ہی پوری اسپیڈ سے آ رہے تھے۔'' شہوار نے جواب دیا۔
''دیکھیے باجی میں......''
''کیا باجی تمہارا دماغ تو درست ہے مجھے باجی کہتے ہو، خود کو کیا سمجھتے ہو؟'' شہوار تو اس پر چڑھ دوڑی۔
''ایسا کیا غلط بول دیا۔'' حمزہ کب دبنے والا تھا۔ نیل فر نے اس لڑکے کو دیکھا واقعی عمر میں وہ کم ہی تھا بمشکل بیس سال کا ہوگا۔
''دیکھیے آپی! میں ان سے چھوٹا ہوں ناں۔''
''لو تمہیں آپی بنالیا۔'' شہوار نے اسے گھورا۔
نیل فر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی اسے اس لڑکے کی خود اعتمادی اچھی لگی تھی اور پھر وہ خود کتنی عزت سے باجی اور آپی کہہ رہا تھا۔
''اے بیٹا! بچیاں ڈر گئی تھیں تمہاری گاڑی کے ہارن سے۔'' زبیدہ خالہ نے صفائی دی۔
''واٹ بچیاں آنٹی! یہ اتنی بھی بچیاں نہیں ہیں اگر بچیاں ہیں تو انہیں گود میں لے کے نکلیں۔ بے چاری ڈر جاتی ہیں۔'' وہ طنز ہی کرنے لگا۔
''اے لڑکے ذرا تمیز سے۔'' نیل فر نے اسے گھورا۔
''آپی! اتنی تو تمیز سے بول رہا ہوں ایک تو میری کوئی بہن نہیں ہے اس لیے اپنے سے بڑی لڑکی کو ضرور عزت سے باجی اور آپی کہتا ہوں۔'' وہ بتانے لگا۔
''اچھی بات ہے۔'' نیل فر مسکرائی۔
''اچھا سوری میری چیخ سے آپ گر گئے۔''
''اٹس او کے مگر پلیز آئندہ خیال رکھیے گا۔'' وہ اپنی بائیک اٹھانے لگا۔
''کیوں دوبارہ بھی ملنے کا ارادہ ہے۔'' شہوار نے حیرانگی سے پوچھا۔
''دیکھیے دنیا گول ہے جب ایک بندہ مل جاتا ہے تو بار بار ضرور ملتا ہے یا یوں سمجھیں جن سے ہمارے تعلقات ہوتے ہیں ان سے ہم کبھی نہیں ملتے تو وہ لوگ بھی لائف میں ضرور ٹکراتے ہیں یہ الگ بات ہے رشتہ کا پتا نہیں چلتا۔''
نیل فر نے اس کی اتنی لمبی وضاحت پر چونک کے دیکھا۔ کتنی گہرائی سے اس نے بات کی تھی۔
''اوہو لگتا ہے فلاسفر ہو۔'' شہوار کا انداز فہمائشی تھا۔
''فلاسفر تو ہمارے خاندان میں خاصے بھرے پڑے ہیں سب سے بڑی فلاسفر میری ماں ہے۔ اچھا بھئی چلتا ہوں ویسے خاکسار کو حمزہ کہتے ہیں یاد رکھیے گا۔''
''حمزہ......'' نیل فر نے چونک کے نام دہرایا۔
''حمزہ شکیل احمد۔''
''بیٹا تم۔'' خالہ اس سے آگے کچھ بولتیں نیل فر نے ان کا ہاتھ دبایا۔
حمزہ اپنی بائیک اسٹارٹ کر کے جا چکا تھا مگر نیل فر کی سوچوں کا رخ اپنی طرف ہی کر گیا اگر یہ وہی حمزہ ہے تو......!

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

☆......☆

وہ اس کی آواز میں ہی کھویا ہوا تھا۔ سیل پر کئی دفعہ ٹرائی کیا مگر ریسپونس نہیں کر رہی تھی اور فہر کی بے قراریاں بڑھتی جا رہی تھیں۔ وہ بھی ارادہ باندھ چکا تھا اس سے ملے گا تو ضرور اور کسی بھی طرح۔

''آپ کے بیٹے کو تو اتنی فرصت بھی نہیں کہ ہمارے پاس بیٹھ جائے۔'' رحمٰن علی نے اس کی تیاری دیکھی جو جانے کے لیے کہیں نکل رہا تھا ان کے شکوے پر فہر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

''ابو! آپ بھی آپی کی طرح شکوہ کرنے لگے۔'' وہ بلیک پینٹ پر پیچ کلر کی شرٹ میں ڈیسنٹ اور اسمارٹ لگ رہا تھا۔

''تم تو لگتا ہے بس پیسہ کمانے کی دھن میں لگ گئے ہو۔''

''ایسی بات نہیں ہے۔'' فہر جھینپ گیا۔

''میں تمہارا باپ ہوں تمہاری عمر میں ہمیں بھی یہی دھن سوار تھی۔''

''سچ ابو! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اصل میں آپ خود ہی جانتے ہیں میری جیسی جاب ہے اس میں ہر وقت الرٹ ہی رہنا پڑتا ہے اس لیے آپ کو ایسا لگتا ہے۔''

رحمٰن علی مسکرانے لگے کیونکہ وہ پریشان ہو کے انہیں وضاحت دینے لگا۔

''تمہاری ماں تو مجھے یہی الزام دیتی ہے کہ میں نے تمہیں سول انجینئر کیوں بنایا۔''

''ابو! آپ میرے بچپن کے شوق کو جانتے ہی ہیں مجھے روڈ اور فلائی اوور بنانے کا شوق تھا۔ بچپن میں سارے کھیل ایسے ہی کھیلتا تھا۔''

''دیکھا کیسے اپنے ماں باپ کو بہلا رہا ہے۔'' زہرہ نے ہاتھ اٹھا کے انہیں کہا۔

''ارے میں تو مذاق کر رہا تھا میرا ذمے دار بیٹا تو گھبرا ہی گیا۔''

''ابو! آپ نے ایسے لہجے میں شکوہ کیا تو میں تو پریشان ہی ہو گیا۔''

''مائے بوائے ایسی کوئی بات نہیں جاؤ تم کسی میٹنگ میں جا رہے تھے۔'' انہوں نے نک سک سے تیار ہوئے فہر کے شانے پر تھپکی دی۔

وہ زہرہ کے گلے لگ کے نکل گیا تھا۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے سیل نکالا اور دوبارہ اس لڑکی کا نمبر پریس کیا۔

''کم ان پک کرو۔'' وہ اسٹیئرنگ پر ہاتھ مار رہا تھا۔

''تھینک گاڈ پک تو کی کال۔''

''کون؟'' دوسری طرف سے اس کی جھجکتی ہوئی آواز آئی۔

''ارے وہی شاپر زوالے خاکسار ہیں سیل کیوں آف کیا ہوا تھا۔''

''آپ......'' وہ تو چیخ ہی پڑی۔

''آہستہ، شکر ہے پہچان لیا۔'' فہر نے ہنس کے کہا۔

''آپ کو ضرورت کیا پڑی ہے کال کی۔''

''آپ سے ملنا ہے۔'' اس نے جھٹ کہا۔

''میں فضول اور ایرے غیروں سے نہیں ملتی۔'' اس نے تڑخ کے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''ٹھیک ہے نہیں ملو میں گھر پہنچ جاؤں گا وہ ڈرائیور آپ کا ماموں ہے نا اس کے ساتھ۔''
''نہیں آپ ایسا بالکل نہیں کریں گے۔'' نیل فر تو گھبرا گئی۔
''پھر ملنے کی ڈیٹ فکس کریں۔''
''کبھی نہیں۔'' نیل فر نے لائن ہی کٹ کر لی۔
''محترمہ آپ جو کوئی بھی ہو میں ایسے تو نہیں چھوڑوں ہرنی جیسی آنکھوں والی وحشت زدہ سی لڑکی مجھے جانے کیوں اچانک سے متاثر کر گئی۔'' اس نے خود سے ہمکلامی کی اور مسکرا کے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔
وہ ایسا بالکل نہیں تھا کہ لڑکیوں کے پیچھے بھاگنے والا۔ جانے کیوں اس کے خواب وخیالوں میں آنے لگی تھی۔
''فہر علی! جس کے پیچھے پڑ جائے اسے چھوڑتا نہیں ہے۔'' وہ گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ آج بھی اس کا ارادہ شکیل ماموں کی طرف جانے کا تھا۔ کسی طرح تو ان کے ڈرائیو سے کچھ تو پتا چلے مگر ماموں جان اتنا گھبرائے کیوں تھے وہ ان کے آہنی گیٹ کے باہر گاڑی میں بیٹھا سوچ رہا تھا۔
''فہر علی! تم پر یہ حرکت بالکل اچھی نہیں لگ رہی لڑکی کا ایڈریس معلوم کرو گے۔ یہ اچھی بات تو نہیں ان کا ڈرائیو کیا سوچے گا پھر ماموں جان کے سامنے عزت دو کوڑی کی ہو جائے گی۔''
''دہشت یہ مجھے کیا ہو گیا ہے فہر علی تو سوبری شخصیت ہے وہ لڑکی اگر میری قسمت میں ہوگی تو مجھے ضرور دوبارہ ٹکرائے گی۔'' اس نے اپنی گاڑی کا رخ موڑ لیا تھا۔
اس نے اپنے بقیہ ادھورے کام نمٹائے اور واپسی پر کنول کی طرف چلا گیا۔ کافی کچھ لے کے۔ وہ اس کی یوں اچانک آمد پر ہی خوش ہو گئی تھیں اور بچے الگ اپنے مصروف ماموں کو دیکھ کر پھولے نہیں سما رہے تھے۔

☆......☆

جاب اس کی بہت اچھی تھی اور یہ سب اوپر والے کی مہربانی تھی جو جاب اس کی مرضی کی مل گئی تھی۔ اسے جوائن کیے ایک ہفتہ ہو گیا تھا۔ آریکہ کا اور اس کا سامنا نہیں ہوا تھا۔ انیسہ نے اس کی جاب کی خوشی میں میلاد اور قرآن خوانی بھی کروائی تھی وہ اسے اس دوران بھی نظر نہیں آئی تھی۔ ثمرہ اور آنٹی ہی نظر آئی تھیں۔
حنین کی ہمت بھی نہیں پڑ رہی تھی امی سے پوچھنے کی، مگر دل میں اندر بے چینی ضرور تھی وہ جب سامنے ہوتی تھی اس سے چڑ چڑ کے بولتا تھا اور اب جب کہ وہ اس کے سامنے تھی تو چڑ چڑا ہو رہا تھا۔
''حسن کو بھی اٹھا دو، ساتھ ہی ناشتہ کر لے گا بار بار مجھ سے نہیں ہوتا۔'' امی اس کے آگے دو پراٹھے اور آملیٹ رکھنے لگیں حنین نے چونک کے سر اٹھایا تھا۔
''آپ جانتی تو ہیں چھٹی والے دن وہ دیر تک سوتا ہے۔''
''اتنی دیر تک بھی کیا دوپہر ہو جاتی ہے دوپہر کے کھانے میں دیر ہو جاتی ہے۔'' وہ بھی چیئر کھسکا کے بیٹھ گئی تھیں۔
''حرا نے کر لیا ناشتہ؟''
''ہاں کر کے گئی ہے اوپر ثمرہ کے پاس گئی ہے۔'' انہوں نے بتایا۔
''خیریت؟'' حنین نے چونک کے پھر پوچھا۔
''آریکہ کو کچھ لوگ دیکھنے آرہے ہیں ثمرہ، آریکہ کا وہ کیا ہوتا ہے چہرے کا فیشل کروا رہی ہے۔'' وہ سادہ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

سے لہجے میں بتانے لگیں۔

حنین نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

''کس لیے دیکھنے آرہے ہیں؟''انجان بن کے استفسار کرنے لگا۔

''ارے بیٹا بیٹیاں پرایا دھن ہوتی ہیں جتنی جلدی ہو ماں و باپ کے سامنے اپنے گھر کی ہو جائیں تو اچھا ہے۔''

''لگتا ہے انکل اور آنٹی بیٹیوں سے بے زار ہو گئے ہیں۔''وہ چائے کے سپ لینے لگا۔

''ایسی بات نہیں، مجھے تو اپنی حرا کی بھی فکر ہے۔''

''امی! حرا ابھی بچی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کی شادی اچھے خاندان میں ہی ہو گی اس کے دو بھائی موجود ہیں۔''اس نے امی کو تسلی اور اطمینان دلایا۔

''تمہارے ابو کی لاڈلی تھی اس کے دنیا میں آتے ہی اس کے اتنے لاڈ اٹھائے انہیں اتنا موقع ہی نہیں ملا کہ بیٹی کو بڑا ہوتا دیکھتے۔''امی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

''امی آپ پھر ابو کو یاد کر کے رونے لگیں۔ ہم دو بیٹے ہیں تو آپ کا سہارا۔''اس نے ناشتے سے فارغ ہو کے ان کے کندھے تھام لیے۔

''اچھا چھوڑو تم یہ برتن اٹھاؤ اور کچن میں رکھ کے آؤ۔''انہوں نے اپنے آنسو صاف کر لیے اپنے بچوں کو اپنی وجہ سے پریشان اور افسردہ بھی نہیں کرنا چاہتی تھیں۔

انہیں اصل اداسی تو آریکہ کی تھی ان کے دل میں یہ خواہش تھی یہ سگھڑ اور سمجھ دار لڑکی ان کے گھر کی بہو بن جائے مگر حنین کا تیکھا اور چڑچڑا مزاج انہیں بات ہی نہیں کرنے دے رہا تھا۔

''کیا رشتہ پکا ہو رہا ہے آریکہ کا؟''حنین نے قدرے توقف کے بعد رک رک کے پوچھا۔

''نہیں ابھی تو دیکھنے آرہے ہیں جب پسند آ جائے گی تو بات آگے بڑھے گی۔''

''اللہ کرے بات آگے بڑھے ہی ناں۔''حنین نے دل میں دعا کی۔

''کیا کہا؟''امی کو ایسا لگا اس نے کچھ کہا ہو۔

''نن......نہیں تو۔''وہ گڑبڑا ہی گیا۔ کیونکہ دل کا چور چہرے سے عیاں بھی ہونے لگا تھا۔

امی نے اس کا چہرہ کافی تفتیشی نگاہوں سے جانچا حنین کے چہرے پر انہیں آج کچھ خاص رنگ لگا مگر وہ اس رنگ کو زبان دینے سے ڈرتی تھیں۔ اگر انہوں نے اس سے کچھ پوچھا تو کہیں وہ نفی نہ کر دے۔

''بھائی صاحب ایک کے فرض سے فارغ ہوں گے تو ہی دوسری کی باری آئے گی۔''

''امی آپ کو اچانک سے دوسری کی بھی فکر ہونے لگی۔''وہ اٹھ کر بیسن پر آ گیا اور ہاتھ دھونے لگا۔

''دونوں بچیاں بہت اچھی ہیں سلیقہ شعار اور تمیزدار۔''وہ آریکہ اور ثمرہ کی تعریفوں میں لگ گئیں۔

''آج حنین احمد تمہیں اتنی بے چینی کیوں ہو رہی ہے۔ اچھا ہے نا وہ تمہارے سامنے سے چلی جائے گی تمہیں چڑ بھی ہوتی تھی۔''

''نہیں وہ چڑ نہیں وہ ایک الگ احساس تھا جو شاید تم سمجھنا نہیں چاہتے تھے۔ آج تمہیں ایک دم سے اس کے پرائے ہونے کا احساس ہوا تو تمہارے اندر ہلچل مچ گئی۔''

''ارے حنین! کیا بہرے ہو گئے ہو۔''امی کی تیز کار پر وہ سوچوں سے باہر نکلا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''جی امی!'' وہ چونک بھی گیا۔
''بیٹا! حسن کو اٹھادو میں دوپہر کے پکانے کے لیے سامان منگواؤں گی ہو سکتا نائیلہ کو بھی منگوانا ہو۔'' انہوں نے آریکہ کی امی کا نام لیا۔
''آپ بار بار کیوں اتنی فکر کر رہی ہیں۔''
''بیٹا! ان کے گھر کوئی لڑکا تو ہے نہیں جو بھاگ بھاگ کے بازار جائے اور رہے بھائی صاحب وہ کون سا صحت مند ہیں، ہم پڑوسی ہیں کچھ تو ہمارا بھی فرض بنتا ہے۔'' وہ ڈائننگ ٹیبل سے برتن اٹھانے لگیں۔
''اگر اتنا ہی فرض بنتا ہے تو ان کی بیٹی کو بیاہ کے یہیں لے آئیں۔'' حنین نے روانی میں ایسی بات کہہ دی امی تو متحیر زدہ سی سکتے میں آ گئیں۔
اور حنین وہ تو گڑبڑا گیا اسے خود اندازہ نہیں تھا وہ بے وقوفی میں ایسی بات کہہ دے گا۔
''کیا بک رہے ہو۔''
''واقعی بک دیا ہے۔'' وہ خود خجل ہو کے اندر کی طرف بڑھ گیا۔
حنین خود پر حیران تھا۔ اس نے یہ بات کہہ کیسے دی۔
''حنین احمد! جو تمہارے دل کی سچائی تھی وہ خود تمہاری زبان سے ادا ہو گئی۔'' اندر سے اسے پھر کوئی کہہ رہا تھا۔
''حنین احمد یہی سچ ہے وہ لڑکی تمہاری زندگی کا حصہ ہے جب ہی تو وہ ہر وقت تمہاری سوچوں میں ساتھ رہتی ہے۔''
حنین سر تھام کے اپنے بیڈ پر بیٹھ گیا۔ آریکہ کے رشتے کا سن کے تو اسے کچھ اچھا ہی نہیں لگ رہا تھا اگر واقعی وہ لوگ اسے پسند کر کے چلے گئے تو وہ تو چلی جائے گی اور پھر وہ کس سے لڑے گا۔
''نہیں وہ میری زندگی میں شامل رہے گی۔'' وہ خود سے بولا تھا۔
''امی! پتا نہیں کیا سوچ رہی ہوں گی۔'' اسے یہ بھی فکر تھی۔

☆......☆

رمعنہ نے بہت سوچ اور سمجھنے کے بعد یہ فیصلہ کیا تھا اسے شہیر کی آفر قبول کر لینی چاہیے کیونکہ کہیں اور تو اس کی جاب کا کوئی بھی سلسلہ نہیں بن رہا تھا۔ پھر گھر کے اخراجات اور ابو کا علاج یہ سب بہت ضروری تھے۔ نمرہ اور اسجد کی فیس بھی رہتی تھی۔ آج ابو کو پھر اسپتال چیک اپ کے لیے لے جانا تھا۔ ابو پہلے سے کافی بہتر ہو گئے تھے ان کا پاؤں تھوڑا تھوڑا حرکت کرنے لگا تھا۔ بعض دفعہ واکر سے وہ واک بھی کر لیتے تھے۔ کافی حد تک ان کے علاج سے مطمئن بھی تھی کیونکہ ڈاکٹر شہیر نے یہ بھی تو کہا تھا ابو کا علاج یہاں فری ہو گا اگر وہ جاب کر لے گی تو۔
''ابو! تیار ہو گئے ہیں تو امی ان کی فائل اور پانی وغیرہ بیگ میں رکھ دیں۔'' رمعنہ کے چہرے پر کچھ اطمینان نظر آ رہا تھا۔
نگہت نے اسے کافی سمجھایا تھا وہ اس جاب کو قبول کر لے تو اچھا ہے، چاہے وہ ساتھ ساتھ دوسری جاب بھی تلاش کرتی رہے۔ گرین پرنٹڈ کپڑوں میں ملبوس پریشانی اور فکروں میں مبتلا وہ ہاسپٹل آ گئی تھی۔
ابو کا نمبر خلاف توقع آج پھر جلدی آ گیا تھا۔ ڈاکٹر شہیر نے ان کا تفصیلی چیک اپ کرنے کے بعد انہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

جانے کو کہا تھا۔
رمعنہ کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی کہ وہ بات کرے۔ شہیر ڈاکٹر تھا وہ چہرے پڑھنا خوب جانتا تھا وہ رمعنہ کے تاثرات جانچ رہا تھا۔
''سر! مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔'' وہ ابو کو باہر چھوڑ آئی تھی اور خود اس سے بات کرنے آ گئی۔ شہیر نے چونک کے سر اٹھایا۔ وہ خوش بھی ہوا وہ آ گئی تھی۔
''جی کہیے۔'' وہ اس کی جانب مکمل متوجہ ہو گیا۔
رمعنہ نے جھینپ کے سر جھکا لیا۔
''بولیے کیا کہنا ہے۔''
''مجھے آپ کی آفر قبول ہے۔''
''کون سی آفر؟'' وہ انجان بنا۔
''آپ لیب میں جاب کی بات کر رہے تھے لاسٹ ٹائم۔''
''اوہاں یاد آیا آپ تیار ہیں۔'' وہ تاثرات ایسے دینے لگا جیسے یاد ہی نہیں ہو۔
رمعنہ کو اس کا انجان بننا چبھنے لگا رہا تھا مگر اس وقت مجبوری تھی۔
''جی میرے پاس جب تک کوئی جاب نہیں ہے، میں اس جاب کو کرنے کو تیار ہوں۔'' نگاہ اس نے نیچی کی ہوئی تھی۔
''ٹھیک ہے آپ باہر ویٹ کریں میں کال کر کے بلاتا ہوں آپ لیٹر وغیرہ ابھی لے جائیں۔''
رمعنہ حیران رہ گئی اتنی جلدی وہ سب کچھ کروا رہا تھا۔
''کوئی انٹرویو نہیں ہو گا۔''
''انٹرویو مجھے لینا تھا میں نے لے لیا آپ زیادہ سوچیے نہیں آپ کو اپائنٹ لیٹر ابھی مل جائے گا۔'' شہیر اس کی حیران وہ پریشان صورت دیکھ کر مسکرانے لگا۔
رمعنہ جزبز ہو گئی جب تک وہ باہر انتظار کرتی کچھ ہی دیر میں شہیر اپنے روم سے باہر آ گیا تھا۔
''یہ آپ کا لیٹر ہے آپ کل صبح نو بجے آ جائیے گا باقی کا سارا کام آپ کو انچارج سمجھا دے گی۔''
''جی اچھا تھینک یو۔'' رمعنہ نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ ابو تو بس حیرانگی سے دیکھ رہے تھے، کیونکہ رمعنہ نے ان کی بات جو مان لی تھی۔
''انکل! آپ اسی طرح واک جاری رکھیے گا آپ انشاء اللہ اپنے پیروں پر جلد کھڑے ہو جائیں گے۔''
''بیٹا! آپ کی توجہ اور دعا سے میں جلد ٹھیک ہو جاؤں گا۔'' رمعنہ وہیل چیئر کھسکا کے باہر لے جانے لگی تھی۔
شہیر نے اس پرسوچ اور افسردہ لڑکی کو دور تک جاتے دیکھا جو بلاضرورت کوئی بات ہی نہیں کرتی تھی۔ یہ بھی لگتا تھا اس نے جاب مجبوری میں قبول کی ہے۔

☆......☆

شہزیل کو ماما کی طرف سے فکر ہو رہی تھی۔ وہ پاگل پن میں کسی حد تک بھی جا سکتی ہے اس کی سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے زیادہ سے زیادہ اپنا وقت آفس میں گزار رہا تھا، اکثر لنچ پر بھی گھر نہیں آ رہا تھا۔
''شہزیل بیٹا! آپ ... زیادہ پریشان ہو آپ کی آنٹی کہہ رہی تھیں آپ لنچ بھی کرنے نہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

آرہے۔''

''نہیں سر! ایسی تو کوئی بات نہیں۔'' اس نے منیب احمد کی بات کی نفی قدرے سنبھل کے مسکرا کے کی۔

آج منیب احمد آفس سے گھر اس کے ساتھ جا رہے تھے تاکہ راستے میں وہ اس سے بات چیت بھی کر لیں۔

''دیکھو بیٹا! میں سمجھ سکتا ہوں آپ اپنے گھر والوں کو بہت مس کرتے ہو اور ایک آس بھی ہے وہ مل جائیں گے۔'' انہوں نے ڈرائیو کرتے سنجیدہ سے شہزیل کو بغور دیکھا جو بچپن سے ہی سنجیدہ تھے گھر کے بچوں کے مقابلے میں وہ الگ ہی مزاج کا تھا۔

''پتا نہیں انکل۔'' لہجے میں افسردگی اور مایوسی بھی تھی۔

''بیٹا! کبھی بھی آس و امید کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ زندگی دی ہے تو اس نے آس و امید کو بھی پیدا کیا ہے تاکہ اس کے بندے مایوس نہیں ہو جائیں، ان کے ذہن میں یہ نہیں رہے ایک دن سب ختم ہو جانا ہے۔ ختم تو اپنے وقت پر ہی ہوگا مگر اللہ نے انسان کے لیے خوشیاں بھی رکھی ہیں جو اس کے حصے میں ضرور آتی ہیں اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب بندہ سوچ کو اپنی مثبت رکھے۔'' وہ اسے مدبرانہ انداز میں ہی سمجھاتے تھے۔ اسی وجہ سے ہی تو شہزیل کی آس و امید بندھی تھی اگر وہ کبھی مایوس ہوتا تو منیب احمد اس کا حوصلہ بڑھانے کو آجاتے تھے۔

''سر! میں صرف آپ کی وجہ سے اتنا مضبوط ہوں، ورنہ شاید میرے اندر کی ساری امیدیں دم توڑ دیتیں۔'' اس نے آہستگی سے موڑ کاٹا۔ گاڑی وہ بڑے متحمل انداز میں ڈرائیو کرتا تھا اور دماغ کو حاضر بھی رکھتا تھا۔ منیب احمد اس کی اس خوبی کے معترف بھی تھے۔

''مجھے خوشی اس وقت اور ہوگی جب تم اپنی امیدوں میں کامیاب ہو گے۔ بس اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا کیونکہ اس نے ہی تمہاری تقدیر بھی بنائی ہے۔'' شہزیل نے سر ہلایا۔

''سر! شہیر کی کال آئی تھی کہہ رہا تھا واپسی میں مجھے بھی لے لینا۔'' اسے یکدم ہی یاد آیا۔

''ٹھیک ہے لے لو۔'' انہوں نے کہا۔

کچھ ہی دیر میں وہ لوگ اسپتال کے پارکنگ ایریا میں تھے۔ شہیر کو وہ کال کیے جا رہا تھا وہ ریسیو ہی نہیں کر رہا تھا۔

''کیا بات ہے کال ریسیو نہیں کر رہا؟'' منیب احمد نے اسے مسلسل سیل کے ساتھ لگے دیکھا۔

''کال تو جا رہی ہے ریسیو نہیں کر رہا۔'' اس نے سیل اپنی پاکٹ میں رکھا۔

''آپ ایک منٹ رکیے میں خود اندر جا کے دیکھتا ہوں۔'' وہ گاڑی سے اتر گیا۔

اس کے چہرے پر اتنے فکروں کے جال تھے اس کا ذہن الجھا ہوا تھا۔

اندر وہ آچکا تھا ریسیپشن سے پتہ کیا وہ لیب میں تھا۔

پھر دوبارہ کال کی مگر ندارد۔

''ایکسکیوزمی ڈاکٹر شہیر ہیں۔'' ریسیپشن پر موجود چھوٹی اور پیاری سی لڑکی کو مخاطب کیا جو کمپیوٹر پر لگی ہوئی تھی۔

''جی۔'' اس نے چونک کے سر اٹھایا۔

شہزیل بھی ایک لمحے کو چونکا، جانے کیوں یہ نقوش اسے کسی کی یاد دلا رہے تھے۔ لڑکی گڑبڑا گئی کیونکہ ابھی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

وہ بھی تھی۔
''ڈاکٹر شہیر اندر ہیں۔'' وہ رک رک کے بولی۔
''پلیز انہیں بلائیے۔'' وہ اپنی بلیک پینٹ کی پاکٹ میں سیل رکھنے لگا اسکائی بلیو شرٹ کی آستین فولڈ کیے وہ خاصا ڈیسنٹ اور سوبر لگ رہا تھا۔
''یار عجیب شخص ہو سیل کس کونے میں پھینکا ہے۔ ریسیو نہیں کر رہے تھے۔'' شہزیل اس پر چھوٹتے ہی برہم ہونے لگا۔
''سوری، سوری۔'' شہیر مسکرا کے بولا۔
''سر آپ کا سیل یہ رہا۔'' اس نے سیل اٹھا کے دیا۔
''تھینک یو۔'' شہیر نے سیل اس کے ہاتھ سے لیا۔
''کوئی اور مسئلہ تو نہیں ہے نا سمجھ آ گیا کام۔'' وہ رمعنہ سے مخاطب تھا۔
شہزیل کی نگاہ اس پر ٹکی تھی جانے کیوں وہ چہرہ اتنا مانوس سا لگ رہا تھا۔
''کوئی مسئلہ نہیں۔'' رمعنہ کو شہزیل کی نگاہیں کنفیوژ کرنے لگیں شاید شہیر کو احساس ہو گیا تھا۔ اس نے شہزیل کی پشت پر تھپکی دی۔
''تم چلو میں اپنا سامان لے کر آ رہا ہوں۔''
''آں، ہاں جلدی آ جانا۔'' وہ چونک گیا اور تیزی سے مڑ گیا۔
''اتنی مانوس سی کیوں لگ رہی ہے میری بہن رمعنہ بھی اتنی ہی بڑی ہو گئی ہو گی۔'' وہ سوچتا ہوا جا رہا تھا پورا راستہ اس نے خود سے الجھتے ہی گزارہ تھا۔ شہیر اس سے باتیں بھی کرتا رہا مگر وہ ہوں ہاں ہی کرتا رہا منیب احمد سمجھ گئے تھے وہ بہت زیادہ ڈسٹرب ہے اسی وجہ سے وہ بات بھی نہیں کر رہا تھا۔

☆......☆

''اگر میں بائیک فٹ پاتھ پر نہیں گراتا تو ضرور وہ لڑکی ٹھک جاتی۔'' وہ ثریا کو اپنی گزشتہ دن کی گزری ہوئی واردات بتا رہا تھا۔
''میں تو سخت خلاف ہوں تمہاری بائیک کے۔ ابھی تم اتنے بڑے ہوئے نہیں ہو اور تمہارے باپ نے دلا دی۔''
''کم ان امی! میں بڑا ہو گیا ہوں۔'' حمزہ اپنی باڈی کو تان کر ان کے سامنے آ گیا۔
''ابھی بیس کے بھی نہیں ہو جو اپنی باڈی دکھا رہے ہو۔'' ثریا نے اسے ڈانٹ ہی دیا۔
''ارے بھئی کیا گفتگو ہو رہی ہے ماں بیٹے میں۔'' شکیل احمد رات کو کھانے کے بعد دو گھنٹے نیوز چینل ضرور دیکھتے تھے ان کی لاؤنج سے گاہے بگاہے نگاہ ڈائننگ ہال کی سمت بھی اٹھ رہی تھی جہاں حمزہ اور ثریا باتوں میں مصروف نظر آ رہے تھے۔
''صاحبزادے کو اور اسپورٹس بائیک لے کے دیں ایکسیڈنٹ کر دیتا کسی لڑکی کا وہی بتا رہا تھا۔''
''امی! میں آپ کو اس لڑکی کے متعلق بتا رہا تھا اس نے چیخ ایسی خوفناک ماری تھی میں حواس باختہ ہو گیا تھا۔'' وہ تو شکیل احمد کے سامنے گڑبڑا ہی گیا۔
''ارے بیٹا! کسی کو مار تو نہیں دی۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''ابو! ایسا کچھ نہیں کیا میں تو امی کو صرف بتا رہا تھا ویسے ابو وہ باجی تھی بڑی خوب صورت۔''
''زبان سنبھال کے ابھی سے لڑکیوں کے چکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔''
''کم آن ابو میں باجی کہہ رہا ہوں ایسا کوئی رومانس نہیں جھلک رہا میری باتوں میں۔'' اس نے تو اپنا سر ہی پیٹ لیا۔
''آپ اپنے بڑے بیٹے کی خبر گیری رکھا کریں۔''
''ایں...... یہ تم میرے پیچھے کیوں پڑ رہے ہو۔'' ضیاء کو دیکھ کر اس نے لقمہ ہی دیا تھا۔
''میں نہایت ایمانداری سے آفس کے معاملات سنبھالے ہوئے ہوں۔'' اس نے برا مان کے کہا۔
''امی! یہ آپ کی عادت اس میں آ گئی ہے۔''
''ہاں بیٹا! یہ تم نے ٹھیک کہا تمہاری ماں مجھ پر بھی شک کرتی ہے وہ بھی اس عمر میں۔'' شکیل احمد کو بھی موقع مل گیا جب کہ ثریا تو خفیف سی ہو گئیں۔
''آپ باپ بیٹا ہر وقت میری کھینچائی کرتے رہا کریں۔'' وہ تو باقاعدہ ناراضی اور خفگی دکھانے لگی تھیں۔
''امی! ویسے ہماری ایک بہن تو ہونی چاہیے تھی جو آپ کا ساتھ دیتی۔'' حمزہ نے شرارت سے آنکھیں گھمائیں۔ ثریا نے اس کی پشت پر تھپڑ رسید کر دیا۔
''امی میں ابھی کون سا کہہ رہا ہوں۔''
''بکواس آتی ہے تمہیں تو۔'' وہ پہلو بدل کے رہ گئیں۔ شکیل احمد نے لب بھینچ لیے ان کی ایک پیاری سی بیٹی تو موجود ہے مگر وہ اس گھر میں لانے کے لیے کوئی مناسب وقت ہی دیکھ رہے تھے۔
''امی آپ تو سیریس ہو گئیں۔'' ضیاء نے ثریا کو اپنے ساتھ لگا لیا۔
''اسے ہی بہن کا ارمان ہو رہا ہے تو اپنے باپ کی دوسری شادی کروا دو۔''
''فرض کریں کروا دی تو آپ قبول کر لیں گی ان کی بیوی اور بیٹی کو۔'' حمزہ نے اچانک سے بول دیا۔
شکیل احمد نے حیرانگی سے اس کی بات سنی۔
''شرم تو نہیں آتی ماں کو ستاتے ہوئے تمہارے ابو میرے علاوہ کبھی کسی کا سوچ ہی نہیں سکتے۔'' ان کے لہجے میں وثوق اور یقین تھا۔
''شکیل احمد نے نگاہ چرائی وہ تو خود ایک حقیقت چھپا کے بیٹھے تھے ان کی سمجھ نہیں آ رہا تھا کیسے وہ شروعات کریں۔
''حمزہ! ہر وقت کا مذاق اچھا نہیں ہوتا۔'' شکیل احمد نے سرزنش کی۔
حمزہ کو بھی احساس ہوا وہ غلط ہی بول گیا تھا۔
''ابو! کل کی میٹنگ کا کیا کرنا ہے۔'' ضیاء نے ہی خود بات کا رخ بدلا۔
''کل تم میٹنگ رکھ لو مجھے ضروری کہیں جانا ہے۔'' انہوں نے کافی دن سے نیل فر کے لیے گاڑی بک کروائی تھی اسے لے جانا تھا۔
''آپ اچانک سے کہاں چلے جاتے ہیں۔'' ثریا کو جانے کیوں ایسا لگتا رہتا تھا کہ شکیل احمد ان سے کچھ چھپا رہے ہیں۔
''باہر سے ایک دوست آیا ہے اس سے ملنے جانا ہے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''گھر بلالیں۔'' ثریا پھر گویا ہوئیں۔
''مناسب وقت دیکھ کر بلا بھی لوں گا۔'' لہجہ ان کا جانے کیوں معنی خیز ہو گیا۔
''ٹھیک ہے ابو میں اٹینڈ کرلوں گا۔'' ضیاء نے سعادت مندی سے سر جھکایا۔
شکیل احمد اپنے روم میں چلے گئے تھے۔ ثریا اور وہ دونوں وہیں بیٹھے تھے۔
''ابو نے کل پندرہ لاکھ روپے بھی نکلوائے پتا نہیں کیوں؟'' ضیاء کو تشویش بھی تھی۔
''تم پوچھتے۔''
''اچھا نہیں لگتا ہے ابو کو آپ جانتی ہی ہیں اچانک سے سرپرائز دینے کی عادت ہے جیسے مجھے اسپورٹس بائیک دلائی۔'' حمزہ نے ہی وضاحت بھی دی۔
''ہوں...... ہوسکتا ہے کسی کو دینے ہوں۔'' ضیاء نے خود ہی بات بھی بنائی۔
ثریا بھی اٹھ کے روم میں چلی گئی تھیں ضیاء اندر ہی اندر شکیل احمد کو نوٹ کرتا تھا مگر ثریا سے کچھ نہیں کہا تھا۔

☆......☆

''مجھے ایسے کیوں دیکھ رہا تھا جیسے وہ سچ میں پہچانتا ہی ہو۔ اس کی شکل شہزیل بھائی سے بھی مل رہی تھی۔'' جب سے وہ اپنی جاب سے واپس آئی تھی رمعنہ کا ذہن شہزیل کی طرف ہی بھٹک رہا تھا۔
''لگتا ہے ڈاکٹر شہیر کے کزن تھے۔ ارے میں کیوں سوچ رہی ہوں۔'' اس نے خود ہی اپنے خیالات کی نفی بھی کی۔ کاش...... شہزیل بھائی ہمیں مل جاتے تو ہمارے گھر کے ایسے حالات بھی نہیں ہوتے۔''
''رمعنہ کیا بات ہے سوئی نہیں۔'' امی عشاء کی نماز پڑھ کر اسے اور نمرہ کو دیکھنے آئی تھیں نمرہ تو سو گئی تھی۔ جب کہ وہ جاگ رہی تھی۔
''نیند نہیں آرہی تھی۔'' وہ سیدھی ہوگئی۔
''ابو سو گئے؟''
''ہاں سو گئے ہیں۔'' وہ اس کے قریب ہی بیڈ پر بیٹھ گئی تھیں۔
''جاب تو اچھی ہے ناں؟''
''جی امی! بہت آسان اور اچھی ہے۔'' رمعنہ کو ہی خوشی تھی۔ زیادہ محنت نہیں تھی اسپتال کی گاڑی ہی گھر چھوڑنے بھی آجاتی تھی۔
''تنخواہ۔''
''تنخواہ اٹھارہ ہزار ہے۔'' اس نے بتایا۔
''شکر ہے مالک کا۔'' امی نے شکر ادا کیا۔
''امی شہزیل بھائی ہمیں ڈھونڈتے تو ہوں گے۔''
''آج کیسے یاد آنے لگی۔'' وہ تو اسے ہر لمحہ ہر گھڑی یاد کرتی تھیں۔ ماں تھیں دل کو چین و قرار ہی نہیں تھا۔
''پتا نہیں میرا بچہ کیسا ہوگا۔'' وہ رونے لگیں۔
''انشاء اللہ تعالیٰ اچھے ہی ہوں گے۔'' رمعنہ ہمیشہ انہیں تسلی اور اطمینان دلاتی تھی۔
''ہم نے تو وہ گھر بھی چھوڑ دیا میرا بچہ کیا پتا ڈھونڈتا ہوا آیا ہو۔''

(جاری ہے)

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

افسانہ

زرد شوں کا موسم

وہ کھڑکی کھولے باہر سے اندر آتی ٹھنڈی ہوا کی تازگی کو اپنے اندر اتارنے میں مگن تھی، تازہ چنبیلی کے پھولوں کی مہک سے معطر فضا تاروں سے پھوٹتی خنکی نے اس کی آنکھیں خیراں کر دی تھیں، اس کا جی چاہا کہ اس



Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

وقت اس کے پہلو میں شہباز کھڑا ہوتا تو یہ منظر کتنا دلکش و مکمل ہوتا لیکن وہ تو جانے کہاں رہ گیا تھا۔ آج پھر اس کو دیر ہو گئی تھی، رات کے 9 بج گئے تھے اس کی جان سولی پر لٹکنے لگی تھی۔ کچھ دیر پہلے کا منظر پس منظر ہو گیا تھا اب تفکرات کی تنی چادر نے اس کے اردگرد بکل مار لی تھی، اس نے اس کا نمبر ملایا، نمبر بند تھا، خوف کی تند و تیز لہروں نے اس کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا دی تھی، وہ چھ بار دروازے پر جا کر پلٹ آئی تھی لیکن اس کا کوئی اتہ پتہ نہیں تھا، تھک ہار کر اس نے افتخار کا نمبر ملایا، دوسری ہی بیل پر کال ریسیو کر لی گئی تھی۔

"ہاں بھرجائی کیا ہوا ہے؟" افتخار کی آواز میں کسی قدر حیرت کی پرچھائیاں رقصاں تھیں، وہ جانتا تھا کہ ماریہ کبھی بغیر کام کے اس کو فون نہیں کر سکتی تھی۔

"بھرا! وہ شہباز ابھی تک گھر نہیں آیا۔" اس کی متفکر آواز سن کر وہ بے ساختہ ہنسنے لگا تھا۔

"وہ میرے ساتھ ہی تھا ابھی کچھ دیر پہلے گھر کے لیے روانہ ہوا ہے، اب تو پہنچنے والا ہو گا۔" اس نے اچھا کہہ کر موبائل بند کر دیا تھا جبکہ اماں بی کہتی تھیں کچھ عرصے سے اس شہر کے حالات روز بروز خراب ہوتے جا رہے ہیں، جانے کتنے واقعات اماں بی کہاں کہاں سے ڈھونڈ ڈھانڈ کر اس کو سنانے کے لئے لے آتی تھیں اور وہ دم بخود وہ سارے واقعات سنتی تھی۔

"نسیم ہے ناں، تم تو جانتی ہو پہلے اسی محلے میں رہتی تھی کچھ عرصے کے لئے سسرال والوں کے ساتھ رہنے چلی گئی، ایک دن کچھ لڑکے اس کے گھر گھس گئے اس کے شوہر کو گولی مار دی، اس کے شوہر کا تعلق کسی تنظیم سے تھا، دشمن تھے اس کے شوہر کے، جوانی میں بڑھاپے کی چادر اوڑھا دی بے چاری کو، اس کے متعلق سوچتی ہوں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے، ارے جانے یہ کون سے مسلمان ہیں، کلمہ گو ہیں اپنے جیسے بھائیوں کے جان و مال پر ڈاکہ ڈالتے ہیں، دنیا سے لحاظ و مروت ختم ہو گیا ہے، قیامت کی نشانیاں ہیں سب۔" اماں بی کی آہ و بکا اس کا مزید دل دہلا دیا کرتی تھی۔

☆.............☆.............☆

وہ ایک چھوٹے سے شہر کی پروردہ بڑے شہروں کے رہنے والوں جتنا بڑا دل نہیں رکھتی تھی، سارا دن وہ شہباز کے صحیح سلامت گھر آ جانے کی دعائیں مانگتی تھی اور جو کسی دن اس کو دیر ہو جاتی تو وہ جلے پیر کی بلی کی طرح اس چھوٹے سے گھر میں دائیں بائیں چکر لگا لگا کر اپنے پیر شل کر لیتی تھی۔

کمرے کے کونے میں بیٹھ کر وہ زارو قطار روتے ہوئے اللہ کو اس کے نبیؐ کے واسطے دیتی کہ شہباز کی زندگی بخش دے، اس کو صحیح سلامت گھر بھیج دے اور جب وہ دیر سے گھر آتا تو اس سے الجھ پڑتی، کبھی کبھار جو وہ بڑے موڈ میں ہوتا تو اس کو بے نقط سنا ڈالتا۔ ایک دن تو لڑائی اتنی بڑھی کہ شہباز نے غصے میں آ کر اس کو اپنا سامان باندھنے کا کہہ دیا۔

"کیا بکواس کر رہا ہے تو؟" وہ تنک کر بولی۔

"دیکھ ماریہ! تو جاہل ہے اور جاہل رہے گی، تو نے میرا دماغ خراب کر دیا ہے۔ میں یہاں کمانے آیا ہوں، عیاشیاں کرنے نہیں آیا، ابھی کام پر نکلتا ہوں کہ تیرا فون آ جاتا ہے، شام کو آٹھ بجتے ہیں اور پھر سے تو میرا دماغ خراب کرنے لگ جاتی ہے، کیا تیرے کھونٹے سے بندھ کر بیٹھ جاؤں؟ تو اماں کے پاس حاصل پور چلی جا، میں ہفتے میں ایک بار آ کر مل جایا کروں گا تجھ سے، جلدی کر سامان باندھ میں افتخار سے کہتا ہوں تجھے چھوڑ آئے گا۔" وہ کہہ کر کمرے میں چلا گیا اور ماریہ وہیں صحن میں بیٹھ کر زارو قطار رونے لگی تھی پھر روہانسی ہو کر بولی۔

"میں چلی جاؤں گی حاصل پور، نہیں رہوں گی یہاں، میرے رہنے سے تو پریشان ہوتا ہے ناں تو سن خوش ہو جا میں جا رہی ہوں۔"

"تو پھر چلی جا ناں، مرا کون جا رہا ہے تیرے لئے، جان چھوڑ میری۔" وہ کمرے کی کھڑکی کے قریب آ کر دھاڑا تھا، ایک وہ وقت بھی تھا جب یہی شہباز چلچلاتی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

دوپہر میں گھنٹوں کھڑا اس کا انتظار کیا کرتا تھا اور اب دن بدن بیزار سے بیزار تر ہوتا جا رہا تھا۔ وہ اٹھ کر کمرے میں آ گئی اور اپنا چھوٹا سا اٹیچی کیس کپڑوں سے بھرنے لگی۔

''چھوڑ کر آ مجھے اسٹیشن''۔ وہ اس کے قریب آ کر بولی جبکہ وہ بیڈ پر چت لیٹا ہوا تھا اور اپنا بازو آنکھوں پر رکھا ہوا تھا۔

''افتخار آ رہا ہے تجھے چھوڑ آئے گا''۔ وہ زہر خند لہجے میں بولا۔

''میں اس کی نہیں تیری ذمہ داری ہوں تو مجھے چھوڑ کر آ، تو نے نکاح کیا ہے مجھ سے اُس نے نہیں''۔ وہ اس کے قریب آ کر بولی اور ساتھ ہی اس کا بازو آنکھوں سے ہٹا دیا۔

''خود چلی جا میرا دماغ نہ کھا ورنہ تجھے پیٹ ڈالوں گا''۔ اس نے انگشت شہادت اٹھا کر وارننگ دی۔

''مجھے چھوڑ کر آ ورنہ میں اکیلی جا رہی ہوں''۔ وہ چلائی تھی۔

''زبان درازی کرتی ہے میرے ساتھ، تجھے تیری بھابیوں کے حوالے کر کے آتا ہوں، ان کی جھڑکیاں کھا کر تو ٹھیک رہتی تھی، میری ماں نے بہو کیا بنایا ہے تو مزاج دار بن گئی ہے، مجھ سے لڑتی ہے ذلیل عورت، زندگی اجیرن کر دی ہے تو نے میری، شام کو تھکا ہارا آتا ہوں بجائے اس کے کہ مجھ سے کھانا پوچھ لڑنا شروع کر دیتی ہے''۔

''تو بکواس کرتا رہ میں اکیلی جا رہی ہوں''۔ وہ کہہ کر آگے بڑھنے لگی تھی۔ معاً شہباز نے پیچھے سے اس کی چوٹی کھینچی، اٹیچی کیس نیچے جا گرا تھا شہباز کا بھاری ہاتھ اس کے گال پر نشان بنا گیا تھا، اس کا دماغ ایک منٹ کے لیے سن ہو گیا تھا۔ کیا واقعی یہ وہی شہباز ہے جس کے لیے وہ اپنے بھائیوں کے سامنے ڈٹ گئی تھی، اس کے پیچھے اس نے ایک دنیا کو چھوڑ دیا تھا، اپنا گھر اپنے بھائی اپنے حصے کی زمین سب کچھ چھوڑ کر وہ دیوانہ وار اس کے ساتھ یہاں آ گئی تھی، اس اجنبی ماحول میں، جس میں اس کا دم ہر وقت گھٹتا رہتا تھا، اب وہ دھڑلے سے اس کو بے نقط سناتا گالیاں دیتا تھا اور اب تو مارنے بھی لگا تھا۔

''اب اگر تو نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا تو میں تیرا منہ توڑ دوں گی''۔ وہ دھاڑی تھی اور اس کے دھاڑنے نے شہباز کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا دیا تھا، اس نے پے در پے جانے کتنے ہی تھپڑ اس کو دے مارے، اس کا غصہ کم نہ ہوا تو لاتوں کا بھی خوب استعمال کیا، وہ نیلو نیل جسم لیے وہیں صحن میں پڑی سسکتی رہی، اور وہ غصے میں تن فن کرتا گھر سے باہر نکل گیا۔

☆.........☆.........☆

رات کے کسی پہر وہ گھر میں داخل ہوا تھا، اس نے اس کا ٹوٹا بکھرا وجود آہستگی سے اٹھا کر پلنگ پر ڈالا اور ساری رات وہ اس کی پٹی سے لگا اس کے زخموں پر مرہم لگاتا رہا، وہ نیم بے ہوشی میں تکلیف سے کراہتی رہی اور اس کی ہر کراہ اس کی پشیمانی میں اضافہ کر رہی تھی۔

''میں باہر سے چیخ چیخ کر کے آتا ہوں، تو جانتی ہے رکشہ چلانے والے تو بارہ بارہ بجے گھر جاتے ہیں، میں تو پھر بھی تیری تنہائی کا سوچ کر ہی جلدی آ جاتا ہوں، اگر گھر بیٹھا رہوں گا تو گھر کا خرچہ کیسے چلے گا اور پھر اماں کو الگ پیسے بھیجنے ہوتے ہیں، تو بجائے میری پریشانیاں سمجھنے کے مجھ سے الجھتی ہے''۔ وہ اس کے بال آہستگی سے سہلا رہا تھا اور ماریہ کو ایسے لگ رہا تھا جیسے اس کے جلتے اعصاب پر کوئی نرم و آہستگی سے مرہم رکھ رہا ہو، آنکھوں کے کناروں سے گرم سیال مادہ سا بہہ رہا تھا اور وہ بہت پیار سے اس مادے کو سمیٹ رہا تھا۔

☆.........☆.........☆

''تو افتخار کے ساتھ چلی جا، وہ بھی حاصل پور جا رہا ہے''۔ کچھ دنوں سے ماریہ اماں (ساس) سے ملنے کی ضد کر رہی تھی جبکہ شہباز کا شہر میں کام بڑھ گیا تھا، اس لیے اس نے اپنے چچازاد افتخار کا نام لے لیا جس کو سنتے ہی وہ بھتّے سے اکھڑ گئی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

پاک سوسائٹی پر موجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایتُ اللّٰہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللّٰہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

www.paksociety.com

"میں اس کے ساتھ ہرگز نہیں جاؤں گی، تیرے ساتھ جاؤں گی"۔ اس نے دوٹوک لہجے میں کہا۔

"وہ کوئی غیر تو نہیں ہے میرے بھائیوں جیسا ہے تجھے بھرجائی کہتا ہی نہیں سمجھتا بھی ہے۔ دیکھ ماریہ! میرے پاس وقت نہیں ہے، اماں کلثوم (بہن) کی شادی کر رہی ہے ہر روز فون کر کے نیا مطالبہ کرتی ہے، میں نے ہفتے اور اتوار کو سامان لوڈ کر کے پہنچانا ہوتا ہے، میرے پاس ٹیم نہیں ہے یا پھر ایسا کر نہ جا"۔ اس نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا۔

"ٹھیک ہے میں نہیں جاؤں گی یہیں رہوں گی، جب تو فارغ ہو جائے گا تبھی تیرے ساتھ جاؤں گی"۔ وہ اڑیل پن سے بولی۔

"تجھے مصیبت کیا ہے آخر، تو ایک ہی بار میں میری بات کیوں نہیں مان لیتی، افتخار کے ساتھ حاصل پور جانے میں آخر کیا برائی ہے"۔ وہ جھنجھلا کر بولا تھا، اس کی آواز بلند اور سختی لئے ہوئے تھے، خوف کی تند و تیز لہروں نے ماریہ کے اعصاب سنسنا دیئے تھے۔ آخری بار کی مار نے اس کے سارے کس بل نکال دیئے تھے، کتنے ہی دن کی لگاتار ٹکور کے بعد وہ اٹھنے کے قابل ہوئی تھی اور اب مزید اس سے الجھ کر پٹنا نہیں چاہتی تھی اس لئے نرمی سے بولی۔

"تو جانتا ہے ناں افتخار بھرا کا رشتہ میرے لئے تیرے چاچے نے ڈالا تھا، میرے سب بھرا راضی تھے، بس میں اڑ گئی تھی اب اگر اس کے ساتھ میں جاؤں گی تو سب مجھ پر باتیں بنائیں گے، پچھلی بار تیرے کہنے پر وہ مجھے پیو کے گھر چھوڑنے گیا تھا اور پورے خاندان نے باتیں بنائی تھیں، قصے بنائے تھے، تجھے اچھا لگے گا کوئی تیری بیوی پر الزام لگائے"۔ اس نے رسان سے اس کو سمجھانا چاہا لیکن اس کی مت ہی نرالی تھی، جلبلا کر بولا۔

"دیکھ ماریہ! تیرا تو دماغ خراب ہو گیا ہے، تو اپنے آپ کو جانے کیا سمجھتی ہے۔ افتخار یہاں ایک لڑکی کے ساتھ فٹ ہے، تیرا دماغ بہت چھوٹا ہے یہ خرافات اپنے دماغ سے نکال، کوئی باتیں نہیں بناتا، اماں کی اجازت سے میں تجھے اس کے ساتھ بھیج رہا ہوں اور سب سے بڑی بات جب مجھے اعتراض نہیں تو اور کون بولے گا، اب مزید میرا دماغ نہ کھا، جا کر تیاری کر"۔ ماریہ نے شکوہ کناں نظروں سے اس کو دیکھا، وہ مزید اس سے الجھ کر اس کے غصے کو ہوا نہیں دینا چاہتی تھی۔ وہ اس کے سر کا سائیں تھا، جب اس کو کوئی اعتراض نہیں تھا تو وہ کون ہوتی تھی مین میخ نکالنے والی۔

اس نے اپنے کپڑے اٹیچی کیس میں ڈالے، کچھ سامان جو اس نے اپنی نند کے لئے خریدا تھا وہ بھی رکھ لیا اور اگلے ہی دن وہ افتخار کے ساتھ حاصل پور روانہ ہو گئی۔ افتخار نے راستے میں اس کا بہت خیال رکھا تھا، اس نے کرایہ دینا چاہا تو ڈپٹ کر بولا۔

"بھرجائی سے پیسے لینے سے پہلے مر نہ جاؤں میں، اپنے پاس رکھ"۔ اور اس کے جواب کو سن کر ماریہ نے مزید بحث ترک کر دی، ہر اسٹیشن پر جب گاڑی رکتی تو وہ اس کے لئے کچھ نہ کچھ لے آتا اور اس کے لاکھ منع کرنے پر اس کو زور زبردستی کھانے کا کہتا۔ افتخار بہت شریف لڑکا تھا اس نے ایک بار بھی ماریہ پر ایسی ویسی نظر نہ ڈالی تھی، ماریہ کے سارے خدشات بھاپ بن کر اڑ گئے تھے، وہ پرسکون ہو گئی تھی۔

"افتخار بھرا! آپ کب شادی کر رہے ہو، آپ تو شہباز سے بھی دو سال بڑے ہو، جبکہ ہماری شادی کو سال ہو گیا ہے، آپ تو شہباز سے بھی زیادہ کماتے ہو"۔ افتخار کے گھر کے افراد بھی مختصر تھے، صرف اس کا باپ اور دو بھائی افتخار کے علاوہ تھے، بڑا شادی شدہ تھا پھر افتخار تھا اور اس سے چھوٹا بلال تھا۔

"بس بھرجائی! قسمت کے کھیل ہیں سب، کوئی آپ کے منہ کا نوالہ چھین کر بادشاہ بن جاتا ہے اور کوئی سب کچھ گنوا کر لٹوا کر کنگال ہو جاتا ہے، قسمت کسی کو سکندر بنا دیتی ہے تو کسی کو گدا۔ وہ شعر سنا ہے ناں "سب کھیڈ مقدراں دے، کوئی جت گیا کوئی ہار گیا"۔ اس کی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

باتیں بار یہ کے سر کے اوپر سے گزر گئی تھیں۔

"کہیں عشق وشق کا روگ تو نہیں لگا بیٹھے"۔ اس نے مخول کیا اور اس کی خود پر تنی لہو رنگ آنکھیں دیکھ کر وہ ایک لمحے کو ٹپٹا گئی، پھر بات تبدیل کرتے ہوئے بولی۔

"کتنی دیر ہے حاصل پور آنے میں؟"

"بس منزل قریب ہے بھرجائی!" وہ کہہ کر دوسرے ڈبے میں چلا گیا اور اس کی شکست خوردگی و مایوسی پر وہ آنکھیں پھیلائے اس کو جاتا ہوا دیکھتی رہ گئی۔

☆..........☆..........☆

اماں اور کلثوم اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھیں اور جب اس نے کلثوم کے لئے خریدے گئے کپڑے دکھائے تو دونوں ماں بیٹیاں اس کے صدقے واری جانے لگیں۔

اس کو یہاں آئے ہوئے پورا ہفتہ ہونے کو آیا تھا اور شہباز نے محض ایک دو بار فون کر کے اس سے سرسری بات کی تھی اور اس کے بعد تو جیسے فون کرنا ہی بھول گیا تھا۔ وہ دل ہی دل میں اس سے شکوہ کناں تھی، شہباز کے لئے اس کے دل میں ہر گزرتے دن کے ساتھ کدورت بڑھتی جا رہی تھی۔

"کیا وہ بے زار ہو گیا ہے مجھ سے؟" دل میں جانے کتنی بار اس طرح کے ہزاروں سوسے اس کے دل میں ڈیرہ جما کر بیٹھ گئے تھے اور وہ خود سے الجھنا شروع کر دیتی تھی۔

دو ہفتے گزارنے کے بعد وہ افتخار کے ساتھ کراچی واپس آ گئی تھی، حسب معمول شہباز گھر میں نہیں تھا، مایوسیوں نے اس کے اردگرد ڈیرے جما لئے تھے، شام کو شہباز آیا اور اس کو دیکھ کر خوشگوار لہجے میں بولا۔

"ارے تو کب آئی ہے، مجھے بتایا بھی نہیں تو نے"۔

"تجھے میری پرواہ ہے"۔ اس نے کینہ توز نظروں سے اس کو دیکھا۔

"کیا بات ہوئی ہے جیسے گئی تھی ویسے آئی ہے، بلکہ پہلے سے بھی زیادہ خرانٹ ہو کر آئی ہے، کیا اماں نے تیرا خیال نہیں رکھا؟" وہ اس کو بازوؤں میں بھر کر بولا۔

"تیرے گھر والے سب اچھے ہیں سوائے تیرے"۔ وہ اس کی بانہوں کے حلقے میں پھڑپھڑائی تھی لیکن اس نے گرفت اور تنگ کر لی تھی۔

"میں بھی بہت اچھا ہوں، بس آنکھ اٹھا کر غور سے دیکھ کبھی یہ آنکھیں یہ چہرہ تجھے چاند کی طرح لگتا تھا، کیا اب نہیں لگتا؟" اس کی دھیمی سرگوشی نے اس کا منہ لال بھبوکا کر دیا تھا، شرم نے اس کا روم روم تر کر دیا تھا، اس نے شرما کر اپنا منہ اس کے سینے میں چھپا دیا۔

"افتخار شادی کر رہا ہے"۔ رات کے کھانے کے بعد شہباز نے اس کو بتایا، اس کا دل ایکدم سے دھڑکا تھا چہرے کا رنگ سرخ پڑ گیا تھا۔

"افتخار گھنا ہے مجھے تو چاچے نے بتایا ہے کہ اگلے ماہ شادی کر رہے ہیں، میں نے افتخار کو جتایا تو پھڑپھڑکا ہے"۔

"اتنی جلدی، اگلے ماہ تو کلثوم کی بھی شادی ہے؟" اس نے پھیکی آواز میں کہا۔

"ہاں اب ہم دو شادیوں کی تیاریاں کیسے کریں گے؟ وہ تو کہہ رہا تھا کہ بھابی سے کہو پندرہ دن میں میری بری بنا دے، میں نے کہا دھان پان سی ہے میری بیوی، کس کس کے کام کرے گی، صرف میرے کام کر لے وہی کافی ہے"۔ وہ شرارت سے ہنسا تھا اور اس کی شرارت سمجھ کر وہ جھینپ گئی تھی۔

"لیکن پھر اس کے منتوں ترلوں پر میں نے حامی بھری ہے"۔

"کیا... میں نہیں جاؤں گی اس کے ساتھ"۔ افتخار کی خود پر جمی نظریں اس کو شرمندہ کر دیا کرتی تھیں، وہ مجرم نہ ہوتے ہوئے بھی خود کو مجرم تصور کرتی تھی، اس لئے وہ فی الحال اس کے سامنے جانے سے کتراتی تھی۔ لیکن وہ یہ بات کیسے شہباز کو سمجھاتی، وہ خود کو عقل کل سمجھتا تھا اور چاہتا تھا سب اس کی مانیں اور اپنا دماغ کم سے کم

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

استعمال کریں۔

"تو خود اس کو انکار کر دے، مجھ سے نہیں ہوتا انکار"۔

شہباز کہہ کر نل سے ہاتھ دھونے چلا گیا پھر آ کر بولا۔

"کتنی بار وہ بغیر کسی صلے کے ہمارے کام آیا ہے، اب اس کو جو ذرا ہمارے سے کام پڑا ہے ہمیں لحاظ کرنا چاہئے، ویسے بھی اس شہر میں اس کا کون ہے ہمارے سوا"۔ شہباز کی بات کے جواب میں اس نے چپ سادھ لی تھی۔

☆..........☆..........☆

ٹھیک دو دن بعد وہ اس کو لینے آ گیا تھا، اس نے استفہامیہ انداز میں شہباز کو دیکھا اور وہ کندھے اچکا کر بولا۔

"بھئی تم دیور بھابی کا معاملہ ہے میں کیا کہہ سکتا ہوں"۔ وہ کہہ کر چلا گیا، چار و ناچار اس کو افتخار کے ساتھ جانا پڑا تھا اور اس نے پورا دن اس کے ساتھ گھوم پھر کر چند کپڑے خرید ڈالے، وہ اس کو گھر تک چھوڑ کر گیا تھا۔

تین چار دن کے بعد وہ پھر اس کو لینے آ گیا تھا، وہ شہباز کو بتا کر اس کے ساتھ بازار آ گئی تھی حالانکہ موسم ابر آلود تھا، لیکن اس نے تو جیسے چپ سادھ لی تھی۔ مختلف دکانوں پر گھوم پھر کر اس نے بمشکل دو سوٹ خریدے تھے، اس کو تشش و پنج میں مبتلا دیکھ کر افتخار بولا۔

"بھرجائی! باقی کپڑے کل خرید لیں گے، ویسے بھی ابھی تو کافی دن ہیں، آپ تھک گئی ہو گھر چلتے ہیں اب"۔

"ارے نہیں میں تھکی نہیں ہوں بھرا، کپڑے آج خرید لیتے ہیں"۔ اس نے کل کا سنا تو کوفت زدہ ہو گئی تھی، اچانک موسم خراب ہو گیا تھا۔ تیز بارش نے اس کا سارا منصوبہ غرق کر دیا تھا، وہ افتخار کے ساتھ آ کر اس کی بائیک پر بیٹھ گئی، اس نے بائیک اسٹارٹ کر دی بارش کی تیز پھوار نے دونوں کو تقریباً بھگو دیا تھا، بائیک تیزی سے انجان راستوں کی جانب رواں دواں تھی، وہ ایکدم چلائی تھی۔

"یہ ہم کہاں جا رہے ہیں افتخار بھرا؟"

"بھرجائی! میں آپ کو اپنا فلیٹ دکھانا چاہتا ہوں"۔

"ابھی تو بارش ہو رہی ہے بھرا، آپ مجھے گھر چھوڑ دو، میں شہباز کے ساتھ آ کر دیکھ لوں گی"۔ وہ منمنائی تھی لیکن اس نے تو جیسے سنا ہی نہیں تھا۔

اس نے بائیک آٹھ منزلہ عمارت کے سامنے روک دی، اس کو اترنا پڑا لیکن اس کا منہ ہنوز بنا ہوا تھا، لیکن افتخار نے تو جیسے دیکھا ہی نہیں تھا۔

"آؤ بھرجائی!" وہ آگے بڑھ گیا، وہ اس کے پیچھے چل دی۔ وہ دونوں بھیگ چکے تھے، ماریہ کی چادر کپڑوں کے ساتھ چپک گئی تھی اور یہی حال افتخار کا بھی تھا، وہ مارے باندھے اس کے ساتھ آ گئی۔

وہ دو کمروں کا چھوٹا سا فلیٹ تھا لیکن افتخار نے اس کو اچھا خاصا سجا لیا تھا، دو پلنگ ایک لکڑی کی الماری تین کرسیاں ایک تپائی سے ہی فلیٹ بھرا بھرا لگنے لگا تھا۔

"بھرجائی! تم کپڑے بدل لو"۔ اس کے کہنے پر اس نے اچنبھے سے اس کو دیکھا۔

"میں کپڑے کہاں ساتھ لائی ہوں"۔ وہ خفت زدہ لہجے میں بولی۔ اس نے سرعت سے شاپر میں سے نیا سوٹ نکال کر اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"اس کو پہن لو"۔ ماریہ ایکدم سے اچھل پڑی، ایسے جیسے اس نے کالے سانپ کی پھنکار سن لی ہو۔

"یہ کپڑے تو تمہاری بیوی کے ہیں، میں کیسے پہن سکتی ہوں"۔ اس نے اچنبھے سے کہا۔

"جب وہ تمہاری اترن افتخار کو حاصل کرے گی تو یہ کپڑے کیا چیز ہیں ماریہ"۔ وہ بے خود لہجے میں بولا تھا۔

"تت... تم کیا کہہ رہے ہو بھرا!" وہ تحیر سے مغلوب لہجے میں بولی۔

"نہیں ہوں میں تیرا بھرا، سمجھی"۔ وہ اس کا بازو پکڑ کر بولا، اس کی آنکھیں لہو رنگ تھیں، چہرے کی سختی سے اس کا دل ہول رہا تھا۔

"مم... میں گھر چلتی ہوں"۔ وہ اپنا بازو چھڑا کر بولی۔

"گھر، کون سے گھر، وہ گھر ہے یا جھونپڑا اور وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

شہباز اس کی وجہ سے تو نے مجھے ٹھکرایا تھا، تیرے پیر کی دھول کے برابر بھی نہیں ہے وہ، تو کیا تھی اور اس کی مار کھا کھا کر کیا ہوگئی ہے، ہنستا ہے وہ تجھ پر کہ تو مجنوں بن چکی ہے اس کے پیچھے، تو اس کے پیر کی جوتی بن گئی ہے اور میں تجھے رانی بنا کر سر پر بٹھانا چاہتا تھا، اور تو نے مجھے ٹھکرا دیا، بتا کس چیز کی کمی تھی مجھ میں"۔ وہ جنونی لہجے میں بول رہا تھا جبکہ خوف کی تند و تیز لہروں نے ماریہ کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا دی تھی۔

"تو کیا بکواس کر رہا ہے، ہٹ راستے سے مجھے جانے دے"۔ اس نے افتخار کے پہلو سے نکل جانا چاہا لیکن اُس نے اس کے بازو پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔

"تو کہیں نہیں جائے گی، اس وقت تک جب تک میں نہیں چاہتا"۔ اُس نے کہہ کر دروازہ بند کر لیا، وہ چیخنا چاہتی تھی اس کو کوسنا چاہتی تھی لیکن اس نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر اپنا بھاری ہاتھ رکھ دیا، اس کی چیخیں آہ و زاریاں سب دم توڑ گئی تھیں، خود کو آزاد کرنے کی ساری قوتیں خود بخود سلب ہوتی گئیں۔

☆..........☆..........☆

"پتہ نہیں کیا ہوگیا ہے اس کو، ہر وقت کھوئی رہتی ہے میں پکارتا ہوں تو ڈر جاتی ہے، کانپنے لگتی ہے راتوں کو اٹھ اٹھ کر روتی ہے، مجھے تو سمجھ نہیں آتا اس کو ہو کیا گیا ہے آخر"۔ اس نے اماں سے کہا، وہ کافی دنوں بعد آئی تھیں اور ماریہ کی حالت دیکھ کر تشویش میں مبتلا ہوگئی تھیں۔

"تو خیال رکھا کر اس کا، کسی کی نظر بد لگ گئی ہے، دیکھا نہیں تو نے آنکھوں میں کیسی وحشت سی اتر آئی ہے اس کے، کسی نے کچھ کروا نہ دیا ہو"۔

"ارے نہیں اماں! کون کروا سکتا ہے اس شہر میں ہمارے علاوہ ایک کزن ہے میرا بس"۔ اور افتخار کا نام سنتے ہی وہ بپھر گئی تھی، اس نے پھر سے چیخیں مارنا شروع کر دی تھیں، اماں بی نے اس کو دم کیا ہوا پانی پلایا اور چلی گئیں۔

اور اماں ماریہ کو فون کر کے بلا رہی تھیں اور اس نے تو جیسے جینا ہی چھوڑ دیا تھا۔

"افتخار جا رہا ہے پرسوں حاصل پور، تو اسی کے ساتھ چلی جا، اماں وہاں تیرا انتظار کر رہی ہے، وہاں جا کر تیاریاں کروا دے اماں کے ساتھ"۔

"میں اس کے ساتھ نہیں جاؤں گی، سنا تو نے"۔ وہ بپھر اٹھی تھی جبکہ شہباز نے حیرت سے اس کو دیکھا، اتنے دنوں میں پہلی بار اس نے پھر سے اس لہجے میں بات کی تھی، ماریہ نے غصے میں شیشے کا گلاس دیوار پر دے مارا اور رونا شروع کر دیا، شہباز نے تیورا کر اس کو گھورا۔

"آخر میں نے ایسا کیا کہہ دیا ہے جو تو یوں جنونی ہو گئی ہے"۔

"میں افتخار کے ساتھ نہیں جاؤں گی چاہے تو مجھ سے لڑے یا مجھے مارے، میں نہیں جاؤں گی"۔

"کیوں آخر کیا کیا ہے اس نے جو تو اس سے یوں خار کھا کر بیٹھی ہے"۔ وہ علیحدہ شرمندہ شرمندہ پھر رہا ہے"۔

"وہ شرمندہ نہیں ہے وہ شرمندہ نہیں ہو سکتا، سنا تو نے اس جیسے لوگ اس لفظ کے مطلب نہیں جانتے"۔

"اس نے کیا کیا ہے آخر؟" اس کی پاٹ دار آواز کے جواب میں وہ زار و قطار روتے ہوئے وہیں بیٹھتی چلی گئی، اب وہ اس کو کیا بتاتی کہ اس نے کیا کیا ہے، اس کی ہستی کا مان اس کے وجود کی سرخروئی سب چھین لیا تھا، سب کچھ اور اگلے ہی دن شہباز کے مارنے پیٹنے پر وہی ماریہ افتخار کے ساتھ حاصل پور جا رہی تھی، افتخار نے آخری بار اس سے کہا تھا۔

"دیکھ ماریہ! جو ہوا اس کو بھول جا، اس بات کا ذکر تو نے شہباز سے کیا تو تو جانتی ہے وہ ایک منٹ نہیں لگائے گا تجھے اپنی زندگی سے نکالنے میں، تو کہاں جائے گی اگر اتنا بڑا جگرا رکھتی ہے تو اس کو بتا دینا، میں تجھ سے نکاح کر لوں گا"۔ لیکن اس نے چپ سادھ لی تھی، مہر بہ لب وہ پتھرائی ہوئی آنکھوں سے گزرتے مناظر کو دیکھ رہی تھی۔

☆..........☆..........☆

ہفتے بعد اس کی نند کی شادی کا غلغلہ مچا ہوا تھا، کلثوم

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

مریم شیراز

ناولٹ

رشتوں کی ڈور

شہر کی مشہور کالونی کے سادہ و عام طرزِ تعمیر کے حامل وقار ولا میں غم کی چار سالہ آندھی کے بعد خوشیوں کے شادیانے بج رہے تھے۔ وقار صاحب کے دوسرے بیٹے ضرار اور پہلوٹھی کی بیٹی نمرین کی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

شادیاں تھیں۔ گھر کو سادگی سے سجایا گیا تھا، گھر کو بغور دیکھ کر شادی والے گھر کا گمان ہوتا تھا اندر داخل ہونے پر ہلکی ہلکی گہما گہمی بھی نظر آتی تھی۔

فردوس اور وقار کے چہروں پر خوشی اطمینان بن کر جھلک رہی تھی۔ ان کی پانچ اولادیں تھیں۔ نمرین سب سے بڑی تھی اور پھر چار بیٹے تھے۔ ضرار، ضرار، فاخر اور ذاکر۔ وہ بھی عام والدین کی طرح بیٹی کی جلد شادی کے خواہاں تھے مگر قدرت کو کچھ اور منظور تھا ان کی لاکھ کوششوں کے باوجود نمرین کا کہیں رشتہ نہ ہو سکا تھا۔

اس کے لیے بے شمار رشتے آتے مگر کہیں بات نہ بن پاتی کوئی انہیں پسند نہ آتا تو کسی کو نمرین پسند نہ آتی۔ یوں بات رک جاتی۔ نمرین کی تیزی سے بڑھتی عمر انہیں پریشان کیے رکھتی۔ آخر تھک ہار کر انہوں نے مجبوراً ضرار کی پہلے شادی کر دی۔ زرینہ سلجھی ہوئی صلح جو لڑکی تھی۔ سال گزرنے کا پتا ہی نہ چلا۔ ضرار کے ہاں نہایت خوب صورت اور معصوم سے شیراز نے جنم لیا تھا۔ گھر بھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی۔ ننھا شیراز بمشکل تین ماہ کا ہوا تھا کہ ضرار کا معمولی ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا۔ گھر میں کہرام برپا ہو گیا۔ خوشیوں

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
Downloaded From
Paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کی جگہ سسکیاں گونجنے لگیں۔ فردوس اور وقار کو نمرین کی ہی فکر کھائے جاتی تھی کہ اب ان پر دوہری افتاد آن پڑی تھی۔ زرینہ عدت پوری ہوتے ہی شیراز کے ہمراہ میکے گئی تو لوٹ کر نہ آئی۔ وقار صاحب نے زرینہ کا رشتہ چھوٹے ذاکر کے لیے مانگا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ دراصل ان کی نظر ضرار پر تھی۔ وہ ڈاکٹر تھا اور پرائیویٹ اسپتال میں جاب کرتا تھا۔ وہ شام کو اپنا کلینک بھی چلاتا تھا۔ وقار صاحب بدلتے حالات کے تناظر میں نمرین اور ضرار کا دہرا رشتہ کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ نمرین کا چھوٹی پھپھو نے برسوں پہلے رشتہ مانگا تھا وقار نے انکار کر دیا تھا۔ یوں زرینہ لوٹ کر نہ آئی تھی۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ ان کا صاف انکار وقار اور فردوس پر پوتے کی چاہت کا دباؤ بڑھا دے گا اور وہ مان جائیں گے مگر وقار صاحب مجبور و بے بس تھے، نمرین کی تیزی سے بڑھتی عمر انہیں وقت سے پہلے بوڑھا کر رہی تھی۔ فاخر کا گلا خراب تھا اس کے بولنے میں پیدائشی نقص تھا۔ اسی لیے انہوں نے چھوٹے بیٹے کا رشتہ ڈالا تھا وہ بھی بیٹی والے تھے اور دوسروں کی بیٹیوں کے مسائل اور ان کی مجبوریوں کا ادراک رکھتے تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی دوسرا بیٹی والا ان کی وجہ سے پریشان ہو مگر زرینہ کے گھر والوں نے کوئی احساس وخیال نہ کیا اور وہ اپنے زعم میں رہے مجبوراً وقار صاحب کو انکار کرنا پڑا تھا۔

گھر میں ویرانی اور اداسی نے ڈیرے ڈال دیئے تھے جو چار سال بعد دور ہوئے تھے۔ نمرین وداع ہو کر سسرال چلی گئی اور وردہ بیاہ کر گھر آ گئی۔

☆......☆

اسلم صاحب کی فیملی بظاہر ایجوکیٹڈ، ویل آف اور سلجھی ہوئی لگتی تھی۔ ان کے تمام بچے پڑھے لکھے اور برسر روزگار تھے۔ گھر میں خوش حالی کا دور دورہ تھا۔ وقار صاحب ان کے ملنے جلنے والوں میں سے تھے، اسلم بھی بیٹی کے لیے پریشان تھے، انہیں کوئی ہائی ایجوکیٹڈ اور بہترین انکم والا داماد چاہیے تھا جو انہیں بالآخر ضرار کی صورت مل گیا تھا۔ انہوں نے بخوشی دوہرے رشتے پر حامی بھر لی تھی۔ وردہ کی عمر بھی تیزی سے بڑھتی جا رہی تھی اور وہ ہنوز کنواری تھی۔ اس کی ہم عمر لڑکیاں دو دو یا تین تین بچوں کی مائیں تھیں۔ انہوں نے بیوی کو راضی کر لیا تھا اور یوں یہ رشتہ طے پایا تھا۔

☆......☆

”اوہ سوری بھائی۔“ ولیمے کے بعد دعوتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ ضرار کی اس کے دوست کے ہاں دعوت تھی۔ وہ نک سک سے تیار ماں کو بتانے کے لیے آ گیا۔ ذاکر چائے کے خالی کپ اٹھائے کمرے سے باہر نکل رہا تھا۔ دونوں کا ٹکراؤ ہوا تو نتیجتاً بقیہ چائے اس کے کپڑوں پر نقش ونگار بنا گئی۔ ذاکر نادم ہو کر سائیڈ پر ہو گیا۔ ضرار کو دیر ہو رہی تھی۔ ان کی نعمان کے ہاں دعوت آٹھ بجے تھی اور انہیں وہاں پہنچتے پہنچتے آدھ گھنٹہ لگ جانا تھا۔ وہ پہلے ہی لیٹ تھے اور اب مزید دیر لازمی تھی۔

”تم دیکھ کر نہیں جا سکتے تھے میں تمہیں کب سے کہہ رہی تھی کہ خالی کپ اٹھاؤ۔“ فردوس غصے سے بیٹے پر برس پڑیں انہیں ذاکر پر شدید غصہ آیا تھا۔ اس کی وجہ سے ضرار کی تیاری غارت گئی تھی۔ ذاکر ماں کے ساتھ چائے پی کر باتوں میں ایسا مگن ہوا کہ ان کے بارہا کہنے پر بھی اٹھ کر نہ دیا تھا اور اب باقی ماندہ چائے ٹکراؤ کی صورت ضرار کے کپڑوں کو خراب کر گئی تھی۔ ذاکر کی ندامت ماں کی ڈانٹ نے بڑھا دی تھی۔

”اٹس او کے امی! میں چینج کر لیتا ہوں۔“ ضرار نے برا مانے بغیر نرمی سے ماں کا غصہ اور بھائی کا کندھا دبا کر اس کی ندامت کم کرنا چاہی تھی۔ وہ شرٹ کے بٹن کھولتا پلٹ گیا۔ ذاکر نے کچن کی راہ لینے میں عافیت جانی۔ فردوس بیگم کا غصہ ابھی ٹھنڈا نہ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ہوا تھا۔

☆......☆

"ارے کیا ہوا؟" ضرار نے کمرے میں داخل ہوتے ہی شرٹ اتار کر صوفے پر رکھی اور وارڈ روب سے نئی شرٹ نکالنے لگا تھا۔ وردہ اس کی پشت پر کھڑی صوفے پر رکھی شرٹ اٹھا کر دونوں ہاتھوں میں پھیلائے بغور جائزہ لے رہی تھی وہ جونہی پلٹا وردہ نے قدرے خفگی و تحیر سے استفسار کیا تھا۔

"ذاکر سے چائے گر گئی۔" ضرار مختصر جواب دے کر بعجلت واش روم میں گھس گیا۔ دس منٹ بعد فریش و تیار ہو کر لوٹا تو وردہ ہنوز منہ پھلائے شرٹ کے ماتم میں غرق تھی۔ یہ شرٹ وردہ نے بے حد چاؤ سے اس کے لیے سلوائی تھی اور اس کا کلر بھی ضرار پر بے حد سوٹ کر رہا تھا۔ وردہ کا نازک دل ٹوٹ گیا تھا وہ خاصی افسردہ تھی۔

"وردہ۔" ضرار نے قریب آ کر نرمی سے اس کا کندھا ہلایا تھا۔

"اسے نظر نہیں آیا تھا کیا وہ اندھا تھا۔" وردہ منہ پھٹ و خود پسند تھی۔ بدلحاظی سے پھٹ پڑی اس کا صدمہ کم ہونے کا نام ہی نہ لے رہا تھا۔ ضرار ہکا بکا رہ گیا۔ حقیقتاً دو دن کی بیاہی لڑکی کی بدزبانی نے اسے حیرت زدہ کر دیا تھا۔

"وردہ! اس نے جان بوجھ کر نہیں کیا ہے بس اچانک......" ضرار، بھائی کی صفائی پیش کرنا چاہتا تھا حالانکہ اس سے بیوی کا تند خو لب و لہجہ ہضم نہیں ہو رہا تھا۔

"کیا اچانک ہاں اس کی آنکھیں بند تو نہ تھیں۔ اس نے اتنی قیمتی شرٹ خراب کر دی۔" وردہ کا شاک کم ہی نہ ہو رہا تھا۔ وہ کچھ سننے اور سمجھنے پر قطعاً آمادہ نہ تھی۔

"کم آن وردہ! کیا ہو گیا ہے تمہیں۔" ضرار کو بھی اس کی بدلحاظی اور فضول غصے پر تاؤ آ گیا۔ گھڑی کی سوئیاں آٹھ بجا رہی تھیں انہیں اس وقت نعمان کے ہاں ہونا چاہیے تھا جب کہ وہ معمولی بات کو بلاوجہ طول دیئے جا رہی تھی۔

"چلیں۔" وردہ تیار ہی تھی اس نے شرٹ غصے سے پٹخی اور باہر نکل گئی اور سارے راستے اس کا موڈ خراب رہا۔ صد شکر کہ ان کے ہاں پہنچ کر اس کا موڈ کافی بہتر ہو گیا تھا۔ ضرار اطمینان و تشکر بھری طویل سانس خارج کرتا نعمان سے ملنے لگا۔

☆......☆

وہ کمرے میں بری کے دونوں جہازی سائز اٹیچی کیس کھولے اپنی بری کے سوٹ الگ الگ کر رہی تھی۔ اسے جو سوٹ پسند آ رہے تھے وہ انہیں اپنے قریب ترتیب سے رکھ رہی تھی اور جو ناپسند آ رہے تھے وہ انہیں اتنی بے دردی سے بیڈ پر پھینک رہی تھی کہ وہ بند پیکٹ میں سے نکل کر بیڈ پر بکھر رہے تھے۔

"ارے۔" ضرار کمرے میں آیا تو کمرے میں بکھراوا پھیلا دیکھ کر اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ اپنے کام میں مگن وردہ نے چونک کر اچٹتی نگاہ شوہر پر ڈالی اور دوبارہ اپنے کام میں مگن ہو گئی تھی۔ ضرار بیڈ پر پھیلے بکھراوے میں اپنے لیے جگہ بنا کر بیٹھ گیا اور خاموشی سے اس کی سرگرمی نوٹ کرنے لگا۔ وہ اس سے دو روز خفا رہا تھا لیکن وردہ نے شوہر کی خفگی کی رتی بھر پروا نہ کی تھی۔ آخر اسے ہی نسرین کی خاطر ہتھیار ڈالنے پڑے تھے۔ وہ اپنے گھر خوش و خرم تھی۔ ضرار نہیں چاہتا تھا کہ اس کی وجہ سے نسرین کی ازدواجی زندگی ڈسٹرب ہو۔ اس کے لب دھیرے سے بڑبڑائے اس کی بڑبڑاہٹ وردہ کے کانوں تک نہ پہنچ سکی تھی۔

"یہ سوٹ آپ آنٹی کو واپس کر دیں۔ مجھے بالکل پسند نہیں آئے ہیں۔ یہ اولڈ فیشن ہیں۔ بھلا آج کل کون اتنے بھاری بھرکم سوٹ پہنتا ہے۔"

فردوس نے بے حد ارمانوں سے بری کے سوٹ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

سلوائے تھے۔

"واٹ......؟" ضرار کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ وردہ کا ہر نیا رنگ اس کے لیے حیران کن تھا۔ اس نے کہیں نہ دیکھا نہ سنا تھا کہ دلہن اپنی بری واپس کر دے۔

"اٹس امپاسیبل۔ تم یہ سوٹ رکھو، امی نے تمہارے لیے اتنے ارمانوں سے بنوائے ہیں۔" ضرار نے نرمی سے اسے سمجھانا چاہا تھا۔ فردوس، زرینہ کی بری واپس آنے پر دونوں رو رہی تھیں۔ ان کی طبیعت بگڑ گئی تھی۔ گھر کا ماحول الگ سوگوار رہتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے گھر والے اسی کرب سے دوبارہ گزریں، ضرار نے قطعیت سے انکار کر دیا تھا۔ اسے امی کے کرب کا سوچ کر ہول اٹھنے لگے تھے۔

وہ بے رحمی و سنگدلی کی انتہا پر تھی۔ اس کا لہجہ بے لچک اور ٹھوس تھا۔ وہ جھکنے والوں میں سے نہ تھی۔

"وردہ! تم بات سمجھنے کی کوشش کرو۔" ضرار لاچاری کی انتہا پر تھا۔ وہ شادی کے ابتدائی دنوں میں ہی اس سے کوئی لڑائی نہیں چاہتا تھا۔ ورنہ یہ کوئی چھوٹی بات نہ تھی۔

"اگر نمرین تم لوگوں کی بری واپس کرتی تو تمہیں کیسا لگتا؟" ضرار کو ضبط کے باوجود شدید تاؤ آئے جا رہا تھا۔ اس نے اسے سمجھانے کے لیے نکتہ اٹھایا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ اس کی بات سن کر اس کا حکم مان لے گی مگر وہ بھی اپنے نام کی ایک تھی اس نے شوہر کی کسی خواہش یا مرضی کو ماننا سیکھا ہی نہ تھا بلکہ وہ تو ضرار کو اپنی مرضی اور خواہش پر چلانا چاہتی تھی۔

"ہونہہ......ایسا ہو ہی نہیں سکتا تھا ہماری بری ایسی نہیں تھی کہ کوئی انہیں واپس کرنے کا سوچ بھی سکتا۔" وردہ نے تفاخر بھرا ہنکارا ابھرتے ہوئے اس کی دلیل کو چٹکیوں میں اڑا دیا۔ اس کا لہجہ و انداز غرور و ناز سے پُر تھا۔ ضرار نے بے بسی سے اپنا سر پکڑ لیا اور وہ لاپرواہی سے بکھرے سوٹ تہہ کرنے لگی اس کے چہرے پر تفاخر و مان بھرا اطمینان پھیلا تھا۔

اسے شوہر کی رتی بھر پرواہ نہ تھی اس نے شروع دن سے حقیقتاً شوہر کو جوتے کی نوک پر رکھا تھا۔ وہ وٹہ سٹہ کا ناجائز فائدہ اٹھا رہی تھی۔ جہاں ضرار احتجاج کرنے لگتا وہیں نرمین کی شامت یقینی تھی۔ ضرار بری طرح پھنسا تھا۔

☆......☆

کمرے میں موت کا سا سناٹا تھا۔ فردوس کی دبی سسکیاں خاموشی کو چیر رہی تھیں۔ وردہ کی بری کے سوٹ سینٹرل ٹیبل پر دھرے تھے۔ چونکہ شادی چٹ منگنی پٹ بیاہ کے مصداق ہوئی تھی سو انہیں تیاری کا زیادہ ٹائم نہ مل سکا تھا۔ انہوں نے نمرین کے لیے اکیس اور وردہ کے لیے پچیس سوٹ ارجنٹ آرڈر پر بنوائے تھے وردہ نے صرف آٹھ سوٹ رکھے تھے۔

"بس کرو فردوس! تم کیوں خود کو ہلکان کیے جا رہی ہو۔" ان کی مسلسل گونجتی سسکیاں بچوں اور وقار کو پریشان کر رہی تھیں۔ وردہ کان لپیٹے اپنے کمرے میں بیٹھی ڈھٹائی سے میگزین کی ورق گردانی کر رہی تھی اس کا سارا دھیان ادھر تھا مگر اسے کوئی سن گن نہ مل رہی تھی۔ ماحول خاصا گھمبیر تھا، ضرار، فاخر اور ذاکر ملول چہرے لیے بے بسی سے ماں کو تکے جا رہے تھے۔ وقار نے ماحول پر چھایا تناؤ کم کرنا چاہا تھا۔

"کیا میں بیٹوں کی بریاں واپس لینے کے لیے رہ گئی ہوں، ارے اسے یہ نہیں پہننا تھے تو نہ پہنتی، کسی ملازمہ یا ضرورت مند کو دے دیتی مگر یوں یہ سوٹ تو نہ لوٹاتی۔" فردوس کا غم ہلکا ہی نہ ہو رہا تھا۔ ماحول مزید گھمبیر ہو گیا تھا۔

"فردوس! دیکھو بچے کتنا پریشان ہیں۔" وقار نے فردوس کو احساس دلانا چاہا تھا وہ خود بھی بے حد رنجیدہ تھے۔

"امی! میں اس کی طرف سے معافی مانگتا ہوں۔" ضرار نے ماں کے گرد بازو حمائل کر دیئے تھے۔ ضرار بے حد شرمندہ تھا۔ وردہ نے اسے اس کے اپنے گھر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

والوں کے سامنے نظریں جھکانے پر مجبور کر دیا تھا۔

''تو کیوں معافی مانگتا ہے پاگلے۔ بھلا اس میں تیرا کیا قصور۔'' فردوس نے تڑپ کر بیٹے کو سینے سے لگا لیا۔ وردہ کا شاہانہ اور خود پسندانہ مزاج بخوبی سمجھ گئی تھیں۔ فردوس نے ضرار کا پر ملال چہرہ محبت سے چوم لیا۔

☆......☆

''ضرار! یہ رنگ کس نے پسند کی تھی؟'' دونوں کے درمیان کچھ دنوں سے کھنچاؤ چلا آ رہا تھا جب کہ دوسری طرف نمرین بالکل خوش باش تھی، یہ بھی وردہ کے گھر والوں کی چال تھی۔ وہ نمرین کو خوش رکھ کر بدلے میں وردہ کی خوشیاں کیش کروا رہے تھے اگر کہیں ضرار ذرا سا بھی الجھتا یا احتجاج کرتا تو نتیجتاً نمرین کو واپس بھیج دیا جاتا۔ ضرار اور اس کے گھر والے وردہ اور اس کی فیملی کی بدنیتی اور بدفطرت بخوبی بھانپ گئے تھے۔ ضرار لیپ ٹاپ پر آفس ورک میں بزی تھا۔ وردہ نے منہ دکھائی میں دی گولڈ رنگ انگلی میں گول گول گھمائی۔

''امی نے۔'' دونوں میں کھنچاؤ میں کمی ضرار کی نرمی سے آئی تھی۔ فردوس نے اس کے لیے ہاتھ کی نازک گولڈ رنگ اور ضرار نے اسے اپنی طرف سے گولڈ کا لاکٹ دیا تھا۔ اس نے سر اٹھائے بغیر مختصر جواب دیا۔

''لگتا ہے آنٹی کو آج کل کے فیشن کا نہیں پتا ہے۔ اب یہ ڈیزائن کون پہنتا ہے۔'' وردہ نے سفاکانہ تبصرہ کیا اسے کسی کے جذبات کی رتی بھر پرواہ نہ تھی۔ اسے صرف اپنا آپ پیارا تھا۔ وہ اپنے بھائی کے ذریعے نمرین کا جینا محال کر دیتی۔ اس کے میکے میں ماں کی چلتی تھی اور اس کا بھائی ماں کی مٹھی میں تھا اور وہ ماں کی بے حد لاڈلی تھی۔ ماں بیٹی کی خاطر کچھ بھی کر سکتی تھی۔ حتیٰ کہ وہ بیٹے کا گھر بھی اجاڑ سکتی تھی۔ ضرار اور اس کے گھر والے بخوبی حالات سمجھ رہے تھے وہ نمرین کو کچھ نہ بتاتے۔ مبادا وہ پریشان ہو یا پھر وہ گھر میں کوئی بات کرے تو معاملہ بگڑ جائے ضرار سمجھاؤ سے معاملہ چلانا چاہتا تھا مگر ہر گزرتے دن کے ساتھ جوں جوں وردہ کھل کر سامنے آ رہی تھی وہ ضرار کی برداشت وضبط کا امتحان بنتی جا رہی تھی۔

''میری ایک بات کان کھول کر سن لو، میں یہ رنگ انہیں واپس نہیں کروں گا اور نہ ہی یہ چین واپس لوں گا۔'' وہ وردہ کے رنگ پہچاننے لگا تھا۔ وہ وردہ کی چین گھماتی انگلیاں دیکھ چکا تھا۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ رنگ کے بعد چین کا ذکر کرے گی اس نے قطعیت بھرے ٹھوس بے لچک لہجے میں اسے انگلی اٹھا کر باور کروایا۔

''تو واپس کون کر رہا ہے یہ دونوں چیزیں۔ میں چاہتی ہوں کہ ان دونوں کو سلامی کے پیسوں کے ساتھ ملا کر دو تولے کا لاکٹ سیٹ بنوا لوں۔ آپ نے بری کا زیور جہاں سے بنوایا ہے مجھے وہاں لے چلیے گا یا پھر ڈیزائن کی کاپی گھر لے آئیے گا۔ میں ڈیزائن سلیکٹ کر لوں گی۔'' نہ جانے وہ کیا شے تھی۔ وہ شوہر کے غصے و ناراضی سے رتی بھر مرعوب ہوئے بغیر رعونت و تحکم بھرے لہجے میں بولی تھی۔ ضرار بھونچکا رہ گیا۔ اس کا اندازہ غلط نہ تھا۔ وہ وردہ کی ڈھٹائی پر جتنا حیران ہوتا، اتنا کم تھا اس کی شادی کو مہینہ بھر ہونے کو تھا اور وہ ابھی سے میاں پر رعب و حکم چلانے لگی تھی اس نے اپنی شادی کے اولین دنوں کی سحر انگیزی کا بھی خیال نہ کیا تھا۔ ان کی چند روز میں دو بار لڑائی ہو چکی تھی اور دونوں بار ضرار کو ہی ہتھیار ڈالنے پڑے تھے۔ اس نے نہ تو ہار مانی تھی اور نہ ہی شوہر کو منانے کی کوشش کی تھی۔

''پھر آپ کب لا رہے ہیں کاپی؟'' اسے احساس ہو گیا تھا کہ ضرار شاکڈ ہے۔ ضرار کے لبوں پر جامد سناٹا تھا جیسے اس نے چٹکیوں میں اڑا دیا تھا۔ ضرار

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

بے بسی کی انتہا پر تھا اس کے پاس وردہ کی بات ماننے کے علاوہ کوئی آپشن نہ تھا۔ اسے مہینہ بھر میں وٹہ سٹہ کی شادی پر تشویش ہونے لگی تھی۔ فردوس اور وقار کا خیال تھا کہ وہ بہو کو خوش رکھیں گے تو ان کی بیٹی بھی خوش رہے گی۔ اسی لیے وہ نرمی سے کام لیے جا رہے تھے۔ ضرار بھی بہن کی خاطر نرمی سے کام لیے جا رہا تھا اور یہی بات وردہ کو شہ دیئے ہوئے تھی اور پھر اسی شام ضرار نے ڈیزائن کی کاپی لا کر اسے تھما دی تھی۔ وردہ کے چہرے پر ہلکی سی بھی خفت یا سراسیمگی کا عکس نہ ابھرا تھا وہ سرشاری سے کاپی تھام کر ڈیزائن دیکھنے لگی تھی۔

واشنگ مشین سے سرف کی جھاگ ابل ابل کر باہر آ رہی تھی۔ جھاگ سے فرش پر پھسلن ہوئی جا رہی تھی اور کسی کو پروا ہی نہ تھی۔

''اتنا زیادہ سرف۔'' ضرار اور ذاکر کسی کام سے گھر لوٹے تو ذاکر نے نظر پڑتے ہی بے اختیار کہا۔ فردوس کو شوگر تھی، جھاگ سے ان کے پاؤں میں زخم بن جاتے تھے۔ وہ مشین لگاتیں تو ہر بار ان کے پاؤں کے زخم ٹھیک ہونے میں وقت لیتے تھے۔ انہوں نے کبھی نمرین کو مشین نہ لگانے دی تھی اور ابھی وردہ سے گھر کے کام بھی نہ شروع کروائے تھے۔ ذاکر کو ماں کی فکر ہوئی تو تیزی سے آگے بڑھا۔

''بھابی! آپ سرف کم ڈال لیتیں یہ پھسلن کر رہا ہے۔'' ذاکر بولے بغیر نہ رہ سکا تھا۔ وردہ کے وجود میں ناگواری کی شدید لہر ابھری مگر وہ خاموش رہی۔ اس نے ذاکر پر نگاہِ غلط تک ڈالنا نہ گوارا کیا تھا۔ وہ شادی کے بعد پہلی بار کوئی کام کر رہی تھی۔

''امی کو شوگر ہے جھاگ ان کے پیروں کو زخمی کرتا ہے۔ میں اسی لیے کہہ رہا تھا آپ تھوڑے کپڑے دھو رہی تھیں تو سرف بھی اتنا ہی ڈالتیں۔'' ذاکر اپنی بات کی وضاحت کر کے پلٹ گیا۔ وردہ خاموش رہی، اس کی مسلسل خاموشی اس کی ناگواری ظاہر کر رہی تھی۔

اس کے ماتھے پر بل پڑ چکے تھے۔

''تمہیں کیا ضرورت تھی اس سے بات کرنے کی۔'' فردوس ساری بات سن چکی تھیں وہ ذاکر پر الٹ پڑیں۔ وہ بہو کے بگڑے تیور اور ماتھے کے بل دیکھ چکی تھیں۔ وہ گھر میں بدمزگی نہ چاہتی تھیں وہ اس کا مزاج پہچاننے لگی تھیں۔ وہ یقیناً اب فرار کے کان بھرے گی۔ انہیں نمرین کا خیال ہراساں کرنے لگا تھا۔

''امی! اتنا کچھ گھر میں ہو رہا ہے آپ ڈرنا چھوڑ دیں پلیز۔'' ذاکر کو ماں کی تشویش بری لگی تھی۔ گھر والوں سے وردہ کی منہ دکھائی چینج کروانا مخفی نہ رہا تھا اور سبھی کو شدید قلق پہنچا تھا۔ ذاکر تو غصے سے بھر کر بھابی کو کھری کھری سنانا چاہتا تھا۔ اسے فردوس نے بمشکل سمجھا بجھا کر ٹھنڈا کیا تھا۔ فردوس کا دل مستقبل کے تصور سے ہولتا رہتا تھا۔ ان کے دل میں انجانا سا ڈر بیٹھ گیا تھا۔ وہ آئندہ صورت حال کے لیے خود کو تیار کرنے لگیں۔ ذاکر لاپروائی سے ان کے قریب بیٹھ کر پانی پینے لگا تھا۔

☆......☆

''آپی! آپ شادی کی پکس نہیں لائیں؟'' نرمین شادی کے بعد دوبار میکے آئی تھی۔ وہ صبح آ کر شام کو لوٹ جاتی تھی۔ وہ پہلی بار ہفتہ میکے میں رہنے آئی تھی۔ سب ہال روم میں جمع تھے گھر والوں نے ابھی تک نمرین کے ولیمے کی پکس نہ دیکھی تھیں۔ ذاکر نے گلہ کرتے ہوئے صوفے پر رکھا کشن اپنی کہنی کے نیچے دبایا تھا۔

''اوہ...... مجھے یاد ہی نہیں رہا۔ تم وردہ کے موبائل سے دیکھ لو۔'' نمرین پچھلی بار آئی تھی تو اسے ذاکر نے بطورِ خاص تاکید کی تھی پکس لانے کی۔ وہ اپنی ازلی لاپروائی میں پھر بھول آئی تھی۔ اس سے بھائی کا خفا خفا سا موڈ نہ سہا گیا تو اسے مشورہ دے ڈالا۔

''یہ تو مجھے خیال ہی نہیں آیا میں ابھی بھابی سے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

موبائل لاتا ہوں۔'' ذاکر بچوں کی سی معصومیت بھری خوشی سے کہتا اٹھ گیا۔

''یہ تم کس کا موبائل اٹھا لائے ہو۔'' وہ وردہ کے روم میں گیا تو وہ واش روم میں تھی وہ چند ثانیے انتظار کرتا رہا پھر اس کے نہ آنے پر خود ہی موبائل اٹھا لایا تھا۔ وہ موبائل پر پکس دیکھ رہا تھا کہ فردوس کا دھیان اس کی طرف گیا۔ وہ وردہ کا موبائل پہچان گئی تھیں۔ انہوں نے خفگی سے ذاکر کو جھڑکا تھا۔ فردوس وردہ کے مزاج سے خائف رہتی تھیں۔ انہیں پھر کسی سنگینی کا احساس ستایا تو انہوں نے فوراً بیٹے کو گھرک دیا تھا۔

''امی! کیا ہو گیا ہے۔ اسے دیکھنے دیں خیر ہے۔'' ضرار بیوی کی وجہ سے گھر والوں میں بیٹھتے خفت محسوس کرتا تھا۔ اسی لیے گھر میں کوئی بھی اس کے سامنے کوئی سی بات کا ذکر نہ کرتا تا کہ وہ شرمندگی اور ٹینشن سے بچا رہے۔ ضرار نے فوراً بھائی کی سائیڈ لی۔

''ضرار بیٹا! صاف بات تو یہ ہے کہ مجھے وردہ کا مزاج خائف رکھتا ہے۔ میں مزید کوئی ٹینشن گھر میں نہیں چاہتی ہوں۔'' فردوس نے بیٹے سے موبائل چھین کر ضرار کو تھمایا۔ ذاکر اپنی جگہ خفا بیٹھا رہا۔ اس نے ناراضی سے منہ پھلا کر رخ پھیر لیا۔

''خیریت! گھر میں کون سی ٹینشن چل رہی ہے۔'' نمرین حق دق رہ گئی۔ ماں کی بات نے اسے شدید پریشان کر دیا تھا وہ پوچھے بنا نہ رہ سکی تھی۔ اسے گھر والوں نے کبھی کچھ نہ بتایا تھا تا کہ وہ اپنی نئی ازدواجی زندگی میں خوش وخرم رہے۔

''بیٹا! تمہاری ماں کی عادت ہے۔ یہ غصے میں بناء سوچے سمجھے بول جاتی ہے۔'' وقار نے بیوی کو آنکھوں سے خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے بیٹی کو تسلی دی فردوس چپ کر گئیں۔

''آپ سب مجھ سے کچھ چھپا رہے ہیں۔'' نمرین نے بالکل یقین نہ کیا۔ سب جیسے ایک دوسرے سے نظریں چرا رہے تھے۔ وہ اس سے کچھ چھپا رہے تھے اسے یہی بات زیادہ پریشان کر رہی تھی۔

''ضرار کیا بات ہے؟'' اسے یقین ہو گیا تھا کہ امی ابو اسے کچھ نہ بتائیں گے۔ اسی لیے اس نے ڈائریکٹ ضرار سے استفسار کیا جس کے چہرے پر خفت واضح تھی۔ ضرار چپ تھا اور وہ جواب کی منتظر۔

''میرا موبائل کون لایا ہے اِدھر؟'' اسی اثناء میں وردہ کی کال آ گئی۔ وہ واش روم سے آتے ہی موبائل ڈھونڈ رہی تھی۔ دراصل وہ چھوٹی بہن سے چیٹ کر رہی تھی۔ وہ بیل سن کر تیزی سے آتے ہی خفگی بھرے غصے سے قدرے اونچا بولی تھی۔ سب کی نظریں اس پر جم گئیں جب کہ اس کی متلاشی نظریں موبائل کی کھوج میں تھیں۔

''آپ کم از کم بتا کر ہی لے آتے، میں کب سے ڈھونڈ رہی تھی۔'' جوں ہی اس کی نظر ضرار کے ہاتھ میں موجود موبائل پر پڑی اس نے جھپٹنے کے انداز میں موبائل اٹھایا اور یہ جا وہ جا۔ نمرین کو شدت سے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔ ذاکر کو موبائل لائے ابھی پانچ چھ منٹس بمشکل گزرے ہوں گے اور اس نے ''کب سے'' یوں کہا تھا، جیسے وہ گھنٹہ بھر سے ڈھونڈ رہی ہو۔ یہ بھی مقام شکر تھا کہ موبائل ضرار کے ہاتھ میں تھا اگر ذاکر کے پاس ہوتا تو اس کا لہجہ یقیناً درشت و رکھائی بھرا ہوتا۔ کمرے میں جامد سناٹا پھیل گیا اور نمرین صورت حال سمجھنے میں ہلکان ہوئی جا رہی تھی۔

☆......☆

''امی پلیز! مجھے ساری بات بتائیں، وردہ آپ لوگوں کے ساتھ صحیح تو رہتی ہے نا؟'' اگلے روز صبح مردوں کے کام پر جاتے ہی نمرین نے ماں کو گھیر لیا تھا۔ فردوس نے پہلے تو ٹال مٹول سے کام لینا چاہا مگر آخر کب تک۔ انہیں ہتھیار ڈالتے ہی پڑے اور

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

انہوں نے سب کچھ بیٹی کے سامنے اگل دیا۔ وہ تو اسے پریشانی سے بچانے کے لیے سب کچھ چھپا رہی تھیں مگر وہ چھپانے سے زیادہ پریشان ہو رہی تھی۔

''امی! اتنا سب کچھ ہو گیا اور مجھے کسی نے بتانا تک ضروری نہ سمجھا۔'' نمرین کی آواز دکھ کی انتہا سے پھٹ گئی تھی۔ اسے بخوبی احساس ہو چکا تھا کہ سسرال میں اس کی ساس کا سکہ چلتا تھا اور اس کی ساس کو اپنی دونوں بیٹیاں بے حد پیاری تھیں۔ اپنے بیٹوں سے بھی بڑھ کر انہیں بیٹے صرف کمائی کی حد تک عزیز تھے۔ اس کے حسین مکھڑے پر تفکر کا جال پھیلا تھا۔

''اللہ بہتر کرے گا بیٹا۔'' فردوس نے محبت سے بیٹی کا ماتھا چوم کر اسے تسلی دی تھی۔ نمرین ماں کی آغوش میں سما گئی۔ ماں کی محبت بھری آغوش میں سما کر وقتی طور پر اس کی پریشانی کم ہو گئی۔

☆......☆

''وردہ بیٹا! تم گاؤن اتار لو، گرمی بہت ہے۔'' اس روز نمرین کا دل چھوٹی پھپھو سے ملنے کو چاہ رہا تھا۔ خالہ اور پھپھو اس سے عمر میں آٹھ سال بڑی تھیں۔ دونوں میں خاصی بے تکلفی بھری دوستی تھی۔ پھپھو نے اس کے میکے آنے کا سنا تو خصوصی طور پر اس کی دعوت کر ڈالی تھی۔ وقار اور ضرار کو آفس میں ضروری کام تھا۔ وہ دونوں نہ جا سکے تھے۔ ان کے ساتھ ذاکر اور فاخر گئے تھے گرمی زوروں پر تھی امی اور نمرین نے جاتے ہی گاؤن اتار دیئے جب کہ وردہ نے نہ اتارا تھا۔ اس کی عادت تھی وہ کہیں جا کر گاؤن نہ اتارتی تھی۔ پھپھو نے اسے دوسری بار کہا تھا مگر وہ سنی ان سنی کر کے بیٹھی رہی تھی۔ نمرین اور فردوس اس کی عجب عادت پر دل میں نادم تھیں۔

''بیٹا! تم گاؤن اتار لو۔'' پھپھو نے بھابی کو آنکھ سے اشارہ کیا تو انہوں نے بہو کو مخاطب کیا۔ پھپھو کو اس کی گرمی لگنے کا احساس ستا رہا تھا۔ اسی لیے وہ چاہتی تھیں کہ وہ ایزی ہو کر بیٹھے۔

''امی!'' اسی لمحے پھپھو زاد اویس نے ماں کو آواز لگائی تو وہ اٹھ کر چلی گئیں۔

''آنٹی! مجھے برقع نہیں اتارنا ہے۔ پلیز آپ مجھے اب دوبارہ نہ کہیے گا۔'' وردہ اپنی مخصوص ہٹ دھرمی اور بدتمیزی سے پھپھو کے جاتے ہی رخ موڑ کر بولی۔ فردوس اپنا سا منہ لے کر رہ گئیں چاروں نفوس کو سانپ سونگھ گیا۔ ذاکر کے سر پر لگی اور پاؤں پر بجھی۔ نمرین الگ متحیر حق دق تھی۔ اس نے ماں کی زبانی وردہ کی بدتمیزیوں اور ہٹ دھرمی کے قصے سنے ضرور تھے مگر اس کا واسطہ پہلی بار پڑا تھا۔

''وردہ! امی اور پھپھو تمہارا خیال کر کے کہہ رہی ہیں اگر تمہیں گرمی میں سڑنے کا شوق ہے تو مت اتارو۔ ہمیں بھلا کیا اعتراض ہو گا۔'' نمرین نے نرمی سے ناگواری جھلکتے لہجے میں اسے ٹوک کر احساس دلانا چاہا تھا کہ یہ ان کا گھر نہیں ہے۔ وہ کسی اور کے گھر مہمان آئے ہوئے ہیں۔

''میری عادت نہیں ہے کہیں جا کر گاؤن اتارنے کی۔'' وردہ نے بھی جواباً نرمی مگر ناگواری سے جواب دیا تھا۔ نمرین نے خاموشی میں بہتری جانی۔ اسی اثناء میں پھپھو کولڈ ڈرنکس لے کر آ گئیں۔ گرم و تلخ ماحول نے یکدم گرمی بڑھا دی تھی۔

☆......☆

''بھائی! آپ بھابی سے پوچھیں کہ آخر انہیں مسئلہ کیا ہے۔'' نمرین کو انہوں نے واپسی پر اس کے سسرال ڈراپ کر دیا تھا۔ ان کی واپسی قدرے تاخیر سے ہوئی تھی۔ ابو اور ضرار گھر آ چکے تھے۔ ذاکر نے آتے ہی ساری بات بھائی کو بتا دی تھی اس کا غم کم ہونے کا نام ہی نہ لے رہا تھا۔ اسے زیادہ غصہ اس بات پر تھا کہ وردہ نے امی سے بدتمیزی کی تھی اور وہ بھی گھر سے باہر۔ یوں تو بات خاندان میں پھیل سکتی تھی اور اس سے وردہ اور ان کی بدنامی ہو سکتی تھی۔

''ذاکر تم چپ کرو۔ تم بھی کچھ نہ کہنا کل مین خود

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

بات کروں گا اس سے۔" وقار نے سختی سے ڈاکٹر کو خاموش کروا کر ضرار کو تاکید کی جو نہایت پریشان لگ رہا تھا۔ ضرار کو اس سے یہ توقع نہ تھی اس کی پریشانی فطری تھی۔ اب اسے خود سے زیادہ بہن کی فکر رہنے لگی تھی فردوس کھانا تیار کرنے کے لیے اٹھ گئیں۔

☆......☆

"السلام علیکم!" شام کا ملگجا اندھیرا گہرا ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی۔ گھر میں اس کا چھوٹا دیور تھا۔ آنٹی اور دردانہ کہیں گئی ہوئی تھیں۔ نعمان اس کے آتے ہی باہر نکل گیا تھا۔ اسے اپنے دوست کے ہاں ضروری کام سے جانا تھا۔ وہ ماں اور بہن کی واپسی کا منتظر تھا اور ان کا دور دور تک کہیں نام و نشان نہ تھا۔ وہ نمرین کے آنے پر کلمہ شکر ادا کرتا فوراً اسے بتا کر گھر سے نکل گیا تھا۔ نمرین اپنے کمرے میں جا کر ستانے لگی۔ تھوڑی دیر بعد اسے آہٹ سنائی دی تو وہ کمرے سے نکل آئی۔ دردانہ آنٹی کو پانی کا گلاس تھما رہی تھی۔ دونوں نے ابھی اپنی چادریں بھی نہ اتاری تھیں۔ نمرین نے آتے ہی جھٹ سلام کیا۔

"وعلیکم السلام!" آنٹی اور دردانہ نے بیک وقت جواب دیا۔ آنٹی کا لہجہ نرم و خشک جب کہ دردانہ کا لہجہ روکھا اور کرخت تھا۔ سدا کی نرم نمرین کے اندر انجانے خطرے کی گھنٹی زور سے بجی تھی۔ کہیں کچھ گڑبڑ تھی مگر کیا؟ وہ سمجھ نہ سکی تھی وہ اگلے پل خود کو نارمل کرتی آنٹی کے قریب آ بیٹھی۔

"نمرین بیٹا! تم دال چاول پکا لو۔" وہ مسلسل دردانہ کو فوکس کیے ہوئے تھی آنٹی نے نرمی سے اسے اٹھایا۔ اس نے سسرال میں ہفتہ بھر بعد ہی گھر کے کام کاج شروع کر دیے تھے۔ دردانہ کالج سے آ کر کسی کام کو ہاتھ تک نہ لگاتی تھی۔ وہ وردہ سے چیٹ میں مشغول تھی۔ وردہ اسے آج کی تمام روئیداد بتا رہی تھی۔

"جی آنٹی!" وہ سعادت مندی سے سر ہلاتی اٹھ گئی۔ اس نے کمرے سے نکلنے سے پہلے ایک چور نگاہ دردانہ پر ڈالی۔ وہ مسلسل چیٹنگ میں محو تھی اور اس کا چہرہ کرخت و سخت تھا۔ اس کے ماتھے پر بل بھی پڑے تھے۔ وہ جونہی باہر نکلی دردانہ آخری میسج کر کے ماں کے قریب آ گئی اور انہیں سرگوشی میں کچھ بتانے لگی تھی۔ ان کے چہرے پر تفکر کا جال پھیلنے لگا۔ ان کا عیار ذہن تیزی سے بیٹی کو بچانے کے لیے تانے بانے بننے لگا۔ انہیں اب وقار صاحب کے وردہ سے بات کرنے سے پہلے کچھ کرنا تھا تاکہ وہ وردہ سے بات نہ کر سکیں ان کا ذہن تیزی سے سوچ کے گھوڑے دوڑا رہا تھا۔ دردانہ بھی سوچ میں گم بیٹھی تھی۔ نمرین اپنے خلاف ہونے والی سازشوں سے بے خبر کھانا پکانے میں مگن تھی۔ ابھی اسے علی کے آنے سے پہلے خود بھی تیار ہونا تھا۔ علی کے آفس سے آنے میں بمشکل گھنٹہ بچا تھا۔

☆......☆

اس کی آنکھ کھٹکے سے کھلی تھی۔ وہ کھانا کھانے کے بعد کچن کا سارا کام نمٹا کر فارغ ہو کر اپنے کمرے میں آئی تو دس بجنے والے تھے۔ وہ روزانہ کام سمیٹتے سمیٹتے دس بجا دیتی تھی اس کا جسم تھکن سے چور تھا اسے تیار ہونے کا بھی وقت نہ مل سکا تھا۔ وہ ذرا ستانے کو لیٹی تو اس کی آنکھ لگ گئی۔ اس نے گھڑی پر نظر ڈالی، ساڑھے بارہ ہو چکے تھے۔ وہ جھٹکے سے بال سمیٹتی اٹھ بیٹھی۔ وہ تقریباً اڑھائی گھنٹے سوئی تھی اور اسے خبر تک نہ ہوئی تھی۔

"آپ کب آئے؟" نمرین نے جمائی روکتے ہوئے علی سے پوچھا تھا۔ اسے ابھی بھی نیند کی شدید طلب ہو رہی تھی۔ وہ شام سے مسلسل کاموں میں مگن تھکن سے چور تھی۔

"ابھی۔" علی آہستگی و بیگانگی سے مختصر جواب دے کر واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ نمرین حیران رہ گئی، وہ گیارہ بجے تک کمرے میں آ جاتا تھا۔ وہ سمجھ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف
ایڈ فری لنکس
ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ
ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر
کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety

پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1

پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بُک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

Dont miss a singal one of your Favourite Paksociety's Update !

i. Open Paksociety Page.
ii.Click Liked.
iii.Select Get Notifications.
iv.Select See First.
All Done

Liked
Message
Get Notifications
Add to Interest Lists...
Unlike
IN YOUR NEWS FEED
See First
See new posts at the top of News Feed
Default
See posts as usual
Unfollow

رہی تھی کہ شاید علی نے اسے آرام کی غرض سے نہیں جگایا تھا اسے تو جلدی آنا چاہیے۔ وہ آج ہی تو لوٹی تھی میکے سے ہفتہ بعد۔

علی نائٹ ڈریس میں ملبوس تھا۔ اس کے دلکش خدوخال والے چہرے پر سردمہری طاری تھی۔ اسی سردمہری نے نمرین کو مزید کچھ کہنے سے روک دیا تھا۔ وہ خاموشی سے علی کی نقل وحرکت نوٹ کرنے لگی۔ علی نے لیپ ٹاپ آن کیا اور کام میں بزی ہوگیا۔ یہ بھی ایک طریقہ تھا نمرین کو بولنے پر اکسانے کا۔ ورنہ اسے صبح آفس کے لیے جلدی اٹھنا تھا۔

''تم سو جاؤ۔'' وہ مسلسل علی پر نظریں جمائے خاموشی سے نیم دراز تھی۔ اس کی نیند اڑ چکی تھی۔ علی میں اسے دیکھ کر کوئی جذبہ نہ ابھرا تھا۔ وہ ٹھس انداز میں اسے نظر انداز کیے بزی تھا۔ وہ دراصل اس کے بولنے کا منتظر تھا تاکہ بات شروع کر سکے نمرین خاموش رہی تو ناچار اسے ہی بولنا پڑا تھا۔

''مجھے نیند نہیں آرہی ہے۔'' نمرین کے اندر یکدم ڈھیروں سناٹے اتر آئے تھے۔ وہ تو علی کی چاہتوں کی عادی تھی اس سے علی کی بیگانگی برداشت نہ ہورہی تھی۔ اسے یکدم شدت سے دوبارہ کسی گڑبڑ کا احساس ہونے لگا۔ اس کا دل صاف تھا اس نے کسی کے ساتھ کچھ برا نہ کیا تھا۔ سو وہ سمجھ نہ پائی تھی۔ وہ اب لاکھ چاہ کے بھی اپنے اندر اٹھتے وسوسوں کو نہ جھٹلا پارہی تھی۔ اس کا دل بری طرح دکھ کر رہ گیا۔

''تمہیں آتے ہی امی اور دردانہ کے پاس تھوڑی دیر بیٹھنا چاہیے تھا۔'' وہ مسلسل علی پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔ وہ لیپ ٹاپ بند کر کے اس کے قریب آگیا۔ آخر اس نے وہ بات بھی تو کرنا تھی جس کے لیے اسے ساڑھے بارہ بجے کمرے میں آنا پڑا تھا۔ امی نے اس کے خوب کان بھرے تھے۔ دراصل وہ جانتی تھیں کہ وردہ نے حقیقتاً بدتمیزی کی حد کردی ہے مگر ''میں نہ مانوں'' کے مصداق انہیں سارا ملبہ نمرین پر گرانا تھا۔ وہ اسے برا بنا کر اپنی بیٹی کی راہ ہموار کرنا چاہتی تھیں۔

علی نے گفتگو کا آغاز کیا۔ اسے ماں کو ناراض نہیں کرنا تھا۔

''میں جب گھر آئی تو صرف فیضی گھر پر تھا۔ امی اور دردانہ کہیں گئی ہوئی تھیں وہ جب آئیں تو میں ان کے پاس بیٹھی تھی۔'' نمرین نے اپنی صفائی دی تھی۔ اسے اپنا وہم حقیقت میں ڈھلتا محسوس ہوا تھا۔ علی کی سردمہری وخاموشی بلاوجہ نہ تھی۔

''تم تھوڑی دیر بیٹھی تھیں تمہیں زیادہ بیٹھنا چاہیے تھا۔'' علی نے اس کی صفائی رد کردی تھی۔ وہ حیران رہ گئی۔ نہ جانے کیوں اسے اس پل غصہ نہ آیا تھا اور نہ ہی اسے دکھ ہوا تھا۔ اسے صرف حیرانگی ہورہی تھی۔ شدید ترین حیرانگی۔ اسے ساری بات بتادی گئی تھی۔ بات سو فیصد سچ تھی وہ تو واقعی تھوڑی دیر بیٹھی تھی پھر اسے آنٹی نے کھانا پکانے کے لیے اٹھا دیا تھا۔ اس کے الفاظ منجمد رہ گئے۔

''نمرین تمہیں یہاں کسی سے کوئی تکلیف یا شکایت ہے؟'' علی کے اگلے سوال نے اسے مزید حیران کردیا۔ اسے بات بتائی ضرور گئی تھی مگر اپنے من چاہے الفاظ اور من پسند پیرائے میں۔

''نہیں۔'' اس نے معاملہ فہمی میں ناکام ہوکر ہولے سے گردن نفی میں ہلانے پر اکتفا کیا تھا۔ وہ لاعلم تھی کہ اس کے خلاف بات کو کس حد تک بڑھا چڑھا دیا گیا ہے اور کانوں کا کچا اور ماں کا فرمانبردار علی اس کی کسی بات پر یقین کرنے کو تیار نہیں ہے۔

''پھر تمہارے گھر والوں نے باجی کے ناک میں دم کیوں کر رکھا ہے۔'' آج کا سورج اس کے لیے حیرانگیوں کے پہاڑ لیے طلوع ہوا تھا۔ وہ اس بار ماں سے وردہ کے سارے کچے چٹھے سن کر آئی تھی۔ وردہ نے کیسے اس کے میکے والوں سے آتے ہی بیر باندھ لیا تھا جب کہ علی تو یوں بات کر رہا تھا جیسے وہ مظلوم ہو

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اور اس کے میکے والے ظالم۔

"آخر بات کیا ہوئی ہے؟" کمرے میں پن ڈراپ سائیلنس تھی۔ نمرین نے معاملہ بگڑنے سے پہلے سلجھانے کا فیصلہ کرلیا۔ علی کا غصہ و ناراضی بڑھتی جارہی تھی۔ وہ اس سے بات کھل کر کرنا چاہتی تھی تاکہ کوئی ابہام نہ رہے اور دلوں میں میل نہ آئے۔

"ذاکر، باجی کے کاموں میں دخل اندازی کرتا ہے کیا اس کا یہ حق بنتا ہے؟ کبھی وہ باجی کا موبائل بلا اجازت اٹھالیتا ہے کبھی اسے باجی کے زیادہ سرف ڈالنے پر اعتراض ہوتا ہے اور کبھی وہ ضرار کو باجی کے خلاف اکسا کر باجی کا گھر خراب کرتا ہے۔ اگر تمہارا کوئی دیور تمہارے ساتھ ایسا کرے تو تمہیں کیسا لگے گا۔" غصے کی زیادتی سے علی کی آواز کانپ کر رہ گئی۔ نمرین کی حالت کاٹو تو بدن میں لہو نہیں" جیسی تھی اس کی ساری باتیں سچ تھیں مگر آدھے ادھورے سچ وہ اصل حقیقت سے لاعلم اس پر خفگی سے بول رہا تھا۔ نمرین ان کے شاطر پن پر دنگ تھی۔

"علی! ایسا نہیں ہے بات......" نمرین کی مسلسل خاموشی اسے مجرم بنا رہی تھی اس نے حوصلہ مجتمع کر کے بات کرنا چاہی تو علی نے سختی سے اس کی بات کاٹ دی۔

"مجھے صرف یہ بتاؤ کیا میں نے کوئی بات غلط کہی ہے؟" اس کی پہلی دونوں باتیں سچ تھیں ادھورے سچ تیسری بات تو ہوئی ہی آج تھی اور اسے پورا یقین تھا یہ بھی آدھا سچ ہوگی۔ بات اس انداز میں نہیں ہوئی ہو گی جس انداز میں علی کر رہا تھا۔

"آپ کی بات سچ ہے مگر......" نمرین نے دوبارہ اسے حقیقت آشنا کرنا چاہا تھا۔ وہ اسے ساری حقیقت کھل کر بتانا چاہتی تھی تاکہ اس کا نام نہ آئے۔ جیسے آنٹی نے دھڑلے سے ذاکر پر ساری بات ڈال دی تھی وہ اس کے ساتھ بھی ایسا کرسکتی تھیں وہ خوفزدہ ہوگئی تھی۔

"بس بھی کردو نمرین! تم لوگ اپنی غلطی مان لو۔" وہ غصے سے کروٹ بدل کر لیٹ گیا۔ کانوں کے کچے علی نے اس کی کوئی بات نہ سنی تھی اور نہ ہی سنی۔ وہ اپنی جگہ سن رہ گئی۔

☆......☆

"ہیلو......ہیلو......"

"نمرین۔" وہ فون پر مسلسل روئے جارہی تھی۔ علی اس سے سخت خفا تھا۔ وہ علی کے لیے صبح ناشتا بنانے کچن میں آئی تو آنٹی پہلے سے اس کا ناشتا تیار کررہی تھیں۔ ان کا موڈ خاصا بگڑا ہوا تھا۔ وہ خوفزدہ سی اپنے خول میں سمٹی خاموشی سے ان کا ہاتھ بٹانے لگی علی تیار ہوکر آیا تو وہ ناشتہ ٹیبل پر لگا چکی تھی۔ وہ منہ پھلائے ناشتا کر کے آفس چلا گیا۔ دردانہ کالج جا چکی تھی وہ آنٹی کے ہمراہ گھر میں اکیلی رہ گئی تھی۔ آنٹی کا موڈ سخت آف لگ رہا تھا۔ نمرین اپنے کمرے میں آگئی۔ اسے موجودہ صورت حال نے سخت پریشان کردیا تھا، اس نے گھبراہٹ و پریشانی سے گھر فون ملایا۔ ابو نے کال ریسیو کی۔ وہ ان کی آواز سنتے ہی رونے لگی تھی ابو سخت گھبرا گئے۔

"بیٹا بولو تو سہی، کیا ہوا ہے۔" ابو نے گھبرا کر قریب سبزی کاٹتی امی کو فون تھما دیا وہ بھی صبح صبح اس کے فون پر رونے سے سخت متفکر و ہراساں ہوگئی تھیں۔ انہوں نے رات کو وردہ کو کچن کی طرف جاتے دیکھا تھا وہ ہال روم میں سب کی موجودگی نوٹ کرچکی تھی یقیناً اس نے کوئی غلط سلط رپورٹ اپنے گھر والوں کو پہنچائی ہوگی۔ وہ بیٹی کے رونے سے صورت حال کافی حد تک بھانپ چکی تھیں۔

"امی......" اس نے نمی بھرے لہجے میں بہتے آنسوؤں کو کنٹرول کرتے ہوئے دھیرے دھیرے ساری بات بتا دی تھی۔ وقار پریشانی سے بیوی کو دیکھے جارہے تھے جو وقتاً فوقتاً بیٹی کی بات میں ہوں ہاں ہی کیے جارہی تھیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"تم کیا بتا رہی ہو اپنی ماں کو، ذرا میرے سامنے بتاؤ، ہم لوگ جھوٹے نہیں ہیں اور نہ ہی ہم نے اپنے بچوں کو جھوٹ سکھایا ہے۔" وردہ کو اس کے فون کی خبر ہو چکی تھی اور یہ بھی کہ وہ رو رہی ہے اس نے اسی وقت ماں کو فون کر کے بتا دیا تھا۔ آنٹی فون رکھتے ہی اس کے کمرے میں غصے سے آتے ہی اونچی آواز میں بولیں۔ ان کی آواز اتنی اونچی تھی کہ دوسری سمت بات کرتی فردوس تک بخوبی پہنچ گئی تھی۔ اس نے گھبرا کر فون بند کر دیا۔

"آنٹی آپ!" وہ گھبرا کر کھڑی ہو گئی۔ فون اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر کارپٹ پر جا گرا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"تمہیں ہمارے ہاں کوئی تنگی ہے کیا؟" وہ پوری فارم میں آ چکی تھیں۔ نمرین کی گھبراہٹ تو کم ہو گئی تھی مگر ذہن اور زبان ابھی تک ساتھ نہ دے پا رہے تھے۔

"نہیں۔" اس نے سن ہوتے دماغ کے ساتھ بمشکل نفی میں گردن ہلائی۔

"پھر تم لوگوں نے میری بیٹی کا جینا کیوں حرام کر رکھا ہے۔" انہوں نے کڑے تیوروں سے بہو کو سر تا پا گھورا۔

"یہاں کبھی تمہارے کسی دیور نے تمہارے موبائل کو ہاتھ لگایا، کبھی تمہارے کسی کام میں مداخلت کی یا کبھی علی کو تمہارے خلاف اکسایا۔" آنٹی کا لہجہ سخت سے سخت تر ہوتا جا رہا تھا۔ وہ مجرموں کی طرح سر جھکائے چپ سادھے بیٹھی تھی۔ اسے ان کی ساری باتیں سمجھ میں آ رہی تھیں۔ عافیت خاموشی میں تھی۔

"تم لوگوں نے میری بیٹی کا جینا حرام کر رکھا ہے۔ تمہارا بھائی میری بیٹی کو کون سی سونے کی روٹیاں کھلا رہا ہے جو تم سب اس پر ظلم کر رہے ہو۔ ضرار بات بات پر اس سے لڑتا ہے، خفا رہتا ہے۔ علی تم سے پہلی بار خفا ہوا تو تم نے فوراً میکے میں فون کھڑکا دیا۔"

آنٹی نے لمحہ بھر کے توقف کے بعد دوبارہ اپنی زبان کے جوہر دکھانے شروع کر دیئے تھے۔ نمرین بے یقینی وصدمے سے نڈھال گنگ تھی۔ آنٹی کو بیٹی کی سب حرکتوں کا علم تھا اور وہ بیٹی کو سمجھانے کی بجائے داماد کو قصوروار گردانتے ہوئے اس کی کلاس لے رہی تھیں۔ حد تھی ڈھٹائی اور دیدہ دلیری کی۔ وہ اپنی صفائی میں بہت کچھ بولنا چاہتی تھی مگر آنٹی کے غصیلے و پتھریلے چہرے پر نظر پڑتے ہی اس کے الفاظ حلق میں ہی اٹک کر رہ گئے۔

"ہم تو اس گھڑی کو روتے ہیں جب میں نے اپنے ہیرے جیسے دونوں بچوں کا تمہارے ہاں رشتہ کیا۔ مجھے تو لوگ بہت کہتے تھے کہ تم نے کیسے لوگوں میں سر جوڑ لیا ہے مگر میں کہتی تھی کہ نہیں، نمرین اور ضرار بہت اچھے ہیں۔ مجھے اب پتا چلا ہے کہ بس غلط اور وہ لوگ صحیح تھے۔" وہ دگرگوں کیفیت میں آنسوان سے چھپاتی اپنے نڈھال وجود اور شل اعصاب لیے بمشکل بیٹھی تھی۔ آنٹی اس کی کیفیت قطعی نظرانداز کیے اپنی کہہ سن کر یہ جا اور وہ جا۔ وہ آنٹی کو پھپھو کے گھر کا سارا واقعہ سنا کر پوچھنا چاہتی تھی کہ وردہ نے جو کچھ میری ماں کے ساتھ کیا اگر میں وہ سب کچھ آپ کے ساتھ کرتی تو پھر آپ کیا کرتیں۔

☆......☆

"ضرار! تم جتنی جلد ہو سکے الگ گھر لے لو۔"

ضرار آفس جا چکا تھا۔ وقار صاحب نے اسے ارجنٹ بنیادوں پر فوراً کال کر کے گھر بلوایا تھا۔ وہ اسی وقت تو نہ آ سکا مگر شارٹ لیو لے کر آ گیا تھا۔ فردوس نے کال ڈس کنیکٹ ہونے کے بعد وقار کو ساری بات بتا دی تھی وہ تو اسی وقت فون پر سمدھن سے بات کرنا چاہتے تھے مگر فردوس نے سمجھا بجھا کر روک دیا۔ صد شکر کہ اس پل ان کے دماغ میں بیوی کا مشورہ بیٹھ گیا۔ وہ بیٹے کے گھر آنے تک جلے پیر کی بلی کی طرح چکراتے پھرتے رہے۔ وہ اس دوران گاہے بگاہے بہو کے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

www.paksociety.com

کمرے کے بند دروازے پر شعلہ بار نگاہ بھی ڈال لیتے۔ انہوں نے بہو کے چاؤ میں اس سے ابھی گھر کے کام بھی شروع نہ کروائے تھے جب کہ نمرین گھر کے سارے کام تنہا کرتی تھی۔ فردوس شوہر کی مزاج آشنا تھیں۔ صد شکر کہ ضرار کے آنے تک وہ خود کو کنٹرول کیے رہے۔ وردہ لاتعلقی سے کمرے میں بند ماں سے باتوں میں مگن ان سے تازہ رپورٹ تفصیلاً سن رہی تھی۔ ضرار چینج کیے بغیر گھبرایا سا باپ کے پاس سیدھا آیا۔

''خیریت ابو جان؟'' وہ بھونچکا رہ گیا۔ وہ صبح آفس گیا تو سب کچھ نارمل تھا پھر ان چند گھنٹوں میں ایسا کیا ہو گیا تھا کہ وہ یہ انتہائی اقدام اٹھانے پر مجبور ہو گئے تھے۔ وہ یکدم بے حد بوڑھے لگنے لگے تھے۔ انہیں اکلوتی بیٹی کے دکھ نے توڑ کر رکھ دیا تھا۔

''کیا وردہ نے کچھ کہا ہے؟'' ضرار کو خود ہی خیال آیا تو پوچھ بیٹھا۔

''نہیں بیٹا! اس نے کچھ نہیں کہا ہے۔'' ضرار کے وجود میں اشتعال کی لہر اٹھنے لگی تھی۔ فردوس نے فوراً مداخلت کر کے اس کا اشتعال کم کرنا چاہا تھا۔

''بیٹا بات یہ ہے کہ......'' وقار سے صدمے و غصے سے کچھ بولا نہ جا رہا تھا۔ فردوس نے ہی اسے ساری بات بتائی وہ جوں جوں بات مکمل کر رہی تھیں ضرار کی رنگت متغیر ہوتی جا رہی تھی۔ اسے وردہ نے کہیں کا نہ چھوڑا تھا۔ وہ والدین کے سامنے مارے خفت کے گردن اٹھانے کے قابل نہ رہا تھا۔ شرمندگی و بے بسی سے اس کی آنکھوں میں نمی اکٹھی ہونے لگی۔

کمرے میں جامد سناٹا تھا۔ تینوں نفوس کی موجودگی کے باوجود موت کا سا سناٹا تھا۔

''ضرار!'' وقار نے بیٹے کے کندھے پر ہاتھ کا دباؤ ڈالا جیسے وہ اس کا غم سمجھ کر اسے حوصلہ و دلاسہ دے رہے ہوں۔ بعض اوقات انسان بے بسی و دکھ کی اس انتہائی منزل پر ہوتا ہے جہاں الفاظ انسان کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں، وہاں صرف محسوسات کام کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کے دکھ کو صرف سمجھا جا سکتا ہے۔ محسوس کیا جا سکتا ہے لیکن الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ضرار نے چہرہ اوپر کیا۔ اس کی آنکھوں میں ضبط کی لالی پھیلی تھی۔ اس کے لب دھیرے دھیرے کپکپا رہے تھے۔

''ضرار میرے لعل!'' فردوس نے تڑپ کر اسے اپنی ممتا بھری آغوش میں سمیٹ لیا۔ اس کے ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا۔

''امی! مجھے معاف کر دیں۔'' وہ اونچا مرد چھوٹے معصوم بچے کی مانند بلک اٹھا تھا۔ فردوس اسے خاموش کروانے کی سعی میں ہلکان ہوئی جا رہی تھیں۔ کمرے کی فضا مغموم ہو گئی۔ وقار کی آنکھوں میں تاسف کی نمی پھیلنے لگی تھی۔

☆......☆

''مما! آج ہماری ٹیچر نے ''حقوق العباد اور رشتہ داروں سے تعلقات'' پڑھائے ہیں۔'' نو سالہ طلحہ نے وردہ کو لنچ باکس تھمایا۔ وہ اب بیگ کی زپ بند کر رہا تھا۔ وہ اسکول سے ابھی لوٹا تھا اور آتے ہی حسب معمول ماں کو اپنے اسکول کی ڈیلی روئیداد سنانے بیٹھ گیا تھا۔ اسے اب اس وقت تک چپ نہ ہونا تھا جب تک وہ پوری روئیداد سنا نہ لیتا۔ وردہ نہایت تحمل سے جواب دینے کی کوشش کرتی تھی لیکن وہ کبھی کبھار اس کے بے تکے سوالات سے عاجز آ کر اسے ڈانٹ کر خاموش کروا دیتی تھی۔

''بھیا! حقوق العباد کیا ہوتے ہیں۔'' سات سالہ طٰہٰ نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔

طلحہ کلاس ففتھ کا اسٹوڈنٹ تھا جب کہ طٰہٰ کلاس تھری کا۔

''میری ٹیچر کہتی ہیں حقوق العباد بندے کے بندوں پر حقوق و فرائض ہوتے ہیں اور وہ یہ بھی کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت اپنا حق تو معاف کر دے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

گا مگر بندے کا نہیں کرے گا جب تک کہ وہ بندہ خود اپنا حق نہ معاف کرے۔'' طلحہ نے نہایت ذہانت سے ٹیچر کی یادداشت میں محفوظ باتیں چھوٹے بھائی کو بتائیں۔

''اب خاموشی سے کھانا کھاؤ بیٹا۔'' وردہ نے دونوں کو ڈانٹ کر سالن کا ڈونگا خاموشی سے کھانا کھاتے ضرار کی طرف بڑھایا۔

''مما! آپ تو حقوق العباد ادا کرتی ہیں نا، آپ تو بہت اچھی ہیں۔'' ننھی انشال نے بھائیوں کی گفتگو میں حصہ لیا۔ انشال تین سال کی ہو چکی تھی وہ ابھی اسکول نہیں جاتی تھی۔ وردہ کا ہاتھ بری طرح کپکپایا، سالن چھلک کر ٹیبل پر آن گرا۔ اس کی رنگت فق ہو چکی تھی جیسے وہ کوئی چوری کرتے رنگے ہاتھوں پکڑی گئی ہو۔ اس نے ایک چور نگاہ ضرار پر ڈالی۔ وہ تیز چبھتی کاٹ دار نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کی حالت مزید غیر ہو گئی۔ ضرار نے والدین کے بے حد اصرار اور نسرین کی خوشیوں کی خاطر نہ چاہتے ہوئے بھی الگ گھر لے لیا تھا۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہ تھا وردہ کا مزاج اس کے گھر والوں سے بالکل مختلف تھا اس نے شادی کے بعد خود کو سسرال والوں کے رنگ میں نہ ڈھالا تھا۔

''مما کیا ہوا؟'' وقت گزرتا گیا اسے اللہ تعالیٰ نے تین بچے عطا کیے اس نے رفتہ رفتہ سسرال جانا برائے نام کر دیا تھا۔ وہ لوگ بھی نسرین کا آنگن آباد دیکھنا چاہتے تھے سو وہ دل پر جبر کر کے بیٹھ گئے۔

''ہوں...... ہاں...... کچھ نہیں۔'' وہ خیالوں سے گھبرا کر بری طرح چونکی اس نے بچوں اور ضرار پر اچٹتی نگاہ ڈالی۔ بچے اس کی عدم دلچسپی بھانپ کر پریشان و فکر مند تھے۔ ضرار لاپرواہی سے کھانا کھا رہا تھا۔ وہ لنچ بریک میں بچوں کو اسکول سے لے کر آتا اور انہی کے ساتھ لنچ کر کے آفس واپس چلا جاتا پھر اس کی واپسی رات کو آٹھ بجے ہوتی تھی۔

''انشال نے مما کو پریشان کر دیا ہے۔'' بڑے طلحہ نے فوراً اماں کی پریشانی کی وجہ کھوج کر بہن کو ڈانٹا تھا۔ اس سے ماں کی پریشانی دیکھی نہ جا رہی تھی۔

''ارے نہیں بیٹا۔ آپ کھانا کھاؤ میں ٹھیک ہوں۔'' وردہ نے خود کو کمپوز کرتے ہوئے چہرے پر بشاشت طاری کی تھی۔ وہ خود کو بچوں کے سامنے عیاں نہ کرنا چاہتی تھی۔

☆......☆

رات کی سیاہی دھیرے دھیرے ہولناکی میں ڈھل رہی تھی۔ سیاہ شب کی سیاہی بہت گہری تھی۔ بالکل انسان کے کیے گناہوں کی طرح اتنی سیاہ کہ انسان چاہ کر بھی اس میں اپنے قبیح گناہ نہ ڈھونڈ پائے اور انسان بھلا اپنے گناہ دیکھنا پسند ہی کہاں کرتا ہے۔ اسے کبھی بھی اپنے گناہوں کا سامنا کرنا یا انہیں دیکھنا پسند نہیں رہا ہے خواہ اسے اپنے کیے گناہوں کا بوجھ تنہا اپنے کندھوں پر جھیلنا پڑے۔

اسے جتنی بھی بھاری قیمت چکانا پڑے سب سہہ لیتا ہے۔ اسے جتنا بڑا نقصان ہو وہ پروا نہیں کرتا۔ اسے بڑے سے بڑا خمیازہ بھی بھگتنا پڑے وہ برداشت کر جاتا ہے۔ صرف اور صرف اپنی انا کے زعم میں۔

وہ بھول جاتا ہے کہ ایک ایسی ذات بھی موجود ہے جو غیب کے سب رازوں اور پردوں سے آشنا ہے اور اسے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ہمیشہ کے لیے۔ اسے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے، وہ زمین پر رہ کر خدا کو بھول جاتا ہے اس خدا کو جس نے اس کی ڈوریں ڈھیلیں چھوڑی ہوئی ہیں اور وہ سرکش گھوڑے کی مانند اپنی چالوں کے جال میں سرپٹ بھاگتا رہتا ہے۔

بلاشبہ انسان خسارے میں ہے وہ گھاٹے میں بعض اوقات ایسا سودا کر لیتا ہے کہ اسے اپنی باقی ماندہ زندگی کی تمام خوشیاں رہن رکھنا پڑ جاتی ہیں۔ سیاہ رات کی ہولناکی اور سیاہی دھیرے دھیرے سرکش

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

انسان کے گناہوں کی مانند بڑھ رہی تھی۔

وردہ ضمیر کی عدالت میں موجود اپنی سرکشی اور گناہوں کے کوڑے سہہ رہی تھی۔ اس بوجھ تلے اس سے سانس تک لینا محال تھا۔ آج بچوں نے انجانے میں اسے ضمیر کی عدالت میں دھکیل کر حقیقت کا آئینہ دکھادیا تھا۔

وہ ضمیر کے زوردار چابک سہنے کو تنہا تھی وہ نہ تو بہن سے چیٹ کرسکتی تھی اور نہ ہی ماں کو کچھ بتا سکتی تھی۔ یہ چبھن اسے تنہا سہنا تھی۔ آخری غلطی و زیادتی بھی تو اسی کی تھی۔ والدین کے لیے اس سے کڑا امتحان اور کوئی نہیں ہوسکتا کہ انہیں اپنے کردہ زیادتیوں و گناہوں کے لیے اپنی اولاد کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے۔

''آج بچے چھوٹے ہیں کل کو بڑے ہوکر ماں کے متعلق کیا سوچیں گے۔'' کرب ناک سوچیں اسے جینے نہ دے رہی تھیں۔ اس نے بے ساختہ بلبلا کر تیز جھرجھری لی۔ وہ اس تصور سے ہی کانپ گئی تھی کہ اسے اپنی اولاد کے سامنے ذلیل ہونا پڑے۔

''مما آپ تو حقوق العباد پورے کرتی ہیں نا۔ آپ تو بہت اچھی ہیں۔''

اس کے ذہن میں انشال کی پر اعتماد آواز گونجی تو آنسو تیزی سے اس کا گریبان بھگونے لگے۔ وہ ضمیر کی عدالت میں تنہا تھی اور اسے یہ بار تنہا ہی جھیلنا تھا۔

نسرین اور علی میں طویل عرصے جھڑپ رہی تھی۔ معاملہ وردہ کی خوشیوں سے منسلک کردیا گیا تھا اور وردہ سخت و سنگدل بن گئی تھی اس نے تو اپنے ماں جائے کی خوشیاں نگل لی تھیں۔ نسرین تو پھر غیر تھی علی مسلسل ذہنی اذیت سے ہمکنار رہنے لگا تھا۔ اس کا دل نسرین کے لیے جھکتا تو وردہ اور امی کوئی نہ کوئی ایسی بات کردیتیں کہ وہ والدین کی نافرمانی سے ڈر جاتا۔ نسرین تنہا سب کچھ اپنی جان پر سہہ رہی تھی۔

''وردہ......'' ضرار نے پیچھے سے اسے ہولے سے پکارا۔ اس کی آنکھ کھلی تو وردہ سوچوں میں غرق تھی۔ اذیت اس کے چہرے پر واضح تھی۔ ضرار اور وردہ کے بیچ میں ایک واضح سرد مہری رہنے لگی تھی جسے وردہ نے اپنی رعونت میں نظرانداز کردیا تھا۔ اس کی گھر میں مکمل حکومت تھی۔ ضرار اس کے کسی معاملے میں دخل نہ دیتا تھا، اس نے کبھی ضرار کو اپنے معاملات میں شامل کرنے کی ضرورت بھی محسوس نہ کی تھی۔ وردہ نے پلٹ کر ضرار کو دیکھا وہ اسے شادی کے اولین دنوں جیسا لگا۔ اس کا لہجہ محبت و نرمی لیے ہوئے تھا اور آنکھوں میں محبت کی جوت تھی وہ اس کی کیفیت بخوبی سمجھ رہا تھا۔

''ضرار! میں غلط تھی مجھے معاف کردیں۔'' بڑائی غلطی مان لینے میں تھا۔ اس سے ضمیر کی چبھن بھی کم ہوجاتی۔ وہ بلکتے ہوئے ضرار کے سینے سے آلگی تھی۔ اسے اپنی غلطیوں کی بہت سے لوگوں سے معافی مانگنا تھی اور وہ ایسا کرنے کو تیار تھی۔ اسے گناہوں کا بار سہنا مشکل ہورہا تھا۔ ضرار نے اسے اپنی محبت بھری آغوش میں سمیٹ لیا۔

''اٹس او کے وردہ! انسان کو اپنے گناہوں کا احساس ہوجائے، یہی بہت ہے۔ تمہیں اپنی غلطیوں کا احساس ہوچکا ہے میں تم سے خفا نہیں ہوں۔''

ضرار کا ظرف اعلیٰ تھا۔ اس نے بیوی کی تمام کوتاہیوں کو معاف کردیا تھا اور وردہ کے آنسوؤں میں تیزی آگئی تھی۔ اس کا رواں رواں تشکر سے لبریز تھا۔ اب کا دل بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اتنا بہترین ہمسفر عطا کیا تھا جس نے بہن کی تکلیفوں کو فراموش کرکے اسے تہہ دل سے معاف کردیا تھا، اسے ابھی باقی لوگوں سے بھی معافی مانگنا تھی۔ اسے یقین تھا کہ وہ بھی اسے کھلے دل سے معاف کردیں گے وہ طمانیت سے اپنے ضمیر کی عدالت میں سرخرو ہو کر مسکرادی۔

☆......☆......☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

جویریہ بانو

افسانہ

سوتیلی

رات کی تاریکی میں گھر کی دہلیز پار کر جانے والی لڑکی کے لیے واپسی کا ہر رستہ بند ہو جاتا ہے۔ وہ اچھی طرح جانتی تھی پھر بھی کر گئی چپ چاپ بعد کے نتائج سے پوری طرح بے پرواہ ہو کر لیکن آخر کس لئے؟ وہی کم بخت ماری "محبت"۔

"ڈر تو نہیں لگ رہا؟" زبیر اسے نہ جانے کس کی



Downloaded From paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com

گاڑی لے کر لینے آیا تھا۔

"بہت لگ رہا ہے"۔ اس کی آنکھیں پھٹی پڑ رہی تھیں۔

"گھبراؤ نہیں، میں ہر دم تمہارے ساتھ ہوں"۔

وہ دھیرے سے مسکرایا تھا پھر نہ جانے کہاں لے گیا پہلی رات، دوسری رات، اور تیسری رات بس جوان تھا عشق زوروں پر تھا، پہلو میں لیٹی لڑکی اس کی جائز اور شرعی بیوی تھی کیسے روکتا خود کو، تین راتوں میں ہی پاگل ہو گیا ساتھ ہی اسے بھی کر لیا۔

"محبت" اس کا تو نشہ ہی اندھا ہے ہمیشہ سے اور بولتا بھی سر چڑھ کے ہے سو بولنے لگا، ایک دوسرے میں کھو کر کہاں یاد رہا کچھ سب بھول گیا گزرا ہوا وقت آنے والا وقت۔ گزرے ہوئے رشتے، آنے والے رشتے، بھول گیا سب دن شبنمی راتیں ریشمی وقت گزرنے کا پتہ ہی نہ چلا اور پھر وہی ہوا جو ہوتا آیا ہے، محبت کا نشہ اتر گیا، زبیر کا دل بھر گیا۔

"کل ہمیں واپس جانا ہے"۔ اس میں گم ہوتے ہوئے بولا تھا۔

"کیوں؟" وہ پریشان ہوئی۔

"انکل مان گئے ہیں"۔ اس رات وہ خوشیوں کی ہواؤں کے ساتھ زبیر پر نچھاور ہو گئی۔

"چلو اندر میں آیا"۔ اسے دروازے پر اتار کے خود گاڑی نکال لے گیا، اندر آئی تو ایک قیامت برپا ہو گئی۔

"کہاں گئی تھیں؟"

"کیوں گئی تھیں؟"

"کس کے ساتھ گئی تھیں اور"

"ہمت کیسے ہوئی واپس آنے کی؟" ابو کا جوتا تھا اور اس کا وجود، تار تار کر دیا اسے تکلیف اور درد کی شدت سے اس کے منہ سے نکلتیں سسکیوں کے بیچ کوئی اس کی بات سن ہی نہ سکا۔

"مجھے امی نے بھیجا تھا، زبیر کے ساتھ امی نے ہی بلایا ہے"۔ اور امی دم بخود کھڑی تھیں، آنکھیں پھاڑے منہ پر ہاتھ رکھے، ابو نے تب تک مارا جب تک خود نہیں تھک گئے، جوتا کہیں دوپٹہ کہیں اور وہ خود کہیں۔

بکھرے بال، خون آلود چہرہ اور نیل و نیل ہوا بدن۔

وہ پوری رات وہیں پڑی رہی، سخت سردی میں کھلے آسمان تلے صبح ہوئی تو اکڑی پڑی تھی پھر ماں کو ہی ترس آیا، شوہر کی ہزار منتیں لاکھ التجائیں کروڑوں واسطے تب کہیں جا کے ذرا موم ہوئے، کئی گھنٹوں تک ہمت مجتمع کرتے رہے اور پھر چھوٹے بھائی کے قدموں میں جا گرے۔

"عزت بچالو"۔ رو ہی پڑے۔ اور پھر وہی ہوا جو ہوتا آیا ہے۔ کرے کوئی، بھرے کوئی۔

بھتیجے کو قربانی دینی پڑ گئی جس کا ایک ہفتے بعد اس کی چھوٹی بہن سے نکاح تھا، جیسے قیامت ہی ٹوٹ پڑی۔ فریال نے رو رو کر آسمان ہلا ڈالا، جہانزیب نے اپنی محبت کے ہزاروں واسطے دیئے لیکن عزت، محبت سے بڑھ کر ہوتی ہے فریال خالی ہاتھ رہ گئی۔

"چڑیل ہو تم جویریہ!" وہ بے دریغ گالیاں دیتے ہوئے اس پر تھپڑ برسا رہی تھی، نکاح کی باری آئی تو اس نے پھر زبان کھولی۔

"مجھے نہیں کرنا جہانزیب سے نکاح، میرا زبیر سے نکاح ہوا ہے"۔ ایک بار پھر ابو کے ہاتھ میں جوتا آ گیا۔

"کہاں ہے نکاح نامہ نابجار"۔ انہیں تپ چڑھ گیا اس کی پھر سنی ایک بار پھر ماں کو ہی ترس آیا، زبیر کو فون ملا لیا۔

"تمہارا اور جویریہ کا نکاح ہوا تھا؟" انہوں نے روتے ہوئے پوچھا۔

"خالہ میں تو دو ہفتوں سے لاہور نہیں آیا، پرسوں میری فلائٹ ہے امریکا کی کس نکاح کی بات کر رہی ہیں آپ؟" جویریہ کے ہوش اڑ گئے۔

"ہوا ہے نکاح میرا؟" اس کا احتجاج کون خاطر میں لایا؟ زبردستی مار مار کر جہانزیب سے نکاح کروا دیا، فریال بلکتی رہ گئیں، کتنے بھی اس سے بہتر زندگی گزارتے ہوں گے جیسی نکاح کے بعد اس نے گزاری۔ ہر آنکھ میں نفرت، ہر زبان پر گالی،

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

جہانزیب ہر وقت اسے جوتے کی نوک پر رکھتا' ہر رات وہ اس کی وحشتوں کے آگے روتی رہ جاتی۔

''پلیز مت کریں یہ گناہ ہے' میں آپ کی بیوی نہیں ہوں میرا اور زبیر کا نکاح ہوا تھا''۔ لیکن اس کی بکواس سے کسی کو سروکار نہیں تھا۔

☆☆☆☆

کچھ عرصے بعد فریال کی شادی ایک بہت بڑے بزنس مین سے ہوگئی اسے خوش و خرم دیکھ کر جہانزیب کو اس پہ اور غصہ آتا جانوروں جیسی زندگی گزارتے گزارتے آخر ایک دن اس کا بیٹا اس دنیا میں آگیا' جہانزیب کے گھر والوں نے اسے قبول کرنے سے ہی انکار کر دیا۔ نفرت اور ظلم کی انتہاؤں کو چھوتے ہوئے زبردستی اس کا بچہ چھین کے یتیم خانے میں داخل کروا دیا گیا وہ بس روتی رہ گئی' سات سال اپنی غلطی کا خمیازہ بھگتے اسے سات سال ہو گئے لیکن زبیر واپس نہ آیا' جہانزیب کے مظالم سہہ سہہ کر وہ ماں بننے سے بھی محروم ہوگئی' وقت نے اس کے خلاف ایک اور کروٹ لی' فریال بیوہ ہو کر ماں کے گھر آ بیٹھی۔

جہانزیب کے گھر والے ویسے بھی اس پر دوسری شادی کے لیے دباؤ ڈال رہے تھے' ان سات سالوں میں وہ ایک ملٹی نیشنل فرم کا ڈائریکٹر بن گیا تھا' گھر والوں کو راضی کر کے اس نے اپنا اور فریال کا پیار دوبارہ زندہ کرنا چاہا لیکن جویریہ! اس کے ہوتے ہوئے یہ ناممکن تھا اس نے چپ چاپ بے رحمی سے جویریہ کو طلاق دے دی۔ فریال سے شادی کر لی' ویسے بھی اب جویریہ بھی کس کام کی؟ عجیب بدحال ہوگئی تھی وہ بدشکل' نیم پاگل اور آخر کار قدرت کو رحم آ گیا اس پر' سیڑھیوں میں لڑکھڑائی تھی گری اٹھی سنبھل نہ سکی' گول گول گھومتی نیچے کو آئی اور سیدھی وہاں آ کر گری جہاں بیرونی دروازے سے اندر داخل ہوتے زبیر نے قدم رکھے تھے۔

''جویریہ!'' سفری بیگ اس کے کندھوں سے گر گیا دونوں بازوؤں میں اٹھاتے ہوئے وہ اسے اسپتال لایا تھا ڈاکٹر کی زبانی وہ اس کی بیماریوں کی فہرست سن کے ہی حیران رہ گیا' جویریہ کو بمشکل ہوش آیا۔

''تم اتنی دیر سے کیوں آئے؟'' وہ بس اس کے سینے سے لگی روتی چلی گئی' شام کو وہ اسے گھر واپس لے کر آیا بے حسی کی انتہا تھی کسی نے اس کی خبر لینے کے لیے کال تک نہیں کی تھی' وہ غصے میں کھولتا پورے خاندان کے آگے برس پڑا۔

''یہ کیا حال بنا دیا آپ لوگوں نے اس کا؟''

''تمہیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے''۔ ابو غرائے تھے۔

''سروکار ہے انکل! میرا نکاح ہوا تھا اس سے اور ابھی تک طلاق نہیں ہوئی''۔ اس کی بات پہ سب دم بخود رہ گئے۔

''تو جب فون کر کے پوچھا تھا تب جھوٹ کیوں بولا''۔ ابو طیش میں آ گئے۔

''کونسا فون مجھے کسی نے کوئی فون نہیں کیا؟'' وہ حیرت زدہ رہ گیا۔

''آپ بتائیں مجھے خالہ! آپ نے ہی کروایا تھا ناں ہم دونوں کا نکاح''۔ وہ خاموش کھڑی زاہدہ بیگم کی طرف مڑا۔

''یہ کیا بکواس ہے''۔ ابو زور سے بولے۔

''یہ سچ ہے ابو! مجھے سات سال ہو گئے یہ بات کہتے مگر آپ میں سے کسی نے یقین نہیں کیا' میرا اور زبیر کا نکاح امی نے کروایا تھا''۔ جویریہ نے زبان کھولی۔

''میں کیسے آپ کی عزت اچھال سکتی تھی ابو! کیسے؟' امی نے مجھے کہا کہ آپ میری شادی ایک انتہائی عمر رسیدہ معذور شخص سے کروانا چاہتے ہیں اور مجھے بچانے کے لیے انہوں نے آپ سے چھپا کر میرا اور زبیر کا نکاح کروا دیا' انہوں نے ہی مجھ سے کہا کہ میں کچھ دنوں کے لیے زبیر کے ساتھ گھر سے چلی جاؤں' پھر جب یہ آپ کو منالیں گی تو ہمیں واپس بلالیں گی' آپ ہمیں معاف کر دیں گے اور اس کے بعد زبیر مجھے امریکا لے جائے گا''۔ جویریہ زارو قطار رو رہی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"لیکن بعد میں انہوں نے پتہ نہیں کیوں میرے ساتھ ایسا کیا اور تم......!" وہ یونہی روتے ہوئے زبیر کی طرف مڑی۔

"تم مجھے اکیلا چھوڑ کر امریکا چلے گئے"۔ زبیر ایکدم اس کی طرف گیا۔

"نہیں جویریہ ایسا نہیں ہے' مجھے امریکا جانے کے لیے پیسوں کی ضرورت تھی انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ مجھے پیسے دے دیں گی لیکن اس کے بدلے مجھے تم سے شادی کرنا ہوگی صرف چند دنوں کے لیے کیونکہ تمہارے ابو تمہاری شادی ایک عمر رسیدہ معذور انسان سے کرنا چاہتے ہیں' اس کے بعد وہ تمہارے ابو کو منالیں گی اور تمہیں واپس گھر لے آئیں گی میں امریکا چلا جاؤں گا اور اس کے بعد جب یہ کہیں گی تمہاری طلاق بھجوا دوں گا لیکن...... میرے جانے کے بعد انہوں نے کوئی رابطہ ہی نہیں کیا' میں نے کئی بار فون کیے مگر انہوں نے بات نہیں کی' مجھے بھی کیریئر بنانے میں وقت لگ گیا اور یہ ہی میری غلطی تھی میں مانتا ہوں میں نے غلط کیا تم میری بیوی تھیں اور مجھے تمہاری خبر لینی چاہیے تھی"۔ ابو کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔

"بتائیں خالہ! آپ نے اس کے بعد رابطہ کیوں نہیں کیا؟" وہ زاہدہ کی طرف مڑا جو ساکت کھڑی تھیں۔

"آپ نے مجھے آخری بار فون کر کے کہا تھا کہ جویریہ کو گھر چھوڑ کے خود چپ چاپ امریکا چلے جاؤ' جویریہ کو آپ خود سنبھالیں گی اور کچھ عرصے تک طلاق کا مطالبہ کریں گی' پھر کیوں نہیں کیا رابطہ؟" زبیر کے سوال بڑھتے جا رہے تھے۔

"بولو زاہدہ! کیوں کیا یہ سب؟" ابو ان کی طرف بڑھے۔

"کیونکہ میں اپنی فریال کو بہت خوش اور آسودہ دیکھنا چاہتی تھی یہ جہانزیب سے شادی کرنے پر بضد تھی جبکہ میں اس کی شادی نعمان سے کرنا چاہتی تھی روپے پیسے کی ریل پیل تھی اس کے پاس جب کے جہانزیب' اس کے پاس تب کچھ بھی نہیں تھا میری فریال کو کیا پتا' تبھی میں نے یہ سب کیا' زبیر کو رقم چاہیے تھی میں نے رقم کے بدلے اسے جویریہ سے نکاح کرنے کو کہا لیکن......" وہ کچھ دیر رکیں۔

"وہ نکاح اصلی نہیں تھا صرف ڈھونگ تھا"۔

جویریہ اور زبیر دونوں دم بخود رہ گئے۔

"تمہیں امریکا جانے کا کہہ کر میں جویریہ کو صحیح معنوں میں گناہ گار بنا کر واپس لے آئی' اس کا پہلا بچہ بھی ناجائز تھا"۔ زبیر انہیں دکھ اور تاسف سے دیکھ کر رہ گیا۔

"میں صرف فریال اور جہانزیب کو الگ کرنا چاہتی تھی اور میں نے کر دیا جہانزیب کو زبردستی جویریہ سے نکاح کرنا پڑا اور میں نے فریال کی شادی نعمان سے کر دی"۔ ابو کا سر جھک گیا۔

"کہاں ہے میرا بچہ؟" زبیر کو قہر چڑھ گیا۔

"زبیر میرا بیٹا یتیم خانے میں ڈال دیا ان لوگوں نے"۔ جویریہ کی بات اس کا دل چیر گئی۔

"خالہ! خدا نے آپ کے سینے میں دل رکھا بھی ہے یا نہیں' ڈر نہیں لگا آپ کو اس معصوم کی زندگی اجاڑتے ہوئے' اس سے اس کا بچہ چھینتے ہوئے' میں اگر آج واپس نہ آتا تو شاید ساری عمر گناہ گار رہتا' میں آج ہی اپنے بچے اور جویریہ کو یہاں سے لے جاؤں گا"۔ زبیر نے انتہائی تاسف سے اسے دیکھتے ہوئے کہا جو صرف اس کی خاطر تباہ ہو گئی تھی۔

"کیوں کیا یہ سب زاہدہ؟" ابو نے انہیں جھنجھوڑا۔

"صرف اپنی فریال کے لیے اپنی بیٹی کی خوشی کے لیے اسے ہمیشہ آسودہ دیکھنے کے لیے"۔ وہ بولیں۔

"تو یہ کیا تھی تمہاری جسے برباد کر دیا' جسے میری نظروں میں گناہ گار بنا دیا' جس کے لیے ہر ایک کی نظروں میں صرف نفرت پیدا کر دی' یہ بھی تو بیٹی تھی تمہاری"۔ وہ رو پڑے۔

"نہیں ابو! میں ان کی بیٹی کب تھی؟ ان کی بیٹی تو فریال ہے میں نہیں ہوں میں تو "سوتیلی ہوں' سوتیلی"۔

☆☆......☆☆☆......☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

صبا خان

افسانہ

قسمت

فیروزی کلر کے شلوار قمیض میں ملبوس کندھوں پر دوپٹا پھیلائے سر پر اسکارف لئے اس نے بیگ کندھے سے لٹکایا اور فائل ہاتھ میں لے کر دہلیز پار کرنے کو تھی کہ پیچھے سے آنے والی آواز نے اس کے قدم روک لئے۔

"کہاں جا رہی ہو......؟"

"نوکری ڈھونڈنے"۔ وہ بے تاثر لہجے میں بولی۔

"لیکن اس کی ضرورت کیا ہے، میں ہوں ناں"۔

"آپ کو نہیں لیکن مجھے ضرورت ہے اور میرے لئے اب کسی کا ہونا نہ ہونا برابر ہے"۔ اس کے لہجے میں تلخی آ گئی۔

"لیکن......"



پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

"مجھے دیر ہو رہی ہے"۔ وہ مزید کچھ سنے بغیر نکل گئی۔

☆☆☆☆

پنکھا چلا کر وہ نڈھال کرسی پر ڈھے گئی، دوپٹے سے پسینہ پونچھتے ہوئے اس نے سر سے اسکارف اتار کر بیڈ کی طرف پھینکا اور فائل کو ٹیبل پر پھینک کر وہ پیر اٹھا کر اسے دبانے لگی، چلتے چلتے اس کے پاؤں سوج گئے تھے۔ مسلسل ایک ہفتے سے وہ اسی طرح صبح سے شام تک اسی طرح لاحاصل کوشش کرتے کرتے تھک گئی تھی۔

"کچھ کھانے کو لاؤں"۔ اس کی ماں کمرے میں داخل ہوئی۔

"ہاں! زہر لا دیں تھوڑا سا، تاکہ اس بے حس دنیا سے جان چھوٹ جائے"۔ وہ کاٹ دار لہجے میں بولی۔

"کیوں اتنا تلخ ہو گئی ہو، پہلے تو تم ایسی نہ تھیں۔ کتنی نرم مزاج محبت کرنے والی تھیں تم"۔ وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں تو وہ بھڑک اٹھی۔

"پلیز اماں! یہ بار بار ماضی یاد دلا کر مجھے ایموشنل بلیک میل نہ کریں، جب میں اچھی تھی تو کیا دیا مجھے میری اچھائی نے آپ نے میرے لئے اچھا سوچا، سسرال میں میرے ساتھ اچھا ہوا، یا دنیا میرے ساتھ اچھا کر رہی ہے؟ ایسی اچھائی کا کیا فائدہ جو آپ کو ذلت کے بغیر کچھ نہ دے سکے، اس سے میں بری اچھی ہوں"۔ اس نے غصے میں پوری تقریر جھاڑ دی جو باہر بیٹھا اس کا باپ اور اس کے بچے بھی سن رہے تھے۔

"ہم نے تو بڑے ارمانوں سے تمہاری شادی کی تھی نبیلہ! ماں باپ کب یہ چاہتے ہیں کہ ان کی اولاد واپس آ کر گھر بیٹھ جائے"۔ اس کا باپ اندر

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
Downloaded From
Paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

آ کر کمزور لہجے میں بولا۔

"بالکل ٹھیک ابا! اب آپ نے صحیح بات کی، ماں باپ یہ کبھی نہیں چاہتے کہ ان کی بیٹی دوبارہ آ کر ان کی دہلیز پر بیٹھے، اسی لالچ میں رشتہ کرتے وقت صرف چند پیسوں کو دیکھ کر آنکھیں بند کر دیتے ہیں"۔ اس کی آواز رندھ گئی۔

"کاش...... والدین اولاد کی خوشی کو دیکھتے، حقیقت پسندی سے سوچتے تو یہ نوبت نہیں آتی"۔ اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔

"یہ سب قسمت کے کھیل ہیں بیٹا!"

"نہیں ہیں قسمت کے کھیل نہیں ہیں"۔ وہ چیختے ہوئے بولی۔

"جانتے تھے آپ کہ میں اور معیز ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں، آپ کا بھتیجا تھا وہ ساری عمر آپ کی آنکھوں کے سامنے گزری تھی، صرف اس لئے کہ وہ جاب لیس تھا غریب تھا، آپ کو ڈر تھا کہ میں شادی کے بعد آپ سے کچھ لینے نہ آؤں، صرف اس لئے آپ نے میری شادی کبیر سے کر دی جس کی بری خصلتوں سے آپ واقف تھے، ابا کیوں؟ اولاد اگر فرمانبردار ہو تو ماں باپ کو اس کی فرمانبرداری کے صلے میں ان کی خوشی کا احترام کرنا چاہئے نہ کہ روندنا"۔ وہ آج سارے حساب برابر کرنے پر تلی تھی۔

"ایسا نہیں ہے بیٹا"۔ اس کی ماں روتے ہوئے بولی۔

"ایسا ہی تھا اماں! معیز کے پاس بے شک دولت نہ تھی، لیکن وہ مجھ سے محبت کرتا تھا، میں اس کے گھر میں عزت سے رہتی چاہے ایک وقت کھاتی، لیکن یوں ذلیل نہ ہوتی، اور کیا ملا آپ کو آپ کی لالچی سوچ اور فیصلے سے اکیلی گئی تھی اور سود سمیت واپس آ گئی، طلاق کا لیبل لگا کر اس ذلیل انسان نے تو بچوں کو بھی نکال دیا، جو اپنے بچوں کی پرواہ نہیں کرتا، کسی دوسرے کی اولاد کی کیا کرے گا، اتنی زندگی گزار کر یہ فلسفہ آپ کی سمجھ میں نہیں آیا"۔ اس نے بھرا گلاس منہ سے لگا کر اپنے غصے کو کم کرنا چاہا جو کسی طرح کم نہیں ہو رہا تھا۔

"ہم نے سوچا تھا کہ جب وہ شادی شدہ اور بال بچوں والا ہو جائے گا، تو اللہ اسے ہدایت دے دے گا"۔ وہ جیسے ہار مانتے ہوئے اعتراف کر رہے تھے نبیلہ کے چہرے پر اب کی بار غصہ نہیں طنزیہ مسکراہٹ آئی۔

"کیوں ابا! جو اللہ کبیر کو ہدایت دے سکتا تھا وہ معیز کو رزق نہیں دے سکتا تھا، مان لیں کہ آپ کے ایک غلط فیصلے نے چار زندگیاں برباد کیں میری معیز کی اور میرے دو بچوں کی، مجھے میری تلخ زندگی نے وہ کچھ سکھایا ہے، جو آپ کی پرسکون زندگی نے آپ کو نہیں سکھایا اور یہیں پر سارے والدین غلطی کر جاتے ہیں، وہ سب کو اپنا جیسا خیال کر کے فیصلے کرنے لگتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہوتا"۔ اپنے باپ کو لاجواب ہوتے دیکھ کر وہ دھیمے سے بولی۔

☆☆☆

فون سنتے ہی وہ دوڑ کر باتھ روم میں گھس گئی اور تیار ہو کر نکلی تو فائل اور پرس ہاتھ میں تھا، وہ جلدی میں تھی کہ دوبارہ اسی سوال نے اس کے بڑھتے قدم روک لئے۔

"کہاں جا رہی ہو؟"

"ایک جگہ اپلائی کیا تھا وہاں سے انٹرویو کی کال آئی ہے"۔

"تم جاب نہیں کرو گی"۔ وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔

"کیوں......؟"۔ وہ حیرانی سے مڑی۔

"میں کماؤں گا تمہارے، بچوں کے لئے ساری عمر"۔

"چاہتی تو میں بھی یہی ہوں کہ آپ کما کر ان کو پالیں تاکہ لحہ لحہ اپنی غلطی کا احساس ہوتا رہے آپ کو، لیکن کچھ غلطی میری بھی تھی، میں بھی قسمت کا لکھا سمجھ کر آپ کے ناجائز فیصلے کو ٹھکرا نہ سکی، نہ اپنے حق کے لئے لڑ سکی ویسے بھی میں اب کسی پر انحصار نہیں کر سکتی، خود مختار ہونا چاہتی ہوں تاکہ میری قسمت کے فیصلے میرے ہاتھ میں ہوں کسی اور کے ہاتھ میں نہیں"۔

اس نے بیگ اٹھایا اور دہلیز پار کر گئی۔

☆☆......☆☆......☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

فریدہ فرید

مکمل ناول

ہمیں مار گئی تیری چاہ پیا

''مجھے بتاؤ کہ میں کیا کروں جس سے تمہارا چپ کا روزہ ٹوٹ جائے''۔ زیدین اس موم کی گڑیا سے استدعا کر رہا تھا، زیدین کی لمبی انگلیاں نوالہ ڈالتے وقت اس کے منہ کے اندر تک چلی جاتیں وہ کپکپاتے لبوں سے



Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-



www.paksociety.com

انتہائی نروس ہو چکی تھی اسے نارمل کرنے کے بجائے زیدین اور بھی حراساں کر رہا تھا۔

''ہوں......میرا خیال ہے اب تو ضرور بولو گی''۔ اس کی حالت پر زیر لب مسکراتے زیدین نے اس کے گال پر زور سے چٹکی کاٹی عناس نے گال پہ ہاتھ رکھ کر منہ بسورا، گویا اسے اب تک کی حرکات میں سے یہ حرکت پسند نہ آئی ہو، زیدین کی ہنسی چھوٹ گئی۔

''اف......لڑکی کی اتنی سی ہو اور لوہے کے چکنے چبوا رہی ہو''۔ زیدین نے دونوں ہاتھوں کو تھوڑا سا فاصلہ دے کر کہا۔

''اچھا تمہاری اسٹڈی کیسی جا رہی ہے؟'' زیدین نے اس کی دلچسپی کے تحت پوچھا مگر جواب ندارد وہ خجل سا ہو گیا۔

''اچھا یہ بتاؤ حویلی میں وقت کیسا گزرا اور مجھے بتائے بغیر لوٹ کیوں آئیں؟'' زیدین نے اس کے پہلو میں کہنی ماری مگر ضد تھی کہ ٹوٹنے میں نہ آئی۔

''اگر اب نہ بولیں تو اچھا نہیں ہوگا''۔ زیدین نے آخری حربہ کے طور پر عناس کو بولنے پر مجبور کرنے کے لئے



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اس کی گردن ایک ہاتھ کے شکنجے میں لی، مگر یہ کیا عناس اس قدر خوفزدہ ہوئی کہ اس کے ہاتھ پر دونوں ہاتھ رکھ کر چلانے لگی۔

''پلیز مجھے مت ماریئے آئندہ میں آپ کی ہر بات مانوں گی، پلیز مجھے چھوڑ دیں''۔اس کے غیر متوقع ہیجانی ردعمل پر زیرک زیدین بوکھلا گیا اس کی آواز باہر جانے کے خوف سے اس کے منہ پر ہاتھ جما دیا۔

''کم آن عناس! یہ صرف ایک مذاق تھا میں تمہیں کیوں ماروں گا اپنے ہاتھوں اپنی جان کیوں لوں گا''۔

زیدین اسے خود میں بھینچے گیا اور بالوں میں ہاتھ پھیرے گیا، عناس کو اپنی بے اختیاری پر شرم آ گئی وہ زیدین کے اس تصور کو دل سے نکال نہ پائی تھی جو بچپن سے اس کے ساتھ پل کر بڑا ہوا تھا۔ زیدین کا سینہ کسی مہربان گود کی مانند اس کے بے قرار دل کو قرار بخش رہا تھا، تمام اندیشے اور وسوسے مٹتے جا رہے تھے محبت اعتماد کا درس سینے سے سینے میں منتقل ہو رہا تھا، عناس کے اندر کی سلگتی آگ سرد ہوتی جا رہی تھی، وہ پر سکون لہروں کی مانند بہتی جا رہی تھی۔ دوسری طرف زیدین کے لئے لمحہ فکریہ شروع ہو چکا تھا اب تک کی اس کی حالت کو حیا سمجھ رہا تھا مگر ذرا سی شوخی پر اتنا خوفزدہ ہو جانا اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔

''عناس......'' عناس کے بے حرکت اور بے آواز بدن سے اندازہ ہوا کہ وہ سنبھل چکی ہے اسی لئے زیدین نے دھیرے سے پکارا۔

''جی......'' عناس کی جی سے زیدین کی آنکھیں چمک اٹھیں، گویا اب وہ بہتر تھی۔

''سوری میں نے آپ کو بلاوجہ پریشان کیا میں بس ایسی ہی ہوں''۔عناس انگلیاں چٹخاتے ہوئے بولی۔

''مثلاً کیسی ہو تم؟'' زیدین نے اس کے بکھرے بال سمیٹ کر ہیئر بینڈ میں اٹکا دیئے۔

''یونہی بنا بات کے رو پڑتی ہوں، ذرا ذرا سی بات پر ڈر جاتی ہوں، اتنی بڑی ہو گئی ہوں، ابھی تک ماما میرے سو جانے تک میرے سرہانے بیٹھی رہتی ہیں''۔عناس اپنے مخصوص لاابالی انداز میں کہے گئی۔

''اچھا تو اتنی بڑی ہو گئی ہو تم''۔زیدین نے ایسی معنی خیزیت سے کہا جو عناس کے سر کے اوپر سے پرواز کر گئی۔

''کیوں آپ کو نظر نہیں آ رہا بقول ماما کوٹھے جتنا قد ہے میرا''۔عناس اس کی لاعلمی پر ناک چڑھا کر اور ماں کے انداز کو نقل کرتے ہوئے اسے ہنستے رہنے پر مجبور کر گئی۔

''اس کوٹھے جتنے قد کے اندر وہ کہاں ہے یہاں کہ یہاں''۔زیدین نے عقل کے بابت دریافت کرتے ہوئے پہلے عناس کے سر پر ٹھونک بجائی پھر گھٹنے پر، یہ پہلی بات تھی، جو عناس آسانی سے نہ صرف سمجھ گئی بلکہ روٹھ بھی گئی۔

''اب اگر چپ ہوئی تو پھر بالکل نہیں بولوں گی''۔کیا دھمکی تھی زیدین کے روم روم میں سرشاری دوڑ گئی وہ عناس کے ایسے ہی انداز کا متمنی تھا جو بالآخر کافی محنت کے بعد اسے حاصل ہو گیا تھا۔

''اوکے ملکہ نخرہ! آپ کے خلاف مزاج کوئی بات نہیں کریں گے''۔تابعداری کے عظیم الشان مظاہرے کے باوجود وہ کچھ خوش نظر نہ آئی، اب کی بار اسے خود کو دیئے ٹائٹل پر تحفظات تھے، زیدین اس کی معصومانہ اداؤں پر نثار ہوا جا رہا تھا۔

''لالہ! مجھے غصہ بھی بہت آتا ہے''۔اپنی طرف سے اس نے بڑی اہم اطلاع دی تھی مگر زیدین تو صرف ایک ہی لفظ سن پایا۔

''یہ لالہ کسے کہا ہے؟'' زیدین نے زیر لب مسکراتے ہوئے عناس کا کان کھینچا جس طرح غلطی پر استاد شاگرد کے کان کھینچتے ہیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''سوری بے دھیانی میں منہ سے نکل گیا، میں جلدی میں الٹا سیدھا بھی بول دیتی ہوں''۔ عناس مستقل اپنا تعارف کرانے میں مصروف تھی، زیدین بمشکل خود کو کوئی بھی لطیف شرارت کرنے سے روکے ہوئے تھا، وہ عناس کی بولتی بند کرنا نہیں چاہتا تھا، مگر قسمت نے ساتھ نہیں دیا جہانگیر اور رانیہ چائے کے کپ لیے اسے کمپنی دینے کے خیال سے چلے آئے عناس بیڈ سے اٹھ کر دور جا بیٹھی تھی، باقی تمام وقت اس نے گفتگو کو شرف نہیں بخشا تھا۔

☆☆☆☆

حنا آج کافی دنوں بعد کچھ نارمل حالت میں تھی منہ ہاتھ دھو کر بال سمیٹ کر اپنے کمرے سے نکلی کوریڈور سے گزرتے ہوئے اسے جس نے بھی دیکھا اس کی تبدیلی کو واضح نوٹ کیا، حنا زوبیہ کے کمرے میں داخل ہوئیں وہ کسی فنکشن میں جانے کی تیاریوں میں مصروف تھیں، حنا کو دیکھ کر کھل اٹھیں فوراً آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگالیا۔

''شکر ہے حنا! تم اپنے خول سے باہر نکلیں میں تمہارے لئے از حد فکر مند تھی''۔ حنا نے ماں کے بلیک ساڑھی اور ڈھیروں زیورات میں گھر کر پریشان ہونے پر تمسخرانہ انداز میں دیکھا۔

''رہنے دیں ممی! کوئی کسی کے لئے فکر مند نہیں ہوتا، بس نفسا نفسی کا عالم ہے اور یہی دیکھ کر میں نے ایک فیصلہ کیا ہے''۔ حنا ماں کے حلیے پر طنز کرتے ہوئے بولی زوبیہ کو بھی غصے نے آن گھیرا۔

''اچھا تو میم صاحبہ نے کیا فیصلہ کیا ہے؟'' اب کے زوبیہ کا لہجہ بھی حنا کی طرح سرد تھا، دونوں ماں بیٹی یک فطرت تھیں۔

''ممی! میں ذون سے شادی کرنے کو تیار ہوں''۔

''کیا او مائی سویٹ ہارٹ! یہ اچھا فیصلہ کیا تم نے گولی مارو زیدین کو اور......''

''گولی مارنے کے لئے ہی یہ فیصلہ کیا ہے''۔ زوبیہ کے خوشی کے اظہار پر حنا نے ان کی بات کاٹ کر ہر لفظ چبا کے ادا کیا۔

''ممی! ذون اس شادی پر آسانی سے تیار نہیں ہوگا، مگر آپ کو ہر صورت یہ کام کرنا ہے، دعا کو پاتے اور زیدین کو تڑپانے کے لئے یہ شادی بہت ضروری ہے''۔ وہ دعا کی جدائی میں بالکل گھل گئی تھی، اس کی تمام سرگرمیاں ختم ہو چکی تھیں نہ کہیں جاتی نہ کسی سے بات کرتی، صرف دعا کی تصویر لئے اس سے رو رو کر باتیں کرتی تھی، دعا کی جدائی میں اسے سب کچھ بھول گیا تھا، سوائے ایک نام کے ''زیدین'' وہ اس سے انتقام لینے کے لئے جھلس رہی تھی، اس کا دماغ زہر میں بجھی تراکیب سوچتا رہتا تھا، یہ شادی بھی اسی انتقام کی ایک لڑی تھی۔

☆☆☆☆

آج دن چڑھیا تیری رنگ ورگا

زیدین کو میوزک سے خاص شغف کبھی بھی نہ رہا تھا، لیکن آج بیدار ہوتے ہی عناس کے روشن صبح کی مانند چہرے کو دیکھ کر نجانے کیسے اس کے لبوں پر کبھی کا سنا گیت مچل اٹھا۔ رات کا کھانا زیدین، عناس کے لئے لایا تھا تو صبح کا ناشتا لئے عناس حق میزبانی ادا کرنے آئی تھی، زیدین گرم چائے انتہائی گرمجوشی سے اس کے ہاتھوں سے لینے لگا۔ زیدین کو یہ صبح اپنی زندگی کی سب سے خوبصورت اور سہانی گھڑی لگ رہی تھی رات کو اسے عناس کا ہی بیڈ روم دیا گیا تھا، وہ خود اپنے والدین کے ساتھ سوئی تھی تمام رات عناس کے تکیے کو خود سے لگائے وہ اس کی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

مہک میں ڈولتا رہا تھا، اور آنکھ کھلتے ہی عناس کی طرف سے کل کے سلام کا جواب عطا ہوا تھا۔
دیر آید درست آید کے مصداق اس نے اسکارف سے بے نیاز بالوں کو کیچر میں باندھے سفید کرتا شلوار و دو ملٹی کلر دوپٹہ اوڑھے عناس کی شبیہ نہ صرف آنکھوں میں قید کی بلکہ موبائل میں کیچر بھی کرلی تھی۔
''زیدین! ابھی واپسی کے بارے میں مت سوچنا''۔ رانیہ ناشتے کا باقی سامان لاتی ہوئی ماں سے بولیں، زیدین ان کی آمد پر بستر سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔
''نہیں پھپھو! حویلی میں حالات کچھ ناساز گار ہیں، جانا ضروری ہے آپ لوگ حویلی کیوں نہیں چلتے ویسے بھی عناس کا کالج آف ہے''۔ زیدین ان کی محبت پر خوش دلی سے بولا، سہولت سے انہیں مطمئن کرتے ہوئے دل کو مطمئن کرنے کی سعی بھی کرلی۔ عناس اس کی روانگی کا سن کر نخوت سے منہ چڑھا کر باہر نکل گئی، جو اس بات کا اعلان تھا جاتے ہیں تو جائیں ہمیں کیا۔ زیدین اس کی خفگی بھری ادا پر جی جان سے خوش ہوا، عناس نے پہلی بار اس مخصوص بے تکلفی کا اظہار کیا تھا جو محض پیار کرنے والوں کے لئے مخصوص ہوتی ہے، یہ اس بات کی علامت تھی کہ زیدین کے اندر دہکتا الاؤ عناس کے اندر بھی چنگاری بھڑکا چکا تھا، وہ بیگ لئے رانیہ اور جہانگیر کی سنگت میں ڈائننگ روم میں داخل ہوا، تو وہ دروازے کے پاس منہ بسورتی نظر آئی۔
''تو پھر آپ سب کی آمد کب تک متوقع ہے؟'' زیدین نے کن اکھیوں سے عناس کو دیکھتے ہوئے اپنا سوال دہرایا۔
''ہم کیسے آسکتے ہیں؟ ہمارے بھی تو بیشمار کام ہیں یہاں پر''۔ رانیہ کے بجائے عناس نے تنک کر جواب دیا زیدین کاموں کی تفصیل پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ رانیہ بول اٹھیں۔
''جی بہت کام ہیں وزیر اعظم تو یہی ہیں یہاں کی''۔ رانیہ کے لتاڑنے پر وہ الٹا زیدین سے مزید ناراض ہو چکی تھی، ایک بار پھر وا ک آؤٹ کرگئی زیدین اس لمحے لمحے کی آنکھ مچولی سے خوب محظوظ ہو رہا تھا۔
''پھپھو! میری نازک سی امانت کا خوب خیال رکھئے گا''۔ اس کے لہجے کی چاشنی اور پیار برساتا انداز رانیہ اور جہانگیر کے لئے بھی دل کھینچنے والا تھا۔
''فکر نہیں کرو تمہاری امانت ہماری بھی جان ہے''۔ رانیہ نے بھی شوخی کا مظاہرہ کیا۔ مزید قدم بڑھاتے وہ کار پورچ تک آئے تو محترمہ گاڑی سے ذرا فاصلے پر ستون سے ٹیک لگائے نظر آئیں، نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اسے بھرپور طریقے سے رخصت کر رہی تھی۔ زیدین نے خود کی طرف اٹھتی نگاہ کو سر جھکا کر سلام کہا اور رانیہ اور جہانگیر سے نظر بچا کر دائیں ہاتھ کی دو انگلیاں لبوں سے چھو کر اس کی طرف اچھال گیا، وہ متحیر و حراساں سی ہوئی، سب سے علیک سلیک کر کے اس نے کمال جرأت سے اپنا ہاتھ عناس کی طرف بڑھایا تھا، جو والدین کی موجودگی کے باعث قدرے وقت کے ساتھ عناس نے ذرا سا اپنے ہاتھ سے ٹچ کیا، مگر اسی اثناء میں زیدین ایک کاغذ اس کے قدموں کے پاس گرا چکا تھا، اس کے مسکرا کے گاڑی میں سوار ہوتے ہی وہ جھٹ سے کاغذ اٹھائے اندر دوڑ لگا چکی تھی۔

☆☆☆☆

''آؤ زیدین! ہم تمہاری واپسی کا انتظار کر رہے تھے''۔
''کیوں شاہجہانی خیریت؟'' زیدین کو حویلی میں داخل ہوتے ہی شاہجہانی کا پیغام ملا تھا وہ سیدھا ان کے پاس چلا آیا جہاں کمرے میں شاہجہانی، تائی ماں کے علاوہ چچا، چچی، تانیہ اپنے شوہر سمیت حتیٰ کہ زوبیہ بھی اپنے شوہر کے ساتھ موجود تھیں اور یہی بات چونکا دینے والی تھی، زوبیہ اور حنا کی موجودگی ہمیشہ کوئی نئی پخ لئے ہوتی تھی۔
''زیدین تمہارا رخصتی کا کب تک ارادہ ہے؟'' یہ یقیناً تمہید تھی زیدین ذہنی کوفت پر ضبط کے رنگوں کو بمشکل

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

بکھرنے سے روکتا سادا لہجے میں بولا۔

''جب ماں چاہیں''۔ زیدین تائی ماں کے گھٹنوں سے لگا بیٹھا تھا کہتے ساتھ ہی گھٹنے دبانے بھی لگا تھا۔

''میں تو آج ہی وہ پھول لے آؤں، پر تو نے بھی تو کلی چنی ہے اتنی جلدی بیاہ لانا مناسب نہیں لگتا''۔ تائی ماں اس کے بال کھینچ کر ڈپٹنے کے سے انداز میں بولیں۔

''تائی ماں! کلی چنی ہے کونسا انارکلی چنوادی''۔ زیدین نے برملا مزاح کیا محفل میں قہقہے بکھرے تھے۔

''شاہجہانی! مطلب کی بات کریں''۔ زوبیہ کو زیدین کے مسکراتے چہرے اور زعفران زار ماحول سے سخت چڑ محسوس ہوئی بل کھا کر کہہ اٹھیں، زیدین کی مسکراہٹ تمتی زوبیہ کی موجودگی ہمیشہ اسے بدمزہ کر دیتی تھی۔

''زیدین دراصل ہم تم سے ذون کے متعلق بات کرنا چاہتے ہیں میرا خیال ہے اب ذون کی شادی ہو جانی چاہئے''۔ زیدین کے موڈ کو آف ہونے سے پہلے شاہجہانی اصل بات کی طرف آ گئے کیونکہ بپھرا زیدین اور بپھری لہریں کب قابو میں آتے ہیں۔

''بالکل میرا بھی یہی خیال ہے ذون کی شادی کر دی جائے''۔ زیدین تائیدی انداز میں بولا۔

''زیدین! تم جانتے ہو ذون پہلے سے شادی شدہ ہے اور پھر وہ اب حویلی ہی میں شادی کرنا چاہتا ہے، خاندان کی بچیاں منسوب بھی ہیں اور کنواری بھی، اس لئے ہم نے سوچا کہ ذون کی شادی حنا سے کر دی جائے''۔ شاہجہانی نے رک کر زیدین کی طرف دیکھا، کہ شاید وہ کچھ کہے مگر زیدین نے کسی قسم کا ردعمل ظاہر نہیں کیا۔

''حنا خاندان کی بیٹی ہے بیوہ اور تنہا ہے اسے بے سہارا نہیں چھوڑا جا سکتا، پھر دعا کو تم دونوں بھائیوں سے زیادہ کون پیار دے سکتا ہے، تم چونکہ اپنے انکار پر اٹل ہو تو ہم ذون کے متعلق سوچنے لگے ہیں کیا کہتے ہو تم اس معاملے میں؟'' چچا جانی نے شاہجہانی کی بات آگے بڑھائی۔

''آپ لوگ مجھے اطلاع دے رہے ہیں یا مشورہ لے رہے ہیں؟'' زیدین چند لمحوں کے توقف کے بعد سنجیدگی سے بولا۔

''مشورہ ہے زیدین! آخر کو حتمی فیصلہ تم ہی نے کرنا ہے''۔ تانیہ نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔

''نہیں پھپھو! فیصلہ میں نے نہیں ذون نے کرنا ہے جو وہ چاہے گا وہی میرا بھی فیصلہ ہوگا لیکن آپ سب کو بھی اس کے فیصلے کو تسلیم کرنا ہوگا''۔ زیدین نے سب کی طرف فرداً فرداً دیکھا۔

''ذون اس رشتے پر راضی ہے تم اپنی بات کرو''۔ زوبیہ جانتی تھیں کہ زیدین جو کہے گا ذون انکار نہیں کرے گا، اور زیدین ذون کی پسند کو ٹالے گا نہیں، اس لئے فوراً ذون کی رضامندی کا شوشا چھوڑا تا کہ زیدین کے لئے انکار کی گنجائش نہ رہے۔

''اچھا تو ذون راضی ہے یہ خبر سب سے پہلے آپ کے چینل نے نشر کی ہے''۔ زیدین کا انداز طنز و تمسخر سے بھرپور تھا، وہ زوبیہ کو پھپھو یا آنٹی کچھ کہہ کر بھی مخاطب نہیں کرتا تھا، بلکہ سچ تو یہ ہے وہ اسے مخاطب کرتا ہی نہیں تھا، نہ ہی ان کی بات کا جواب دینا ضروری سمجھتا اور اگر کبھی غلطی سے مابین کوئی بات ہو بھی جاتی تو وہ ضرور کئی ماہ تک سلگانے کے لئے کافی ہوتی۔

''ذون نے خود مجھ سے اس رشتے کے لئے خواہش ظاہر کی ہے، اسی لئے تو میں راضی ہوئی ہوں ورنہ میری حنا کو رشتوں کی کیا کمی ہے؟'' زوبیہ اپنی بیٹی اور اپنا سر اونچا رکھنے کے لئے جھوٹ پر جھوٹ گڑھے جا رہی تھیں۔

''اوہ...... ذون نے خواہش کی ہے تو ٹھیک ہے اگر ذون یہی خواہش میرے سامنے بھی کر دے تو مجھے بھلا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کیا اعتراض ہو سکتا ہے"۔ زیدین نے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا کے مصداق دوٹوک انداز میں کہا اور ذون کو بلانے کے لئے انٹرکام پش کر دیا۔

"زیدین! میرا خیال ہے اس بات کو جلدی سے نمٹا دیا جائے"۔ چچی جان عجلت سے بولیں۔

"جی چچی! میں خود یہی چاہتا ہوں اس لئے تو ذون کو بلوایا ہے جو بھی فیصلہ ہونا ہوگا ابھی اور اسی وقت ہوگا"۔

سب کو زیدین کے انداز عجیب سے لگ رہے تھے، لیکن وہ خاموشی سے اس کے ہر اگلے اقدام کے منتظر تھے چند لمحوں بعد ذون ان میں شامل تھا۔

"ذون! تمہیں موقع دیا جاتا ہے کہ تمہاری جو بھی خواہش ہو وہ عدالت میں بیان کر دو"۔ زیدین کا انداز تلخی سے بھری شوخی میں ڈوبا ہوا تھا ذون نے حیرت سے بھائی کو دیکھا، زیدین نے اسے آنکھ کے اشارے سے اصل بات بتا دینے کا عندیہ دیا۔

"ذون! بات یہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں تمہاری شادی حنا سے کر دی جائے۔

"جی......" شاہجہانی کے کہنے پر ذون بوکھلا گیا یہ بات اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی، ادھر زوبیہ اپنے جھوٹ کا پول کھل جانے کے خیال سے بوکھلا گئی تھیں۔

"جلدی بولو ذون! عدالت کا وقت بہت قیمتی ہے"۔ زیدین سابقہ انداز میں کہتا ذون کو دوٹوک بات کہنے کا حوصلہ بھی دے رہا تھا۔

"لالہ! میں......"

"مجھ سے نہیں شاہجہانی سے بات کرو"۔ زیدین نے ذون کو ٹوک دیا، ذون چند لمحے خاموش رہنے کے بعد گویا ہوا۔

"شاہجہانی! میں بھابی سے شادی نہیں کر سکتا"۔

"کیوں کیا برائی ہے حنا میں؟" چچی جان نے اگلین وہی سوال کیا جو زیدین سے بھی کیا جا چکا تھا۔

"کوئی خرابی نہیں لیکن میں شادی کر چکا ہوں"۔ ذون نے زیدین کی موجودگی میں حوصلہ پاتے ہوئے آرام سے جواب دیا۔

"ہمیں معلوم ہے کہ تم نے شادی کی تھی لیکن وہ اب ختم ہو چکی ہے تمہیں حنا سے دوسری شادی کرنا ہوگی"۔ تانیہ ذون کی کم عقلی پر گھر کتے ہوئے بولیں۔

"جی میں نے عرض کیا ناں میں دوسری شادی بھی کر چکا ہوں"۔

"کیا......؟" ذون کی بات پر سب کو ہی جھٹکا لگا، لیکن زوبیہ تو اپنی جگہ سے ہی اچھل پڑیں واحد زیدین تھا جس کے اطمینان میں چنداں برابر فرق نہیں آیا تھا۔

"یہ کیا مذاق ہے ذون تم نے کب شادی کی ہے؟" شاہجہانی غصے سے بولے۔

"شاہجہانی دو دن پہلے ایک سادہ سی تقریب میں"۔

"کس کے ساتھ کی ہے اور کس کی مرضی سے کی ہے"۔ شاہجہانی اس کی بات کاٹ کر بولے۔

"شاہجہانی لالہ کی مرضی سے کی ہے"۔ ذون کے انکشاف پر شاہجہانی کا غصہ حیرت میں بدل گیا۔

"زیدین! یہ سب کیا ہے؟"

"شاہجہانی! ذون، عدویہ سے شادی کرنا چاہتا تھا اور عدویہ سادگی سے شادی کے حق میں تھی اس لئے میں نے چند دوستوں اور حویلی کے بچوں کی موجودگی میں ان کی شادی کرادی"۔ زیدین اطمینان سے بولا وہ دبئ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

جانے سے قبل یہ فریضہ انجام دے چکا تھا۔

''تو کیا ہم اس قابل نہیں رہے تھے کہ ہمیں بتانا بھی گوارا کیا جاتا؟'' شاہجہانی دکھ سے بولے جبکہ باقی سب گم صم سے ان کی باتیں سن رہے تھے۔

''شاہجہانی کیا آپ نہیں جانتے کہ میرے ہر فیصلے کے پیچھے محرک کیا ہوتا ہے، کیا اب مجھے آپ کو بھی اپنے ہر عمل کی تاویل دینا ہوگی''۔ زیدین نے الٹا انہی سے شکوہ کر ڈالا شاہجہانی نرم پڑتے ہوئے بولے۔

''زیدین! ہمیں ذون کی شادی پر اعتراض نہیں لیکن یہ طریقہ درست نہیں''۔

''شاہجہانی! اس حویلی میں اب تک کیا درست ہوتا آیا ہے جواب ہم نے کچھ غلط کر دیا جہاں سازشوں پر سازشیں ہو رہی ہوں، وہاں خوشیاں عام حالات سے ہٹ کر خوش کر سکتی ہیں، آخر کب تک ابوزر فیملی غلط فیصلوں کے بوجھ اٹھاتی رہے گی، زیدین کو غافل سمجھنے والے جان لیں کہ نہ صرف زیدین نے آنکھیں کھول لی ہیں بلکہ اپنی فیملی کے تحفظ و بقاء کے لئے کمر بھی باندھ لی ہے اب ہر قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا ہوگا، کیونکہ زیدین اب کوئی مقدمہ ہارے گا نہیں''۔ زیدین، زوبیہ اور اس کے شوہر کو زہریلی نگاہوں سے دیکھتا باہر نکل گیا، زوبیہ اپنی جگہ بیٹھی کی بیٹھی رہ گئیں، آج پہلی بار انہوں نے اپنی مرضی کے خلاف ہونے پر شور نہیں مچایا تھا، شاید اب وہ ہمت ہار بیٹھی تھیں۔

☆☆☆☆

کوئی موسم ہو

تیری یاد سے اس یاد کو آباد رکھتے ہیں

عناس ایک جذب کے عالم میں آنکھیں بند کئے اس نظم سے سرور حاصل کر رہی تھی زیدین نے جاتے جاتے اپنے دل کی پکار کو ایک کاغذ میں منتقل کر کے اس کے حوالے کر دیا تھا، عناس اس نظم کو ہزار بار پڑھ چکی تھی اس نے وہ کاغذ اپنے لاکٹ کی ڈبیا میں رکھ لیا تھا، گویا وہ زیدین کی نشانی کو اپنے سینے پر سجائے ہوئے تھی۔ زیدین کے متعلق اس کے دل میں جو بدگمانی تھی اب اس کا عشر عشیر بھی اس کی سوچ میں نہ تھا، نجانے زیدین کونسا منتر پڑھ گیا تھا کہ وہ ایک ہفتے میں زیدین کے دس سال سے زیادہ کا سفر طے کر گئی تھی اب زیدین اس ڈگر پر تنہا نہیں تھا، بلکہ وہ اپنا ہمقدم پا چکا تھا، وہ اپنی رباعی مکمل کر چکے تھے۔

''ذون! میں بہت خوش ہوں''۔ صفیرا کے اچانک اچھل کر کہنے پر سبھی نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

''کیوں کیا ہوا ہے تمہیں؟'' حمزہ نے استفسار کیا۔

''وہ اس لئے حمزہ کہ دیکھو حویلی کے اتنے بزرگوں کے بغیر ہماری پارٹی کو لالہ نے اسپیشلی انوائٹ کیا تھا، اور نکاح میں شریک کیا تھا ہاؤ امیجن جہاں ہم سے ہر بات چھپائی جاتی ہے وہاں چھپ کر کرنے والے کام میں ہمیں شریک کر لیا گیا''۔ وہ سب اس وقت ذون اور عدویہ کے بیڈروم میں قبضہ کئے ہوئے تھے آج شاہجہانی کی اجازت سے با قاعدہ طور پر عدویہ ذون کے کمرے میں منتقل ہو گئی تھی کل ان کا ولیمہ انتہائی شاندار طریقے سے منانے کی تیاریاں بھی ہو رہی تھیں بچہ پارٹی ان دونوں کو گھیرے بیٹھی تھی جن کی موجودگی سے ذون دل ہی دل میں خائف تھا، مگر چہرے پر بناوٹی مسکراہٹ لئے بیٹھا تھا۔

''ہاؤ سیڈ صفو! تم نے آج تک کسی نکاح میں شرکت نہیں کی''۔ حارث کا تمسخرانہ انداز میں بولا۔

''یہ بات نہیں ہے میرا مطلب تھا کہ......''

''اس کا مطلب تھا کہ آج تک بیچاری نے نکاح کے چھوہارے تک نہیں کھائے، کہاں اتنی عزت مل گئی کہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

نکاح کی دعوت دے دی گئی، حالانکہ نکاح میں حویلی کے بوڑھے خادم بھی شریک تھے''۔ تیمور صفیرا کی بات کاٹ کر حارث کے تمسخر پر مہر ثبت کرتے ہوئے بولا۔

''ایک تو ان جنگلیوں کی موجودگی میں بات کرنا ہی محال ہے''۔ صفیرا ہتھیار پھینکتے پھینکتے بھی چوٹ کر گئی نتیجتاً سب ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑ گئے۔

''اوہو......ہم جنگلی ہیں تو ہماری کزن کیا ہوئی؟'' حارث نے عورتوں کی طرح سے ہاتھ نچاتے ہوئے کہا۔

''اوہو......حارث یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے اس نے ہم سب کو جنگلی کہا ہے اور ہم سب میں زوار بھی شامل ہے اور زوار جنگلی کسی جنگلن سے ہی منگنی کرے گا''۔ حمزہ نے جنگلن پر خاص زور دیا جو خالص اس کی ایجاد کردہ اصطلاح تھی جویریہ اور عدویہ ہنس ہنس کر دہری ہو گئیں۔

''جی بالکل بجا فرمایا حمزہ! تم جنگلی ہو تو پھر تمہاری منگیتر لیلیٰ بھی جنگلن ہوئی''۔ صفو نے حمزہ کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا۔

''جی نہیں لیلیٰ! ایسی نہیں ہے، میں نے برادری سے مخالفت کر کے جنگلیوں کے بجائے پریوں کے خاندان سے رشتہ کیا ہے''۔ حمزہ لیلیٰ کی حمایت میں فوراً بولا جواباً لیلیٰ نے اسے تعریفی نظروں سے دیکھا۔

''زوار! اس نے اپنی منگیتر کا فوراً دفاع کیا اور تم نے کچھ بھی نہیں کہا''۔ صفیرا نے اپنا رخ زوار کی طرف کر کے شکوہ کیا۔

''چھوڑو صفو! ان کو اپنی شناخت زبان سے بول کر کرانی پڑتی ہے، جبکہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے، چاند کو کوئی گرہن لگا کہتا ہے، کوئی داغ نما لیکن چاند تو چاند ہی رہتا ہے''۔ زوار کی بات نے سب کو حیران کر دیا، حمزہ اور لیلیٰ کا تو سب کو پتہ تھا کہ آپس میں لڑتے نہیں ہیں لیکن زوار اور صفیرا تو نہر کے دو کنارے تھے مگر آج ان کا یہ اتحاد اچھا بھی لگا اور نیا بھی یہی وجہ تھی کہ کسی نے مزید کوئی گولہ نہیں پھینکا۔

''اچھا لڑاکا طیارو! اٹھو ذون کافی مشکل سے ضبط کئے ہوئے ہے''۔ جویریہ نے ذون کی طرف شرارت سے دیکھتے ہوئے کہا، سب ایک ایک کر کے باہر نکل گئے۔ سب کے جاتے ہی ذون نے اٹھ کر دروازہ بند کرنا چاہا تو عدویہ بول پڑی۔

''رہنے دو ذون! ابھی بہت وقت ہے، ہو سکتا ہے بزرگوں میں سے کوئی آ جائے تو اچھا نہیں لگے گا''۔ عدویہ نظریں نیچی کئے آہستگی سے بولی۔

''جو آئے گا خاموشی سے لوٹ جائے گا ہم کیوں اپنا نقصان کریں''۔ ذون اس کی بات رد کر کے دروازہ لاک کر کے اس کے پاس بیڈ پر آن بیٹھا۔

''وہ ہمیں خیال تو کرنا چاہئے''۔ عدویہ کو شرم سی محسوس ہو رہی تھی کہ اتنی جلدی کمرے میں گھس کر لاک کر دیا جائے۔

''مائی ڈیئر! جب وہ اپنی بیویوں سے مصروف ہوتے تھے تو کیا ہمارا خیال کرتے تھے، مجھے تو تائی ماں کسی کی بھی شادی ہوتی سورج ڈھلتے ہی سلا دیتیں، تاکہ بچوں کا کانٹا تو نکل جائے''۔ ذون کی بات پر عدویہ کی ہنسی چھوٹ گئی مگر زیادہ دیر قائم نہ رہ سکی رات اور حق کا جادو ذون کے سر پر چڑھ چکا تھا، جس جادو کے آگے کوئی بندش ٹھہرتی نہیں۔

☆☆☆☆

زیدین کا جذبہ عشق زیادہ قوی تھا، یا قوت فیصلہ کہنا دشوار تھا، ذون کے ولیمہ میں عناس کی شرکت کے لئے راتوں رات دیئے گئے اس کے آرڈر اور فوری انتظامات کے نتیجے میں آج وہ حویلی کی رونق کا ایک حصہ تھی۔ ایئر پورٹ پر اترتے ہی زیدین سے محض نگاہیں علیک سلیک کے بعد تمام راستے وہ اس کی نگاہوں کے حصار میں رہی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

تھی سگنل پر زیدین نے تازہ پھولوں کا بکے خریدا تھا جس کے بارے میں عناس کو کوئی شک نہیں تھا کہ وہ اس کے لئے تھا، مگر زیدین کے پھول دینے کی ادا اس کے وہم وگمان میں نہ تھی گاڑی سے اترتے ہی زرد پھول عناس کی گردن سے آن ٹکرایا جسے زیدین نے اس کی غرور وتفاخر سے آزاد، عاجزی وانکساری سے بھرپور گردن کے نام کیا تھا، رانیہ اور جہانگیر کے پیچھے سست قدموں سے چلتی گلابی پھول کے اپنے گال سے ٹکراتے ہی اس نے تھام لیا، اس پھول نے بھی زیدین کی طرح اس کے عارض گلابی کردیئے تھے، زیدین اس سے چند قدم کے فاصلے پر بظاہر صہیب اور شہوار سے بات کرتے ہاتھوں میں کھلا ہوا بکے پکڑے اپنے کام میں مصروف تھا۔ اب کے نیلا پھول اس نے عناس کی آنکھوں کے سپرد کیا تھا، کیونکہ بارہا اس نے عناس کی آنکھوں کے نیل سمندر میں اپنی شبیہہ تیرتی دیکھی تھی۔

''النور حویلی'' کے افراد خانہ جو اس کے استقبال کے لئے قریب آتے جارہے تھے، ان سے بچ بچا کر زیدین نے سرخ پھول عناس کے ہونٹوں کو چھونے کے لئے اچھال دیا، جن کی چاشنی زیدین نے صرف تصور میں سمیٹی تھی۔ عناس ہر پھول کو زمین پر گرنے سے قبل تھام لیتی تھی، سب سے گلے ملتے حال احوال بتاتے بھی وہ ان پھولوں کو تھامے رہی، زیدین جو ذرا ہی فاصلے پر شاہجہانی کے ساتھ تخت پر جا بیٹھا تھا، اس کی نگاہیں عناس کا طواف کئے جاتی تھیں، ینگ پارٹی کے اسے ساتھ لے جانے کے مرحلے میں اس نے زیدین کے پاس سے گزرتے یہ تمام پھول اس کے شمنی جذبات کی نذر کردیئے تھے زیدین پر آگرنے والے پھولوں نے ایک معنی خیز مسکراہٹ سب کے لبوں پر سجادی، اب کی بار عناس بازی لے گئی تھی۔

☆☆☆☆

''النور حویلی'' آج پھر ہنگاموں اور رونقوں سے جگمگا رہی تھی، ابوزر جاہ کے دونوں صاحبزادے بمعہ اپنی بیگمات کے پہلی بار تمام اہل حویلی کے ساتھ شوخیوں میں شریک تھے، آج تو زیدین کے انداز بھی محفل کا مزہ دوبالا کئے ہوئے تھے، ذون تو دولہا کی حیثیت سے بلیک تھری پیس میں ملبوس تھا، زیدین نے بھی بلیک شیروانی زیب تن کی تھی، وہ لباس کے معاملے میں ہمیشہ مخصوص اسٹائل ہی رکھتا تھا، بلیک ڈریس پینٹ وائٹ شرٹ و ہاف سلیولیس اوپر شارٹ سی بلیک واسکٹ یہ اس کا مخصوص لباس ہوتا تھا، آج پہلی بار اسے شیروانی میں دیکھ کر ینگ پارٹی نے برملا کہا تھا، کہ بازی لالہ نے ماری تھی مگر ذون نے برا قطعاً نہیں منایا کیونکہ وہ خود بھی اس بات کا قائل تھا۔ عدو یہ آف وائٹ شرارہ پہنے سج رہی تھی، تو عناس نے بھی پہلی بار دل وجان سے خود کو سنوارا تھا عریبک اسٹائل میکسی جو بظاہر وائٹ تھی مگر ملٹی شیڈز دیتی تھی باریک جالی دار اسکارف لئے ہیوی ڈائمنڈ جیولری میں کلوپترا نظر آرہی تھی زیدین اردگرد کی پرواہ کئے بغیر آج اسے بھرپور استحقاق سے تکے جارہا تھا، کئی بار گزرتے گزرتے ہاتھ چھولیتا اور لبوں کی شیپ تو نجانے کیا کیا پیغام دے رہی تھی جو عناس کو شرم سے سرخ کئے اس کے حسن کی شعاعوں کو اور بھی تابندہ کررہے تھے۔ اس کپل کے جادوئی اثر سے حاضرین محفل بھی خالی نہ تھے، ینگ پارٹی نے زیدین اور عناس کو برابر کھڑا کر کے ان کے اردگرد بھنگڑے ڈالنا شروع کردیئے تھے، ذون بھی اسٹیج سے اتر کران کے ساتھ شریک ہوگیا تھا، شاہجہانی نے اس منظر کو دیکھ کر جہانگیر اور رانیہ سے رخصتی کی فرمائش تک کردی تھی مگر زیدین نے عناس کو مزید وقت دینے کے خیال سے حویلی میں رکھنے کا تو عندیہ دیا، مگر رخصتی کروا کر اپنے ساتھ لے جانے سے فی الوقت گریز کیا۔ آج تو اہل حویلی نے زیدین کے نکاح کی سادگی کا تمام بدلہ چکا دیا تھا، وہ ہنگامہ ہوا کہ حد نہیں آخر میں شاہجہانی، صہیب جاہ، چچا، چچی تانیہ ان کے شوہر بھی بھنگڑا ڈالنے میں شریک ہوگئے، تائی ماں بھی بیماری کے سبب کرسی پر بیٹھے تالیاں پیٹتی رہیں۔ عناس کی حالت غیر تھی، جذبات کی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

شوریدہ سری نے پہلے ہی نڈھال کر رکھا تھا کہ زیدین کے برابر کھڑے ہو کر ماں باپ اور سب کا سامنا کرنا اسے اور بھی دشوار ترین لگ رہا تھا، وہ تو ذون اور عدی کے ولیمہ کے لئے آئی تھی مگر زیدین نے خود اسی کو دلہن بنا ڈالا تھا، رانیہ اور جہانگیر کے مطمئن چہرے دیکھنے کے باوجود اس کی حالت غیر تھی۔ اس ہنگامہ خیز محرک کے پیچھے زیدین کے دماغ میں کچھ اور بھی تھا، وہ حنا کو شاک پر شاک دینا چاہتا تھا، اور اس میں کامیاب بھی ہو گیا تھا، وہ حناس کی آمد کا سنتے ہی اپنے باپ کے فلیٹ پر چلی گئی تھی اور اس چراغاں سے جھلس کر زوبیہ بھی فنکشن چھوڑ کر جا چکی تھی، اگرچہ تائی ماں کو اس بات کا بہت قلق تھا کہ حنا تنہا رہ گئی تھی کچھ بھی ہو وہ اپنے خاندان کی لڑکی تھی اس کا یوں بے آماں رہ جانا انہیں دکھ میں مبتلا کر رہا تھا، لیکن زیدین نے انہیں مختلف تاویلات سے مطمئن کر دیا تھا۔

☆☆☆

رات بھر کے فنکشن کے بعد علی الصبح رانیہ اور جہانگیر کاروباری معاملات کی بناء پر عناس کو حویلی ہی میں چھوڑ واپس چلے گئے تھے، تبھی سے وہ مسلسل رونے میں مصروف تھی، اسے لگ رہا تھا کہ پری پلین نکاح کی طرح پری پلین رخصتی بھی ہو گئی تھی وہ بھاری سر کے ساتھ تائی ماں کے ساتھ بیٹھی کچھ انہونی ہو جانے کے خیال سے خوفزدہ تھی، مگر جب زیدین کی ایماء پر لیلیٰ نے اسے اپنے کمرے میں جانے کی آفر کی تو اس کی جان میں جان آئی۔ رفتہ رفتہ تقریب اختتام پذیر ہوئی سب اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے، زیدین ہنوز تنہا ہال میں موجود تھا، آنکھوں میں نیند کا شائبہ تک نہ تھا، زندگی کے سب سے اہم موقع پر اپنے پیاروں کی یادیں تڑپا دیتی ہیں اور پھر نا گہانیوں اور غیر طبعی جدائیوں کے ناگ تو ساری عمر ڈستے رہتے ہیں، کہاں سے چلا تھا اس کا کارواں اور کہاں آ کے رکا تھا، دل میں برپا طوفان سے نبرد آزما وہ صوفے پر ہی دراز ہو گیا تھا، جانے سویا تھا یا جاگا تھا اس کے بوجھل دماغ کو یاد نہیں آ رہا تھا، ایک گہری پرسکون نیند کی حسرت شدت سے پیدا ہوئی تھی کوئی راہ سجھائی نہ دی تو وہ اٹھ کھڑا ہوا نجانے کون سے دھیان میں چلتا رہا، قدم رکے تو اپنی بے اختیاری پر لاج آئی، وہ لیلیٰ کے کمرے سے واپس لوٹنا چاہتا تھا مگر ہاتھ نے کب دروازے پر دستک دے دی اسے علم نہ ہو سکا۔

”کون“۔ لیلیٰ کی نیند سے بوجھل آواز کے ساتھ ہی دروازہ وا ہوا وہ اسے سامنے دیکھ کر نہ تو چونکی اور نہ آمد کا مقصد معلوم کیا، خاموشی سے ایک سائیڈ سے نکل گئی، زیدین اس کی تابعداری پر زیر لب مسکرایا، کمرے میں داخل ہوتے ہی زیدین کے بوجھل دماغ کی ایک کھڑکی وا ہوئی وہ ملکہ جان و دل بے خبر سوئی ہوئی تھی اس کی نیند اتنی گہری ہوتی تھی کہ جب تک وہ خود نہ جاگتی اسے کوئی اٹھا نہیں سکتا تھا۔ زیدین کو نخرہ رانی کی معصوم نیند پر پیار آ گیا، پہلے اس نے سوچا کہ لوٹ جائے اگر اس کے نصیب میں نیند نہیں تھی تو دوسروں کی نیند خراب کرنے کی کیا ضرورت تھی، مگر دل بے ایمان تھا کہ آج اپنی ہی منوائے جا رہا تھا۔ زیدین نے دھیرے سے عناس کا ہاتھ چھوا عناس کو کیا اثر ہوتا اس کے پاس بیٹھ کر زیدین نے اس کے چہرے پر شہادت کی انگلی پھیری، اس کا ہر نقش بے قرار کئے دے رہا تھا، کبھی وہ بند آنکھوں کو انگلی سے چھوتا تو کبھی ناک کو دائیں بائیں حرکت دیتا، سرخ رس چھلکتے لبوں سے خود کو باز رکھنے کے باوجود وہ ہاتھ سے ذرا سا چھو کر اٹھا مگر شاید کوئی الارم تھا جو اس کے لبوں کو چھوتے ہی اس کے اندر بج اٹھا وہ کسمسانے لگی، آنکھیں بند کئے خود کو بیدار کرنے کے لئے اس نے انگڑائی لینے کے لئے ہاتھ اٹھائے، مگر زیدین کے بھاری وجود سے ٹکراتے ہی ہاتھ نے اس کی نیند کوسوں دور بھگا دی، وہ پٹ سے آنکھیں کھولتی جھٹ سے اٹھ بیٹھی۔

”آپ..... آپ یہاں.....؟“ اچھا خاصا بے فکر ہو کر سوئی تھی سوتے سوتے یہ کیا آفت آن پڑی، اسے لگا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کہ کہیں زیدین اسے اٹھا کر اپنے بیڈ روم میں تو نہیں لے آیا مگر غور سے دیکھنے پر لیلیٰ کا کمرا ہی پا کر اس نے سکون کا سانس لیا۔

''سوری میں نے تمہاری نیند خراب کی مگر مجھے بھی نیند کے لئے ٹرینکولائزر چاہئے تھی''۔ بغیر اسکارف کے کھلے بالوں اور مسلے ہوئے کاٹن کے سادہ سوٹ میں اس کا حلیہ زیدین کی شوخی جگانے کے لئے کافی تھا، وہ اس کی نگاہوں کی بے باکی پر خود میں سمٹنے لگی اور نظر دائیں بائیں دوپٹے کی تلاش میں دوڑائی، زیدین نے اس کی جھجک سمجھتے ہوئے اپنے کاندھے سے اسٹول اتار کر اس کے اردگرد اچھی طرح اوڑھا دی، عناس کو تحفظ کا احساس شدت سے ہوا۔

''میرے پاس ٹرینکولائزر نہیں ہے ان فیکٹ میرے پاس تو کوئی بھی ٹیبلٹ نہیں ہے''۔ وہ زیدین کی بات کی گہرائی کو سمجھے بغیر سادگی سے جواب دینے لگی، زیدین کی مسکراہٹ بوجھل دماغ کے لئے ایک اور خوشگوار جھونکا ثابت ہوئی۔

''تمہارے پاس تو ہر مرض کی دوا ہے میرے''۔ میرے پر زور دیتے ہوئے زیدین نے اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکرایا تھا، عناس کو ویسے ہی بات مشکل سے سمجھ آتی تھی اور اب تو کچی نیند سے اٹھی ہوئی تھی کیا خاک پلے پڑتا۔

''عناس! میں سونا چاہتا ہوں گہری اور پرسکون نیند مجھے سلا دو''۔ زیدین کی آواز جذبات سے بوجھل تھی یا نیند کے اثر سے وہ سمجھنے سے قاصر تھی، لیکن اپنے گھٹنے پر دھرے زیدین کے سر پر اس نے دھیرے سے ہاتھ رکھا تھا، اور گھنے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی تھی۔

''آپ کو نیند کیوں نہیں آتی؟'' اس نے دھیرے سے سوال کیا کہ مبادا اگر وہ سو گیا ہو تو جاگ نہ جائے۔

''کیونکہ تم میرے پاس نہیں ہو''۔ زیدین کا محبت کی چاشنی میں ڈوبا وارفتہ لہجہ اسے سحر میں گرفتار کر رہا تھا، وہ غیر محسوس انداز میں اس کے بستر پر نیم دراز اس کی گود میں سر رکھے ہوئے تھا اور وہ اپنی پوزیشن سے لاعلم محض اس کی پرسکون نیند کی خواہاں تھی۔

''میں دور بھی تو نہیں ہوں''۔ عناس کی سرگوشی نے زیدین کے بوجھل دماغ کے سارے تانے بانے ڈھیلے کر دیئے، اسے لگا وہ ٹھنڈی بہتی آبشار میں بھیگتا جا رہا ہو۔

''عناس! میری چاہت بے تاب ہے تو تمہارے رنگ بے شمار ہیں، کیا ایک زندگی کافی ہوگی اس رشتے کا حق ادا کرنے کے لئے''۔ زیدین نے جذب سے کہتے ہوئے عناس کی طرف ہاتھ بڑھایا جسے اس نے بلاتوقف اپنے ہاتھ میں لے لیا، زیدین نے اس کے ہاتھ کی انگلیوں میں انگلیاں الجھا کر کہنیاں کھڑی کر دیں، اب ان کے ہاتھوں کا سنگم ان کی آنکھوں کے سامنے تھا۔

''عناس! ان بند ہاتھوں سے کیا نتیجہ اخذ کرتی ہو؟'' زیدین نے اپنے ہاتھوں کی طرف اشارہ کر کے دریافت کیا، عناس نے نفی میں سر ہلا کر کم فہمی کا اعتراف کر لیا۔

''ان ہاتھوں کے ملاپ میں تمہاری اور میری قسمت کی لکیریں ہیں، ان بندھے ہاتھوں کو دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ تمہاری لکیریں علیحدہ اور میری علیحدہ ہیں، عناس جب تک یہ ہاتھ جڑے رہیں گے ہماری تقدیر خواہ اچھی ہو یا بری ایک ہوگی ان ہاتھوں کی یکجائی سے ہماری تقدیر وابستہ ہے عناس''۔ زیدین نے دھیرے دھیرے اس کے کان میں امرت گھولا اور اپنے ہاتھ میں مقید عناس کے ہاتھ پر اپنے ہونٹ رکھ دیئے، عناس نے کیف آگیں سرور کے تحت آنکھیں موند لیں، زیدین کی آنکھیں بھی بوجھل ہونے لگیں نامعلوم

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

نیند سے کہ من پسند ٹرینکولائزر ہے۔

خود کو خود ہی تنبیہہ کرتا زیدین عناس کے ماتھے پر گرم نرم ہونٹ رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا وہ کب کا جا چکا تھا اور کب حویلی میں دن کی شروعات ہوگئی تھی مدہوش عناس کو کچھ خبر نہ ہوسکی۔

☆☆☆☆

''اوہو چھوٹی سی دلہن آئی ہے''۔ عناس کے کمرے میں داخل ہوتے ہی عدویہ چہک کر بولی اور بڑھ کر اس کو گلے لگالیا۔

''جی ہاں بڑی سی دلہن کے پاؤں کی تو مہندی ہی نہیں سوکھ رہی، اس لئے ہم خود چلے آئے''۔ عناس کی بات پر عدویہ ہنس پڑی۔

''اللہ کرے جلد ہی تمہارے پاؤں پر مہندی سج جائے''۔ عدویہ نے معنی خیزی سے کہا عناس ایسی باتوں پر لاجواب ہوجاتی تھی۔

''اچھا بیٹھو بتاؤ پیو گی کیا؟''

''اوہو عدی آپا! اتنا تکلف میں عناس ہوں وہی پرانی عناس''۔

''نہیں عناس! اب تم پرانی نہیں رہی ہو، تم تو بہت نئی ہوگئی ہو ابوزر کی بڑی بہو، زیدین کی محبوب بیوی ابھی تو تمہاری شادی پر چراغاں ہوگا، دیکھنے لائق ہوگا لاہوری بسنت بھول جائیں گے''۔

''عدی آپا! ابوزر ماموں بھی کیا ان کی طرح ہی تھے''۔ عناس کے سوال پر عدی پھر سے کھلکھلا اٹھیں۔

''نہیں تایا ابو''ان'' کی طرح نہیں بلکہ ''یہ'' ان کی طرح ہیں''۔ عناس اپنی متجسس فطرت کے باعث سوال کرنے سے رکتی نہ تھی مگر مزاج کی معصومیت سوال میں جھلک اٹھتی تھی۔

''عدی آپا!'' وہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔

''عناس! زیدین کی خوش قسمتی دیر سے سہی لیکن آئی بہت زبردست طریقے سے ہے''۔ عدویہ کی شرارت برقرار تھی، اب کی بار عناس خاموش رہی کوئی استفسار نہیں کیا۔

''عناس! زیدین تمہیں بہت چاہتا ہے اس کی قدر کرنا''۔

''مجھے پتہ ہے''۔ عدویہ کے کہنے پر وہ جھٹ سے ادا کے ساتھ بولی۔

''اچھا تمہیں کیسے پتہ؟ الہام ہوا ہے''۔ عدی کا موڈ کافی خوشگوار تھا وہ بات سے بات نکال رہی تھی۔

''نہیں انہوں نے دل میں الہام کیا ہے''۔ اب کے عناس بھی دو بدو بولی دونوں کی کھلکھلاہٹیں ماحول میں شگوفے کھلا رہی تھیں۔

''عدی آپا! ماموں کی بات ہورہی تھی، کیا آپ بھی دوسروں کی طرح اس ٹاپک پر بات نہیں کریں گی''۔ عناس کی سوئی جہاں اٹک گئی سو اٹک گئی۔

''ارے نہیں میں کیوں چھپاؤں گی تایا ابو کے بارے میں، میں خود زیادہ نہیں جانتی''۔

''عدی آپا! امی انہیں شہید کیوں کہتی ہیں کیا وہ آرمی میں تھے''۔ عناس جھٹ ہاتھوں کے پیالے میں چہرہ ٹکا کر ہمہ تن گوش ہوتے ہوئے بولی۔

''عناس! ابوزر تایا کا مرڈر ہوا تھا۔

''کیا......'' عدویہ کے انکشاف پر عناس سن ہوگئی۔

''ہاں عناس! دادا ابو نے تمام تر کاروباری اور زمینی معاملات تایا ابو کے سپرد کئے ہوئے تھے وہ بہت معاملہ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

فہم اور زیرک انسان تھے زیدین کی طرح"۔ عدی نے ذرا سا توقف کر کے اس کے تاثرات نوٹ کرنے چاہے مگر اسے منہمک پا کر مزید کہنے لگی۔

"تایا ابو ابروڈ سے بزنس ٹریننگ لے کر آئے تھے، اس لئے سب معاملات وہ ہی سنبھالتے تھے، مگر نہایت دیانتداری سے پرافٹ سب میں یکساں تقسیم کرتے، لیکن زوبیہ پھپھو کے شوہر احمد کو شادی کے بعد بزنس میں شریک کیا گیا، وہ اپنی فطرت کے مطابق لین دین میں گڑبڑ کرتے جس کی بناء پر آئے دن تایا ابو اور ان میں تکرار رہتی حویلی کا ماحول ان دنوں بہت کشیدہ رہتا تھا، یہ تائی ماں نے مجھے بتائی ہیں، جن سے حویلی میں کم ہی لوگ واقف ہیں زیدین اور زوبیہ پھپھو میں ان بن وہیں سے شروع ہوئی تھی، اس سے آگے مجھے علم نہیں بس اتنا پتہ ہے کہ ایک دن تایا ابو اور تائی ماں شاپنگ کے لئے گئے تھے کہ شاپنگ سینٹر سے باہر نکلتے ان پر کسی نے چاقو سے وار کر کے قتل کر دیا، تائی ماں نے چونکہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اس لئے وہ ذہنی توازن کھو بیٹھیں"۔

عدویہ تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوئی تو عناس نے پریشان نظروں سے دیکھا۔

"ماموں کو قتل کس نے کیا تھا؟"

"معلوم نہیں اگر یہ معلوم ہوتا تو زیدین اسے کب کا پھانسی چڑھا چکا ہوتا"۔ عدی کا لہجہ سادا تھا۔

"لیکن عدی آپا! انہوں نے کچھ تو کیا ہوگا"۔

"کنہوں نے"۔ عدی اس کا اشارہ سمجھ کر شرارت سے بولی۔

"عدی آپا"۔ عناس جھینپ گئی تھی۔

"ویسے زیدین عجیب انسان ہے ضد اور محبت کا سنگم جو اس نے کیا ہے کوئی نہیں کرسکتا"۔ عدویہ یونہی اپنی دھن میں کہے جارہی تھی عناس جو اس کی ہر بات بغور سن رہی تھی چونک اٹھی۔

"کیا مطلب عدی آپا! یہ ضد اور محبت کا سنگم کیا بات ہوئی؟"

"کچھ نہیں عناس میں پچھلی بات کر رہی تھی"۔ عدویہ کا انداز ٹالنے والا تھا، عناس فوراً اس کا انداز بھانپ گئی اور عدویہ کا ہاتھ پکڑ کر مسکینی صورت بنا کر بولی۔

"عدی آپا! آپ کو پتہ ہے جب کوئی بات مجھ سے چھپائی جاتی ہے تو میرا کیا حال ہوتا ہے؟ تمام رات میری کروٹ بدلتے گزر جاتی ہے آپا پلیز بتائیں ناں"۔ عدویہ کو منہ کھولتے دیکھ کر عناس نے پلیز پلیز کی رٹ لگا دی عدویہ زچ ہو کر بولی۔

"عناس! نہ تو میں کچھ چھپا رہی ہوں اور نہ ہی کوئی خاص بات ہے، سمپل سی بات ہے زیدین اور حنا میں کبھی بنی نہیں ہے، وہ ہر بات میں متضاد ہوتے ہیں زیدین تمہاری طرف مائل تھا تو حنا تم سے نالاں بس زیدین اسے ٹارچر کرنے کا کوئی موقع مس نہیں کرتا"۔ عدویہ نے گرچہ مختصراً وہی پرانی بات کہی تھی جو ساری حویلی جانتی تھی نئی تھی تو صرف عناس کے اندر کی تڑپتے دل کی صدائیں۔

"انہوں نے مجھ سے حنا آپی کی ضد میں شادی کی ہے انہیں نیچا دکھانے کے لئے انہیں مجھ سے چاہت نہیں ہے میں ان کے انتقام کا حصہ ہوں، ان کے اندر کی نفرت کی آگ کو سرد کرنے کے لئے ایک مہرہ ہوں"۔ عناس کا دل کسی نے دہکتے کوئلوں پر رکھ دیا تھا جو جلتا ہی جا رہا تھا، رات گذشتہ تے جو پھول من آنگن میں کھلائے تھے وہ اب کانٹے بن کر کاٹے جا رہے تھے عدویہ کے بلانے ہلانے کا اس پر چنداں اثر نہ ہوا وہ بھیگی آنکھوں کے ساتھ اپنی دھن میں چلتی باہر نکل گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

☆☆☆☆

تمام رات عناس نے روتے ہوئے گزاری تھی لیلیٰ سے چھپ کر وہ تکیے میں منہ دیئے روتی رہی لیکن صبح اس کے بھاری پپوٹے اور سرخ آنکھیں لیلیٰ کو فوراً متوجہ کر گئے۔

"کیا ہوا عناس! تم روتی رہی ہو کوئی بات ہوئی ہے عناس بتاؤ ناں"۔ لیلیٰ اس کے سر پر چڑھی اصرار کر رہی تھی عناس نے اسے بہت ٹالا مگر اس کے بار بار اصرار نے خود اس کے ضبط کا بندھن توڑ دیا، اور وہ لیلیٰ کے کندھے پر سر رکھ کر وہ روئی کہ لیلیٰ سے سنبھالنا مشکل ہو گیا، گھبرا کر لیلیٰ اسے روتا چھوڑ کر باہر نکل گئی اور کچھ ہی دیر میں وہ زیدین کو ہمراہ لئے لوٹ آئی، زیدین اسے یوں روتے دیکھ کر فوراً اس کے پاس آن بیٹھا اور اس کا جھکا سر اٹھا کر فکر مندی سے بولا۔

"عناس! کیا ہوا ہے؟ سب خیریت تو ہے؟" وہ اس کا چہرہ تھامے گالوں کو دھیرے سے تھپک کر بول رہا تھا، جبکہ عناس زاروقطار رونے میں مصروف تھی۔

"عناس! کچھ بتاؤ تو سہی"۔ اس کے مسلسل رونے سے عاجز آ کر زیدین نے سخت رویہ اپنایا، اور اس کے گال پر ہلکا سا تھپڑ رسید کیا، عناس رونا دھونا بھول کر اس کا چہرہ دیکھنے لگی کل تک جو چہرہ مہربان سا اپنا اپنا سا لگ رہا تھا آج اتنا پرایا اور اجنبی لگ رہا تھا وہ یک ٹک زیدین کے چہرے کو دیکھ رہی تھی لیکن زیدین کو اس کا اس طرح دیکھنا عجیب لگ رہا تھا، کیونکہ اس کی آنکھوں میں اور چہرے کے تاثرات میں کوئی نئی بات تھی۔

"عناس! رونا کسی مسئلہ کا حل نہیں ہے اور نہ دوسروں کو الہام ہوتا ہے کہ تمہارے دل میں کیا ہے، اگر کسی نے کچھ کہا ہے یا تم نے خود الٹا سیدھا سوچا ہے تو بتاؤ تو سہی اپنے زیدین کو"۔ زیدین نے ترش و تلخ لہجے میں کہتے کہتے اپنے زیدین میں خوب چاشنی گھولی تھی مگر عناس پر آج کسی بات نے کوئی اثر نہ کیا تھا، وہ بمشکل خود کو اسے کاٹتی نظروں سے دیکھنے سے باز رکھ سکی۔

"مجھے ماما پاپا یاد آ رہے ہیں"۔

"اوہ......" زیدین نے گہرا سانس لیا لیلیٰ بھی ہلکی پھلکی ہو گئی وہ تو اس تمام وقت یوں سانس روکے ہوئے تھی گویا عناس اسی کی شکایت لگا دے گی۔

"تو یہ بات پہلے نہیں بتا سکتی تھیں آؤ تمہاری ان سے بات کراؤں"۔ زیدین، عناس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھنے میں مدد دینے لگا فون پر بھی وہ مسلسل روتی رہی سب یہی سمجھ رہے تھے کہ ماں باپ کی جدائی کو محسوس کر رہی تھی جبکہ زیدین کو اس کی نگاہیں نہیں بھولتی تھیں اس کا زیرک دماغ مسلسل بپ کر رہا تھا۔

☆☆☆☆

"حمزہ بھائی!"

"جی بہن، بھابی"۔ حمزہ نے مڑ کر اسی کے انداز میں کہا مگر رشتہ میں کنفیوژ ہو گیا۔

"بھائی! وہ عنا آپی کہاں رہتی ہیں"۔

"بھائی پلیز! مجھے تنگ نہ کریں"۔ آج کل وہ ویسے بھی رونے کا بہانہ ڈھونڈتی تھی، جھٹ شروع ہو گئی حمزہ گڑبڑا گیا اس نے جان لیا کہ یہ صفیر یا لیلیٰ نہیں عناس ہے مذاق جس کے اوپر سے گزر جاتا ہے۔

"عناس! میں مذاق کر رہا تھا ریلیکس پلیز آئندہ نہیں کروں گا اب چپ ہو جاؤ ناں"۔ حمزہ منت سماجت کر رہا تھا، ظاہر ہے لالہ سے اچھی خاصی ڈانٹ پڑتی ابھی سے تصور میں دیکھ رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

پاک سوسائٹی پر موجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایتُ اللّٰہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللّٰہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براؤزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

www.paksociety.com

''کوئی بات نہیں بھائی! میں تو بس ایسے ہی آپ نے بتایا نہیں حنا آپی کا گھر کہاں ہے؟'' عناس اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ کر اپنا رونا دھونا بھول گئی، سنبھل کر بولی۔

''تم جانا چاہتی ہو؟''

''ہوں......'' عناس نے اثبات میں سر ہلایا۔

''آؤ میں تمہیں چھوڑ آتا ہوں تمہیں یہاں کے رستوں کا کہاں علم ہوگا'' ۔حمزہ فوراً اٹھ کر کھڑا ہوا اس نے ممنون نگاہوں سے اسے دیکھا اور اس کے پیچھے چل پڑی۔ حنا کا گھر تھا کہ جھونپڑی، ایک چھوٹا سا فلیٹ تھا، جس میں سامان شاذ و نادر ہی تھا حسب معمول زوبیہ گھر پر نہیں تھیں، البتہ حنا موجود تھی ویسے بھی دعا کے قصے کے بعد وہ زیادہ وقت گھر ہی میں گزارتی تھی اب کافی حد تک اس کی تنی ہوئی گردن جھک گئی تھی مگر عناس کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں ایک ٹمٹاتا دیا روشن ہو گیا وہ عناس کو لئے بیڈ روم میں آ گئی۔

''عناس! تم کب آئیں دبئی سے......؟'' حنا جان بوجھ کر انجان بن کر بولی۔

''وہ آپی! ذون بھیا کے ولیمہ پر آئی تھی آپ کیوں نہیں آئیں؟'' عناس ایسے بولی گویا کوئی جرم کر کے حنا کے سامنے شرمندہ ہو۔

''واٹ ذون نے شادی بھی کر لی؟'' یہ کہہ کر حنا نے اس پر اچھی طرح باور کر دیا کہ وہ حویلی سے نہ صرف بے دخل کر دی گئی ہے بلکہ وہاں ہونے والے ہر معاملے سے لاعلم بھی ہے۔

''کہیں تمہاری بھی تو رخصتی نہیں ہو گئی؟''

''نہیں آپی! میں تو بس کچھ دنوں کے لئے'' ۔عناس منمنا کے بولی۔

''تو کیا تم سمجھ رہی ہو کہ تم واپس جا سکو گی؟'' حنا کا استفسار کرنا تھا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی۔

''عناس! یہ جو زیدین نام کا عفریت ہے اس سے بچ کے جانا اب ممکن نہیں النور حویلی کے قید خانے سے نکلنا اب ایک خواب سمجھو'' ۔حنا کی مسٹری عروج پر تھی وہ عناس کے نازک دل پر ضرب پر ضرب لگا رہی تھی اس کے پتھر دل پر عناس کے چھاجوں برستے آنسوؤں کا ذرا بھر بھی احساس نہ تھا۔

''آپی! مجھ سے غلطی ہو گئی میں ان کے بہکاوے میں آ گئی'' ۔عناس اپنے کئے پر جو زیدین پر اعتماد کرنے کا جرم تھا اتنی شرمندہ تھی کہ اس کے آنسو تھمنے میں ہی نہیں آ رہے تھے۔ حنا کے اندر بھڑکی آگ پر جیسے کسی نے پانی ڈال دیا تھا وہ عناس کے ذریعے پھر سے گیم میں آ گئی تھی فوراً عناس کے پاس جا بیٹھی اور چاہت کے خزانے لٹاتے ہوئے اسے سینے سے لگا لیا۔

''عناس! رو تو مت تم تنہا نہیں ہو میں نے تمہیں زیدین کے اصل چہرے سے پہلے ہی روشناس کرا دیا تھا مگر تم اس کی سحر گری میں گرفتار ہو گئیں یہاں سب اس کے خریدے ہوئے غلام ہیں' جو صرف اس کی مدح سرائی میں مصروف رہتے ہیں اس کے باوجود میں نے تمہیں اس سے جان چھڑانے کی ترکیب بھی بتائی تھی تم نے ہر وہ کام کیا جو وہ چاہتا تھا'' ۔عناس اس کی ہمدردی سے اور بکھر گئی اس کا نازک دل بہت بری طرح سے ٹوٹا تھا وہ اپنے خالص جذبوں کی توہین پر جتنا ماتم کرتی کم تھا اور حنا اس کے غم میں اضافہ کئے جا رہی تھی۔

''لیکن عنا! ہمت مت ہارو اطمینان سے قدم اٹھاؤ سنبھل کے چلو تمہاری بدقسمتی یہ ہے کہ تمہارا زیدین جیسے شاطر اور عیار کھلاڑی سے واسطہ پڑا ہے لیکن وہ جانتا نہیں ہے کہ عورت کی چالوں سے زیادہ خطرناک کوئی چال نہیں' عورت ایسا تیر ہے جو کبھی نشانے سے خطا نہیں ہوتا بس میرے کہنے پر چلو'' ۔حنا کی آنکھوں سے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

چنگاریاں نکل رہی تھیں عنا حیرت سے اس کی باتیں سن رہی تھی وہ زیدین سے بدگمان ضرور تھی مگر اتنی متنفر نہیں تھی کہ حنا جیسے انتقامی جذبات کا شکار ہو۔

"عنا! ہم دونوں زیدین کی ستائی ہوئی ہیں وہ بدکردار شخص"۔

"نہیں آپی وہ بدکردار نہیں ہیں"۔ حنا کے اچانک بولنے پر عنا اس نے چونک کر اسے دیکھا۔

"آپی! ٹھیک ہے وہ اچھے آدمی نہیں ہیں لیکن وہ بدکردار نہیں ہو سکتے اس کا مجھے یقین ہے"۔ عنا زیدین ہی کے دیئے اعتماد کے زیر اثر بولی۔

"عنا! تم کب سمجھو گی اسے؟" حنا ایک ایک لفظ چبا کے بولی اسے عنا کے زیدین پر ایسے اعتماد سے فکر لگ گئی تھی کہ کہیں مہرہ ہاتھ سے پھسل نہ جائے۔

"آپی! میں نہیں جانتی وہ کیا تھے؟ کیا ہیں اور کیا نہیں بس مجھے اتنا علم ہے کہ وہ مجھ سے پیار نہیں کرتے"۔ عنا کے دل میں زیدین کی محبت ابھی زندہ تھی وہ حنا کی باتوں سے کوفت محسوس کر رہی تھی"۔

"اور مجھے زخم زخم کر دیا۔ اس نے عنا تم تو ابھی یہ سوچنے میں حق بجانب ہو اس لئے کہ تمہارا کچھ نہیں بگڑا ہے نہ تم سے تمہاری عزیز ہستی چھینی گئی ہے نہ تمہیں محل سے جھونپڑے میں بھجوایا گیا ہے اور سب سے بڑھ کر ابھی تمہاری نسوانیت قائم ہے، تم ایسا ہی کہو گی لیکن میں اب وہ ناگن بن گئی ہوں جسے بار بار زخمی کیا گیا ہے اور یہ زخمی ناگن کوئی بڑی تباہی چاہتی ہے"۔ حنا کی حالت غیر ہو گئی تھی غصے کی شدت سے اس کی آنکھوں سے شعاعیں اور زبان سے جھاگ نکل رہا تھا، وہ عنا کے سامنے اوڑھا لبادہ زیادہ دیر قائم نہ رکھ سکی، عنا اس کی حالت دیکھ کر انتہائی خوفزدہ ہو گئی تھی اسے وہ بیک وقت دکھی بھی لگی اور چالاک بھی مگر وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ حنا کو کنٹرول کیسے کرے ناچار وہ اسے ایسے ہی چھوڑ واپس لوٹ گئی۔ حنا نے بھیگی آنکھوں، مسکراتے لبوں اور انتقامی جذبات کے ساتھ عنا کو جاتے دیکھا تھا۔

☆☆☆☆

عنا حویلی میں داخل ہوئی تو سب لڑکیاں ہال کمرے میں مووی دیکھنے میں مصروف تھیں اور بزرگ پارٹی اپنی حسب حال سرگرمیوں میں مگن تھے البتہ لڑکے کہیں نظر نہیں آ رہے تھے۔ عنا تمام دنیا سے بیزار تھی وہ سب سے کتراتی ہوئی نکل رہی تھی کہ لیلیٰ نے دیکھ لیا۔

"عنا ہمارے ساتھ آ کر بیٹھو کیا ہر وقت کمرے میں گھسی رہتی ہو"۔

"لیلیٰ! میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں آرام کرنا چاہتی ہوں"۔ عنا بیزاری سے بولتی آگے بڑھنے لگی کہ صفیرا نے پکار لیا۔

"عنا! آؤ تو سہی، فلم کے رنگین مناظر دیکھو گی تو خود ہی طبیعت بہل جائے گی"۔ سب کے باری باری اصرار کرنے پر وہ چاروناچار ان کے درمیان آ بیٹھی فلم سے اسے قطعاً کوئی دلچسپی نہیں تھی اب تو اس کی اپنی زندگی کہانی بن کر رہ گئی تھی۔

"آج اتنے دنوں بعد تو موقع ملا ہے مووی دیکھنے کا ورنہ یہ جنات دیکھنے کہاں دیتے ہیں؟ آ کر بیچ میں بیٹھ جاتے ہیں اور ہر فضول سین پر ایسے ایسے ریمارکس دیتے ہیں کہ ہم نے تو فلم دیکھنا ہی چھوڑ دی ہے، اکیلے دیکھنے نہیں دیتے اور ان بدمعاشوں کے ساتھ بیٹھ کر دیکھی نہیں جا سکتی"۔ صفیرا تفصیلاً یوں بیان کر رہی تھی جیسے عنا کی تمام تر دلچسپی کا مرکز یہی قصہ ہو۔

"عنا، فلم اچھی ہے نا؟" اس کی بیزارگی کو نوٹ کرتے ہوئے حفصہ بولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''آں...... پتہ نہیں مجھے تو کچھ اچھا نہیں لگتا''۔ عنا کی دلگرفتگی اب چھپائے نہیں چھپتی تھی۔

''کم آن عنا! کیا ہوتا جا رہا ہے تمہیں لاسٹ ٹائم بھی تم آئی تھیں تو دو دن خوش رہیں پھر وہی قنوطیت کا دورہ اب پھر تمہارا وہی حال ہے لالہ ٹھیک ہی کہتے ہیں حویلی میں کوئی بھوت ہے جو تم سے چمٹ جاتا ہے''۔ جویریہ نے عنا اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے شفقت سے بات شروع کی درمیان میں بیلا کے زیدین کے حوالے سے لقمہ دینے پر وہ سخت بدمزہ ہوگئی اب تو زیدین کا تذکرہ بھی اسے طعنہ لگتا تھا۔

''پتہ ہے عنا! آج شیطانوں کے ساتھ کیا ہوا؟'' بیلا کا اشارہ لڑکوں کی طرف تھا عنا نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

''آج لالہ! سب نکموں کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں کہہ رہے تھے ہر وقت فارغ بیٹھ کر تم لوگوں کے ویٹ بڑھ گئے ہیں چلو کسی کام دھندے سے لگو''۔

''شکر ہے اب ان ہر وقت کی سر پر مسلط مصیبتوں سے تو جان چھوٹے گی''۔ یہ جذبات صرف بیلا اور جویریہ کے تھے جبکہ صفیرا لیلیٰ اور حفصہ کے دل کسی اور ہی دھڑک رہے تھے۔

''باادب' باملاحظہ ہوشیار' شاہ میر جاہ کے روشن چشم و چراغ تشریف لا رہے ہیں''۔ ابھی لڑکیاں اس اعلان سے سنبھلیں بھی نہ تھیں کہ وہ سب دھڑ سے اندر داخل ہوگئے۔

''اوہو...... مووی دیکھی جا رہی ہے مزہ آئے گا''۔ تیمور نے حارث کو آنکھ ماری اور آگے بڑھ کر ٹی وی آن کر دیا جسے صفیرا انہیں دیکھتے ہی بند کر چکی تھی۔ زوار فوراً صفو کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا حمزہ لیلیٰ کے سامنے ہاتھوں کا تکیہ بنا کر لیٹ گیا جبکہ حارث' بیلا کے آگے بیٹھ گیا اس کے لمبے چوڑے جسم کے پیچھے بیلا بالکل چھپ گئی اور ادھر ادھر کندھوں سے جھانک کر دیکھنے لگی' لیکن حارث بھی اس کے چہرے کے سامنے ہاتھ کر دیتا اور کبھی خود اونچا ہو جاتا تنگ آ کر وہ اس کی کمر پر ناخن سے کاٹنے لگی۔

''کیا فلم ہے یار! ایشوریہ کی مووی دیکھ کر کچھ حاصل نہیں ہونا' فلم تو بندہ ملائکہ کی دیکھے کم از کم کچھ معلومات میں اضافہ تو ہو''۔ حارث بازاری انداز میں بولا وہ سب یونہی لڑکیوں کو زچ کرنے کے لئے اوٹ پٹانگ بولتے تھے۔

''تم لوگ خاموشی سے فلم نہیں دیکھ سکتے''۔ حفصہ نے تنگ آ کر کہا' ان کی باتیں ناقابل برداشت ہوتی جا رہی تھیں۔

''لو اگر خاموشی سے فلم دیکھنا ہو تو ایسی فلم لگاؤ کہ جسے دیکھ کر بولنے' کھانے' آنکھ جھپکنے تک کا ہوش نہ ہو''۔ تیمور کی بات پر صفیرا نے اسے ایک تھپڑ رسید کیا۔

''شرم نہیں آتی تم لوگوں کو بہنوں کے سامنے ایسی باتیں کرتے ہوئے''۔

''وہ تو آنا چاہتی تھی ہم نے ہی باہر نوٹس لگا دیا''۔

''ابھی موڈ نہیں ہے کل آنا' ابھی موڈ نہیں ہے''۔ سب لہک لہک کر گانے لگے جویریہ' عنا اور عدویہ تو ہنستی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئیں۔

''تم لوگ جو رات بھر دروازہ بند کر کے مووی دیکھتے ہو' ہم نے تمہیں کچھ کہا ہم جیسے ہی فلم لگائیں پتہ نہیں کہاں سے آن ٹپکتے ہو سر پر سوار ہو جاتے ہو''۔ بیلا حارث کی قمیص کو بری طرح سے کھینچتے ہوئے بولی۔

''تمہارے سر پر جگہ ہی کہاں ہے' جو ہم آ کر سوار ہوں وہاں تو پہلے ہی جوؤں نے ڈیرہ جما رکھا ہے''۔ حمزہ نے بیلا کی نقل اتارتے ہوئے کہا' بیلا اسے منہ چڑانے لگی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''آؤ صفو! چلتے ہیں یہ لوگ تو یونہی کریں گے''۔ لیلیٰ بدمزہ ہوتے ہوئے بولی۔

''ہاں' ہاں لیلیٰ ہم پھر بھی مووی دیکھ لیں گے ابھی چلتے ہیں''۔ حمزہ فوراً اٹھ کر لیلیٰ کی طرف ہاتھ بڑھا کر بولا۔

''پلیز! آپ خود بھی چلے جائیں اور اپنے ان چھچھوندروں کو بھی لے جائیں مہربانی ہوگی''۔ لیلیٰ تپ کر بولی اور ایسا بولی کہ لڑکیوں نے تالیاں پیٹ ڈالیں۔

''اوہو حمزہ! چیونٹی کے بھی پر نکل آئے ہیں''۔ حارث نے لیلیٰ پر چوٹ کی۔

''نہیں یار! یہ مقولہ پرانی ہوگیا ہے دراصل مینڈک کو زکام ہوگیا ہے''۔ زوار نے چھچھوندر قرار دیئے جانے پر بہن کے خلاف کارروائی کی۔

''نہیں یار! بالی ماں کے دانت نکل آئے ہیں''۔ تیمور نے صحیح معنوں میں نیا مقولہ ایجاد کیا۔

''بس چپ کچھ بھی نہیں ہوا' بس لیلیٰ میں بیوی بننے کے گڈز پیدا ہوگئے ہیں''۔ حمزہ نے لیلیٰ کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا' وہ عاجز آ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

''آؤ صفو! یہاں بیٹھنا فضول ہے''۔ وہ فلم کو ادھورا چھوڑ کے جانے سے اداس تھی۔

''اوہوں...... میں تو پوری فلم دیکھ کے ہی جاؤں گی بولتے رہیں جو بولتے ہیں''۔ صغیرا ڈھیٹ بن کر بیٹھی رہی جبکہ باقی سب اٹھ کر چل دی تھیں۔

☆☆☆☆

لیلیٰ کے کمرے میں سب موجود تھیں اور بری طرح کھول رہی تھیں۔

''یار لیلیٰ! ہم خواہ مخواہ اٹھ آئے صغو کی طرح ڈھیٹ بن کر بیٹھے رہتے کم سے کم مووی پوری تو دیکھ لیتے''۔ بیلا کے افسوس کی کوئی حد نہیں تھی۔

''ایسے ہی بیٹھے رہتے وہ حمزہ کا بچہ اتنی معنی خیز نظروں سے دیکھ رہا تھا اتنی شرم آ رہی تھی مجھے''۔ لیلیٰ غصے سے بولی۔ دھڑام سے دروازہ کھلا اور صغیرا گرنے والے انداز میں ان کے درمیان آ پڑی۔

''کیا ہوا مووی ختم ہوگئی......؟'' بیلا نے اشتیاق سے پوچھا۔

''کیا خاک دیکھی ہے اف اتنے بے شرم ہیں یہ لوگ ایسی ایسی فضولیات بکیں کہ میرے کانوں سے تو ابھی تک دھواں نکل رہا ہے''۔ صغیرا کانوں کو ہاتھ لگاتی بیڈ پر بیٹھ گئی۔

''تبھی تو ہم نے کہا تھا آؤ چلتے ہیں تم خود ہی جم کر بیٹھی رہی تھیں''۔ حفصہ نے ناک چڑھا کر تنقید کی۔

''مجھے کیا پتہ تھا یہ لوگ اتنے منہ پھٹ ہیں میں تو سمجھی تھی ذرا دیر بول بال کے چپ ہوجائیں گے مگر وہ تو وہ زوار اس قدر ایڈیٹ ہے جب بھی کوئی رومانٹک سین آتا کبھی ہاتھ پکڑ لیتا کبھی پہلو میں کہنی مارے جا رہا تھا' میں تو پھر بھی نہ ہلتی مگر وہ کمبخت بارش کا سونگ آ گیا زوار بار بار ریوائنڈ کیے جا رہا تھا اور پتہ نہیں کیا اول فول بک رہے تھے تنگ آ کر میں آ گئی''۔ صغیرا کا تفصیل بتاتے ہوئے سانس چڑھ گیا۔

''پتہ نہیں لالہ نے انہیں اتنی جلدی کھول کیوں دیا''۔ حفصہ نے منہ بسورتے ہوئے کہا سب انہیں دل کھول کر کوسے جا رہی تھیں۔

☆☆☆☆

رات لیلیٰ اور عناس باتوں میں مصروف تھیں کہ دروازے پر دستک ہوئی لیلیٰ نے دروازہ کھولا تو زیدین کو دیکھ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کرالرٹ ہوگئی۔

''آیئے لالہ!'' لالہ کے نام کی پکار پر عنا کی خوش دلی ہوا ہوگئی' وہ زیدین کا سامنا کرنے سے گھبرا رہی تھی کروٹ لے کر آنکھیں بند کرلیں۔

''عنا سوگئی ہے کیا؟'' زیدین نے اسے بغور دیکھا۔

''نہیں لالہ! ابھی تو جاگ رہی تھی وہ''۔ لیلیٰ اس کی حرکت سے حیران تھی وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ عنا نے ایسی حرکت کیوں کی؟ لیکن وہ اس کی اس فضول حرکت میں اس کا ساتھ بھی نہیں دے سکتی تھی اس لئے جھجکتے ہوئے سچ بتایا۔

''اس کی طبیعت تو ٹھیک ہے جویریہ بھابی بتا رہی تھیں کہ وہ کافی اپ سیٹ ہے''۔ زیدین کی فکرمندی عنا کا دل جلا گئی۔

''اوں...... جیسے بڑی فکر ہے ناں میری''۔

''نہیں لالہ! ابھی تک تو ٹھیک تھی مجھ سے باتیں کر رہی تھی''۔ لیلیٰ عجیب مخمصے کا شکار تھی اس نے آنکھوں کے اشارے سے زیدین کو سمجھایا کہ وہ سوئی ہوئی نہیں ہے زیدین چند لمحے سوئی بنی عنا کو دیکھتا رہا' پھر دھیرے سے بیڈ کے پاس آ کر اس کے کان میں کہا۔

''عنا! اگر تم جاگ رہی ہو تو میرے ساتھ آؤ مجھے کچھ بات کرنی ہے''۔ عنا خاموشی سے لیٹی رہی۔

''عنا! جواب دو''۔ زیدین نے پھر بات چھیڑی عنا چند لمحوں کے توقف کے بعد بولی۔

''میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے صبح بات کرلیں گے''۔ لیلیٰ حیرت سے ان دونوں کی کارروائی دیکھ رہی تھی' زیدین خود تذبذب کا شکار تھا کہ وہ عنا کے رونے سے کیا نتیجہ اخذ کرے۔

''عنا! بات ابھی کرنی ہے میری طرف دیکھو''۔ زیدین نے سخت رویہ اختیار کیا عنا اس انداز سے خوف کھائی تھی فوراً کروٹ لے کر اس کی طرف دیکھا۔

''اس وقت ساڑھے گیارہ بج رہے ہیں میں آپ کے ساتھ کیسے جاسکتی ہوں؟'' زیدین کے لبوں پر اس کی بات سے مسکراہٹ دوڑ گئی۔

''عنا! ہمارا رشتہ ہمیں ساڑھے گیارہ بجے بات کرلینے کی اجازت دیتا ہے''۔ لیلیٰ زیدین کے انداز دلچسپی سے دیکھ رہی تھی اب تک وہ زیدین کو سنجیدہ اور بارعب لالہ کے روپ میں دیکھتے آئے تھے ایسا نرم پھوار سا برستا زیدین اس کے لئے نیا تھا۔

''آؤ عنا! وقت گزر رہا ہے''۔ زیدین گھڑی دیکھتا ہوا عجلت سے بولا عنا نا چاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ چل پڑی اسکارف اٹھانے پر زیدین نے اسے اپنے ساتھ کھینچ کے لے جاتے ہوئے اسکارف اٹھانے نہ دیا' دوپٹہ تو پہلے ہی ندارد تھا' وہ سمجھ رہی تھی کہ زیدین چھت پر یا لان میں جائے گا مگر اس کا رخ اپنے کمرے کی طرف دیکھ کر وہ ٹپٹا گئی وہ رستے سے مڑ جانا چاہتی تھی لیکن زیدین ہاتھ چھوڑتا تو تب ناں وہ اس انہونی کے لئے بالکل تیار نہ تھی اس کے بدن پر کپکپی طاری تھی تو پسینے سے مسام شرابور تھے زیدین کو اپنے ہاتھ میں پکڑا اس کا ہاتھ بھیگا محسوس ہوا لیکن وہ پرواہ کئے بناء کمرے میں داخل ہوگیا۔ عنا زیدین کے بیڈروم میں پہلی بار آئی تھی کمرہ تھا کہ عالیشان محل' انتہائی وسیع' خوبصورت فرنشڈ اے سی روم دیکھ کر عنا کو حنا کا بوسیدہ فلیٹ یاد آ گیا' اس کے دل میں نفرت کی ایک لہر سی اٹھی وہ تنفر سے زیدین کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ کھٹکے کی آواز پر چونک گئی' زیدین نے دروازہ لاک کیا تھا وہ ہراساں ہرنی کی مانند ہوگئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

''آپ دروازہ بند مت کریں''۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''کیوں......؟'' زیدین نے زیرلب مسکراتے ہوئے دروازے سے ٹیک لگا کر ہاتھ سینے پر باندھ لئے۔

''آپ نے جو بات کرنا ہے کریں پھر میں واپس جاؤں گی''۔ عنا خود کو تسلی دیتے ہوئے روانی سے بولی۔

''تم تب ہی واپس جاؤ گی جب میں چاہوں گا''۔ زیدین کے استحقاق سے کہنے پر اس کے دماغ میں حنا کی بات چھپاک سے در آئی کہ

''کیا تم سمجھتی ہو کہ تم واپس جاسکو گی؟'' یہ سوچ اسے شدید گھبراہٹ میں مبتلا کرگئی' زیدین اس کی سراسیمگی کو مکمل طور پر نظر انداز کئے ہوئے تھے۔ گھڑی پر ایک نگاہ ڈال کر وہ اس کے چہرے کو بھرپور انداز میں تکتا دھیرے دھیرے اس کی جانب قدم بڑھا رہا تھا' جوں جوں اس کے قدم قریب آتے جا رہے تھے عنا اس کے دل کی دھڑکن مدھم ہوتی جارہی تھی' اگلا پل اسے کیا قیامت دکھانے جارہا تھا کہ اس کا وجود ابھی سے پارہ پارہ ہوا جارہا تھا' زیدین کے قدم اس کے پاس آ کے رکے تو اس نے نگاہیں اٹھائیں زیدین کے ہاتھ میں چھری دیکھ کر وہ بوکھلا گئی اور سینے پر ہاتھ رکھ کر ایک قدم پیچھے ہٹی' زیدین اس کی حرکت پر ہنس پڑا۔

''کیا ہوا عنا تم ڈر گئیں؟'' زیدین کی ہنسی تھمنے میں ہی نہیں آرہی تھی۔

''لیکن آپ نے یہ کیوں پکڑ رکھی ہے؟'' عنا مسکین صورت بنا کر بولی۔

''اس لئے کہ کیک چھری سے ہی کاٹا جاتا ہے''۔ کیک کے ذکر پر عنا نے حیرت سے زیدین کو دیکھا' زیدین نے ہاتھ کے اشارے سے اسے پیچھے دیکھنے کو کہا عنا آہستگی سے مڑی تو ٹیبل پر کئی لوازمات کے ساتھ کیک رکھا ہوا تھا' عنا نے استفہامیہ نگاہوں سے زیدین کو دیکھا' زیدین ہنوز مسکراتا ہوا اس کے پیچھے آن کھڑا ہوا اور اسے کندھوں سے پکڑ کر آہستہ آہستہ دھکیلتا ہوا ٹیبل تک لے آیا اور عنا کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکا کر اسے اس کے گرد بازو حمائل کردیئے' چھری بدستور اس کے ہاتھ میں تھی۔

''عنا! آج میری برتھ ڈے ہے میں نے اپنی خوشیاں سیلیبریٹ کرنا عرصہ ہوا چھوڑ دیا ہے مگر جب سے تم میری زندگی میں شامل ہوئی ہو' مجھے ہنسنا' خوشیاں منانا اچھا لگتا ہے''۔

''عنا! میں نے کسی کو اپنی سالگرہ میں مدعو نہیں کیا میری مہمان صرف تم ہو مجھے ایسے وش کرو کہ میری مدتوں کی تھکان اتر جائے''۔ زیدین خود فراموشی میں کہہ رہا تھا اور عنا اس حیرت سے کیک پر لکھے اپنے اور زیدین کے نام کو دیکھ رہی تھی اسے یکدم اپنی کوتاہی کا احساس شدت سے ہوا وہ زیدین کے بارے میں وہ جاننا چاہتی تھی جو بے معنی تھا اور جو اسے معلوم ہونا چاہئے تھا اس سے بے خبر تھی۔

''آئی ایم سوری مجھے معلوم نہیں تھا''۔ عنا اس سخت شرمندگی محسوس کررہی تھی۔

''کم آن عنا! ان فضول وضاحتوں میں وقت ضائع مت کرو''۔ زیدین نے حسب عادت عنا کے گال پر ہلکے سے ہاتھ مارا۔ گھڑی نے بارہ بجنے کا الارم دیا تو زیدین نے عنا کے ہاتھ میں چھری تھمادی۔

''کاٹو عنا''۔

''لیکن برتھ ڈے تو آپ کی ہے''۔ عنا نے گردن ترچھی کرکے اس کے اپنے چہرے سے انتہائی قریب چہرے کو دیکھا۔

''بالکل میری ہے ایسے ہی جیسے تم میری ہو''۔ زیدین نے عنا کے چھری والے ہاتھ کو اپنے مضبوط ہاتھ میں جکڑ کر کیک پر چلا دیا' عنا نے انتہائی کم آواز میں ہیپی برتھ ڈے کہا جو زیدین کے لئے سننا دشوار ہوتا' اگر وہ اتنا پاس نہ ہوتا' زیدین نے کیک کا پیس لے کر عنا کے منہ میں ڈالنا چاہا مگر یہ کیا عنا منہ پھیر چکی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''کیا ہوا عنا؟'' زیدین نے اس کا چہرہ اپنی طرف پھیرنا چاہا' لیکن عنا نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا اور اس کے بازوؤں سے نکل کر سامنے دیوار سے لگ کر کھڑی ہو گئی۔ زیدین حیرت سے اس کی حرکات دیکھ رہا تھا کیک کا ٹکڑا بدستور اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ کبھی عنا کو دیکھتا تو کبھی اپنے ہاتھ کو۔

''عنا! تمہارا پل پل بدلتا روپ میرے لئے حیران کن ہے تم......''

''میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں''۔ عنا زیدین کی بات نہایت بدتمیزی سے کاٹتی دروازے کی طرف بڑھی' لیکن رستے میں ہی زیدین اس کا بازو سختی سے تھام چکا تھا۔

''میری بات ابھی مکمل نہیں ہوئی عنا!''

''مجھے جانے دیں میں کچھ سننا نہیں چاہتی''۔ عنا چلاتی ہوئی زیدین کی گرفت سے خود کو آزاد کرنے لگی' زیدین نے جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑا تو سنبھل نہ سکی اور دیوار سے جا لگی۔

''ضرور جاؤ لیکن پہلے یہ بتانا پڑے گا کہ یہ سب کیا ہے؟ یہ چیخنا' چلانا' کترانا کیا ہے عنا؟'' زیدین کی آواز اونچی نہ سہی لیکن اندر کا غصہ اس کے سرخ چہرے سے عیاں تھا اس کے چہرے کی رگیں پھول گئی تھیں' عنا سب اکڑفوں بھول گئی اور سہم کر اس کی جانب دیکھنے لگی۔

''عنا! اپنے گریز کی وجہ بتاؤ نہیں تو یونہی رات بھر کھڑی رہو گی''۔ زیدین شہادت کی انگلی کھڑی کر کے وارن کرتا ہوا بمشکل خود کو کنٹرول کر رہا تھا۔

''میں دبئی واپس جانا چاہتی ہوں''۔ وہ جانتی تھی کہ زیدین نے جو کہا ہے وہ کرے گا بھی' تمام رات اس کے کمرے میں گزارنے کے بجائے اس نے ہمت کر کے کہہ دیا۔

''کیوں......؟'' زیدین کے غصیلے انداز میں ذرا فرق نہیں آیا۔

''میں آپ کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی''۔ آخر عنا نے کمال جرأت کے ساتھ حکایت دل بیان کر ہی دی' زیدین چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا کیونکہ اس کے رویئے نے تو یہ بات سمجھا ہی دی تھی اب زبان نے تو بس تصدیق کی تھی۔

''اس اجتناب کی وجہ دریافت کر سکتا ہوں؟'' زیدین کا لہجہ کاٹ دار تھا' تو دل اس قدر ناقدری پر الگ کٹ رہا تھا۔

''کوئی وجہ نہیں ہے''۔ عنا نظریں نیچی کیے بولی کہنے کو تو کہہ دیا مگر یہ اندر ٹوٹ پھوٹ کیسی تھی وہ خود حیران تھی۔

''اور تم سمجھتی ہو کہ بنا کوئی وجہ بتائے تم جو چاہو گی وہ ہو جائے گا''۔ زیدین کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا' وہ غصے کی شدت سے چلا اٹھا' زیدین کے خود کے ساتھ پہلی بار اس رویئے نے اسے دکھ و خوف سے بے حال کر دیا' دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے وہ زار و قطار روئے گئی۔ زیدین کی بے چینی ہر ہر عمل سے عیاں تھی کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہلتے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے دانتوں پر دانت جمائے وہ جانے کیا سوچ بیٹھا تھا' گاہے بگاہے روتی عنا پر نظر ڈال لیتا جو اب دیوار سے لگ کر بیٹھ گئی تھی اور گھٹنوں میں سر دیئے روئے جا رہی تھی۔ اس کی بلند ہوتی سسکیوں نے زیدین کو زیادہ دیر غافل نہیں رہنے دیا وہ اس کے پاس آ کر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور اس کا سر اونچا کیا۔

''عنا! میں سمجھ رہا تھا کہ تمہارا گریز تمہاری حیاء ہے تمہاری نفرت کو حجاب کا نام دیتا رہا' مگر تمہارے اندر کونسے راز چھپے ہیں میں ان کا اصل معلوم کیے بغیر کیسے تمہیں جانے دوں' میں تمہیں زبردستی اپنے ساتھ جوڑے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

نہیں رکھ سکتا' مگر میں تمہیں غلط فہمیوں کی دلدل میں گھرا ابھی نہیں چھوڑ سکتا' اپنا سمجھ کر شیئر نہیں کر سکتی تو رہائی پانے کی شرط سمجھ کر بتا دو۔"

"آپ مجھے چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟" عنا نے خود کو دور کرنے کی سعی کی ایک بار پھر زیدین کی رگ وپے میں غصے کی شدید لہر دوڑ گئی۔

"کیوں چھوڑ دوں تمہیں تم بناء جرم کے مجھے سزا کیسے دے سکتی ہو؟" زیدین نے عنا کے سر کو جھٹکے سے آزاد کیا۔

"اس لئے کہ میں آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتی' آپ نے مجھے دھوکہ دیا ہے میرے جذبات کا مذاق اڑایا ہے آپ نے مجھے اپنی ضد کی بھینٹ چڑھایا ہے یہ جرم ہے آپ کا کہ آپ نے اپنے انتقام کی آگ ٹھنڈا کرنے کے لئے میرے دل کو جلا ڈالا ہے آئی ہیٹ یو۔"

عنا نے انتہائی بے بسی ودکھ سے روتے ہوئے زیدین کے گھٹنے پر سر ٹیک دیا تھا جو کہ ساکت سا اسے دیکھ رہا تھا' وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ عنا اس سے اس قدر بدگمان ہوگی کافی دیر تک تو وہ کچھ کہنے کے قابل ہی نہیں رہا۔

"عنا! تم یہ سب کہہ رہی ہو تم جسے میں نے اپنی ہر سانس میں محسوس کیا ہے جس کے لئے میں نے اپنی تمام سوچیں' خوشیاں' غم وقف کر دیئے ہیں میں تمہیں دھوکہ دوں گا تم نے یہ سوچ بھی کیسے لیا؟ تم اگر میری ضد ہوتیں تو اب تک تمہارے وجود کا ذرہ ذرہ خود میں سمیٹ چکا ہوتا' تم مجھ سے نفرت کرتی ہو' مت کرو زیدین کو نفرت سے نفرت ہے۔" زیدین کی زبان نہیں دل بول رہا تھا عنا سن نہیں رہی تھی تول رہی تھی۔

"عنا! مجھے چاہنے والوں کی کمی نہیں لیکن تمہاری محبت میرے لئے سب سے قیمتی ہے میں سب کچھ کھو چکا ہوں اور کھو سکتا ہوں لیکن تمہیں نہیں۔" شدت جذبات سے مغلوب کہتے کہتے زیدین نے انتہائی پرعزم انداز میں اسے باور کرایا۔ عنا بالکل خاموش تھی اس کے آنسو تھم گئے تھے وہ الفاظ جو اس کے منہ سے نکلے تھے وہ صرف زیدین کو نہیں اسے بھی زخمی کر گئے تھے۔

"عنا......!" زیدین کی پکار میں اتنی گہرائی تھی کہ وہ خود پر باندھے بند برقرار نہ رکھ سکی اور پھر سے روتی چلی گئی۔

"عنا! رونا مت میں تمہیں اپنی اور تمہاری زندگی میں رنگ بھرنے کے لئے لایا تھا تمہاری ہنسی سے صبح کا آغاز کرنا چاہتا تھا اور تمہاری زلفوں تلے رات بتانا چاہتا تھا مگر ان آنسوؤں کو ہمارے بیچ کون لے آیا ہے؟" نرمی سے بولتے زیدین کا لہجہ ایک بار پھر جانے کس کے بابت سوچ کر سخت ہو گیا تھا۔

"عنا! بولو تمہاری صاف شفاف سوچ کا منتقسم کون ہے؟" جب زیدین اس انداز میں بات کرتا تھا تو اس کے پاس جواب دینے کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہتا تھا۔

"حنا آپی اور عدی آپا"۔ زیدین کا چہرہ جہاں حنا کے نام سے نفرت سے پر ہو گیا تھا وہیں عدی کے نام پر اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔

"میں بہت ڈپریسڈ ہوں پلیز مجھے سوچنے کے لئے کچھ وقت دیں"۔ عنا کی التجائیہ آواز نے اسے متوجہ کیا وہ اس سے دور ہٹ گیا اور دروازہ کھول کر بولا۔

"جاؤ عنا! اب تمہارے پاس وقت ہی وقت ہے"۔ اس کے سپاٹ چہرے اور دلخراش پیغام نے اس کے قدموں سے رہی سہی طاقت بھی نکال دی' جانے وہ کیسے اس کے کمرے کی دہلیز پار کر کے باہر آئی تھی زیدین اس کے نکلتے ہی کھولتے دماغ کے ساتھ چلتا ہوا ٹیبل تک آیا اور میز پر دھرا وہ ٹکڑا جو عنا کے منہ میں ڈالنا چاہتا تھا اٹھا کر اپنے ہاتھ میں مسل دیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

☆☆☆☆

"النور حویلی" میں آج نکلنے والا سورج سب کے لئے روشن صبح کا پیغام لایا تھا تو وہیں دو نفوس رات کی تاریکی سے ابھی تک نبرد آزما تھے تمام رات عنا ایک پل کے لئے سو نہ سکی تھی وہ اس رات کو اپنی پوری زندگی پر محیط ہو جانے کے خیال سے خوفزدہ تھی کل تک وہ زیدین سے دور جانے کی ترا کیب سوچ رہی تھی تو آج وہ اسے کھو دینے کے کرب سی گزر رہی تھی زیدین کے صاف و کھرے انداز ہمیشہ ہی اسے خود میں سمو لیتے تھے مگر دماغ میں کلبلاتے شک کے ناگ بھی ڈسنے سے باز نہیں آتے تھے لیکن گذشتہ رات زیدین کے اسی کی خواہش پر اسے وقت دینے کے فیصلے نے اسے نیم جاں کر دیا تھا کاش کہ وہ دوری چاہتی مگر زیدین اس کی بات رد کر دیتا وہ جدائی کا مطالبہ کرتی رہتی اور وہ سنگدل ان سنی کئے جاتا۔

☆☆☆☆

عدی! میں سوچ رہا ہوں کہیں ہنی مون کے لئے چلتے ہیں"۔ ذون عدویہ کی چوٹی ہاتھ پر لپیٹتے ہوئے بولا۔

"حد ہو گئی یہاں لوڈشیڈنگ سے جان نکلی جارہی ہے اور اندھے کو فلم دیکھنے کی پڑی ہے"۔ عدویہ ذون کے ہاتھ سے اپنی چٹیا آزاد کراتے ہوئے تنک کر بولی۔

"ایک تو ہماری مشرقی بیویوں کا یہ بڑا المیہ ہے شوہر کے رومانٹک موڈ کو ہاتھ سے نہیں جھاڑو سے جھاڑتی ہیں"۔ ذون بے دلی سے کروٹ لیتے ہوئے بولا' عدویہ نے چند لمحے اسے مسکرا کر دیکھا اور اس کی پیٹھ پر انگلی سے ٹھونک بجا کر بولی۔

"ہمارے مردوں کو بے وقت رومانس کیوں سوجھتا ہے ذون! کچھ معلوم ہے آپ کو"۔ وہ انگلی کی نوک سے ذون کی کمر کو دروازے کی مانند دستک دے رہی تھی۔

"جی مجھے معلوم ہے"۔ ذون جوش میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا معلوم ہے آپ کو؟"

"یہی کہ اگر انسان بند کمرے میں اپنی بیوی کے ساتھ بھی رومانس نہ کرے تو وہ الو کا پٹھا کب کرے؟" ذون نے اپنے بال کھینچے عدویہ ہنس ہنس کے دہری ہو گئی لیکن ذون کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر اس کی ہنسی ہوا ہو گئی وہ اٹھ کر بھاگنے کے چکر میں تھی کہ دروازے پر اتنے زور سے دستک ہوئی کہ دونوں ہڑبڑا کر الگ ہو گئے۔

"کون......؟" ذون نے اچنبھے سے پوچھا۔

"میں زیدین"۔ زیدین کا سنتے ہی دونوں بیک وقت دروازے کی طرف بڑھے ذون نے دروازہ کھولا تو زیدین جھٹکے سے اندر داخل ہوا اور ذون کو نظر انداز کئے عدویہ سے مخاطب ہوا۔

"عدی تم نے عنا سے کیا کہا ہے؟"

"میں نے ......" عدویہ نے حیرت سے خود کی طرف اشارہ کیا اور ذون کو دیکھتے ہوئے کندھے اچکا گئی۔

"ہاں تم نے کیا تم بھی حنا کی جانشین ہو گئی ہو؟" زیدین دانت چبا کر بولا۔

"اللہ نہ کرے میں دو فرشتوں کے سائے میں رہتی ہوں کسی شیطان کی جانشین کیوں بننے لگی"۔ عدویہ نے شوخی سے ماحول کی تلخی دور کرنی چاہی۔

"عدی! وہ اپ سیٹ ہے اور اس کا ذمہ دار حنا کے ساتھ تمہیں بھی ٹھہراتی ہے"۔ زیدین اس کی شوخی نظر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

انداز کرتے ہوئے بولا۔

"یقین کرو زیدین! میں نے عنا سے کچھ نہیں کہا وہ حویلی کے ماضی میں جھانکنے کی خواہشمند تھی' میں نے اسے چند ایک باتیں اشاروں کنایوں میں بتائی تھیں اور بس میں نے اسے قطعاً ڈس ہارٹ نہیں کیا' پلیز زیدین میرا اعتبار کرو میں نے کچھ نہیں کیا"۔ عدویہ کا لہجہ بناوٹ سے پاک تھا زیدین کے غصے کا گراف ذرا نیچے آیا۔

"ٹھیک ہے میں مان لیتا ہوں کہ تم نے انجانے میں کچھ غلط کہہ دیا ہے یا شاید اس نے غلط سمجھ لیا ہے مگر تم احتیاط کرو' آئندہ کسی معاملے میں اس ڈائن کے ساتھ تمہارا نام نہ آئے"۔ زیدین اسے بڑے پن سے تنبیہہ کرتا باہر نکل گیا ذون اور عدویہ اس کے آنے کے محرک کے متعلق سوچتے ہی رہ گئے۔

☆☆☆☆

عنا دروازے پر دستک دے کر اندر داخل ہوئی آج اسے شاہجہانی نے بلوایا تھا وہ ہر طرح سے خود کو تیار کر کے آئی تھی آج کا پورا دن اس نے گذشتہ رات کا ماتم کرتے گزارا تھا' ایک ہی دن میں وہ سوچ سوچ کر گھل چکی تھی اور اپنی عمر سے بڑھ کر مسافت طے کر آئی تھی۔ شاہجہانی نے اسے اپنے پاس بیٹھنے کے لئے جگہ دی' تائی ماں اس وقت بستر پر دراز تھیں ان کی حالت ابھی تک سنبھلی نہ تھی۔

"عنا بیٹا! میں بلا تمہید بات کروں گا زیدین اور تمہارے بیچ جو فصیل آ کھڑی ہوئی ہے وہ ہمارے لئے انتہائی تکلیف دہ ہے' ہم نے تمہارے ماں باپ کو تمہاری خوشیوں کی ضمانت دی تھی ہمیں اپنا ضامن سمجھ کر ہر بات کھل کر کہو"۔ شاہجہانی کا اس کے سر پر ہاتھ پھیرنا تھا کہ اس کے رکے ہوئے آنسوؤں کو رستہ مل گیا۔

"نہیں میرا بچہ روئیں تیرے دشمن ارے ہم مر گئے ہیں کیا جو تم تنہا دکھ اٹھائے جا رہی ہو"۔ صدا کی نرم دل تائی ماں اٹھ کر بیٹھ گئیں اور اسے سینے سے لگائے دلاسہ دیے گئیں۔

"عنا! میں پھر وہی بات کہتا ہوں ہم نے تمہارے بلند بخت کا سودا کیا ہے جو کہ بخدا گھاٹے کا سودا ہرگز نہیں ہے' زیدین بھی انسان ہے غلطی اس سے بھی ہو سکتی ہے' اگر تمہیں کوئی شکایت ہے تو ہمیں بتاؤ' ہم ابھی زندہ ہیں تمہارے سر پر سائبان ابھی موجود ہے"۔ شاہجہانی نے سنجیدگی سے اپنی بات دہرائی تھی۔

"شاہجہانی! میں بیچ دوراہے پر آ کھڑی ہوئی ہوں میں فیصلہ کرنا چاہتی ہوں لیکن کوئی سرا ہاتھ نہیں آ رہا' دل کبھی ایک طرف کھینچتا ہے تو کبھی دوسری طرف شاہجہانی میں عجیب کشمکش میں مبتلا ہوں"۔ عنا سر جھکائے ہونٹ کاٹتی بے بسی و لاچاری کی تصویر دکھائی دیتی تھی دل و دماغ کی جنگ نے اسے کہیں کا نہ چھوڑا تھا۔

"میرا بیٹا! ہم سے بیان کرو ہم تمہیں وہ قوت دیں گے کہ تم آنکھیں بند کر کے فیصلہ کر لو گی بولو عنا بولو"۔ شاہجہانی اسے ہر ممکن طریقے سے اعتماد میں لے رہے تھے تو تائی ماں ہاتھ سہلا سہلا کر شفقت منتقل کر رہی تھیں' عنا کو ان سے جہانگیر اور رانیہ کی محبت کی مہک محسوس ہو رہی تھی۔

"شاہجہانی! انہوں نے مجھ سے ضد میں شادی کی ہے' حنا آپی کو نیچا دکھانے کے لئے شاہجہانی میرا کیا قصور تھا کہ میں ان کی آپس کی لڑائیوں کا شکار بن گئی' کیا انہیں چارہ کار بنانے کے لئے میں ہی ملی تھی"۔ عنا دکھ سے بولے جا رہی تھی شاہجہانی اور تائی ماں حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھ رہے تھے۔

"شاہجہانی! وہ بہت سنگدل ہیں اپنے بھائیوں کے گھر اجاڑے' حنا آپی کو بے گھر کیا' ان کی بچی چھین لی' ذون بھائی کے ساتھ اتنی زیادتیاں کیں' تائی ماں میں ایسے شخص کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی' میں واپس جانا چاہتی ہوں"۔ عنا جو دل میں تھا بولے جا رہی تھی جب وہ خاموش ہوئی تو شاہجہانی گہرا سانس لے کر بولے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"عنا! میں نے تم سے کہا تھا ناں صرف وہ سنا جو زیدین بتائے ورنہ یہاں ہر ایک تمہیں نئی کہانی سنائے گا تم نے میری بات بھی نہیں یہی وجہ ہے کہ بدگمانیوں کا شکار ہوگئی ہو"۔

"شاہجہانی! کیا یہ سب جھوٹ ہے میری آنکھوں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے میں اسے کیسے جھٹلا دوں؟" عنا اپنے موقف کی حمایت کرتے ہوئے بولی۔

"عنا! یہ سب ٹھیک ہے کہ زیدین نے بعض معاملات میں انتہا پسندی کا ثبوت دیا ہے لیکن یہ اس کی خود غرضی یا سنگدلی نہیں ہے اس کے پیچھے کئی محرکات ہیں"۔ شاہجہانی انتہائی فہم وفراست سے معاملہ کو سلجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔

"شاہجہانی میں......"

"بس بیٹا بس اب تم جاؤ تمہارے ہر سوال اور خدشے کا جواب تمہیں مل جائے گا جاؤ"۔ شاہجہانی نے اسے مزید گل افشانی سے روکتے ہوئے یونہی خلاء میں ڈانواڈول چھوڑ کر جانے کا عندیہ دے دیا' وہ زبان پر کئی سوال رو کے دماغ میں لگی گرہوں کے ساتھ چلی گئی شاہجہانی نے زیدین کو انٹر کام پر بلایا۔

☆☆☆☆

عنا حسب معمول لیلیٰ کے کمرے میں ہر ایک سے بیزار اور بے نیاز موجود تھی کہ زیدین بناء دستک کے کمرے میں داخل ہوئے عنا اسے سامنے پا کر بوکھلا گئی وہ ان کی نگاہوں کا سامنا کرنے کی خود میں ہمت نہیں پاتی تھی مگر زیدین اسے مکمل نظر انداز کئے لیلیٰ سے مخاطب ہوا۔

"لیلیٰ! اسے ریڈی کر کے نیچے لے آؤ صرف دس منٹ میں"۔ زیدین اپنی بات کہہ کر جیسے دھڑ سے آیا تھا ویسے دھڑ سے واپس لوٹ گیا' ریڈی ہونے اور صرف دس منٹ کے آرڈر نے اس کے اوسان خطا کر دیئے زیدین کے تیور سے وہ کوئی خوشگوار بات اخذ نہیں کر سکتی تھی اور کسی خوفناک عمل کی ہمت وہ کہاں سے لائے گی' وہ اپنی کیفیت سے خود عاجز آ چکی تھی زیدین نے بارہا اس کے موڈ کے بدلتے رنگوں کا تذکرہ کیا تھا اور آج وہ خود ان سے نالاں تھی۔ وہ مخصوص کوٹ اور اسکارف زیب تن کئے لیلیٰ کے ہمراہ نیچے آئی تو زیدین کار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا' دھیرے سے قدم اٹھاتی عنا سے مکمل لاتعلقی ظاہر کرتے اس نے فرنٹ ڈور کھولا تھا۔

"لالہ! کہیں جانا ہے؟" لیلیٰ بلیک پراڈو کو شوق سے دیکھتی بولی۔

"لیلیٰ! ہم ایئر پورٹ جا رہے ہیں کوئی پوچھے تو بتا دینا"۔

"ایئر پورٹ......" لیلیٰ اور عنا دونوں نے چونک کر اسے دیکھا۔

"اوں دبئی کی فلائٹ کا ٹائم ہو گیا ہے"۔ زیدین نے تحمل سے جواب دیا لیلیٰ تو زیدین بے تاثر چہرے کو دیکھ کر مزید پوچھنے سے باز رہی جبکہ عنا اپنے اندر کی روتی بلکتی عنا کو قابو کرنے میں مصروف تھی گویا وہ گھڑی آ گئی تھی جو وہ چاہتی تھی کہ آئے اور اب چاہتی تھی کہ کبھی اس کی زندگی میں نہ آئے۔ زیدین فرنٹ ڈور کھلا چھوڑ کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا' عنا لیلیٰ کو بائے کہنا بھی بھول گئی تھی خاموشی سے مرے مرے قدم اٹھاتی گاڑی میں بیٹھ چکی تھی زیدین نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ رات بھر وہ جذبات سے گندھا شخص اس سے غافل رہا تھا' کہاں اسے دیکھتے ہی پھول کی مانند کھل اٹھنے اور شہد کی مانند مٹھاس بانٹنے والا زیدین تھا اور کہاں یہ جو اس پر ایک نظر ڈالنے کا روادار تک نہ تھا' عنا کی آنکھوں سے نجانے کیوں آنسو رواں ہو گئے تبھی شاید زیدین نے ماحول کی اداسی دور کرنے کے لئے سی ڈی پلیئر آن کیا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

www.paksociety.com

"اے دلنشین مسافر

ہم سے نظر ملا لے"

عنا نے گردن موڑ کر پہلی بار ڈرائیونگ کرتے زیدین کو دیکھا اور پھر سر جھکا لیا۔

"نظریں جو مل گئیں کلیاں سی کھل گئیں

یہ خوشگوار گھڑیاں قسمت سے مل گئیں

اے دلنشین مسافر"

عنا زیدین جیسے اکھڑ مزاج سے ایسا شوخ گیت کی توقع نہیں رکھتی تھی اس کے انداز سے عجیب غیر معمولی پن کا احساس شدت اختیار کرتا جا رہا تھا زیدین اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ سے اس کی سوچ من وعن پڑھ رہا تھا' کچھ تو زمانہ سازی اور کچھ عنا کے کھلی کتاب کی مانند چہرے سے کچھ بھی نتیجہ اخذ کرنا زیدین کے لئے دشوار نہیں تھا دفعتاً اس نے عنا کی بند مٹھی کو اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیا تھا۔ عنا چونک اٹھی تھی یہ پہلی حرکت تھی جو دو دن کی سوچ بچار اور آج کے طویل سفر کے بعد زیدین کی طرف سے نظر آئی تھی عنا کچھ کہنا چاہتی تھی کہ گاڑی کسی مقام پر آ کر رک گئی۔ زیدین دروازہ کھول کر باہر نکلا اور دوسری طرف سے آ کر اس کی طرف کا نہ صرف دروازہ کھولا بلکہ جارحانہ انداز میں اس کی نازک کلائی پر گرفت کئے اسے باہر کی طرف گھسیٹ لیا' عنا انتہائی قرب کا احساس دینے کے بعد زیدین سے ایسی وحشت کے ظہور کا تصور بھی نہیں رکھتی تھی' باہر نکل کر اس کی حیرت دوچند ہوگئی تھی نہ تو ایئر پورٹ تھا نہ کوئی گنجان ایریا۔ انتہائی غیر آباد سا علاقہ تھا وہ کچھ پوچھنا چاہتی تھی مگر زیدین کسی رعایت کے موڈ میں نہیں تھا اسے بدستور کھینچتا ہوا آگے چل پڑا۔ ایک چھوٹے سے گھر کے سامنے اس کے قدم جا کے رکے۔ جیب سے چابی نکال کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوگیا' عنا اس کے قدموں کے نشان پر قدم رکھتی چل رہی تھی بلکہ گھسیٹ رہی تھی گھر کے بیچ رک کر زیدین نے اس کا ہاتھ چھوڑا اور رخ موڑ کر اس کے سامنے آ گیا۔

"کیا حنا کا گھر اس گھر سے بھی بوسیدہ اور پرانا ہے؟" عنا نے کانٹے لفظوں کی صدا پر بمشکل سر اٹھایا اور تمام گھر پر نگاہ دوڑائی ایک کمرے کا پرانی دیواروں والا گھر تھا' کچن چھوٹا سا تھا جس کا دروازہ تک نہ تھا کمرے کا دروازہ باوا آدم کے زمانے کا تھا' فرنیچر کے نام پر صرف ایک تخت پورے گھر میں شرمندہ کرنے کے لئے موجود تھا۔ عنا حیرت سے سب کچھ دیکھ رہی تھی زیدین کے دھواں چھوڑتے چہرے کو تو دیکھنا ہی محال تھا۔

"یہ آپ مجھے کہاں لے آئے ہیں؟"

"تمہیں دکھانے کے لئے کہ حنا نے جو میری ماں کے ساتھ کیا تھا وہ آج میں نے اسے لوٹا دیا' میں نے ظلم کیا نہیں ظلم کا جواب دیا ہے میں سنگدل ہوتا تو اس کو کب کا یتیم کر چکا ہوتا' وہ فلیٹ تو کیا فٹ پاتھ پر لا پھینکتا ان ماں بیٹی کو لیکن میں نے کچھ نہیں کیا صرف شاہ میر جاہ کا لہو اور خاندان کی عزت سمجھ کر صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا میں نے صرف ان سے کنارہ کشی اختیار کی ہے انہیں دنیا سے کنارہ کش ہونے پر مجبور نہیں کیا"۔ زیدین کی زبان اور آنکھوں سے بیک وقت شعلے نکل رہے تھے' عنا اس کی جنونی کیفیت سے خوفزدہ ہوگئی تھی پہلے وہ حنا کو اس روپ میں دیکھ چکی تھی اور اب زیدین کا بھی وہی حال تھا عنا کو ایسا لگا کہ دو شیروں کے درمیان نوالہ بن گئی ہو۔

"آؤ عنا دیکھو یہ کمرا' یہ گھر"۔ زیدین' عنا کو ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتا ہوا پورے گھر میں گھما رہا تھا۔

"یہ چارپائی دیکھ رہی ہو یہاں میری ماں نے آخری سانسیں لی تھیں' ان کا جنازہ صرف میرے ان کندھوں نے تنہا اٹھایا' النور حویلی تو کب کی انہیں مردہ سمجھ چکی تھی' ابوذر جاہ کی محبوب بیوی' زین العابدین' ذوالنواس'

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ذوالنون تین بیٹوں کی ماں نے اپنی زندگی کے آخری ایام اس گھر میں گزارے ہیں تو کیا حنا کے لیے وہ فلیٹ برا ہے جبکہ وہ وہاں اپنی مرضی سے گئی ہے میں نے اسے حویلی سے نکالا نہیں تھا وہ سب اس کے باپ کی سیاہ کاریوں کا نتیجہ ہے۔“

”عنا! تمہیں حنا کا درد بہت محسوس ہوتا ہے ناں اب محسوس کرو میری ماں کا درد جو اس ویرانے میں تنہا تھیں اپنے بیٹوں سے دور تمام دنیا سے الگ تھلگ انہیں اس حال تک پہنچانے والوں کے لیے تمہاری لغت میں کونسا لفظ ہے سنگدل نہیں وہ تو زیدین ہے جس نے انہیں بے گھر کیا۔ خود غرض اوں ہوں یہ بھی زیدین کی میراث ہے کیونکہ اس نے اپنے بھائیوں کے گھر اجاڑے۔ ظالم ارے نہیں ظالم تو وہ زیدین ہے جو تم پر زبردستی خود کو مسلط کیے ہوئے ہے“۔ زیدین غم وغصے سے دیوانہ ہو گیا تھا عنا کو لفظوں سے جھنجھوڑ رہا تھا تو ہاتھوں سے جھنجھوڑ بھی ڈالا تھا عنا کے تو بدن کا خون تک سوکھ گیا تھا وہ زرد چہرے کے ساتھ زیدین کی وحشت کو دیکھ رہی تھی۔

”عنا! تم اس عورت کی طرف داری کرتی ہو جس نے میرا آشیانہ تنکے تنکے کر کے بکھیر دیا ہے میرا باپ میری ماں میرا بھائی اس نے اپنے مکروہ صفت باپ کے ساتھ مل کر میرے بدن سے بوٹیاں نوچ نوچ کے پھینکی ہیں“۔ زیدین نے عنا کو اتنے زور سے جھٹکے دیئے کہ وہ چیختی ہوئی اس سے خود کو الگ کرنے لگی اور ناکام ہو کر اسی کے سینے سے لگ کر زاروقطار رونے لگی زیدین کی دیوانگی کا گراف کچھ نیچے آیا اس نے عنا کے گرد بازوؤں کا حلقہ تنگ کر دیا۔ عنا کو اس وحشی کے مہربان سینے نے جیسے ہر فکر وغم سے آزاد کر دیا آہستہ آہستہ اس کی ہچکیاں تھمنے لگیں زیدین نے اس کا سر سہلاتے ہوئے خود سے الگ کیا اس کے آنسوؤں سے تر چہرے کو اپنے ہاتھوں کی ہتھیلی سے صاف کیا اس کی محبت بھرے لمس نے کچھ دیر پہلے کے جنون کے اثرات کو یکدم ہی زائل کر دیا تھا عنا کی آنکھوں سے ندامت کا ایک آنسو گرا جسے زیدین نے گرنے سے پہلے ہی گال پر لب رکھ کر روک لیا۔

”عنا! مجھ سے کہا ہوتا مجھ سے سنا ہوتا ہر ایک سے سنا اور یقین کر لیا تم نے اپنے زیدین کو ترازو میں تولنے کے لئے رکھ دیا“۔ زیدین کا شکوہ اس قدر اثر انگیز تھا کہ وہ ایک لفظ تک نہ کہہ پائی۔

”عنا! النور حویلی آج اگر قائم ہے تو ابو زرجاہ کے خون سے وہ حق پرست انسان تھے اصولوں پر جیے اصولوں ہی کی خاطر جان دے دی۔ امی ایک غیر برادری کی متوسط طبقے کی عورت تھیں ابو کی یونیورسٹی فیلو تھیں دادا کی رضامندی کے بغیر ابو نے ان سے شادی کر لی تھی جس کی بناء پر وہ حویلی بدر کر دیئے گئے تھے حنا کا شیطان صفت باپ احمد دادا کے مرحوم دوست کی نشانی تھا جسے دادا نے اس قدر شفقت سے پرورش دی کہ اولاد کے برابر جائیداد میں حصہ تک دیا زوبیہ پھپھو سے ان کی شادی ہوتے ہی وہ دونوں دادا کی آنکھ کا تارا بن گئے تھے ابو کے حویلی سے بے دخل ہو جانے کے بعد اشعر چاچا کاروباری معاملات پر نظر رکھتے تھے دادا کا اعتماد حاصل کرنے کے بعد احمد کو بزنس میں چند ایک ذمہ داریاں دی گئی تھیں مگر وہ ہر معاملے میں گڑبڑ کر دیتے تھے سیدھے سادھے اشعر چاچا انہیں سمجھانے کی کوشش کرتے تو زوبیہ پھپھو دخل اندازی شروع کر دیتیں تنگ آ کر انہوں نے دادا ابو سے بات کرنے کا فیصلہ کیا احمد نے انہیں دھمکیوں کے ذریعے اس سے باز رکھنے کی کوشش کی لیکن مسلسل بددیانتیوں سے عاجز اشعر چاچا دھمکیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دادا ابو سے ملاقات کرنا چاہتے تھے اس دن آفس میں اچھی خاصی تلخ کلامی کے بعد وہ عدویہ کی پیدائش کی خبر پا کر حویلی واپس آ رہے تھے کہ راستے میں ایک تیز رفتار ٹرک نے انہیں کچل دیا۔

میں اگرچہ ان دنوں صرف پانچ سال کا تھا لیکن مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس دن حویلی میں خوشیوں کی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

بہار تھی جب ابو امی میرا ہاتھ تھامے حویلی میں داخل ہوئے تھے عدویہ کی پیدائش ہوتے ہی ابھی مبارک سلامت کی صدا آئی نہ تھی کہ زوبیہ پھپھو منحوس کا نعرہ لگاتی داخل ہوئی تھیں اور اشعر چاچا کے انتقال کی خبر سنائی تھی' امی ابو کو دیکھ کر مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجائے آگے بڑھیں اور ابو کی گود سے چند گھنٹوں کی عدویہ کو اٹھا کر زمین پر لٹا دیا اور چار سال کی حنا کو ابو کی گود میں ڈال کر بولیں۔

''اس منحوس کو اپنے دامن سے الگ رکھیے یہ باپ کو دنیا میں آتے ہی دنیا سے بھجوا چکی ہے' آپ میری حنا کو سینے سے لگائیے یہ بختوں والی ہر کانٹے کو راہ سے نکالے جا رہی ہے''۔ کانٹے سے مراد ان کی دادی ماں اور اشعر چاچا تھے' حویلی کی محدود سوچ خواتین نے بھی ان کا ساتھ دیا ابو کو سب خواتین نے اتنا پریشرائز کیا کہ انہوں نے میرے ہاتھ سے چھوٹی سونے کی انگوٹھی اتار کر حنا کے ہاتھ میں ڈال دی گویا یہ ہماری منگنی کا اعلان تھا زوبیہ پھپھو نے چاچا کے انتقال پر ماتم کے بجائے ان کے خاندان کو دلاسہ دینے کے بجائے اپنی بیٹی کی خوشیوں کا محل تعمیر کرنا شروع کیا۔

اشعر چاچا کے اپنے خون کی زکوٰۃ دینے کے باوجود شر پسند اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے کیونکہ ابو واپس آ کر کاروباری بھاگ دوڑ ہاتھ میں لے چکے تھے' ان دنوں جہاں ابو کی احمد سے ناچاقی چل رہی تھی دادا ابو کا بھی انتقال ہو گیا زوبیہ پھپھو اور اس کا حریص شوہر اور بھی کھل کر سامنے آ گئے اب احمد کھلم کھلا کاروبار میں اپنی شراکت بڑھانے کے چکر میں تھا' ابو نے پھپھو کی بار بار منت زاریوں کی بناء پر احمد کو 50 پرسنٹ کی شراکت دے دی' بس یہیں سے ہر خرابی شروع ہوئی احمد اور پھپھو نے اپنی تمام حرص' لالچ' خود غرضی سامنے رکھ دی' کاروبار میں گھپلا ہوتا تو حویلی میں حقوق غصب کیے جاتے' اشعر چاچا کی بیوی اور عدویہ کو ایک کونے میں ڈال دیا گیا' ثانیہ پھپھو کو جی حضوری کرتے رہنے کے عوض حویلی میں ایک پورشن دیا گیا' شاہجہانی اور تائی ماں کو بے اولادی کے طعنوں سے چھلنی کیا جاتا جس سے وہ خود ترسی کا شکار ہو کر دیوار سے لگ گئے تھے۔

حنا کے اندر ریاں باپ کی صلاحیتیں بدرجہ اتم موجود تھیں وہ حویلی کے خادموں سے لے کر بزرگوں تک کسی کو خاطر میں نہ لاتی تھی میں ان دنوں میٹرک میں تھا ذون چند ماہ کا تھا اور ذوالنواس آٹھویں میں جب دکان سے نکلتے ہوئے ابو کو کسی نے چاقو مار کر ہلاک کر دیا' امی ان کے ساتھ تھیں یہاں نا صرف قاتل کا چہرہ پہچانتی تھیں جس نے ابو پر حملہ کیا بلکہ وہ اس دن کے ابو کے ارادے سے بھی واقف تھیں ابو احمد کی بدعنوانیوں سے عاجز آ کر با قاعدہ ثبوت وشواہد کے ساتھ اس کے خلاف ایف آئی آر درج کرانے جا رہے تھے یہی فیصلہ ان کے قتل کا سبب بنا' امی اگرچہ محفوظ تھیں لیکن اپنی آنکھوں سے ابو کا بہتا خون دیکھنا ان پر نیم دیوانگی طاری کر گیا اور یہی بات شر پسندوں کے لئے موافق تھی پھپھو نے اس سے خوب فائدہ اٹھایا اور ماں کو حوصلہ دینے کے بجائے ان کے سر پر سوار ہو کر مسلسل ابو کے بہیمانہ قتل کے تذکرہ کیے جاتیں ماں ان مناظر کو یاد کر کے وحشت زدہ ہو جاتیں لیکن پھپھو نے انہیں دیوانہ قرار دے کر ہی چھوڑا۔ میں جب بورڈنگ سے واپس آیا تو دو خبریں میری منتظر تھیں ایک باپ کا مرڈر اور دوسرے اماں کے پاگل پن کی پھپھو نے ماں کو اس مکان میں لا پھینکا تھا اور حویلی والوں کو یہ باور کرایا کہ وہ ہاسپٹل میں ہیں اور ان کا علاج ہو رہا ہے کئی سال تک مجھے بھی انہی دلاسوں سے بہلایا گیا۔

اب حویلی میں زوبیہ پھپھو کا سکہ چلتا تو کاروبار کے مختار کار احمد تھے ابو اور اشعر چاچا تمام بھائیوں کو برابر کا حصہ دیتے تھے لیکن احمد نے صرف اپنی جیبیں بھریں اور ہزار ہزار گز کے کئی بنگلے تعمیر کرائے بینک اکاؤنٹس بھرے زوبیہ پھپھو اس دولت کی خاطر اپنے دو بھائیوں کا صدقہ دے چکی تھیں وہ کیوں نہ اس سے دامن بھرتیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف
ایڈ فری لنکس
ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ
ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر
کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety
پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1
پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بُک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

Dont miss a singal one of your Favourite Paksociety's Update !
i. Open Paksociety Page.
ii.Click Liked.
iii.Select Get Notifications.
iv.Select See First.
All Done

Liked | Message
Get Notifications
Add to Interest Lists...
Unlike
IN YOUR NEWS FEED
See First
See new posts at the top of News Feed
Default
See posts as usual
Unfollow

www.paksociety.com

میری منگنی چونکہ حنا سے ہو چکی تھی لہٰذا میں اسے اپنے دکھ پریشانی میں ساتھی بنانا چاہتا تھا ذون بہت چھوٹا تھا اور ذوالنواس بھی اتنا سمجھدار نہیں تھا مجھے ان کی دیکھ بھال بھی کرنا پڑی اور ساتھ ساتھ اسٹڈی اور جاب بھی جاری تھیں' کیونکہ مجھے حویلی میں زیادہ عمل دخل دینے کی تو کیا ہی اجازت ہوتی کھانا کھانے تک کی اجازت نہ تھی شاہجہانی اور تائی ماں کا احسان میں تاعمر آخر فراموش نہیں کر سکتا کہ ان کی چپکے چپکے دی مالی امداد سے میں نے اپنا کیریئر شروع کیا سی ایس ایس کے ایگزام کے بعد آرمی جوائن کر لی مجھے حویلی سے دور جانا پڑتا تو بھائیوں کی فکر ستار ہی تھی تب مجھے ہر امید حنا سے بندھی نظر آتی تھی منگیتر ہونے کے ناطے میں اسے اپنے ہر دکھ سکھ کی شریک بنانا چاہتا تھا مگر وہ ان دنوں غرور و تفاخر سے تنی گردن کے ساتھ ہمیں منہ لگانا گوارہ نہیں کرتی تھی آج جسے وہ ظالم کہتی ہے کل تک یہ ظالم اس کے پیچھے پیچھے پھرتا تھا اور صرف ایک بات کہنے کے لئے ایک منٹ مانگتا تھا جو دینے کا حنا کے پاس وقت نہیں تھا پھر ذوالنواس سے اس نے شادی کی اسے در خود اعتنا نہ جانتی تھی جس ذون سے وہ ہمدردی جتاتی ہے اسے ایک لمحہ دیکھنے کی اسے فرصت نہ تھی۔ عنا میں نے وہ وقت جلتے کوئلوں پر ننگے پاؤں چل کر طے کیا ہے ان دونوں بھائیوں کی ہر ہر ضرورت اور خواہش پوری کرنے کے لئے دن رات ایک کئے ہیں اس وقت اس حنا محترمہ کو میں ایک باورچی' دھوبی' مزدور اور نجانے کیا کیا لگتا تھا وہ مذاق اڑاتی تھی کہ مجھ میں ایک اچھی آیا بننے کی صلاحیت موجود ہے وہ مجھے اپنے بچوں کے لئے آیا کی نوکری دے سکتی ہے۔ ایک رات ذون تیز بخار میں جل رہا تھا گھبراہٹ کے مارے میں نے سب سے پہلے حنا کو پکارا تھا' میرا خیال تھا وہ میرا ساتھ دے گی مگر جب میں نے اسے ذون کی طبیعت کا بتایا تو غصے سے بولی۔

''تم نے اتنی سی بات کے لئے میری نیند خراب کی' میری بلا سے ذون بیمار ہو' ذوالنواس بیمار ہو یا تم' بھلے سے مر جاؤ تم لوگوں کی ڈاکٹر لگی ہوئی ہوں جو میرے سر پر سوار ہو گئے ہو''۔ عنا مجھے اس کی بات من و عن یاد ہے جبکہ یہ میرے تپتے دل پر لکھی ہے میں زندگی بھر اسے بھلا نہیں سکتا' اس دن میں پیچھے ہٹ گیا میرے دل سے اس کی چاہت اس بے دردی سے نکلی کہ تمام بدن کو پتھر بنا گئی۔ انہی حالات میں مجھے ابو کی کچھ پراپرٹی کا مالک ہونا تھا کہ ہماری مارکیٹ ویلیو بڑھ گئی ہم سب کی آنکھ کا تارا بن گئے' زوبیہ اور حنا کے لئے ہم پھر سے منظور نظر ہو گئے' یہاں تک کہ حویلی میں ہماری شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں' تب میں نے ترپ کا پتہ پھینکا اور شور کر دیا کہ سب پراپرٹی میرے نہیں صرف میرے بھائیوں کے نام ہے' تب حنا کی اصلیت سامنے آئی اس نے مجھ سے شادی سے انکار کر دیا اور نخوت سے شاہجہانی سے کہا۔

''مجھے بوسیدہ کھنڈرات کی تعمیر سے دلچسپی نہیں ہے' نہ عیبی گھوڑوں کی مرہم پٹی ہے''۔ اس کی ہر بات عنا میرے دل پر لکھی ہے میں نے اس کے ساتھ کچھ برا نہیں کیا' بلکہ اس کا کیا اس کو لوٹایا ہے میری محنت' میرے بزرگوں کی دعاؤں نے مجھے وہ دن دکھایا جب میں نے باقاعدہ احمد سے اپنے ہی باپ دادا کے کاروبار کو منہ مانگی رقم دے کر خریدا' اس کی تمام پراپرٹی جو میرے ہی باپ دادا کا حق تھا میں نے حاصل کر لی وہ اپنی عیاشیوں کے باعث کنگال ہو چکا تھا' اور حویلی میں ناکارہ پڑا نظر آتا' زوبیہ اور حنا کو دونوں ہاتھوں سے پیسہ لٹانے کی جولت لگ گئی تھی اس نے انہیں جنگلی کر دیا تھا وہ جہاں پیسہ نظر آتا منہ مارنے لگتیں۔ ذوالنواس کو ابو کی پراپرٹی کا وارث سمجھ کر حنا نے اس سے میل جول بڑھا لیا وہ کچے ذہن کا لڑکا تھا اس کی اداؤں کے جال میں پھنس گیا' حتیٰ کہ انہوں نے شادی کا فیصلہ کر لیا میں نے ذوالنواس کو تمام تر حالات سے آگاہ کیا' لیکن اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی تھی اس نے صاف کہا کہ چونکہ حنا نے مجھے ٹھکرا دیا ہے اس لئے میں اسے بدظن کرنے کی کوشش کر رہا ہوں'

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اس بات کے بعد میں نے خاموشی اختیار کرلی' شادی کے بعد حنا کو میرے جھوٹ کا علم ہوا تو ذوالنواس پر بھی اس کی اصلیت کھل گئی وہ پیسہ پر جان چھڑکنے والی پراپرٹی میں ایک حصہ کے مالک ذوالنواس سے کیا وفا کرتی' رات رات بھر گھر سے غائب رہنا' دعا سے کلی طور پر غفلت برتنا ذون' ذوالنواس کو خاطر میں نہ لانا اس کا وطیرہ تھا' ایک رات اسے تلاش کرتا ذوالنواس اسے جس حالت میں دیکھ کر آیا وہ برداشت نہ کرسکا اور ڈرائیونگ کرتے ہوئے اس کی گاڑی درخت سے جاٹکرائی سر پر سخت چوٹ آنے کی وجہ سے وہ کومے میں چلا گیا' حنا نے اس تمام عرصے میں اسے ایک فالتو شے سے زیادہ اہمیت نہ دی' ہاں ذون کا حصہ بھی ہتھیانے کی خاطر اس نے ذون کو اپنی چکنی چپڑی باتوں میں الجھا لیا اور باقاعدہ پلاننگ کے تحت اپنی ہی ایک پری پیڈ ڈانسر کے بارے میں غلط سلط شکایتیں بیان کرکے ذون کی شادی کرادی' لیکن اب حنا کا دور آمریت ختم ہوچکا تھا' ذوالنواس کو ایک دن کومے سے ہوش آیا اور شاید اسے ہوش مجھ سے معافی مانگنے کے لئے آیا تھا وہ اپنی فرمانی پر سخت شرمندہ تھا' اس نے مجھ سے معافی مانگنے کے ساتھ التجا کی تھی کہ دعا کو حنا کی غلیظ گود سے دور رکھوں' ذون بھی ٹھوکر کھا کر لوٹ آیا تھا' ذوالنواس کے انتقال کے بعد حنا اب ہر طرف سے مایوس ہوچکی تھی اسے اپنے اخراجات پورے کرنے کے لئے تائی ماں کے آگے ہاتھ پھیلانا پڑتا تھا۔

''تمہیں اعتراض ہے کہ حنا سے بچی کیوں چھینی گئی تو جان لو کہ یہ اس کے باپ کی وصیت تھی' تم اعتراض کرتی ہو کہ حنا کو حویلی سے کیوں نکالا گیا' تو اس کی وجہ بھی جان لو کہ میں نے عدویہ کو اشعر چاچا کے حصے کی انکم دینی شروع کردی تھی حنا پیسے کی بو سونگھتی پھرتی تھی اس نے اپنے شیطان باپ کے ساتھ مل کر یہ گھناؤنی سازش کی کہ عدویہ کو زیر کرکے تمام انکم حاصل کرلی جائے' اس کا عیاش باپ رات کی تاریکی میں عدویہ کے پاس جا پہنچا' جبکہ حنا نے گھر میں ایک فنکشن منعقد کرلیا تھا جس میں حویلی کے سب مکین مصروف تھے' عدویہ کی چیخ و پکار کسی کے کانوں تک نہ پہنچی شومئی قسمت کہ میں اسی دن گھر لوٹا تھا اور گوشہ تنہائی کی خاطر اوپر پہنچ گیا اسی دن سے میں نے حنا اور اس کے خبیث باپ کو فلیٹ میں جانے کو کہا تھا' کیونکہ میں انہیں مزید حد سے گزرنے کے لئے حویلی میں آزاد نہیں چھوڑ سکتا تھا''۔

''عنا اس حویلی کی تاریخ ابوزر جاہ اور اس کی آل کے لئے بہت کٹھن ہے میرا خیال ہے اب تمہیں مزید کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کیا ہے؟'' زیدین نے فرنٹ سیٹ پر بیٹھی عنا کو دیکھا وہ باتیں کرتے کرتے گاڑی میں آبیٹھے تھے' زیدین ماضی کے اوراق پلٹتے ہوئے ہلکی سی ڈرائیونگ بھی کررہا تھا' زیدین نے ہر بات مربوط منظم اور مختصر بتائی تھی کہ عنا کو کوئی سوال کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑی تھی باقی رہا اس سب پر یقین کرنا تو زیدین کے چہرے کی پختگی اور کرب اس کی ہر اک بات کے ضامن تھے۔ عنا کی خاموشی میں اب بھی فرق نہ آیا اس کے پاس کہنے کے لئے کچھ تھا ہی نہیں' گاڑی ایئر پورٹ کے سامنے رکتے دیکھ کر عنا کے بے جان بت میں جان بھر گئی' اس نے زیدین کے اسٹیئرنگ پر رکھے ہاتھ پر اپنا کپکپاتا ہاتھ رکھ دیا اور لرزتی زبان سے بولی۔

''اب میرا قصور بھی تو بتادیں''۔ عنا کا کہنا تھا کہ زیدین خود پر مزید قابو نہیں رکھ سکا اور اپنے ہاتھ پر دھرے اس کے ہاتھ کو دیوانہ وار چومتا ہوا بولا۔

''تمہارا قصور یہ ہے کہ تم نے مجھے پھر سے جینا سکھا دیا ہے اور جب میں جینے لگا تو تم نے کہا سانس لینا چھوڑ دو عنا میں......'' زیدین کی بات اس کے لب میں ہی رہ گئی تھی عنا نے دونوں ہاتھ سے اپنے کان پکڑ لئے تھے اس ادا پر کون قربان نہ ہوتا' اس کا دل تو دھڑکتا ہی عنا کے لئے تھا' زندگی سے بھرپور مسکراہٹ نے دونوں کے چہرے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

مہکا دیئے تھے۔



شوخیاں، مستیاں، رنگینیاں ہوں کہ دل فریبیاں ''النور حویلی'' آج سب ہی کا مرکز تھی آج زین العابدین کا ولیمہ تھا تمام لاہور شہر حویلی میں سمٹ آیا تھا۔ زیدین نے عنا کی ایما پاتے ہی شادیانے بجا دیئے تھے جہانگیر اور رانیہ کی ہنگامی آمد کے بعد خوب ہنگاموں اور رونقوں کے بعد وہ زیدین کے نام کر دی گئی تھی، زیدین کا ہر کام ہی منفرد ہوتا تھا صبح مایوں کا شغل کیا گیا تو دوپہر میں مہندی کے تھال سجائے گئے اور رات کو وہ ولیمہ منعقد کیے ہوئے تھے شاید وہ دنیاوی معاملات نمٹا کر ایک دوسرے کے لئے وقف ہو جانا چاہتے تھے۔

مایوں کی رسم میں اس نے عنا کے چہرے، بازو، گال پر ابٹن کے خوب نین نقش سجائے تھے تو مہندی کی رسم میں تو اس نے مہندی کا تمام تھال اٹھا کر اس کے پاؤں کے نیچے رکھ دیا تھا وہ پانی کے ٹب کی طرح مہندی کے تھال میں پاؤں ڈالے بیٹھ گئی تھی نوجوان پارٹی کو تو شوخی بھول ہی چکی تھی زیدین کی وارفتگی اور واری واری جاتی ادائیں دیکھنے سے ہی کسی کو فرصت نہ تھی۔ ولیمہ کے فنکشن میں سلور کلر کا شرارہ موتیوں کی کڑھائی سے سجا بھاری کامدار دوپٹہ یہ لباس اس کے لئے نیا تھا وہ عام دلہنوں سے زیادہ تھکان محسوس کر رہی تھی لیکن اس کے روپ کی سنورتا دید کے قابل تھی، اس لئے کوئی بھی اس سے ہمدردی کرنے کو تیار نہ تھا کہ وہ اپنا ڈریس چینج کرے خود زیدین نے بھی اس کی التجا کرتی نگاہیں نرمی سے نفی میں سر ہلا کر رد کر دی تھیں اس منظر سے نگاہ ہٹانے کو تو وہ بھی تیار نہ تھا، زیدین نے عنا ہی کے ساتھ میچنگ کرتے ہوئے سلور کلر کا لانگ کورٹ اور بلیک ٹائٹ پینٹ پہن رکھی تھی، اس کے کالر پر لگے سفید موتیوں جیسے بٹن اسکے چہرے کی طرح دمک رہے تھے۔ مہمانوں سے خوب علیک سلیک کرنے اور حق میزبانی ادا کرتے زیدین کو عنا اشاروں کنایوں میں اسٹیج پر بلا رہی تھی مگر وہ انجان بنا گھوم رہا تھا، اتنے میں دعا کی چہکتی آواز نے سب کو متوجہ کیا وہ کہیں سے دوڑتی ہوئی آ کر زیدین کے گلے سے آ چمٹی تھی زیدین اسے اٹھائے اسٹیج پر چلا آیا تھا اور خوب چومے جا رہا تھا سب ان کی محبت پر مسکرا رہے تھے زیدین نے عنا کو دلچسپی سے خود کو دیکھتا پایا تو سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔

''فکر نہیں کرو اس کے بعد تمہاری باری ہے۔'' عنا جھینپ کر سر جھکا گئی دعا نے عنا کے کامدار جوڑے کو ٹٹولتے ہوئے کہا۔

''تاتو یہ کون ہیں؟'' وہ ذون کو چاچو اور زیدین کو تاتو پکارتی تھی زیدین کو یہ تخاطب پسند نہیں تھا مگر ذون نے اسے سکھا دیا تھا تو اب وہ اسے بھلانے کو تیار نہ تھی۔

''یہ آپ کے تاتو جان کی جان ہیں''۔ زیدین نے دعا کو عنا سے متعارف کرایا وہ بھی اس انداز میں جو اس کے اوپر سے گزر گیا۔

''عنا! پریکٹس کر رکھو ہمیں جلد ہی دعا کے ساتھی جمع کرنا ہیں''۔ زیدین مسلسل عنا کو نروس کر رہا تھا جمع کرنے کی اصطلاح پر تو ایک کثیر اجتماع کا تصور کر کے ہی وہ لب دم ہو گئی زیدین اس کی صورت دیکھ کر کھلکھلا کے ہنس پڑا۔

''دعا! میرے پاس آؤ''۔ حنا دونوں بانہیں پھیلائے دعا کو پکار رہی تھی جو زیدین کی گود میں گھسی ہوئی تھی زیدین نے حنا کی آواز سنتے ہی اسے بانہوں میں چھپا لیا تھا، حنا آگے بڑھ کر زیدین کے مضبوط حلقے سے دعا کو لینے کی ہمت نہیں رکھتی تھی۔

''میری بچی میرے حوالے کر دو زیدین!'' حنا سرخ چہرے کے ساتھ تنبیہہ کرتی ہوئی بولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ذوالنواس کی بیٹی اب کبھی تمہارے پاس نہیں آئے گی''۔ زیدین تیکھے تیوروں سے بولا حاضرین محفل میں سے کثیر تعداد تقریب کے اختتام پر گھروں کو جا چکی تھی تاہم ابھی تک مہمانوں سے ہال مکمل طور پر خالی نہیں ہوا تھا' حویلی کے مکین تو بھی موجود تھے اور حنا اور زیدین کے مابین کلام کو خاموش تماشائی بنے دیکھ رہے تھے۔

''زیدین! اک ماں سے اس کی بچی چھین کر تمہیں کیا مل جائے گا''۔ حنا کا شان و تفاخر مٹی ہو چکا تھا' وہ صرف ایک ماں رہ گئی تھی۔

''میرے بھائی کو سکون اور دعا کو تمہاری غلیظ گود سے نجات مل جائے گی' آج یہاں ماں کی رٹ لگائے ہوئے ہو اس ماں کو اس وقت اپنی بیٹی یاد نہ تھی جب اسے دودھ پلاتے وقت فگر کی فکر رہتی تھی تو گود میں لیتے وقت کپڑے خراب ہو جانے کا ڈر تھا' کئی کئی دن تک اپنی بیٹی کی صورت نہ دیکھنے والی ماں کو آج کونسے تمغے لگ گئے ہیں''۔ زیدین اگلے پچھلے سارے حساب بے باق کر رہا تھا وہ کسی مروت کے موڈ میں نہیں تھا خود دعا نے بھی اس کی بانہوں سے نکلنے کی سعی نہیں کی تھی وہ ماں کی گود کی گرمی کی زیادہ عادی نہ تھی ایک ٹک زیدین کے چہرے کو تکے جا رہی تھی۔

''ذون! تم ہی اپنے بھائی کو کچھ سمجھاؤ مجھ پر رحم کرے''۔ حنا' ذون کا ہاتھ پکڑ کر بولی۔

''بھابی! کچھ یاد ہے کہ آپ نے اپنے دور حکمرانیت میں کسی پر رحم کھایا ہو میرے بستر مرگ پر پڑے بھائی کے بارے میں کیا خیال ہے' سات سال تک آپ نے اس بے حس و حرکت شخص کے کمرے میں جھانک کر نہیں دیکھا آج اس کی نشانی کے لئے اتنی بے قراری کیوں ہے؟'' ذون کے دل سے اس کی رہی سہی عزت بھی نکل ہو چکی تھی اس کا لہجہ اور انداز بھی سخت ترین تھا۔

''چھوڑو حنا! ان ظالموں سے کیا مانگتی ہو؟ یہ کیا جانیں تیرا درد''۔ زوبیہ بیٹی کی دادرسی کرتے ہوئے آگے بڑھیں۔

''صحیح کہا پھپھو! ہم کیا جانیں درد کیا ہوتا ہے' باپ کو خون میں ڈوبا دیکھ کر کہاں درد ہوتا ہے؟ ماں کو بے آسرا دیواروں سے سر ٹکراتے دیکھ کر تو درد نہیں اٹھتا بھائی کی جوان لاش کو دفناتے وقت درد کا کیا کام' درد تو بس آپ لوگ جانتے ہیں جنہیں پہلی بار زخم لگا ہے زخمی دل' زخمی روح والے تو درد سے نا آشنا ہیں''۔ زیدین جب بولنے پر آتا تھا تو کسی کے کہنے سننے کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑتا تھا' زوبیہ اور حنا کو تو زیدین کے آگے بولنے کی عادت ایک عرصے سے بھول چکی تھی زیدین کا ایک ایک لفظ دلگرفتگی کی انتہا تھا سب کی آنکھیں نم تھیں حتیٰ کہ بچہ پارٹی بھی افسردہ تھی جو کہ کچھ جانتی بھی نہ تھی۔

''زیدین! ہمیں معاف کر دو''۔ زوبیہ کی زبان سے ادا ہوتے یہ الفاظ سب کے لئے غیر متوقع تھے مگر خدا کا انصاف یہ ہی تھا جس دولت کی خاطر وہ اپنے بھائیوں کی جان لے چکی تھیں وہ بھی بے وفا نکلی تھی احمد فالج کے اٹیک کے بعد محتاجگی کی زندگی گزار رہا تھا تو پائی پائی کو محتاج ماں بیٹی کے لئے کوئی جاء نہ رہی تھی سب سے بڑھ کر وہ زیدین کی عظمت کے آگے سر جھکا چکی تھیں کہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی زیدین نے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی اور اپنا معاملہ خدا پر چھوڑ دیا تھا اور خدا نے خوب انصاف کیا تھا کہ آج ان کے دکھ میں کوئی ان کا ساتھی نہ تھا۔

''عنا! اللہ تمہیں ماں کا درجہ عطا کرے گا اس ماں پر رحم کرو''۔ حنا اب دلہن بنی عنا سے التجا کرنے لگی' عنا نے ایک نظر زیدین کو دیکھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر دعا کو زیدین کے بازوؤں سے نکال کر حنا کی گود میں ڈال دیا۔

''آپی! ہم کون ہوتے ہیں سزا جزا کا فیصلہ کرنے والے اللہ جانے اس کا انصاف جانے''۔ حنا' دعا کو دیوانہ وار چومتی اسے تشکر کی نگاہ سے دیکھتی حویلی کے اندر چلی گئی۔ سب نے عنا کی دریا دلی کے ساتھ دیدہ دلیری کو بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ماہنامہ داستانِ دل ساہیوال

ادب کی دنیا میں ایک نیا نام

نئے لکھنے والوں کے لئے ایک بہترین پلیٹ فارم

اگر آپ لکھاری ہیں اور تحریر کسی مستند ادارے میں بھیجنا چاہتے ہیں تو ابھی داستانِ دل کو بھیجیں۔ آپ کی تحریر قریب کے شمارے میں پبلش کی جائے گی۔ آپ اپنے افسانے، ناولٹ، ناولز، کہانیاں، جگ بیتیاں، آپ بیتیاں، غزلیں یا پھر نظمیں ہمیں ای میل کے ذریعے، ڈاک کے ذریعے یہاں تک کہ وٹس ایپ کے ذریعے بھی بھیج سکتے ہیں۔ بس آپ کی تحریر اردو میں لکھی ہونی چاہیئے۔ اگر آپ نئے لکھاری ہیں تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، آپ اپنی تحریر ہمیں بھیجیں ہم اس کو صحیح کر کے اپنے شمارے کا حصہ بنائیں گے۔ اگر آپ لکھنا نہیں جانتے تب بھی آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں آپ ہمیں کوئی بھی اچھی سی غزل یا اقوال زریں انتخاب کے لئے بھیج سکتے ہیں۔ وہ بھی داستانِ دل کا حصہ بنے گا۔ اس کے علاوہ آپ اپنی تحریر موبائل پر بھی میسج کر سکتے ہیں بس اردو میں تحریر ہو۔

ہمارے داستانِ دل کے سلسلے کچھ اس طرح سے ہیں

محبت نامے، ملک کی ممتاز شخصیات کا انٹرویو، افسانے ناولز، ناولٹ، غزلیں، نظمیں، حمد، نعت اور انتخاب

اس کے علاوہ آپ کی ہر تحریر کو ہمارے شمارے میں خاص جگہ دی جائے گی۔ آپ ہمارے سارے شمارے پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر پڑھ سکتے ہیں اور پڑھ کر اپنی رائے دے سکتے ہیں

ہمارا ایڈریس ہے۔

ندیم عباس ڈھکو چک نمبر L-5/79 ڈاکخانہ 5.L/78 تحصیل و ضلع ساہیوال

وٹس ایپ نمبر: 03225494228

ای میل ایڈریس ہے abbasnadeem283@gmail.com

www.paksociety.com

رشک بھری نگاہوں سے دیکھا کہ وہ کمال استحقاق سے زیدین کے خلاف منتا فیصلہ کرگئی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ زیدین کا مقصد صرف حنا کو سدھارنا تھا اذیت دینا نہیں یہ مان بھی اسے زیدین کی چاہت نے بخشا تھا۔

☆☆☆☆

"نظریں جھکی جھکی سانسیں رکی رکی
وہ سامنے ہیں بیٹھے چھائی ہے بے خودی
تو ہی بتا دل کو بھلا
کیسے کوئی سنبھالے
اے دلنشین مسافر"

زیدین کے مضبوط لبوں سے ہلکی سی گنگناہٹ اسے غرق حیا کررہی تھی زیدین کے خوابناک کمرے میں کچھ ہی دیر ہوئے وہ استحقاق کے ساتھ داخل ہوئی تھی بیڈ پر بکھری پتیوں کے اوپر ہی نیم دراز ہوتے اسے صرف اور صرف بھاری کامدار جوڑے سے رہائی کی خواہش تھی جس نے اسے توڑ کے رکھ دیا تھا اسے صد فیصد یقین تھا کہ کچھ ہی دیر میں اس کی گردن کو ساتھ ہی لئے عروسی دوپٹہ زمین پر آجائے گا لیکن وہ زیدین کی اجازت لئے بغیر یہ جسارت کرنے کے حق میں نہ تھی اس لئے نڈھال بے حال بیڈ پر سیدھا لیٹے آنکھیں بند کئے گہرے سانس لے رہی تھی کہ کانوں میں زیدین کی گنگناہٹ سنائی دی' جونجانے کب روم میں داخل ہوکر اس کے پاس بیڈ پر آن بیٹھا تھا۔ وہ اتنی بدحواس ہوگئی تھی کہ آنکھیں کھولنا تو درکنار کروٹ تک نہ لے سکی' زیدین کا کمال شخصیت تھا کہ وہ جہاں ہوتا وہاں وہ ہی ہوتا تھا اور جب عنا کے پاس ہوتا تو پھر تو اس کی مستی و بے خودی اسے اور بھی سحرانگیز بنادیتی تھی تب تو عنا کو لگتا کہ وہ کبھی تھی ہی نہیں ازل سے تھا تو اس کے وجود میں زیدین ہی تھا۔

"عنا! کچھ ایسا کرو کہ یقین آجائے کہ تم میرے پاس ہو"۔ زیدین کی بوجھل سرگوشی کے ساتھ بھاری ہاتھ نے اس کا رخ اپنی طرف موڑا تھا وہ چاہ کر بھی آنکھیں کھول کر اسے دیکھ نہیں پارہی تھی اس کی نازک ناک زیدین کی ناک ٹکرانے سے سرخ پڑگئی تھی۔

"مجھے یقین دلاتے دلاتے اپنا یقین کھو دیا"۔ مدھم اور کپکپاتے الفاظ میں کتنے مفہوم پوشیدہ تھے زیدین خوب واقف تھا اسے خراج عقیدت بخشتے ہوئے اسے بیڈ سے اٹھا کر اپنے اوپر لے لیا تھا عنا بھاری پپوٹے اٹھاتے سخت چوڑے سینے پر سر رکھ کر یوں سانس لینے لگی جیسے لمبی مسافت پیدل طے کرکے آئی ہو' زیدین کو اس کے بھاری جوڑے کی کارستانی کا اب علم ہوا جب وہ خود اس کے سینے اور گردن پر چبھنے لگا۔ دھیرے دھیرے عنا بھاری دوپٹہ' زیورات سے خود کو آزاد پانے لگی' زیدین اسے اپنی آغوش میں لئے لئے ہر فکر سے رہا کررہا تھا۔

"اے ساحرہ کا کاملہ گھائل کرو ناں مورچہ بندی کیوں کئے ہو؟" زیدین کا اشارہ اس کے عروسی گیٹ اپ کی طرف تھا جن سے آزاد ہوکر وہ ننھی چڑیا اس کی بانہوں میں دبکی ہوئی دکھائی بھی نہ دیتی تھی۔

"ساحر خود ہیں ساحرہ ہمیں کہتے ہیں"۔ منمناتے جواب میں بلا کی شوخی تھی' زیدین کی صحبت نے اسے بولنا سکھا دیا تھا۔

"ساحر کہاں ہیں' ہم تو وہ بیچارے ہیں زندگی میں پہلی بار سالگرہ منائی اور ایک بھی گفٹ نہیں ملا"۔ ایک موج کی طرح بہتی وہ زیدین کی بات پر یکدم آنکھ پوری کھولے اسے تکنے لگی۔ زیدین ترنم میں کب ردوبدل کر دے کیا پتہ چلتا تھا؟

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''کیا مطلب سالگرہ گفٹ......؟'' عنا پیچھے ہوتی حیرت سے دہرائے گئی۔

''پھر بھول گئیں میں نے تمہیں اپنی برتھ ڈے پر انوائٹ کیا تھا اور تم گفٹ دیئے بغیر ہی لوٹ گئی تھیں''۔

زیدین نے چار دن پہلے کی رات کا ذکر کیا جس میں وہ اسے دشت میں دھکیل کے لوٹ آئی تھی عنا کے لئے اس وقت کو یاد کرنا اور اس کی بابت گفتگو کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا' لیکن زیدین کا نرم لہجہ کہیں سے بھی ثابت نہیں کرتا تھا کہ وہ اسے کٹہرے میں لاکھڑا کرنا چاہتا ہے۔

''وہ......میں تو......''

''اگر تم سمجھتی ہو کہ اس طرح بھاگ کے تم رسم تحفہ سے جان بچالو گی تو ایسا ہوگا نہیں یہ رسم تو ادا کرنا ہی ہوگی''۔ اس کی لڑکھڑاتی وضاحت کو کاٹتے زیدین ٹھنڈے میٹھے چشمے سے رواں لہجے میں گویا ہوا عنا کی احتسابی لمحہ کی خوفی کوسوں میل دور جا سوئی تھی وہ مطمئن سی مہکتی سانس خارج کرتی ایک بازو بیڈ پر ٹکائے اس پر تمام بدن کا بوجھ ڈالے اس کے مقابل ہوئی تھی۔

''آپ سے بھاگ کے کہاں جاؤں گی' آپ کا گفٹ مجھ پر ڈیو ہے''۔

''تو دو''۔ زیدین نے اس کے سامنے اپنی ہتھیلی پھیلا دی' عنا ایسی غیر متوقع حرکت پر بوکھلا سی گئی۔

''ابھی اس وقت کہاں سے دوں صبح کچھ خریدوں گی تو......''

''لیکن مجھے تو ابھی چاہئے''۔ بچوں کے سے انداز میں ضد کرتا زیدین اس کی بات پھر کاٹ گیا۔

''اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے''۔ عنا بے چارگی سے بولی۔

''جو اس وقت ہے وہ دے دو''۔ اڑیل گھوڑے کی طرف سے ضدی تکرار جاری تھی' وہ نازک جان نہیں پارہی تھی کہ اسے کیسے ڈیل کرے۔

''اس وقت میرے پاس کوئی میل گفٹ نہیں ہے''۔ وہ اچھی خاصی زچ ہو چکی تھی' زیدین جیسے سوبر شخص سے ایسی غیر سنجیدگی اس کے تصور سے باہر تھی۔

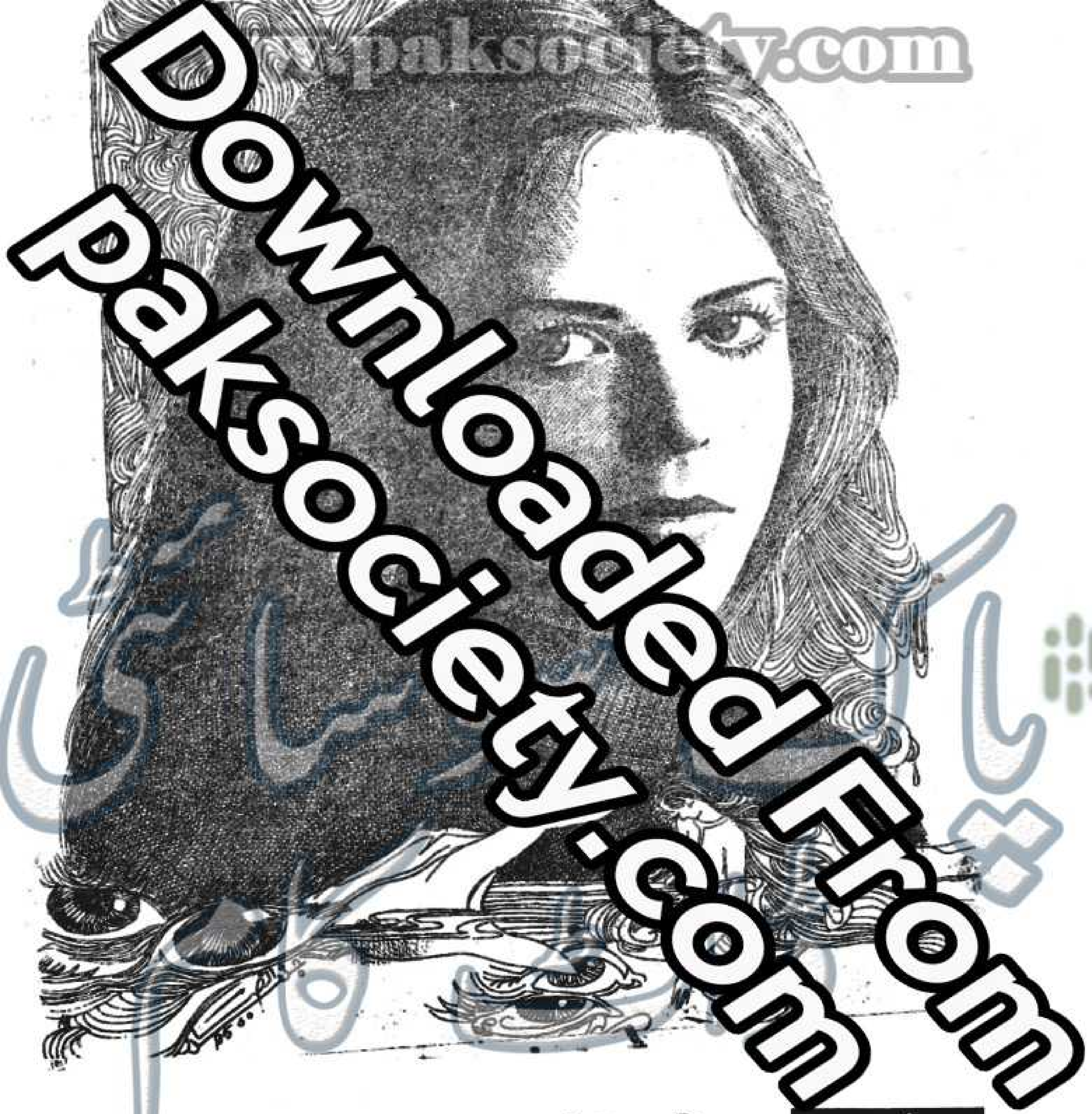
''تو جو میل کے لئے گفٹ ہو سکتا ہے وہ دے دو''۔ زیدین ہنوز اپنے موقف پر قائم تھا' عنا کی جھنجلاہٹ سوا نیزے پر تھی ایک ذرا سے گفٹ کے لئے قیمتی سلگتی شب برباد کر دینا کہاں کی عقلمندی تھی لیکن ایک انتہائی عقلمند اور دانا شخص اس غفلت کا مرتکب ہو رہا تھا۔

''اس وقت میرے پاس سوائے اس جوڑے اور جیولری کے کچھ نہیں ہے''۔ عنا بیڈ کی پائنتی پر مارے باندھے بیٹھی زیدین کی خود پر جمی نگاہوں اور مسلسل جاری تکرار سے اچھی خاصی آؤٹ آف کنٹرول ہو چکی تھی۔

''تمہیں قدرت نے منائم سے نوازا ہے انہی میں سے کچھ نواز دو''۔ زیدین اسے سر سے پاؤں تک نظروں میں سموتا سرگوشی میں بولا' عنا نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے ہاتھ جھاڑ کر ایک بار پھر خالی ہاتھ ہونے کا اشارہ کیا' جواباً زیدین نے بھی کچھ نہ کہتے ہوئے محض شہادت کی انگلی سے اس کے سرخ باریک لبوں کو چھو لیا تھا' عنا اب تک کی تکرار سے اس کا اصل مدعا جان کر بے دم ہو کر نگاہیں جھکا گئی تھی زیدین کی کوئی بھی بات لایعنی نہیں ہوتی تھی یہ بات وہ کیوں بھول جاتی تھی۔ رات اس کی تھی بات اس کی تھی' وہ روم روم سجائے اس کی تھی' پھر بھی مانگنے کے لئے ہتھیلی پھیلانے والے کو وہ کیسے خالی لوٹا دیتی' اس کا سر جھکانا تھا کہ دیوانے جذبات کا سر اٹھانا تھا' وہ موم بن کے پگھلتی اس کی بانہوں میں دھڑکنے لگی' وہ صورت گر اسے من پسند سانچے میں ڈھالنے لگا موم پگھلتی جاتی تھی شب سنورتی جاتی تھی۔

☆☆......End......☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY



Downloaded From Paksociety.com

افسانہ

خوشبو کا حصار

حورینہ سعد

آج ایمن نے حد کردی تھی۔ ہروقت کے گھر اس نے شک کی نظر اور کڑی کردی۔ حتیٰ کہ سامیر کے لڑائی جھگڑے باہر تک پہنچنے لگے۔ سامیر پر اپنی ماں اور بہن بھائی سے بات بھی کرتا تو وہ نمبر

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY


Downloaded From paksociety.com

چیک کرنے بیٹھ جاتی۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں اتنی طویل ہوتی چلی گئیں کہ دونوں کے درمیان فاصلہ بڑھنے لگا۔

☆......☆

پھر ایک دن وہ ہوا جو نہیں ہونا چاہیے تھا۔ سامیر بہت ہینڈسم اور گڈ لوکنگ اور اسمارٹ دکھائی دیتا تھا۔

ایمن، سامیر ساتھ ساتھ مووی دیکھنے گھر سے نکلے تھے۔ واپسی سے سنیما ہال سے نکلنے کے بعد اب 25،23 سال کی لڑکی نے سامیر کو دیکھ لیا تھا۔ ایمن کی نظر اس لڑکی پر پڑی تو اس نے فوراً اپنی چپل اتار کر اس لڑکی کو مارنا شروع کردیا۔

''یہ میرے شوہر کو دیکھ رہی تھی۔'' ایمن یہی بولے جا رہی تھی اور مجمع اکٹھا ہو گیا تھا۔

''کیا کر رہی ہو پاگل ہو گئی ہو۔'' سامیر اس کا ہاتھ پکڑ کر گاڑی تک لے گیا۔

''ہاں میں پاگل ہو گئی ہوں وہ کیوں دیکھ رہی تھی میرے شوہر کو۔'' وہ بہت غصے سے بولی۔

''تو......! اگر اس نے ایک نظر ڈال لی۔ راستے سے ہم گزر رہے ہیں تو اس میں کیا برائی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ہے۔"

"تم میرے شوہر ہو۔ میں کسی کو یہ حق نہیں دوں گی کہ وہ آن لائن آ کر تم سے بات کرے یا تمہاری طرف دیکھے۔"

"ایمن! تم پاگل ہو بالکل مت کرو یہ حرکتیں میں تھک گیا ہوں تنگ آ گیا ہوں۔"

تیز رفتاری سے چلتی ہوئی گاڑی فٹ پاتھ سے ٹکرائی اور اس نے دوسری گاڑی کو ٹکر ماردی۔

سامیر بے دھیانی میں غلطی کر چکا تھا۔ خدا کا شکر تھا کہ ایمن اور بچے کو زیادہ چوٹ نہیں لگی۔ پولیس آ گئی تھی اور بہت سے لوگ وہاں جمع ہو گئے تھے۔

ایمن کی زندگی انہی مسائل میں گھری رہی کہ میرا شوہر کسی کو دیکھ رہا ہے یا کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔

شک وشبہات میں گھری ہوئی عورت کبھی اپنا گھر نہیں بنا سکتی۔ ایمن کے ساتھ بھی یہی ہوا۔

سامیر گھر سے زیادہ تر باہر رہنے لگا مگر ایمن اس پر بھی خوش نہیں تھی۔ ہر وقت شک کرتی۔ گھر اور باہر وہ کہیں سامیر کو سکون نہ لینے دیتی۔ بس وہ سامیر سے یہ چاہتی کہ سامیر گھر پر رہے اور اس کی تعریف کرتا رہے۔

ماہ و سال آگے بڑھتے رہے۔ ان دونوں کی جنگ میں سات سالہ بچہ ان کی تو تو، میں میں سے تنگ آ کر رونے لگتا۔

جب وہ لوگ پاکستان اپنی ماں سے ملنے آئے تو بھی ذرا ذرا سی بات کی شکایتیں کرتا۔

ایمن کا ہر وقت آئینے کے سامنے کھڑے رہنا، اپنا فگر دیکھتے رہنے، روز لڑائی جھگڑے، خوراک میں صرف فروٹ اور کچھ نہ کھانا، بلیک جارجٹ کے کپڑے پہن کر وہ خود کو اسمارٹ ظاہر کرتی۔

☆......☆

"دادی! یہ لوگ روز لڑتے ہیں بہت لڑتے ہیں۔" سات سالہ مہیب نے دادی کے سامنے کہا اور اس کی آنکھ سے آنسو کا قطرہ ٹپکا تھا۔

ایک دن سامیر نے اپنی مما کو فون کیا اور کہا۔

"مما! ایمن نے اپنا ہاتھ کاٹ لیا۔ خون خون ہو رہا ہے۔ اس کے بھائی کو فون کر رہا ہوں تو وہ نہیں اٹھا رہا۔ اس کی ماں بھی کال پک نہیں کر رہیں کیونکہ ایمن نے ان کو منع کر دیا تھا اس لیے وہ سب کال پک نہیں کر رہے۔"

"تم تفصیل لکھ کر میسج کر دو۔ اس کی ماں، بہن اور بھائی کو تاکہ تمہارے پاس ایک پروف رہے کہ یہ یہاں بیٹھی یہ کر رہی ہے۔"

لیکن پھر وہی سمجھوتہ......!

دو چار ماہ بعد پھر لڑائی جھگڑا......!

پھر اسی طرح سے ہو گیا۔

آخر ایک دن سامیر ان تمام حالات سے تنگ آ کر گھر سے بھاگ گیا۔

ہوٹل میں ایک مہینہ رہا۔ پھر دونوں کا پیچ اپ ہوا۔ پھر معافی تلافی۔ ایک مہینے کے بعد پھر وہی کہانی۔

ایمن صبح اٹھ کر آفس چلی جاتی۔ گھر میڈ سنبھالتی۔ ہر روز لنچ اور ڈنر باہر ہوتے۔ ہر وقت سامیر کی نگرانی وہی تانکا جھانکی۔

"دوستوں کو چھوڑ دو۔" ایمن کہتی۔

مگر سامیر بچپن سے ایسا تھا کہ جو لکیر ماں باپ نے کھینچ دی ان سے باہر نہ نکلتا۔

سامیر کی ماں نے چلتے چلتے اس کے کان میں بات ڈال دی تھی۔ "تبریز تمہارا بچپن کا دوست ہے اس کو کبھی نہ چھوڑنا۔ نئے نئے دوست بنیں گے لیکن تبریز تمہارا بچپن کا دوست ہے۔"

لیکن ایمن کو زیادہ چڑ تبریز سے ہی تھی کہ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

دونوں ہمیشہ ساتھ ساتھ رہتے ہیں، نہ جانے کہاں جاتے ہیں، کیا کرتے ہیں۔

پھر وہی ہوا تیسری بار سامیر اپنا بیگ لے کر گھر چھوڑ گیا تھا۔ اس بار ان کے درمیان ایک لمبا وقفہ آ گیا تھا۔

بات سمجھوتے پر نہیں اب طلاق پر چلی گئی تھی۔ شاید ایمن باز آجائے اس لیے سامیر نے ایک طلاق اسے دے دی تھی۔

سامیر کی ماں نے بہت ہنگامہ کیا کہ یہ تم نے کیا کر دیا۔

''مما! میں نے یہ سب پریشر ڈالنے کے لیے کیا ہے تاکہ ایمن ڈری رہے۔''

پھر اس نے ایمن سے رجوع کر لیا۔

ایک طلاق کے بعد شوہر بیوی سے رجوع کر سکتا ہے۔

وہ گھر بچاتا رہا مگر ایمن کا شک و شبہ کم نہ ہوا کہ کیوں فون کیا، کس کو کیا......!! اللہ جانے کہاں سے معلوم کر لیتی تھی۔

زندگی کی پھر وہی رفتار وہ پھر بیگ لے کر بھاگ رہا تھا۔

پھر دوسری طلاق بھی ہو گئی ان کے درمیان۔

سامیر شرمندہ تھا کہ اس سے کیا ہو گیا۔ رجوع کرنے کا پھر ایک وقت آیا۔ کورٹ کچہری کے معاملات بھی شروع ہو چکے تھے۔

سامیر نے کتنی اذیتیں اٹھائیں تھیں یہ وہی جانتا تھا۔

سامیر پورے گھر کا خرچہ ایمن کو دیتا۔ بچے کی فیسیں اور تمام اخراجات ادا کرتا مگر ایمن بے قابو رہی۔ بس یہی کہتی تھی کہ مجھے طلاق دو مگر سامیر دیتا نہیں تھا کہ اس کا گھر بنا رہے۔ ورنہ اس کا بچہ رُل جائے گا۔

پھر اسی بھاگا دوڑی میں رجوع کا وقت بھی نکل گیا اور وہ کسی طور سے سمجھوتہ نہ کر سکی۔ سامیر بے حد اپ سیٹ تھا آخر ایک دن اسے ایمن کو طلاق دینی ہی پڑی۔

وہ اپنے رب کے سامنے روتا رہتا۔ ماں نے اس کے لیے ایک لڑکی پسند کر کے اس کی دوسری شادی کا فیصلہ کیا۔

سامیر بھی آخر راضی ہو ہی گیا لیکن ماں مسلسل استخارہ کرتی رہی کہ ''اے رب! اگر یہ لڑکی ہمارے حق میں بہتر ہے تو اسے ہمارے گھر کا نصیب بنا ورنہ اسے بھی دور کر دے۔''

☆......☆

سامیر ایک دن ویرانے سے گزر رہا تھا خاموش جزیرہ تھا جہاں کچھ ٹوٹے پھوٹے مکانات اور آبادی کم تھی۔ وہاں سے چیخنے اور رونے کی آواز آ رہی تھی۔

''کوئی میری مدد کر دے۔'' پہلے تو وہ یہ سمجھا کہ یہ میرا وہم ہے اسے ایک بھینی بھینی سی خوشبو آ رہی تھی۔ اس کا تجسس بڑھتا چلا گیا وہ اور آگے بڑھا اور آگے بڑھا حتیٰ کہ سسکیاں قریب آ گئیں۔ بے یار و مددگار ایک لڑکی رسیوں سے بندھی ہوئی نظر آئی۔ اس پر نظر پڑتے ہی وہ پہچان گیا۔

''تم......!''

''رکو......رکو۔''

''نہیں وہ لوگ کھانے پینے گئے ہیں وہ لوگ واپس آئے تو پھر مجھے قید کر دیں گے۔ دس دن سے میں بھوکی ہوں۔''

وہ نقاہت سے گر پڑی۔

سامیر بھاگ کر اپنی کار کے قریب آیا۔ اس نے لڑکی کو گاڑی میں ڈالا اور کار اسٹارٹ کر دی تھی۔

وہ قریبی ریسٹورنٹ کے قریب پہنچا اور اس

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

نے اس کے لیے جوس لیا اور اس کے قریب کر دیا تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔

''میں اب کہاں ہوں؟''

''تم ایک آبادی کے ریسٹورنٹ کے قریب ہو۔''

لڑکی نے نظر اٹھا کر باہر دیکھا۔

''ہاں میری ماں اسی جگہ تو لے کر آئی تھی اور یہیں سے وہ لوگ مجھے لے گئے تھے۔''

سامیر نے تیز گاڑی اسٹارٹ کی اور چلائی۔ وہ دریائے راوی کے کنارے پہنچ چکے تھے۔ لڑکی بھی پوری طرح ہوش میں آ گئی تھی۔ اس نے اپنا نام روبا بتایا۔

راوی کنارے کی شام ہلکی ہلکی بارش کی پھوار گرنے لگی۔ دونوں دریا کے کنارے چلتے ہوئے پھر گاڑی میں آ کر بیٹھ گئے تھے۔

''تمہیں کہاں جانا ہے۔'' سامیر نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ اداس بادلوں والی آنکھیں جن میں بارش بھری تھی۔

''میں لاوارث ہوں میرا کوئی گھر نہیں۔''

اس کی آواز میں دریائے راوی کی لہروں کی طرح کھنک تھی۔ پھر وہ خود ہی جلدی سے بول پڑی۔

''میری ماں مر گئی تھی۔ میرے باپ نے مجھے اپنے دوست کو دے دیا۔ وہاں میں عزت سے رہی، پلی بڑھی لیکن اس دن جب میں نے آپ کو دیکھا تھا لیکن پہلے آپ نے مجھے دیکھا تھا تو میں نے آپ کو دیکھا تھا۔ اس دن سے آج تک میرے والدین مجھے طعنہ دے رہے ہیں کہ مجھے ایک عورت نے جوتیوں سے مارا تھا۔'' سامیر کو سب کچھ یاد آ گیا تھا۔

''مجھے سب یاد ہے میں تم سے سوری کرتا ہوں۔ میری زندگی سے میری بیوی ایمن چلی گئی ہے۔ ہم دونوں الگ ہو گئے ہیں میرا ایک بیٹا بھی ہے۔ ویسے تو میری ماں نے میری بات کہیں طے کر دی ہے۔'' اس نے وہیں سے ڈرتے ڈرتے فون کیا تھا پوری تفصیل اس نے بتائی تو ماں بولی۔

''تمہارے نصیب میں وہ لڑکی عندلیب نہیں ہے۔ اللہ نے تمہارے لیے اس کو چنا ہے۔ یہ میرا اور تمہارا فیصلہ نہیں ہے۔ یہ اللہ کا فیصلہ ہے اگر وہ راضی ہے تو میں بھی راضی ہوں۔'' سامیر حیران رہ گیا۔ پھر اس نے مڑ کر روبا کی جانب دیکھا اور اس نے پوچھا۔

''ایک بھینی بھینی سی مہک تھی جو مجھے تمہارے قریب لاتی چلی گئی اور میں یوں تم تک پہنچ گیا یہ کون سی خوشبو ہے مجھے بہت پسند آئی۔''

وہ آنسوؤں بھری آنکھوں، لمبے لمبے براؤن بالوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اپنے ہونٹ اس پر رکھ کر بولی۔

''میں ہمیشہ لائف بوائے شیمپو استعمال کرتی ہوں۔ آج اس کی خوشبو نے مجھے ایک نئی زندگی دے دی۔''

وہ مسکرا کر اس کی جانب دیکھ کر بولی۔ سامیر نے ہنستے ہوئے اس کے بالوں کو اپنے ہاتھ میں تھامتے ہوئے کہا۔ ''آئی لو یو۔''

''واٹ......؟'' وہ حیران ہو کر سامیر کو دیکھنے لگی کہ اتنی جلدی وہ فری ہو گیا۔

''نو......آئی لو لائف بوائے شیمپو۔'' ابھی تک سامیر روبا کے بالوں سے آنے والی خوشبو کے حصار میں تھا۔

......☆......

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

فرح ناز رفیق

افسانہ

قربانی ذاتِ نسوانیت



Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''اوہ میرے خدا شہہ پارہ کیا کرتا اے تم جانتی ہو تمہارا آواز مردان خانے تک جاتا ہے' آہستہ ہنسا کرو' سمجھ نہیں آتا تم کو''۔ ''اُوہو اموجان! نہ روکیں ایک اس کی ہنسی تو ہے جو زنان خانے میں اس قید خانے میں روشنی کا روزن لگتی ہے' بہار کی ہوا محسوس ہوتی ہے''۔ زرتاج نے اموجان کو ٹوکا تھا' جو ہمیشہ شہہ پارہ کی ہنسی سے خفا رہتی تھیں۔

''خیر سے ایسا کیا ہو گیا ہے زرتاج جو تمہیں یہ گھر قید خانہ لگنے لگا''۔ بڑی بھابی نے اس کی بے بسی پر بھرپور طنز کیا تھا' مگر اموجان نے ان کی بولتی بند کی تھی۔

''اوبی بی! خیر سے سہاگن ہو' عورت ہو عورت کا غم سمجھو تمہارا نصیب تھا تمہیں ملا اس بدنصیب زرتاج کا تو کبھی نصیب نہیں کھلے گا' جانتی ہو ماں باپ کا گھر بہت پیارا سہی مگر ایک وقت کے بعد یہ قید ہی بن جاتا ہے اللہ بھلا کرے سب کا''۔ وہ ٹھنڈی سانس بھر کے رہ گئی تھی۔ جب کہ زرگل خاموشی سے اپنے کمرے کی طرف مڑ گئی تھی۔

''اموجان جوڑ تو میرا بھی نہیں ہے مگر میں تو بڑی خوش ہوں' یہ آپ لوگوں کی باتوں سے زرتاج آپی احساس کمتری کا شکار ہیں''۔ شہہ پارہ کی زبان پھر چلی تھی۔

''او اللہ مارا اپنی شادی کا خود بات کرتا ہے سارا شرم کتابوں میں بند کر دیا اے لڑکی یہ اللہ کی مرضی ہم تم کون ہے چلو اٹھو رات کا کھانا دیکھو جا کے''۔ اموجان کی لتاڑ پر وہ کان دبا کر باہر نکلی تھی کہ دروازہ پر بابا سے ٹکر ہو گئی۔

''سوری بابا جان!''

''کوئی بات نہیں دیکھ کے چلا کرو''۔ آزاد خان کا جلال اپنی چھوٹی بیٹی کے لئے ہمیشہ ختم ہو جاتا تھا' بقول اموجان کے بابا کے سر چڑھ کر بولتی ہے' تبھی خاندان کی پہلی لڑکی تھی جو پرائیویٹ ہی سہی مگر بی اے کر رہی تھی اور اسی کی بدولت اس کی بیسٹ فرینڈ اور چچازاد گل رخ بھی پڑھ رہی تھی' ورنہ صدیوں سے جاری قبائلی رسم و رواج عورت کو سانس لینے کی اجازت تو دیتے ہیں مگر اس کا قرض چکانا پڑتا ہے' آزاد خان کے خاندان کی رسم تھی اگر لڑکی کے لئے خاندان میں رشتہ نہیں تو ساری زندگی گھر بیٹھ کر خوشی سے قید تنہائی کاٹے کہ خاندان سے باہر نہ لڑکی جائے نہ جائیداد۔ آزاد کی لاڈلی چھوٹی بیٹی شہہ پارہ کی بدقسمتی تھی جو باپ کے دل کو نرم کرتی تھی کہ تا عمر وہ ہی اس کا سہارا تھے۔

''گل رخ! قسم سے تم پر لال رنگ بہت کھلتا ہے' جان لے لو گی تم سہل لالہ کی''۔ شہہ پارہ کی شرارت عروج پر تھی۔

''ٹھیک کہتی ہیں اموجان حیا شرم تو ختم ہو گئی ہے تم سے''۔ گل رخ اس کی بے باکی پر تپ اٹھی تھی۔

''ارے جاؤ' جاؤ ایک دن کے بعد دیکھیں گے بی بی تمہیں بھی کیوں آتی''۔

''بس کرو مت تنگ کرو اسے وہ رو دے گی پہلے ہی اتنا ڈرتی ہے وہ سہل سے''۔ زرتاج نے گل کو گلے لگا کر تسلی دی تھی۔

''تو کیا نہ ڈروں بچپن میں ساتھ کھیلتے تھے تو اتنا لڑتے تھے بڑے ہو کر جو پردہ ہوا تو کبھی بات بھی نہ ہوئی سلام دعا سے آگے وہ رہتے بھی شہر میں ہیں سچ مجھے تو ان کا چہرہ بھی بھول گیا ہے''۔ گل رخ کی بات پر سب نے قہقہہ لگایا تھا۔

''یہ دکھ ہے آپ کو میڈم غم نہ کریں اب کبھی نہیں بھولیں گی آپ سہل بہزاد خان کا چہرہ آخر کو وہ ہو جائیں گے آپ کے''۔ شہہ پارہ کسی طرح باز نہیں آ رہی تھی وہ خوش بہت تھی اپنی دوست کے لئے وہ جتنا بھی دنیا کے سامنے ہنستی مگر ایک عورت تھی اور اپنی جیسی اذیت میں وہ گل رخ کو نہیں دیکھ سکتی تھی۔ شہہ پارہ کا دکھ زرتاج بخوبی جانتی تھی کہ دونوں ہی بناء پھولوں کی ڈالی ہمیشہ خزاں اوڑھنے والی تھیں' بارات کے دن لاکھ اموجان اور سب خواتین کے روکنے کے باوجود شہہ پارہ سہل خان کا راستہ روک کر نیگ مانگ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

رہی تھی اور آج خوشی کے موقع پر مرد حضرات نے بھی اس کا ساتھ دیا۔

''سہل لالہ! اتنی بڑی یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں، دو لاکھ نہیں دے سکتے''۔

''شہہ پارہ! بی بی لیکچرار ہوں، یونیورسٹی میری ملکیت نہیں ہے یہ پکڑو اور ہٹو آگے سے''۔ اپنا والٹ اس کے ہاتھ پر رکھ کر دوسرے ہاتھ سے اسے دروازہ پر سے ہٹایا تھا اندر سے دروازہ لاک کیا تھا باہر وہ تھی اور اس کی دہائیاں سب ہی خوش تھے کہ شہہ پارہ کو سوا سیر مل گیا تھا۔

☆☆☆☆

''بابا پلیز مان جائیں ناں''۔

''اب کیا ضد کرتا اے تم لڑکی''۔ امو جان کو چڑ تھی۔

''کچھ نہیں امو جان یہ میری اور بابا کی بات ہے بابا پلیز میں گل رخ کی شادی کے بعد بہت بور ہو رہی ہوں''۔

''مگر بیٹا! گھر والے نہیں مانیں گے''۔ آزاد خان بے بس تھے۔

''بابا میں باہر تو نہیں جا رہی ناں گھر میں بیٹھ کر بچوں کو پڑھا کر ٹائم گزارنا چاہتی ہوں، آخر اس میں کیا برائی ہے''۔ وہ بضد تھی۔

''ہاں بی بی تمہیں کوئی برائی نظر کب آتی ہے اور پڑھاؤ اسے اب باپ کے منہ لگ رہی ہے''۔ امو جان سخت خفا تھیں، شہہ پارہ بے بسی کی انتہا پر بہتے آنسو صاف کر رہی تھی۔

''السلام علیکم! کیا ہو رہا ہے......؟'' سہل خان نے کمرے میں آکر مداخلت کی تھی اس کے آنے پر شہہ پارہ اٹھ کر چلی گئی تھی۔

''ہونا کیا ہے آزاد خان کی شہہ پر اتنا بولتی ہے ورنہ عورت کی اوقات کیا ہے''۔ بہزاد خان طنزیہ گویا ہوئے تھے۔

''کیوں بابا جان عورت کیا انسان نہیں ہے اوقات صرف مرد کی اونچی ہوتی ہے......؟''

''وہ یارا تم تو رہنے دو تم پر بھی اسی تعلیم کا اثر ہے جس نے ماں باپ کی عزت بھلا دی''۔ بہزاد خان کو سچ بہت کڑوا لگا تھا۔

''بابا جان! میں نے کوئی بدتمیزی نہیں کی آپ سے اور شہہ پارہ کی خواہش کوئی بے ادبی نہیں ہے، آپ کی چار دیواری سے باہر تو نہیں جا رہی ناں وہ تو''۔

''بس سہل! کچھ دن کے لئے آئے ہو اپنے ضابطے ہم پر مت لگاؤ، ہم بہتر جانتے ہیں کیا کرنا ہے''۔ بہزاد خان کے آگے وہ خاموش ہو گیا تھا۔

''گل رخ! مجھے چائے بنا کر دو''۔ سہل کی سنجیدہ صورت سے وہ اس کے موڈ کا اندازہ کر رہی تھی مگر دکھ پوچھ نہ سکی۔

''کیا ہوا کیا دیکھ رہی ہو''۔ سہل نے اس کی چوری پکڑ لی تھی۔

''نہیں کچھ نہیں''۔ وہ نظر چرا گئی تھی سہل نے اسے ساری بات بتائی تو وہ تاسف سے ہنس پڑی۔

''پاگل ہے شہہ پارہ کٹے ہوئے پروں سے اڑنے کی چاہ کیا حماقت نہیں''۔

''وہ احمق نہیں ہے ہمارے پیروں میں بندھی زنجیریں ہیں جو اڑنے نہیں دیتیں گلے میں پڑے فرسودہ رسموں کے طوق ہیں جو سانس لینا دوبھر ہے''۔ سہل کی تلخی عروج پر تھی اور گل رخ حیران کے یہاں کا کوئی مرد بھی عورت کے لئے بول سکتا ہے۔

''ایسے مت دیکھو مجھے میں نے صرف کتابیں چاٹی نہیں ہیں، شعور حاصل کیا ہے دوسروں کو درس دیتا ہوں، خود کتنا بے بس ہوں مگر کچھ کرنا تو پڑے گا بشرط یہ کہ تم بھی میرا ساتھ دو''۔ سہل نے اس کے ہاتھ تھامے تھے۔

''مم میں......میں کیا کر سکتی ہوں''۔

''بس وعدہ کرو جب ضرورت پڑے تو اپنی ذات سے بالاتر ہو کر سوچنا ہم پہلا قدم اٹھائیں گے تو آنے والی نسلیں شاد ہو جائیں گی پھر کوئی پھوپی جان

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-



www.paksociety.com

اور زرتاج آپی شہہ پارہ کی طرح خود کو زندہ درگور نہیں کریں گی' کیوں ساتھ دوگی ناں میرا......؟"
سہل نے جو حل پیش کیا تھا' گل رخ ششدر سی اسے دیکھ رہی تھی۔
"مگر سہل! اس سب میں تو میرا نقصان ہے میرا کیا فائدہ میرا کیا قصور ہے"۔
"قصور تو کسی کا بھی نہیں ہے بات صرف یہ ہے کہ تم ایک عورت ہو اور عورت کا درد سمجھ سکتی ہو' کوئی انہونی اور غلط بات بھی نہیں کی تم' شہہ پارہ کا سوچو میں سب کو سنبھال سکتا ہوں' مگر اسے نہیں جانتی ہو وہ کس قدر تم سے محبت کرتی ہے کیا تم اس کے لئے یہ نہیں کر سکتیں حالانکہ راتوں میں جاگ کر تم اس کے لئے روتی ہو' میں جانتا ہوں"۔ گل رخ نے گہری سانس لی تھی۔
"ٹھیک ہے سہل خان! میں آپ کے ساتھ ہوں مگر ایک شرط ہے"۔
"اس شرط پہ کھیلوں گی پیا پیار کی بازی
جیتوں تو تجھے پاؤں ہاروں تو پیا تیری"
سہل نے عقیدت سے اس کے ہاتھ تھام لئے تھے۔

☆☆☆

"شہہ پارہ! تم رات کو جاگتی کیوں رہتی ہو آدھی رات تک تمہارے کمرے کی لائٹ آن تھی"۔ گل رخ کی بات پر بال بناتے اس کے ہاتھ رک گئے تھے۔
"دل کا یہ دشت عرصہ محشر لگا مجھے
میں کیا بلا ہوں رات بڑا ڈر لگا مجھے"
"اف...... ایک تو تمہاری شاعری مجھے سمجھ نہیں آتی"۔ زرتاج نے سر پیٹ لیا تھا۔
"کچھ نہیں آپی! آپ لوگ تو یونہی پریشان ہو جاتے ہیں' بس مورے جان یاد آ رہی تھیں' اور اس گل کی شادی کے بعد بہت بوریت ہوتی ہے"۔ اس نے بات ٹالی تھی مگر زرتاج اور گل رخ جانتی تھیں وہ کتنا بہادر سہی رات کا کوئی پہر ایسا ہوتا ہے جب مستقل ہمیشہ رہنے والی قید تنہائی سے انسان اکتا جاتا ہے' اپنا آپ بھی برا لگتا ہے۔
"چلو پریشان نہ ہو تمہاری بوریت اور تنہائی دور کرنے کا حل سوچ لیا ہے ان قریب تم کمرے میں اکیلے نہیں رہا کرو گی' کوئی ساتھ ہوگا"۔ گل رخ کی بات پر وہ ساکت تھی۔
"کسی کے سامنے مذاق مت کرنا جان سے مار دیں گے۔ یہاں کے مرد تمہیں"۔ زرتاج بھڑک اٹھی تھی' جب کہ شہہ پارہ اسے عجیب سی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔
"ارے بابا میں تو اس لئے کہہ رہی ہوں کہ سہل کچھ دن میں شہر چلے جائیں گے' تو میں تمہارے کمرے میں آ جاؤں گی بس"۔ گل رخ نے بات سنبھالی تھی وہ صرف شہہ پارہ کا ری ایکشن دیکھنا چاہتی تھی جو کافی مایوس کن تھا۔
"مجھے سونا ہے سر میں درد ہو رہا ہے"۔ شہہ پارہ اپنے کمرے میں آ گئی تھی در حقیقت گل رخ کی بات نے اس کا دل دھڑکا دیا تھا' رات کھانے کے بعد قہوہ پینا یہاں کی روایت رہا تھا' اب بھی مردان خانے میں سب جمع تھے' سہل نے موقع دیکھ کر تیر چلایا تھا سب سے پہلے اس کے بابا بہزاد خان اپنی جگہ سے اٹھے تھے۔
"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا جانتے نہیں' ہو شہہ پارہ کا جوڑ نہیں ہے اس خاندان میں تو کیا کسی ملازم کو تھما دیں جلال خان کی پوتی کا ہاتھ"۔
"غصہ نہ کریں بابا جان! خاندان میں نہیں ہے تو باہر کر دیں کوئی غلط بات تو نہیں ہے مسلمان ہیں تو ذات پات کیوں' کسی کو زندہ درگور کر دیں مگر خاندان سے باہر شادی نہ کریں یہ کہاں کا انصاف ہے"۔ اس کی بات پر سب خاموش تھے مگر بہزاد خان طنزیہ اسے دیکھ رہے تھے۔
"ہو گئی بات ختم؟ ہم مر سکتے ہیں مگر اپنی روایات نہیں توڑتے خاندان سے باہر کبھی نہیں ہو سکتا"۔
"ٹھیک ہے پھر اس کا جوڑ خاندان میں موجود ہے'

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

بہزاد خان کا بیٹا سہل خان یعنی میں اب منظور ہے آپ کو رشتہ"۔ سہل نے گویا بلاسٹ کیا تھا۔

"سہل خان! تم گل رخ کو دکھ نہیں دے سکتے' میں اس کا بھائی تمہیں قطعاً ایسا نہیں کرنے دوں گا"۔ ضمیر خان بول پڑا تھا۔

"میرے فیصلے پر گل رخ کو کوئی اعتراض نہیں ہے اور دوسری شادی کوئی غیر قانونی غیر شرعی فعل نہیں' اس سے پہلے بھی قبیلے میں دوسری شادیاں کی گئی ہیں' مگر صرف اپنی ذات اور مفاد کے لئے' میں یہ شادی ایک زندگی کو زندہ ہونے کا احساس دلانے کے لئے کرنا چاہتا ہوں' میرا نہیں خیال کسی کو کوئی اعتراض ہونا چاہئے اگر ہوا تو میں گل رخ کو لے کر شہر چلا جاؤں گا اور میرا اس قبیلے سے ہر تعلق ختم ہوگا' یہ ہے میرا فیصلہ"۔ وہ بہت ٹیڑھی کھیر ثابت ہو رہا تھا سب کے لئے بہزاد خان کسی طور اپنے اکلوتے بیٹے کو کھونا نہیں چاہتے تھے۔

"مگر سہل! شہہ پارہ نہیں مانے گی۔ شاید اموجان کو بھی اعتراض ہو"۔ آزاد خان نے نقطہ اٹھایا تھا۔

"گستاخی معاف چچا جان! مگر عورتوں کی کیا اوقات کہ ہمارے فیصلوں پر سوال کریں' رہی شہہ پارہ تو اس کی حیثیت کیا ہے آپ کی نظروں میں سب جانتے ہیں' شہر جانے سے پہلے اس ہفتے میں نکاح کرنا چاہتا ہوں آگے آپ کی مرضی"۔ وہ مردان خانے سے اٹھ کر چلا گیا تھا پیچھے سب بے بسی کی انتہا پر تھے۔

☆☆☆☆

سہل نے ٹھیک اندازہ لگایا تھا اموجان سے پوچھنا تو کیا تھا' صرف بتایا گیا تھا اور شہہ پارہ کو تیار کرنے کا حکم دیا گیا' اموجان تو اپنی تسبیح سنبھال کر تخت کی ہوگئی تھیں گویا وہ یہ نہیں کر سکتیں' مسئلہ شہہ پارہ کی شادی کا نہیں تھا سہل سے شادی کا تھا' بہت ہمت کرکے زرتاج کو ساتھ لے کر گل رخ اس کے سامنے آئی تھی جو تمام معاملے سے بے خبر کتاب پڑھ رہی تھی گل رخ نے اس کے ہاتھ سے کتاب نکال کر اس کے ہاتھ تھام لئے تھے۔

"اللہ خیر کرے' سہل لالہ سے لڑ کر آئی ہو کیا"۔ شہہ پارہ نے شرارت سے اسے دیکھا تھا۔

"شہہ پارہ میں بہت خوش ہوں بڑی خوشی کی بات ہے' بڑوں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہاری شادی سہل سے کی جائے ان کے علاوہ کوئی مناسب نہیں ہے"۔ گل کی بات پر اس کے پیروں سے زمین نکل گئی تھی۔

"اگر کوئی میرے لائق نہیں تو بنایا کیوں جا رہا ہے' میں نے کبھی کوئی شکایت کی' مجھ پر اتنی مہربانی کیوں جا کر منع کر دیں سب کو آج تک میری زبان نہیں چلی اب چلے گی میں کبھی تمہارا گھر برباد نہیں کر سکتی اور گل تم مان کیسے گئیں' اف! خدارا سہل لالہ نہیں کبھی نہیں"۔ وہ آؤٹ آف کنٹرول ہوگئی تھی' ان دونوں سے سنبھالنا مشکل تھا گل جا کر سہل خان کو بلا لائی تھی' سہل اندر آیا تو شہہ پارہ اکیلے اپنا سر تھامے بیڈ کی پٹی پکڑے بیٹھی تھی۔

"کیوں اتنا ہنگامہ کر رہی ہو"۔ سہل کی آواز پر جھٹکے سے جھکا سر اٹھایا تھا آج اسے نہ اپنی چادر کی پرواہ تھی نہ سہل کے دوبدو ہونے کی۔

"اگر آپ مجھے کنوینس کرنے آئے ہیں تو جا سکتے ہیں میں عین نکاح کے وقت انکار کروں گی' بے شک مجھے قتل کر دیا جائے"۔ وہ بہت نڈر اور بدتمیز ہو رہی تھی' سہل سمجھ گیا نرمی سے کام نہیں چلے گا۔

"اتنی خوش فہمی کیوں ہے کہ تم سے پوچھا جائے گا یا میں کنوینس کروں گا تو میڈم ایسا کچھ نہیں ہوگا' تم جتنا شور کرو نکاح تو کل تمہارا ہوگا مجھ سے تو بہتر ہے خوشی خوشی مان جاؤ"۔

"میں نہیں مانتی"۔ شہہ پارہ نے بات کاٹی تھی۔

"ٹھیک ہے پھر میں گل رخ کو بھی چھوڑ دوں گا اب یہ تم پہ ہے تم اپنی دوست کا بھلا چاہتی ہو یا یہ کہ وہ بھی پوری زندگی زرتاج آپی کی طرح گزارے"۔ سہل نے پینترا بدل کر اس کے دل پر وار کیا تھا۔

"میں آپ کو اس قبیلے کے ہر مرد سے الگ سمجھتی تھی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کیونکہ آپ ایجوکیٹڈ ہیں' مگر نہیں فطرت آپ کی بھی وہی ہے' برتری کا نشہ ہے ناں آپ کو جائیں کریں جو کرنا ہے مگر میں تر نوالہ ثابت نہیں ہوں گی آپ کے لئے' یاد رکھئے گا سہل بہزاد خان''۔ وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا تھا۔

''اچھی تبدیلی ہے میں ڈر رہا تھا اب بھی لالہ نہ کہہ دو''۔ جواباً شہہ پارہ نے دھماکے سے ڈریسنگ روم کا دروازہ بند کیا تھا' زرتاج نے باقاعدہ سہل کو داد دی تھی۔

''مان گئے سہل! تمہیں کیا دماغ لگایا ہے''۔

''آپ تو سمجھ گئیں مگر گل رخ بدگمان ہے' بے وقوف لڑکی تمہاری دھمکی میں نے ایسے ہی دی تھی اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا' ورنہ وہ کبھی نہیں مانتی''۔

گل اس کے درست اندازے پر جھینپ گئی تھی' اس سے پہلے کہ شہہ پارہ کوئی جذباتی قدم اٹھاتی اگلی صبح ان کا نکاح کر دیا گیا اور شام میں زرد جوڑا پہن کر وہ بہت افسردہ تھی' گل رخ سے نظریں چراتی بہت حسین لگ رہی تھی۔

''شہہ پارہ خود کو کیوں قصوروار سمجھ رہی ہو' اور کیوں اداس ہو' میں تو بہت خوش ہوں تمہارے لئے''۔ گل کی بات پر وہ طنزیہ ہنسی تھی۔

''پھر تو گینز ورلڈ ریکارڈ میں نام آنا چاہئے تمہارا' پہلی عورت ہو جو سوتن کی خوشی میں خوش ہو واہ''۔

''اتنا تلخ ہو کر مت سوچو میں ایک عورت ہوں اور عورت ہونے کے ناطے صرف میں ہی تمہارا درد کم کر سکتی تھی' مرد سے ہزار گنا زیادہ وسیع ظرف اور برداشت رکھتی ہے عورت تو کیا ضروری ہے اپنی نسوانیت کی تسکین کے لئے عورت کو تکلیف پہنچا کر سکون حاصل کیا جائے' نہیں شہہ پارہ ہزاروں مرد چھپ کر اور سرعام بغیر کسی وجہ سے اپنی ذات اور نفس کے لئے دوسری شادیاں کرتے ہیں تو پہلی بیوی برداشت کرتی ہے تو پھر سہل تو ایک اچھے مقصد ایک زندگی کو زندہ رکھنے کے لئے ایسا کر رہے تھے تو میں کیوں خود غرض بن جاؤں' ویسے بھی جب ہمارا مذہب اس کی اجازت دیتا ہے تو ہم کون ہوتے ہیں' اس شرعی فعل کو برا کہنے والے۔ اس قدم سے تمہیں آج تکلیف ہوگی مگر یاد رکھو' یہ ہمارے قبیلے کی آنے والی نسلوں کے لئے ایک نئی راہ ہوگا' تمہاری شادی کے بعد کوئی پھپھو اور زرتاج آپی کی طرح ویران نہیں رہے گا' لوگ دوسری شادی کے ڈر سے اپنی بیٹی کو قبیلے سے باہر بھی دے دیں گے' یہ کیوں نہیں سوچتیں''۔ گل رخ نے نرمی سے اسے سمجھایا تھا جس کے خاموش آنسو بہہ رہے تھے۔

''گل! مجھ سے پوچھا نہیں اوپر سے تمہارے سہل خان نے آکر مجھے دھمکی بھی دی میرا دل چاہ رہا تھا کہ......''

''آہم...... میرے نہیں اب تو تمہارے بھی ہیں بچپن سے ہم نے ہر چیز شیئر کی ہے اب انہیں بھی کریں گے یقین کرو وہ بہت اچھے ہیں اپنی سب شکایت ان کے روبرو کرنا وہ دور کر دیں گے اور کل تک صبر کرو''۔ گل رخ نے شرارت کی تھی جبکہ وہ آنکھیں موند کر لیٹ گئی تھی' رات جانے کس پہر سلگتی آنکھوں سے گلاس ونڈو کھول کر لان میں دیکھنے لگی' اچانک اسے محسوس ہوا کسی کی نظروں کے حصار میں ہے غور کیا تو سامنے کے روم کی کھڑکی میں سہل کھڑا تھا' شہہ پارہ کی نظریں جھک گئی تھیں' مگر وہ فوراً پیچھے نہ ہٹ سکی چند لمحوں میں اس کی حنائی ہتھیلی بھیگ چکی تھی اور سہل جان بوجھ کر اس کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا تھا' شہہ پارہ نے ایک جھٹکے سے گلاس ڈور بند کر دیا تھا اور سہل دھیرے سے ہنس دیا تھا۔

☆☆☆☆

شہہ پارہ رخصت ہو کر دوسرے کمرے میں آچکی تھی سہل نے گل رخ کو کمرہ نہ چھوڑنے کی ہدایت کی تھی اس وقت بھی وہ شہہ پارہ کے پاس جانے سے پہلے گل کے سامنے تھا۔

''سہل! ٹائم دیکھا ہے آپ ابھی تک یہاں ہیں اپنے کمرے میں جائیں ناں''۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''یہ کمرہ بھی میرا ہے گل رخ! میں جانتا ہوں تم نے جو کیا آسان نہیں ہے تمہاری قدر جانتا ہوں تم چاہو تو میں کبھی شہہ پارہ تک نہ جاؤں کیونکہ مقصد روایت توڑنا تھا جو ٹوٹ گئی''۔

''سہل کہنے کو صنف نازک ہیں مگر بہت ہمت ہے ہم میں' بخدا میں نے یہ سب اپنی عظمت کے لئے نہیں کیا سب سے زیادہ شہہ پارہ کا سوچا ہے' خود کو اس کی جگہ رکھ کر سوچوں تو ہول اٹھتی ہوں' میں بہت خوش ہوں آپ میری جاگیر نہیں کہ قبضہ جمالوں محبت خوشنما پھول ہوتی ہے' وہ پھول جس کی خوشبو سب کے لئے یکساں ہوتی ہے کم یا زیادہ نہیں آپ جائیں مجھے پلیز سونے دیں بہت تھک گئی ہوں''۔ سہل نے عقیدت سے اس کا ماتھا چوما تھا اور باہر نکل گیا تھا' گل رخ نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا تھا اور مسکرا دی تھی۔

شہہ پارہ کے کمرے کا منظر سہل کی توقع کے برخلاف تھا' حیران کن طور پر ہر شے اپنے مقام پر تھی اور شہہ پارہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھی تھی' سہل اس کے روبرو بیٹھا تھا' سہل بے قصور ہو کر بھی شرمندہ ہو گیا تھا' اس نے خوبصورت کنگن اس کی کلائی میں ڈالے تھے اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔

''تمہارا یہ انداز بالکل اچھا نہیں ہے تم لڑتی اچھی لگتی ہو' میں تو بہت ڈر رہا تھا تمہاری دھمکی سے کہیں میرا چہرہ نہ بگاڑ دو مگر تم نے تو بغیر لڑے ہتھیار ڈال دیئے''۔ سہل اسے بولنے پر اکسا رہا تھا۔

''کوئی انداز دکھانے کے قابل ہی کہاں چھوڑا ہے آپ نے ایک ہی وار میں زبان بند کر دی میں ہاری آپ کو جیت مبارک ہو' میں آپ کی جیت کا جشن منانے آپ کے سامنے ہوں''۔ شہہ پارہ کے الفاظ سہل کو دکھ دے رہے تھے۔

''بہت احساس والی بنتی ہو اس کا احساس نہیں تمہارے بے بنیاد الزام کتنے تکلیف دے رہے ہیں مجھے' کیا ضرورت تھی مجھے خاندان کے خلاف اس آگ میں کودتا مگر ایسا صرف تمہاری اور آنے والی نسلوں کی بھلائی کے لئے کیا تمہیں تو خوش ہونا چاہئے قربانی تو گل رخ نے دی ہے' اگر تم خوش نہیں ہو گی تو کیا فائدہ وہ تو بلاوجہ ماری گئی ناں''۔

''مجھے اپنا نہیں اس کا دکھ رلا رہا ہے جانے کس اسٹیج پر کس طرح وہ مانی ہو گی وہ خوش واہ! کبھی دل دیکھیں آپ نے دباؤ ڈالا ہو گا''۔

''بس کرو یار''۔ سہل نے اس کے آگے ہاتھ جوڑے تھے۔

''اوہ بابا کچھ نہیں کہا میں نے تمہارا پتہ نہیں مگر وہ تم سے بہت پیار کرتی ہے' کتنا بولتی ہو خاموش ہی اچھی تھیں اب چپ رہو اور ...... اجازت ہو تو میں کچھ آگے چلوں''۔ سہل کی گھمبیر آواز پر کب سے دوبدو اس کی نظریں لرز کر جھک گئی تھیں موتی پھر سے ٹوٹ کر برسے تھے' سہل تھوڑی دیر اسے دیکھتا رہا۔

''رشتہ احساس اور روح کا ہوتا ہے باطن دل جڑتا ہے ظاہری یا جسم کا نہیں ہمارے رشتے کی تو بنیاد ہی اپنے ہونے کا احساس دلاتا ہے شادی زبردستی ہوئی مگر آئندہ تمہارے جذبات مقدم ہوں گے' چلو شاباش چینج کر کے آرام سے سو جاؤ' مجبوری ہے گل کے پاس نہیں جا سکتا وہ سو رہی ہے''۔ وہ فریش ہو کر باہر آئی تو سہل آنکھوں پر ہاتھ رکھے جانے سو رہا تھا یا نہیں وہ خاموشی سے دوسری طرف آ گئی تھی مگر بالکل الرٹ تھی۔

''آرام سے سو جاؤ اٹھ کر بھاگنے کی ضرورت نہیں پڑے گی تمہیں''۔ آنکھیں بند کئے سہل کی آواز پر وہ ہل گئی تھی سر تک چادر تان لی تھی' فجر کی نماز پڑھ کر وہ بیڈ پر آئی تھی کہ سہل نے چونکا دیا۔

''اگر فارغ ہو گئی ہو تو لائٹ آف کر دو میں سکون سے سونا چاہتا ہوں ساری رات تمہاری مہربانی سے نیند نہیں آئی''۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں نے کیا کیا ہے......؟'' شہہ پارہ ورطہ حیرت میں تھی۔ سہل نے بھرپور نظر ڈالی تھی۔

''آپ کی چوڑیوں کا ساؤنڈ بہت پیارا ہے مگر مجھے نیند نہیں آئی ساری جیولری کے ساتھ انہیں بھی اتار دینا تھا میڈم''۔ سہل نے اس کے بھرے بھرے ہاتھوں پر نظر کی تھی۔

''یہ مجھ سے نہیں اترتی زرتاج آپی ہی پہناتی اور اتارتی ہیں ہمیشہ''۔ وہ خفت زدہ سی بتا رہی تھی۔

''ہمم ...... یہ مسئلہ تو میڈم میں رات کو بھی حل کرسکتا تھا' لاؤ ٹرائی کرتا ہوں یہ نیک کام کرنے کی''۔ سہل نے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

''آپ کو نیند آرہی ہے سو جائیں میں اتر والوں گی''۔ اس کی نظریں جھک گئی تھیں' سہل نے گہری سانس بھر کر اس کا ہاتھ دبا کر چھوڑ دیا' شہہ پارہ بھیگتی ہتھیلیاں اور دل سنبھالتی اسٹڈی میں آگئی تھی۔

''واقعی تر نوالہ نہیں ہے ٹیڑھی کھیر ہے یہ''۔ سہل نے مسکراتے ہوئے سر تکیہ پر ڈال دیا تھا۔

☆☆☆☆

سہل دبے قدموں چلتا گل رخ کا کپ اٹھا کر شام کی چائے میں شامل ہوا تھا۔

''سہل! یہ میری چائے ہے''۔

''کوئی بات نہیں ایک ہی بات ہے کیوں شہہ پارہ''۔

اب سہل نے شہہ پارہ کے ہاتھ سے کپ لے کر گھونٹ بھرا تھا' گل کے سامنے شہہ پارہ جھینپ گئی تھی۔

''جیلس ہوتا ہوں تم دونوں کی دوستی سے کچھ کرنا پڑے گا''۔ مجھے تم دونوں آپس میں لگ کر مجھے بھول جاتی ہو''۔

''تیسری شادی کرلیں اسے ہم اپنے پاس بھٹکنے بھی نہیں دیں گے کیوں گل......؟'' شہہ پارہ نے طنزیہ جواب دیا تھا۔

''خبردار سہل! ایسا کچھ کیا تو یہ شہہ پارہ تھی جو میں......''

''پاگل ہوگئی ہو اور کوئی کام نہیں کیا مجھے یہ دیکھو ہنس رہی ہے''۔ سہل کی بات پر شہہ پارہ کی دبی دبی ہنسی آزاد ہوئی تھی' گل اسے تھپڑ لگا کر امو جان کی آواز پر باہر نکلی تھی' شہہ پارہ کے اٹھنے کی کوشش سہل نے ناکام بنادی تھی۔

''اب آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولو کیا کہہ رہی تھیں تم''۔

''میں مذاق کررہی تھی''۔ سہل کے سنجیدہ لہجے پر وہ پریشان ہوئی تھی۔

''میری نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہو''۔ ہاتھ پر گرفت مضبوط کی تھی سہل نے۔

''زرتاج کو پتہ ہے تمہاری مہندی کا ڈیزائن اچھا ہے جس کے لئے لگائی ہے' اسے ہی نہیں پتہ آخر کب تک بچو گی''۔ سہل نے اس کے دونوں ہاتھ قابو کئے تھے' شہہ پارہ کی جان جارہی تھی۔

''خدا کے لئے سہل! چھوڑیں امو جان آجائیں گی''۔

''پہلے وعدہ کرو رات کو جلدی کمرے میں آؤ گی' ایک ہفتہ سے تمہاری چالاکی دیکھ رہا ہوں سمجھیں''۔

''پر اس میں جلدی آجاؤں گی' پلیز سہل! میرا ہاتھ چھوڑیں''۔ شہہ پارہ کی التجا پر سہل نے جھٹکے سے اسے قریب کیا تھا' جس کا دم لبوں پر تھا' سہل نے لرزتی پلکوں پر رحم کھا کر اسے چھوڑ دیا تھا' شہہ پارہ سرپٹ لاؤنج سے نکلتی گل رخ سے ٹکرائی تھی۔

''سہل آپ نے کچھ کہا ہے اسے''۔

''میں نے کچھ نہیں کہا بہت ڈھیٹ ہے تمہاری دوست''۔ اس کی شکایت پر گل رخ ہنس دی تھی۔

''آپ کو شوق تھا اب بھگتیں''۔

''خیر سیدھا تو میں کردوں گا تم جانتی ہو مجھے''۔ سہل کی شرارت پر گل بلش کرگئی تھی۔

☆☆☆☆

گھر میں میلاد کے سبب مہمانوں کی وجہ سے شہہ پارہ کو دیر ہوگئی تھی' سہل سو چکا تھا وہ خاموشی سے آکر لیٹ گئی تھی' اس دم سہل نے اٹھ کر اس کا سائیڈ لیمپ آف کیا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"ہیں...... خود آکر بند کیا مجھے کہہ دیتے خیر مجھے کیا"۔ شہہ پارہ سوچتی اپنی خیر مناتی سو گئی تھی صبح اس کا رومال دیتا ہاتھ نظرانداز کر کے بغیر ناشتہ کیئے وہ نکل گیا تھا شہہ پارہ کا اطمینان تب غارت ہوا تھا' جب شام میں گل رخ امو جان کے ساتھ پھپھو مرجان طرف چلی گئی تھی اور رات 9 بجے سہل بغیر بات کیئے کھانا کھائے اپنے روم میں چلا گیا تھا' تب مجبوراً اسے کمرے میں جانا پڑا تھا' جہاں سہل کوئی ٹیبلٹ کھا کر بیڈ پر لیٹ رہا تھا' شہہ پارہ نے ڈرتے ہوئے اس کے سر کو چھوا تھا جو دہک رہا تھا۔

"سہل! آپ کو بخار ہے کچھ کھالیں خالی پیٹ میڈیسن نہیں کھاتے"۔ اس کی آواز پر سہل نے جھٹکے سے اس کا ہاتھ ماتھے سے ہٹایا تھا۔

"میں زندہ رہوں یا مروں تمہیں کیا"۔ سہل غرایا تھا شہہ پارہ نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔

"آپ کیوں کر رہے ہیں ایسا میرے ساتھ آپ تو سب جانتے ہیں پھر بھی"۔ بات کے آخر تک اس کی آواز رندھ گئی تھی۔

"میں نے کہاں کچھ کیا ہے تمہارے ساتھ یہی تم چاہتی تھیں اب مسئلہ کیا ہے"۔

"پلیز سہل! میری غلطی تھی آپ خود کو تکلیف نہ دیں مجھے تکلیف ہوتی ہے آئی ایم سوری فار ایوری تھنگ"۔

"واقعی......" سہل نے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا جو اثبات میں سر ہلا کر پلکیں جھکا گئی تھی۔

"مگر یہ احسان عظیم کیوں......؟" ایک اور طنز کیا تھا جواباً خاموشی تھی۔

"کیا کچھ سلسلہ محبت ہو گیا ہے مس شہہ پارہ"۔

"نہیں نہیں ایسا کچھ نہیں ہے اصل میں......"

"میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کیا جھوٹ بولو گی کبھی کیا تم نے سوچا ہے کہ لہجے ٹوٹ جاتے ہیں"۔ سہل نے اس کے لڑکھڑاتے لہجے پر اپنے یقین کی مہر ثبت کی تھی شہہ پارہ بہتی لڑیوں کے ساتھ اس کی بانہوں میں چہرا چھپا گئی تھی۔

"گل رخ کہہ رہی تھی میں تمہیں منا نہیں سکوں گا دیکھو کیسے منایا مان گئی ناں گل تم مجھے"۔ سہل نے کمرے میں آئی گل کو مخاطب کیا تھا شہہ پارہ حیران تھی۔

"گل! تم تو ایک ہفتے کے لئے گئی تھیں ناں......؟"

"سوری شہہ پارہ! یہ ہمارا پلان تھا تاکہ سہل کو کچھ وقت ملے بہت ہی بدتمیز اور بڑے ہیں آپ دونوں"۔ شہہ پارہ نے دونوں کو لتاڑا تھا۔

"سوری شہہ پارہ"۔ گل نے اس کے ہاتھ تھامے تھے۔

"نہیں گل! تمہاری غلطی نہیں تمہارا تو احسان ہے مجھ پر ان فرسودہ روایات پر' ہاں انشاء اللہ ہماری کوشش رنگ لائے گی تمہاری قربانی رنگ لائے گی مگر سفر جاری رکھنا ہے اس امید پر کہ ظالم لاقانونیت سے بھرپور جرگے اپنی روایات کی آگ میں کسی لڑکی کو زندہ جلانے کا حکم نہ دیں حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کی رضا سے قربانی دی انسانیت کو بچانے کے لئے اور ہم اس آخری نبی ﷺ کے امتی ہو کر عورت کو زندہ جلا رہے ہیں جو حالت جنگ میں بھی عورت پر ظلم کی اجازت نہیں دیتے' اپنے نبی ﷺ اور تمام انبیاءؑ کی قربانی کو بھول گئے ہیں چلو اس عید قربان پر عہد کریں انسانیت کو بچانے کے لئے خود کو قربان کریں گے۔

"عید مبارک"۔ سہل نے دونوں کے ہاتھ تھامے تھے جو مسکرا کر ایک دوسرے کے گلے لگ گئی تھیں۔

"ہماری عیدی"۔ شہہ پارہ نے ہاتھ آگے کیا تھا۔

"یار عید تو آنے دو ابھی تو ایڈوانس میں مبارکباد دی ہے"۔ سہل گھبرا گیا تھا۔

"ویسے اصولاً تو آج عید تمہاری ہے تم کیا دو گی مجھے"۔ گل رخ کے جاتے ہی سہل نے شہہ پارہ کو نشانے پر لیا تھا جو گلنار چہرہ لئے رخ موڑ گئی تھی' سہل کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

☆☆......☆☆☆......☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

القریش پبلی کیشنز کے نئے ناول شائع ہو گئے ہیں

ناول	مصنفہ	قیمت
اب کرمیری رفوگری	سائرہ رضا	-/600 روپے
رگِ جاں سے جو قریب تھے	صالحہ محمود	-/600 روپے
دل کی دہلیز پہ	اشتیاق فاطمہ	-/600 روپے
میرے ہمنوا کو خبر کرو	فاخرہ گل	-/600 روپے
زندگی کی حسین راہ گذر	سمیرا شریف طور	-/400 روپے
وہ اک لمحہ محبّت	سمیرا شریف طور	-/400 روپے
دردِ دل	نبیلہ عزیز	-/900 روپے
زرد پتوں کا شجر	نایاب جیلانی	-/400 روپے

القریش پبلی کیشنز
سرکلر روڈ، چوک اُردو بازار لاہور
فون: 37652546 – 042-37668958

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

روشانے عبدالقیوم بونیری

سلسلے وار ناول

دیدۂ عبرت نگاہ

''جنون' جذام اور برص''۔ وہ فوراً بولے۔

''ہوں' جب پچاس سال کی عمر کو حالت اسلام میں پہنچتا ہے تو؟''



پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''اس کا حساب ہلکا کر دیتے ہیں''۔

''ہوں، جب ساٹھ سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو؟''

''اس کو اپنی طرف رجوع کی توفیق دیتے ہیں''۔

''ہوں، جب ستر سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو؟''

''تو سب آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں''

''ہوں، جب اسی سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو؟''

''تو اس کے حسنات یعنی (اچھائیاں) لکھتے ہیں اور سیئات یعنی (برائیوں) کو معاف کر دیتے ہیں''۔ وہ بلا انکے فر فر جواب دے رہے تھے۔

''ہوں، پھر جب نوے سال کی عمر ہو جائے؟''

دوسری قسط



Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"بندے کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیتے ہیں' اس کو اپنے اہل بیت کے معاملے میں شفاعت کا حق دیتے ہیں اسے قبول فرماتے ہیں اور اس کا لقب اسیر اللہ فی الارض (یعنی زمین میں اللہ کا قیدی) ہو جاتا ہے' کیونکہ اس عمر میں پہنچ کر عموماً انسان کی قوت ختم ہو جاتی ہے کسی چیز میں لذت نہیں رہتی' قیدی کی طرح عمر گزارتا ہے"۔

"آخری سوال؟ جب ارذل عمر کو پہنچ جائے؟" اس نے کتاب بند کر کے سعید صاحب کو دیکھا۔

"وہ نیک اعمال جو وہ جوانی کی عمر میں کرتا تھا برابر نامہ اعمال میں لکھے جاتے ہیں اور اگر کوئی گناہ کر لیتا ہے تو وہ نہیں لکھا جاتا"۔ سعید صاحب کا جملہ ختم ہوا تو وہ کتاب رکھ کر اپنے بیڈ سے اٹھ کر باپ کے پلنگ پر پاس آ بیٹھی۔

"تو جب ہمارا اللہ اتنا مہربان ہے' ہم کیوں افسردہ ہوں' یہ تو نا امیدی ہوئی اور نا امیدی اللہ کی ذات کی نفی ہوتی ہے' اتنے مہربان رب کی ذات کی نفی کر کے ہم کیوں گناہ گار بن جائیں وہ' میں دیکھ رہا ہے' ہمارے حال سے باخبر ہے' ہم کیوں اسے ناراض کریں' وعدہ کریں آپ آئندہ افسردہ نہیں ہوں گے"۔ اس نے باپ کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

"کیا کروں بیٹی' بندہ بشر ہوں' شیطان وسوسوں میں ڈال دیتا ہے کمزور دل کو' اللہ نے اتنی اچھی بیٹی دی ہے' جو منٹوں میں میری افسردگی ختم کر دیتی ہے پھر بھی میں مایوس ہوتا ہوں تو شاید میری کم نصیبی ہے یہ وعدہ کرتا ہوں آئندہ نا امید نہیں ہوں گا' اور اگر ہو بھی گیا تو جانتا ہوں میری پیاری نیک سی بیٹی مجھے ٹھیک کر دے گی"۔ وہ آبدیدہ ہو گئے' حرم نے ان کے آنسو پونچھے انہیں دوا کھلائی اور چادر ٹھیک کرتی لائٹ بند کر کے پلنگ پر آ بیٹھی۔

کئی پل بیت گئے اس نے اپنے باپ کو دیکھا وہ ہلکے ہلکے خراٹے لیتے سو چکے تھے حرم کو بالکل نیند نہیں آ رہی تھی وہ کچن میں چائے بنانے آ گئی' اس نے موم بتی جلائی اور چائے کا پانی چڑھا کر آنچ ذرا سی تیز کر کے وہ کپ اٹھانے لگی کپ اور چھلنی سلیب پر رکھ کر وہ مڑی تو دروازے کے عین بیچ کھڑے لمبے تڑنگے سائے کو دیکھ کر دل کر دل تھاما تھا' ایکدم اس سائے نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارا اور کچن میں روشنی پھیل گئی اس نے مقابل کی خوف سے پھیلی آنکھوں اور دل پر رکھے نازک دودھیا ہاتھ کو دیکھ کر خود کو بہت بے بس محسوس کیا تھا۔

"اتنی اچھی لڑکی کیسے رل رہی ہے اس کی جگہ یہ گھر تو نہیں ہے"۔

وہ شرمندہ ہوا تھا کہ اس کی وجہ سے حرم خوفزدہ ہوئی تھی۔

"آپ اتنے اندھیرے میں کیوں کام کر رہی ہیں' لائٹ کیوں نہیں جلائی؟" وہ سنبھل کر بولا تھا۔ حرم کا خوف اطمینان میں بدل گیا ورنہ اچانک سے لمبا سا سایہ دیکھ کر اس کی جان نکل گئی تھی۔

"مجھے رات کو موم بتی کی روشنی میں چائے بنانا اچھا لگتا ہے"۔ وہ رخ موڑ کر بولی۔

"یہ نہ کہہ سکی کہ اگر کچن کی لائٹ اتنی رات کو جلتے دیکھ لی چچی نے تو اس کی شامت آ جائے گی' کیا کیا طعنے اسے سننے کو نہ ملیں گے"۔

"واہ بہت عجیب لڑکی ہے' اس سے شادی کر کے تو میں بہت مزے میں رہوں گا' رات کو موم بتی جلا کر چائے بنانے والی لڑکی کے ساتھ زندگی بہت سہل ہو گی"۔ فرحان نے اس کی عجیب و غریب سی منطق سن کر سوچا تھا۔ اس کی پشت پر لہراتی لمبی چوٹی کو تکتے وہ خوابوں کی راہ گزر پر چل نکلا جس میں وہ اکیلا نہ تھا یہ اداس و کم گو سی حسین لڑکی بھی سنگ تھی۔ چائے بن گئی تو وہ کپ میں ڈالنے لگی' اسے حیرت ہو رہی تھی کہ فرحان اب تک وہاں کیوں موجود تھا' اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

"اگر برا نہ لگے تو ایک کپ مجھے بھی چاہیے؟" فرحان کی بھاری آواز پشت سے ابھری۔ اس نے فرحان کو

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کپ پکڑایا اور اپنا کپ لے کر اس کے پاس سے گزرنے لگی۔

''ہم دونوں کزن ہیں، سگے چچازاد کوئی اجنبی تو نہیں' کیا ہم ایک ساتھ چائے بھی نہیں پی سکتے ؟'' فرحان کی بوجھل مردانہ آواز میں کیا کچھ نہ تھا دکھ' شکوہ' امید' محبت' اپنائیت' حرم ساکت ہوگئی' ٹھہر گئی دل کی دھڑکن نامعلوم انداز میں دھڑکنے لگی' وہ ایسے لہجوں کی عادی کب تھی' چچا اور باپ کے سوا اس نے کسی مرد سے بات کرنے کی ہمت نہیں کی تھی' وہ بچپن سے ہی شرمیلی اور الگ طبیعت کی تھی۔ اس کی ہمت نہ تھی رات کے اس پہر اکیلے فرحان کے ساتھ چائے پینے کی مگر وہ صرف یہی سوچ کر رک گئی کہ فرحان بھائی کیا سوچیں گے' حرم کو مجھ پر بھروسہ نہیں' ان کے مجھ پر اتنے احسانات ہیں' ابو سے اتنی محبت کرتے ہیں اور میں ان کی بات نہ مان کر بدگمان کردوں''۔

دونوں کے بیچ خاموشی در آئی تھی۔

حرم یوں سر جھکائے کھڑی تھی گویا کوئی قصور کر بیٹھی ہو اور فرحان اسے غنیمت جانے اس کے کھلے سر کو تکتا جارہا تھا۔

''کیا غضب ہے کہ اس کی خاموشی
مجھ سے باتیں ہزار کرتی ہے''

''چائے بہت اچھی بنی ہے''۔ کچھ تو کہنا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا حرم کبھی خود سے نہیں بولے گی۔ وہ بیچاری کیا کہتی سر اثبات میں ہلا گئی۔

''شکریہ''۔ فرحان نے دیکھا کہ وہ کپ ہاتھ میں پکڑے اس کے سامنے پینے سے کترا رہی تھی اور کپ تھامے ہاتھ پر ہلکی کپکپاہٹ کا گمان بھی ہو رہا تھا اسے بہت افسوس ہوا۔

''آپ چائے پئیں ناں' ٹھنڈی ہو جائے گی''۔ فرحان کے کہتے ہی وہ چونکی اور سر اٹھا کر فرحان کو دیکھا۔

''ہوں......جی''۔ نگاہیں جھکا کر جلدی سے کپ لبوں سے لگایا اور بڑا سا گھونٹ بھرا' جیسے اگر حکم کی تعمیل نہ کی تو وہ سزا دے دے گا۔

''اتنی حسین اور ذہین لڑکی کتنی قابل رحم حالت میں ہے اگر تائی زندہ ہوتیں تو یہ آج اپنے گھر میں اک مختلف حرم ہوتی' پر اعتماد حرم!'' اسے حقیقتاً بہت دکھ تھا۔

وہ اس سے آٹھ سال چھوٹی تھی' تائی کی زندگی میں وہ جب بھی ان کے ہاں جاتا وہ فراک میں لمبے بالوں کی پونی ٹیل بنائے حسین پھولوں سی نازک بنی پڑھائی میں مگن ملتی' تایا تائی نے اسے شہزادیوں کی طرح سینت سینت کر رکھا تھا' اور آج وہ لوگوں کی جوتیاں سیدھی کررہی تھی' ملازمہ بنی دن رات کام میں جتی رہتی' صرف اور صرف دو وقت کی روٹی اور سر چھپانے کی چار دیواری کی ضرورت کے لئے' وقت بھی انسان کو کیسے کیسے حالات سے گزارتا ہے۔

''آپ نے آگے پڑھائی کا کیوں نہیں سوچا' حالانکہ اچھے خاصے گریڈ لے کر ہر سال کامیاب ہوتی تھیں آپ؟'' فرحان نے یونہی خیال آنے پر پوچھا مگر مقابل کا تو رنگ اڑ گیا۔

''آپ خاموش کیوں ہیں؟'' فرحان نے اس کے گریز اور گھبراہٹ کو محسوس کر کے پوچھا۔

''وہ......ابو اکیلے ہوتے ہیں' ہر وقت ان کے پاس رہنا پڑتا ہے' اسی لئے آگے پڑھنے کا خیال ہی نہیں آیا' میں انہیں اکیلا چھوڑ کر پڑھنے نہیں جاسکتی''۔ وہ نگاہیں جھکا کر بولی فرحان کو اس کی آواز نم سی لگی تھی۔

''وہ گھر سے نکلنا نہیں چاہتی تھی نیا محلہ نئے لوگ وہ تو تھی بھی ڈرپوک اور بزدل سی اور پھر اس محلے میں اکبر جنگجو کی کارروائیوں کے زبان زد عام قصے تو وہ سن ہی چکی تھی بلکہ اسے تو اکثر گھر کے اندر بھی ڈر لگتا جیسے اکبر جنگجو

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

وہاں چھپا اسے دیکھ رہا ہو وہ بہت متوحش اور خوفزدہ رہتی تھی زبیدہ کو اس کا وجود گھر میں کھٹکتا تھا ان کا بس چلتا تو اسے ہاتھ سے پکڑ کر باہر چلتا کرتیں ناں کہ اسے پڑھائی کرنے دیتیں' فرحان کے دوست کی اکیڈمی میں اسے سفارش پر نوکری دلوائی' اشفاق چچا اور فرحان کو ابھی تک اس بات کی خبر نہ تھی وہ لوگ گھر کی بہو بیٹیوں سے پیسے کمانے کے حق میں نہیں تھے پھر حرم تو بہت نازک اور نازوں میں پلی تھی' زبیدہ نے اس کے آنسو اور خوف کچھ اثر نہ لیا وہ بہت خوفزدہ تھی گھر سے نکلنا نہیں چاہتی تھی مگر زبیدہ نے خوب لتاڑا ان کے آگے اس جیسی کمزور لڑکی کی بھلا کہاں چلتی' اسے یہ بھی باور کروا دیا گیا تھا اگر گھر میں مردوں کو خبر ہوگئی تو صاف کہہ دینا میں اپنے ہنر کو زنگ نہیں لگانا چاہتی اسی لئے اپنی پڑھائی کو اکیڈمی میں بروئے کار لا رہی ہوں اور وہ سوائے ماننے کے کچھ نہ کر سکی' باپ معذور چارپائی پر پڑا تھا' وہ انہی کے رحم و کرم پر تھی چچا سے شکایت کرنے کا تو وہ مر کر بھی تصور نہیں کر سکتی تھی اس کی طرف سے زبیدہ مطمئن تھیں۔ وہ فرحان سے کچھ نہ کہہ سکی۔ خاموشی کا یہ طویل وقفہ بہت تکلیف دہ تھا۔

''حرم!'' اس کی پکار پر حرم کا دل اچھل کر حلق تک آ پہنچا۔

''آپ...... سب بہت یاد آؤ گے گھر اپنا وطن اور آپ سب اپنے بہت تکلیف دہ ہوتا ہے' اتنے دن رہ کر واپس پردیس جانا'' ۔وہ کہنے کچھ جا رہا تھا اور زبان سے کچھ اور نکل گیا۔ حرم نے جملہ مکمل ہونے تک سانس روک رکھا تھا اس کی پکار ہی پتہ دے رہی تھی کہ وہ کیا کہنا چاہ رہا ہوگا۔

حرم اس کے جواب میں کیا کہتی' وہ دو قدم چل کر سلیب تک گئی اور سنک میں چائے کے برتن دھونے لگی' فرحان بھی اس کے پیچھے چلا آیا۔

''چائے کے لئے شکریہ' بہت مزہ آیا چائے کا' کافی عرصے بعد'' ۔وہ یہ نہ کہہ سکا کہ یہ رات اور اس کے ساتھ پی ہوئی اس کے ہاتھ کی مزے دار چائے وہ کبھی بھلا نہ پائے گا۔ فرحان نے اپنا کپ بھی سلیب پر رکھا حرم نہایت پھرتی سے برتن دھو کر ہاتھ دھوتی کچن سے جانے لگی۔

''شکریہ'' فرحان کی دھیمی آواز اس کی سماعتوں نے بخوبی سنی تھی وہ باہر نکل آئی۔ فرحان اوپر کی طرف بڑھ گیا۔

اپنے کمرے سے نکلتی زبیدہ نے دونوں کو کچن سے آگے پیچھے نکلتے دیکھ لیا تھا' حرم کی نگاہیں ان سے ملیں تو وہ زمین میں گڑ گئی کیونکہ زبیدہ نہایت خشمگین نظروں سے اسے گھور رہی تھیں۔ اس کی ٹانگیں کانپنے لگیں رنگ زرد پڑ چکا تھا۔

''اچھا تو یہاں یہ ڈرامہ چلتا ہے رات کو اور میں تمہیں معصوم سمجھ کر بے فکری سے جا کر سو جاتی ہوں' میرے پیچھے یہ سارے گل کھل رہے ہیں'' ۔وہ طنز کے تیر برساتی اس کے پاس چلی آئیں حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹکا تھا' منہ میں تو زبان پہلے ہی نہ تھی' زبیدہ کے سامنے تو وہ گونگی پڑ جاتی تھی۔

''گھر میں جگہ دے رکھی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں میرے ہیرے سے بیٹے کو پھانس لو گی اور میں تمہیں اپنی بہو بنا لوں گی' یہ غلط فہمی دل سے نکال دو' میں اپنے فرحان کے لئے کھاتے پیتے امیر خاندان سے دلہن لاؤں گی' تم جیسی مسکین اور اکیلی نہیں ہوگی جس کے پیچھے بہت سے رشتے ہوں تاکہ کل کو میرا فرحان اکیلا نہ پڑے' وہ مضبوط ہو'' ۔ان کی باتیں اس کا گلا کاٹ رہی تھی وہ مجبور تھی سوائے تڑپنے کے کچھ نہ کر سکی۔

''زیادہ ٹسوے بہا کر مظلوم بننے کی ضرورت نہیں' اپنے چچا اور میرے معصوم بچے کو تمہاری یہ ادائیں بے وقوف بنا سکتی ہیں میری جیسی جہاندیدہ عورت کو نہیں' بولو کیا کر رہی تھیں اتنی رات کو فرحان کے ساتھ' شرم نہیں آتی تمہیں میسنی' جس تھالی میں کھاتی ہو اسی میں چھید کرتی ہو' سارے گھر میں تمہیں کچن ہی ملا تھا میرے بیٹے کو پھانسنے کے لئے بے حیا'' ۔انہوں نے اس کا نازک بازو اپنے مضبوط ہاتھوں میں دبوچ کر گرفت سخت کرتے

www.paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اسے کئی جھٹکے دے کر چبا چبا کر کہا تھا۔ اتنے بے باک الزام پر حرم شرم سے کٹ کر رہ گئی۔

''بولو......اب یہ رونا دھونا کس لئے؟'' وہ اس کو زار و قطار روتے دیکھ کر غرائی تھیں۔

''میں......چائے بنانے......آئی تھی......فرحان بھائی آئے......اور انہوں نے بھی چائے بنانے کو کہا' میں بس چائے بنا کر دے رہی تھی''۔ روتے روتے بمشکل اس نے اپنی صفائی پیش کی تھی۔ زبیدہ حرم کو بخوبی سمجھتی تھیں اور اپنے خون پر بھی پورا اعتبار تھا مگر حرم کو دبانے اور ڈرانے کا کوئی موقع وہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتی تھیں اس کی بات پر اک ہاتھ اسے جڑ دیا۔

''یہ بات پہلے نہیں بک سکتی تھیں' میرا اتنا ٹائم ضایع کیا' نیند بھی بھاگ گئی' مجھے فرحان پر پورا بھروسہ ہے' مگر آج کل کی لڑکیوں پر اعتبار نہیں کرنا چاہئے' باہر سے جتنی معصوم دکھتی ہیں اندر سے اتنی ہی پوری ہوتی ہیں''۔ اپنی بات اسے سنا کر وہ سارا الزام اس کے سر ڈالتی کچن کی سمت چلی گئیں۔ وہ ست ہوتی ٹانگوں کو گھسیٹتی بمشکل اپنے پلنگ تک آئی تھی۔ اس الزام کی کسر رہ گئی تھی۔

''زندگی تو مجھے اور کتنے امتحانوں سے گزارے گی' میں اتنی بہادر نہیں' تھک گئی ہوں' کیا اس دنیا میں کوئی ایسا نہیں جو مجھے خوشیاں دے' میری عزت کرے' میرا کوئی نہیں اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ میری کوئی وقعت ہی نہیں' میں بھی تو انسان ہوں''۔ زندگی کا یہ پہلا معصوم سا شکوہ تھا جو اس کے دل اور زبان پر آیا تھا۔ پلنگ پر لیٹی وہ گھٹ گھٹ کر رو رہی تھی' باپ سے اپنا دکھ بھی تو چھپانا تھا' بدنصیبی اتنی کہ وہ کھل کر اپنے دکھ پر رو بھی نہیں سکتی تھی۔

☆☆☆☆

''فلک نے بہت کہا آنے کو اس کی خواہش تھی لڑکیوں سے مل لے گی' مگر میں نے منع کر دیا' اچھا نہیں لگتا' بس میں ملنے آ گئی' بہت دن ہو گئے تھے پھر فرحان بھی آیا ہوا ہے' سوچا اس سے بھی ملاقات ہو جائے گی''۔ روبینہ کی بات اور آمد پر زبیدہ اب تک حیران تھیں کہاں تو وہ خوشی غمی میں تھوڑی دیر کو آ جاتی تھیں آج جانے کیا بات ہو گئی تھی جو وہ صبح ہی صبح آ گئی تھیں۔

''بچیاں کہاں ہیں؟'' زبیدہ کی خاموشی محسوس کر کے وہ بات بڑھانے کو ادھر ادھر دیکھتے بولیں' جس کو ان کی نظریں تلاش رہی تھیں وہ سامنے کچن کی کھڑکی میں سے کام کرتے نظر آ گئی تھی۔

''سو رہی ہیں' آج وہ دونوں گھر پر رکی ہیں' کل فرحان بھی واپس چلا جائے گا' بھائی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارنا چاہتی ہیں''۔ وہ بادل نخواستہ وضاحت دیتے ہوئے بولیں۔

بیٹیوں کا صبح دیر تک سونا انہیں بہت کھٹکتا تھا مگر وہ دونوں کہاں کسی کی سنتی تھیں؟

''اور بیٹے کی شادی کا کچھ سوچا' ماشاء اللہ سے اب تو بہت اچھا کمانے لگا ہے' محلے بھر میں فرحان بیٹے کی تعریفوں کا چرچا ہے''۔ روبینہ نے بظاہر سکون سے مسکراتے ہوئے کہا تھا مگر دل ہی دل میں ڈر رہی تھیں کہ شاید حرم کے لئے انہوں نے سوچ رکھا ہو۔

''اللہ کا احسان ہے' اتنی فرمانبردار اولاد اللہ کسی کسی کو دیتا ہے' مجھے اپنے بیٹے پر فخر ہے اللہ نظر بد سے بچائے اسے' شادی تو میں اس کی بہت اونچے گھرانے میں کرواؤں گی' سارا زمانہ دیکھے گا''۔ فرحان کے ذکر پر وہ ہمیشہ پرجوش ہو جاتی تھیں۔ ان کی بات پر روبینہ کے دل کی دھڑکن چل پڑی' اک اطمینان پورے وجود میں پھیل گیا (شکر ہے مالک تیرا) دل میں خدا کا شکر ادا کیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"ماشاءاللہ...... خدا تمہاری خواہش پوری کرے اس کی خوشیاں دکھائے"۔ روبینہ نے دل سے دعا دی تھی۔

"وہ...... تمہارے دیور کی بیٹی کیا نام تھا بھلا؟ ہاں حرم وہ کیسی ہے؟ دل لگ گیا یہاں؟" وہ اصل بات پر آئیں۔

"ہاں خوش ہے' اسے یہاں کس شے کی کمی ہے' جو دل نہیں لگے گا"۔ حرم کے ذکر پر ان کا منہ کڑوا ہو گیا' روبینہ ان کے مزاج سے بخوبی واقف تھیں ان کا دل دکھ سے بھر گیا۔ حرم نے دوپہر کے لئے سالن تیار کر لیا برتن دھو کر جگہ پر رکھتی وہ منہ ہاتھ دھو کر دوپٹے سے پونچھتی باہر نکلی تھی' آج اکیڈمی بھی جانا تھا ان دنوں فرجان کی وجہ سے کافی مہمان آتے تھے اس کی اچھی خاصی چھٹیاں ہو گئی تھیں کل سر فیصل نے اسے ڈانٹ بھی پلائی تھی۔ وہ لاؤنج میں مہمان خاتون کو بیٹھا دیکھ کر جھجک کے رک گئی تھی۔ سمجھ نہیں آیا کہ ان کے پاس جا کر سلام کرے یا کمرے میں جا کر اکیڈمی جانے کی تیاری کرے' زبیدہ کے مزاج کا بھی پتہ نہیں چلتا تھا ہر آئے گئے کے سامنے بھی لتاڑ کر رکھ دیتی تھیں۔ وہ الجھن میں گرفتار انگلیاں مروڑتی وہیں کھڑی رہی۔

"آؤ بیٹی! رک کیوں گئیں؟ میرے پاس آؤ"۔ روبینہ اسے دیکھ کر کھڑی ہو گئیں۔ حرم پسینے میں نہا گئی' ایک قطعی اجنبی عورت کا اس کے لئے کھڑا ہونا اور اتنے پیار سے مخاطب کرنا اس کے لئے کسی امتحان سے کم نہ تھا۔ اس نے خوفزدہ ہو کر زبیدہ کی طرف دیکھا۔

"اکبر کی ماں ہے کوئی غیر نہیں' آ کر مل لو"۔ زبیدہ نے جس انداز سے منہ بنا کر کہا تھا وہ سمجھ گئی تھی کہ کس اکبر کی ماں ہو سکتی ہیں وہ خاتون رہا سہا اعتماد بھی زائل ہو گیا' اس کا جی چاہا کسی کی پرواہ کئے بغیر وہاں سے بھاگ جائے مگر اس میں اتنی ہمت نہ تھی۔

"السلام علیکم"۔ وہ پاس آ کر سر جھکاتے ہوئے آہستگی سے بولی۔

"وعلیکم السلام جیتی رہو' ماشاءاللہ"۔ روبینہ نے دو قدم آگے بڑھ کر اس کے ماتھے پر محبت بھرا بوسہ دیا۔ وہ اتنی وارفتگی پر بے ہوش ہونے کو تھی' یوں لگ رہا تھا اکبر سامنے کھڑا ہو۔

"بیٹھو حرم بیٹا! گھبراؤ نہیں' میں تمہاری ماں کی طرح ہوں' مجھ سے کیا گھبرانا"۔ انہوں نے حرم کا ہاتھ پکڑ کر پاس بٹھایا اور محبت سے اسے دیکھنے لگیں۔

"مجھے تو یہ چکر ہی کچھ اور لگ رہا ہے' کس خوش فہمی میں ہے یہ روبینہ؟ اس کے غنڈے اکبر کو میں حرم جیسی معصوم لڑکی دے دوں گی ہونہہ...... بری ہوں مگر اتنی بھی نہیں' اس کو تو ایک چھوڑ دس بہترین رشتے مل جائیں گے اس غنڈے سے اب میں رشتہ داری بناؤں گی بھی نہیں' روبینہ بیگم بہت جلد تمہاری یہ خوشی ملیا میٹ کر دوں گی' تم پہلے منہ سے بھاپ تو نکالو' یہ محبتیں کس خوشی میں ہو رہی ہیں؟" زبیدہ نے چونک کر روبینہ کے حرم کی طرف التفات کو ملاحظہ کیا تھا۔ حرم کے گود میں رکھے ہاتھ کانپ رہے تھے' جھکی پلکیں لرز رہی تھیں وہ صوفے کے کنارے پر یوں ٹکی تھی گویا ابھی بھاگ نکلے گی' روبینہ کو صاف محسوس ہو رہا تھا کہ وہ خوفزدہ ہے۔

"بیچاری بن ماں کی بچی ایک بار میرے گھر آ جائے اتنے پیار سے رکھوں گی کہ ہر خوف اور ڈر بھول جائے گی"۔ وہ پچھلی بار اشفاق صاحب کی طبیعت کا پوچھنے آئی تھیں تو واپسی پر انہوں نے فلک سے پوچھا تھا کہ یہ خاموش سی لڑکی کون ہے وہ اس وقت پائپ لگائے صحن دھونے میں مگن تھی نازک سے ہاتھ بہت نفاست سے صفائی میں جتے ہوئے تھے سیاہ لباس میں دوپٹہ اوڑھے گم صم واداس سی یہ لڑکی ان کے دل میں گھر کر گئی تھی اپنے اردگرد سے بے نیاز پورے گھر کا کام کرتے ہوئے اسے کسی شے سے سروکار نہ تھا' فلک نے بتایا کہ اشفاق چچا اپنے بڑے بھائی کو گھر لے آئے ہیں حرم انہی کی بیٹی ہے ماں کا کچھ سال پہلے انتقال ہو چکا تھا' اور پھر فلک کی بات پر وہ حرم کو

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

پاک سوسائٹی پر موجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایتُ اللّٰہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللّٰہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

www.paksociety.com

اپنی بھابی کے روپ میں دیکھنا چاہتی ہے دل میں دبی خواہش انگڑائی لے کر شدت سے بیدار ہوئی تھی۔

''حرم جاؤ! تم ذرا بہنوں کو تو جگا لو' اتنی دیر ہوگئی' یہ لوگ ابھی تک نحوست پھیلائے سو رہی ہیں''۔ زبیدہ سے اور برداشت نہ ہوا تو گھبرائی سی بیٹھی حرم کو بہانے سے اٹھا دیا اسے تو بس اسی بات کا انتظار تھا اس کا بس چلتا تو فوراً دوڑ لگا لیتی اس کے جاتے ہی روبینہ بھی کھڑی ہوگئیں' زبیدہ نے ناچاہتے ہوئے بھی جھوٹے منہ چائے کا کہا مگر روبینہ مزید ٹھہرنا نہیں چاہتی تھیں۔ حرم نیچے آ گئی تو وہ جا چکی تھیں۔

''ادھر آؤ''۔ اسے کمرے کی سمت جاتا دیکھ کر زبیدہ نے آواز دی۔

''جی چچی''۔ وہ پاس آ گئی۔

''اکبر سے شادی کرنا چاہتی ہو؟ اگر ہاں تو صاف صاف بتا دو''۔ وہ صوفے پر ٹانگ چڑھائے بیٹھی تھانیدارنی لگ رہی تھیں۔

''جی......؟'' وہ ہونق بنی ان کو دیکھے گئی۔

''اگر تمہیں اکبر پسند ہے چاہتی ہو کہ تمہاری شادی اس سے ہو' تو مجھے بتا دو' میں روبینہ سے بات کرتی ہوں''۔ حرم کو اس سے پہلے بھی زبیدہ سے اتنا خوف محسوس نہیں ہوا تھا جتنا کہ اس وقت۔

''نہیں''۔ اس کے آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو آ گئے' اتنی سنگین بات بھلا وہ کیسے سوچ سکتی تھیں حرم کے بارے میں' حالانکہ وہ تو اکبر کو جانتی تک نہ تھی بس غائبانہ تعارف سنا تھا اس بلا کا۔

''کیا نہیں......؟ بھئی اگر شادی کرنی ہے تو صاف صاف بتاؤ؟'' وہ ہنوز اس کے خوف کو ہوا دے کر مزے لے رہی تھیں وہ بھی تو یہی چاہتی تھیں کہ حرم کو اتنا ہراساں کریں کہ وہ کبھی اکبر کے گھر والوں کے سامنے نہ آئے۔

''مجھے اس...... سے شادی...... نہیں کرنی چچی...... پلیز''۔ وہ ہچکیوں سے منہ پر ہاتھ رکھ کر رونے لگی۔

''بھئی مجھے تو لگتا ہے' تمہیں وہ لوگ اچھے لگتے ہیں' میں نے سوچ لیا ہے روبینہ سے کہہ کر سادگی سے نکاح اور رخصتی کی چھوٹی سی تقریب رکھ لیں گے''۔ انہیں لگا حرم ابھی دو سیکنڈ میں بے ہوش ہو کر گر پڑے گی۔

''پلیز چچی!'' وہ بھاگ کر آئی اور ان کے قدموں سے لپٹ کر زار و قطار التجا کرنے لگی۔

''پلیز ایسا نہ کریں' میں مر جاؤں گی' مجھے اس سے شادی نہیں کرنی' پلیز مجھے بچا لیں''۔ وہ جس طرح رو رہی تھی زبیدہ کا سخت دل موم بن کر پگھل گیا' ان کا تو ارادہ تھا خوب اسے خوفزدہ کریں گی مگر وہ جتنی نازک اور بزدل تھی انہیں ڈر تھا کچھ ہو نہ جائے ورنہ سارا نام ان پر آ جائے گا۔

''اچھا اچھا' اب بس کرو' اٹھو یہاں سے''۔ انہوں نے سخت لہجے میں اسے ڈپٹا اور کندھوں سے پکڑ کر پاس بٹھا لیا۔

''اگر وہ لوگ تمہیں اتنے ہی ناپسند ہیں تو کیوں تم پھر روبینہ کے پاس آ کر لاڈ وصول کر رہی تھیں''۔ کب سے جو بات انہیں کھٹک رہی تھی بالآخر زبان پر آ ہی گئی۔

''آپ نے تو بلایا تھا مجھے''۔ وہ آنسو صاف کرتے ڈرتے ہوئے بولی زبیدہ کا کیا بھروسہ تھا شاید اس بات پر اک ہاتھ جڑ دیتی' انہوں نے اس کی سرخ روئی روئی خوفزدہ نم آنکھوں میں گھور کر جھانکا۔

''ساری زندگی ننھی کاکی بنی رہنا' کبھی میرے کہے بغیر بھی کچھ سمجھ جایا کرو' اب وہ گھر آئی مہمان تھی بھرم تو رکھنا تھا میں نے بلا بھی لیا تو تم کوئی بہانہ کر کے وہاں سے ٹل جاتیں' مگر نہیں بھئی تم تو معصوم ہو جو چچی نے کہہ دیا اسے پتھر پر لکیر سمجھ کر قبول کر لیا''۔ انہوں نے بھی خوف تاک تاک کر نشانے لگائے۔

''پلیز چچی! آئندہ میں کبھی ان کے سامنے نہیں آؤں گی مگر پلیز ایسا مت کریں مجھے اس آدمی سے بہت

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ڈر لگتا ہے پلیز چچی میں مر جاؤں گی"۔ وہ پھر سے رونے لگی۔

"میں بھی تو تمہارا بھلا چاہتی ہوں، نہ ہی تم ان کے سامنے آؤ گی اور نہ ہم اس جھنجھٹ میں پڑیں گے، میں کسی سے نہیں ڈرتی مگر اس اکبر سے چاہ کر بھی خود کو ڈرنے سے باز نہیں رکھ سکتی، جتنا بندہ اس سے دور رہے گا اتنا ہی سکون میں ہوگا، اس کے سامنے آنے کا مطلب ہے ساری زندگی سر پکڑ کر رونا تم معصوم ہو، خوبصورت ہو اور سب سے بڑھ کر بزدل ہو، وہ اگر تمہارے حسن سے متاثر ہو گیا تو تم جیسی کمزور لڑکی کو حاصل کرنا اس جیسے خطرناک غنڈے کے لئے مشکل نہیں پھر تمہیں تمہاری یہ زبیدہ چچی بھی بچا نہیں پائے گی، میری اپنی بیٹیاں بھی اس کے سامنے آتی ہیں مگر تمہاری بات اور ہے تم بہت حسین ہو، میں نہیں چاہتی کہ ہمارا اس سے کوئی ناطہ جڑے، بندہ زبان سے بات کرتا ہے مگر وہ جنگجو گولی کی زبان سے بات کرتا ہے، میری مانو تو کبھی اس کے سامنے نہ آنا، میں نے خبردار کر دیا ہے باقی تمہاری مرضی"۔ انہوں نے گویا ہاتھ جھاڑے مطلب ان کا کام ختم، وہ جتنا اسے خوفزدہ کرنا چاہتی تھیں حرم اس سے کئی گناہ زیادہ ڈر گئی تھی۔ وہ تھر تھر کانپتی روتی رہی۔

"اب ایسے بیٹھی کیا رو رہی ہو، اکیڈمی نہیں جانا کیا؟" انہوں نے پھر سے جھاڑ پلائی۔

"مجھے باہر جانے سے بہت...... ڈر لگ رہا ہے"۔ اس نے مارے خوف کے اپنا کانپتا ہاتھ منہ پر رکھا۔

"عجیب بے وقوف لڑکی ہو اب ایسی بھی اندھیر نہیں مچی، پاگل وہ تو پھر سے شہر چھوڑ کر روپوش ہو گیا ہے اور اس طرح چلا جائے تو بہت عرصے بعد لوٹتا ہے، باہر گھات لگائے تھوڑی بیٹھا ہے کہ حرم نکلے گی اور وہ تمہیں پکڑ کر لے جائے گا، پتہ نہیں تمہارا کیا بنے گا لڑکی، میرے بغیر تو تم کسی کام کی نہیں"۔ وہ جھلا کر بولیں اس کا خوف تو کم نہیں ہوا تھا مگر دل کو ڈھارس ضرور ہو گئی۔

"اٹھو بھی"۔ اسے سوچوں میں گم بیٹھے دیکھ کر زبیدہ نے گرکا وہ اٹھی تھی۔

"نہ رہے گی بین نہ بجے گی بانسری"۔ حرم کی نازک پشت پر لہراتی لمبی چوٹی پر نگاہیں جمائے وہ مسکرائی تھیں۔ اس بات سے بے خبر کہ قسمت کیا طے کئے بیٹھی تھی۔

☆☆☆☆

"کہاں جا رہی ہیں؟" وہ جو اندر داخل ہوا حرم کو بیگ اور فائل تھامے سیاہ چادر میں لپٹے دیکھ کر پوچھ لیا۔

"وہ......" حرم سہم کر گڑبڑائی تھی، بے بسی سے نگاہیں جھک گئیں۔ اس کی لرزتی پلکیں کانپتے ہونٹ اور سہما سہما سا انداز فرحان کو بے خود کر گیا، جو پوچھا تھا اس کا جواب بھی خوفزدہ محبوب کے حسن نے بھلا دیا۔

"اس کی صورت کو جب سے دیکھا ہے
میری آنکھوں پہ لوگ مرتے ہیں"

"کیا ہوا حرم! رک کیوں گئیں؟" زبیدہ اسے دروازے میں کھڑا دیکھ کر پاس چلی آئیں۔

"فرحان بیٹا! تم کب آئے؟" وہ فرحان کو دیکھ کر سنبھل گئیں۔

"ابھی آیا ہوں، حرم آپ نے جواب نہیں دیا، کہاں جا رہی ہیں؟" ماں کو جواب دے کر وہ حرم سے گویا ہوا۔

"اللہ میاں کی گائے ہے یہ کمبخت، ڈبوئے گی اس کی یہ بزدلی ہمارے خاندان کو"۔ انہوں نے سر جھکائے مجرموں کی طرح ہاتھ کی انگلیاں چٹخاتی حرم کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"اکیڈمی جا رہی ہے"۔ اس کے بجائے زبیدہ نے جواب دیا۔

"یہ تو بہت خوش آئند بات ہے، کس چیز میں داخلہ لیا ہے؟" وہ خوش ہوا، وہ خاموش رہی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

www.paksociety.com

''یہ پڑھ نہیں رہی' بلکہ پڑھا رہی ہے''۔ زبیدہ ہی اس کے سوالوں کا جواب دے رہی تھیں۔
''کیا......؟''فرحان کی مسکراہٹ غائب ہوگئی۔
''پڑھا رہی ہے مگر کیوں؟''اب کی بار زبیدہ بھی خاموش رہ گئیں جواب نہ دے سکیں۔
''آپ لوگ جواب کیوں نہیں دیتے آخر ایسی کیا مجبوری آگئی کہ حرم کو گھر سے نکلنا پڑا' آپ لوگ جانتے بھی ہیں کہ ہمارے خاندان میں یہ روایت نہیں' میں پردیس میں اپنوں سے دور بیٹھا کس لئے کما رہا ہوں' آپ سب لوگوں کے لئے' کیا حرم کا خرچ اس گھر میں پورا نہیں ہوتا جو یہ خود کمانے نکلی ہے؟''فرحان کو بہت دکھ بلکہ صدمہ پہنچا تھا' حرم کی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئیں۔
''بیٹے ایسی کوئی بات نہیں' حرم کو اس گھر میں کسی چیز کی کمی نہیں' بس آج کل کی لڑکیوں کو عادت نہیں گھر میں فارغ بیٹھنے کی' پریشان ہو جاتی ہیں پھر ماشاء اللہ سے اس کے پاس ڈگری ہے یہ خود چاہتی تھی کہ اپنے ہنر کو کام میں لائے گھر بیٹھے اس کی شخصیت کو گھن لگ جائے گا' اب بھلا میں کیا کرتی' اس کی خواہش ماننے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا میں اسے سگی بیٹی سمجھتی ہوں' پھر کیسے اس کی بات رد کر دیتی''۔ ہمیشہ کی طرح کسی کی پرواہ کئے بغیر وہ اپنی کہہ گئیں۔
''سوری اماں! میں سمجھا تھا شاید یہ ضرورت کے تحت نکلتی ہیں گھر سے' میری تربیت جیسے آپ نے کی ہے' آپ جانتی ہیں ہم بہن بیٹیوں کی کمائی نہیں کھا سکتے''۔ وہ ماں کی وضاحت پر شرمندہ ہو گیا۔
''سوری حرم! اگر آپ کو برا لگا ہو''۔ اب کے وہ آنسو ضبط کرتی حرم سے مخاطب ہوا۔
''چلو جاؤ' حرم! تمہیں دیر ہو رہی ہے''۔ زبیدہ نے خاموش کھڑی حرم کو مخاطب کیا۔
''آیئے میں چھوڑ آتا ہوں''۔ وہ نکلنے لگا۔
''ارے بیٹا! تم تھک گئے ہو گے جا کر آرام کرو' میں ویسے بھی نسرین (پڑوسن) کے ہاں جا رہی ہوں چھوڑ آؤں گی''۔ وہ فرحان کو روک کر اسے اشارہ کرتیں دروازے کی سمت بڑھی تھیں وہ روبوٹ کی مانند ان کی تقلید میں چل پڑی' فرحان کو اپنے کمرے میں مجبوراً جانا پڑ گیا۔
''میرے معصوم سے بیٹے کو اپنے جال میں پھنسا لیا ہے کمبخت نے' حسین چہرے کے بل بوتے پر' کیسے تڑپ گیا تھا اس گھنی کی نوکری کا سن کر' خوب سکھا پڑھا کر مری ہے بھشتن''۔ انہوں نے سلگ کر دائل سینے سے لگائے خود حرم کو دیکھا یوں لگ رہا تھا گویا ابھی ان سے لپٹ جائے گی۔
''ہونہہ...... خوب سمجھتی ہوں یہ چالبازیاں' میں نہیں متاثر ہونے والی''۔
''کل چلا جائے گا فرحان...... کوئی ضرورت نہیں اس کے سامنے آنے کی' میں نہیں چاہتی جاتے وقت اس کی نظر تم پر پڑے۔ کمبخت کا حسین بھولا بھالا چہرہ اسے وہاں کہاں چین سے رہنے دے گا' میرے بیٹے سے دور رہو' بہت رحم دل ہے میرا معصوم سا بیٹا ترس کھا کر کہیں بیوی ہی نہ بنا لے اس کو۔ لو نسرین کا گھر آ گیا اب تم بھی جاؤ' اور بہادر بنو کب تک میرے پلو سے بندھی رہو گی' ساری زندگی میں تو تمہارے ساتھ نہیں رہوں گی ناں''۔ وہ سلگ کر کہتے نسرین کے گھر میں گھس گئیں' حرم نے آنسو پونچھ کر خوفزدہ سے انداز میں قدموں کی رفتار بڑھا دی تھی۔

☆☆☆☆

گھر میں گزرنے والی آخری رات اس نے بہت بے چینی میں گزاری تھی کھڑکی میں کھڑے ہو کر چاند کو تکتے ہوئے وہ خود سے لڑ رہا تھا۔
''اے دل جب اظہار کی طاقت نہیں تھی' تو محبت کیوں کی؟ محبت تو بہادر بنا دیتی ہے پھر میری محبت بزدل

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کیوں اس کے معصوم چہرے کو دیکھ کر میرے قدم رکنے لگتے ہیں اس کی اداس آنکھیں دیکھ کر میری نظریں الجھنے لگتی ہیں اس کے بغیر میرا دل بہت ویران ہے کیسے کہوں کہ میں صرف اسے دیکھنے آیا ہوں وہ میرے گھر میں رہتی ہے میری خوش نصیبی ہے کہ میں نے اپنی محبت کو اپنے ہی گھر میں چلتے پھرتے رہتے بستے کام کرتے دیکھا ہے کتنی قریب محسوس ہوئی تھی اب پھر سے دوری حائل ہونے والی ہے میں کیونکر پردیس میں چین سے رہ پاؤں گا"۔ وہ کھڑکی سے ہٹا اور کمرے سے نکل کر سیڑھیاں اترنے لگا۔

وہ اپنے مہربان نجات دہندہ کے روپ میں فرحان کو سوچنے لگی تھی وہ دل میں آنے کو دروازے پر منتظر کھڑا تھا کہ کب یہ بند کھواڑ کھلے اور اس دکھی لڑکی کو قفس سے رہائی دلا کر اپنے سنگ لے جائے۔ آنکھیں بند کیے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ کھڑکی سے آتی ہوا نے اس کے سر سے دوپٹہ سرکا دیا وہ یوں مسکرائی جیسے کسی نے ہاتھ سے سرکا دیا ہو کسی کے آنے کی آہٹ محسوس کر کے اس نے موندیں آنکھیں کھولیں اور سیدھی ہو بیٹھی۔

فرحان بند دروازے کے پاس کھڑا دستک کے لیے ہاتھ اٹھانے کو تھا حرم پلنگ سے پاؤں لٹکاتی چپل پیروں میں اڑس کر دوپٹہ پہنتی بھاگ کر دروازے تک آئی تھی۔ کیا دل جو ترغیب دے رہا تھا صحیح تھا خوف تو تھا ہی مگر دل کے دھڑکنے کی آواز احتیاط بھی کر رہی تھی۔

اسے انجان راستوں پر گزر جانے کی خواہش تھی
محبت میں امر ہو جانے کی مر جانے کی خواہش تھی
وہ کہتا تھا جیون تیرگی ہے
اور ہمیں اس تیرگی میں رنگ بھرنے ہیں روشنی کے
اور یہ ہم کو مختصر سے چند لمحے جو میسر ہیں
یہ لمحے ہمیں محبت سے آباد کرتے ہیں
کسی کو دور سے دیکھنا اور کسی سے بات کرنی ہے
جہاں پہ دن گزر جائیں وہیں پر رات کرنی ہے
وہ کہتا تھا محبت کا کوئی موسم نہیں ہوتا
یہ ہر موسم کا جذبہ ہے جو کبھی بھی کم نہیں ہوتا
ادھوری سی محبت ہے ہمیں تکمیل کرنی ہے
محبت کو نئے ڈھب سے بسر کرنے کی خواہش
اسے شب بھر جگاتی ہے
نہ جانے کون سی خواہش اسے ہر پل رلاتی ہے
شناسہ تھا ہر ایک سے بہت انجان رہتا تھا
اسے ہر شخص کو حیران کر جانے کی خواہش تھی
محبت میں امر ہو جانے کی مر جانے کی خواہش تھی

اس نے دھڑکتے دل پر قابو پاتے مسکرا کر دروازہ کھولا وہاں کوئی نہ تھا رات کا خاموش سناٹا ہر سوں چھایا ہوا تھا۔ وہ دروازہ بند کر کے واپس اپنی جگہ پر آئی تھی۔

"یہ میں کیا کرنے لگا تھا میرے اللہ!! شکر ہے تو نے بچا لیا" میں اس جان سے پیاری معصوم سی لڑکی کو ذلتوں

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کے دلدل میں دھکیلنے جارہا تھا اگر کوئی دیکھ لیتا تو میری نیت بری نہ سہی پر وہ تو بدنام ہوجاتی، میں اس کا کزن ہی سہی پر کون یقین کرتا کہ رات کے دو بجے میں اس کے پاس کیا کرنے جارہا تھا۔ میں تو عزت سے باہر چلا جاتا پیچھے اس بیچاری کے لئے نفرتوں کی اونچی دیواریں تعمیر کر جاتا، جسے ڈھاتے ڈھاتے وہ خود ڈھے جاتی''۔ کمرے میں پہنچ کر اس نے دروازہ لاک کیا، اور ماتھے پر آیا پسینہ صاف کرکے سر پکڑتا کمرے میں کھڑا تھا۔

''مجھے اپنے سوال کا جواب مل گیا، محبت لوگوں کو بہادر بناتی ہے مگر مجھے میری محبت نے بزدل کیوں بنایا؟ صرف حرم کے لئے، اس کی وجہ سے میں کمزور پڑ گیا ہوں، میں اسے تاریکیوں میں نہیں دھکیل سکتا، میں خاموش رہوں گا، صرف اور صرف حرم کے لئے، مجھے اس کی لاج رکھنی ہے، ورنہ یہ دنیا اس جیسی معصوم لڑکی کو جینے نہیں دے گی، وہ جینے لگا تھا مگر محبت نے اسے ہارنے پر مجبور کر دیا تھا۔

☆☆☆☆

سنا ہے اس محبت میں
بہت نقصان ہوتا ہے
مہکتا جھومتا جیون
غموں کے نام ہوتا ہے
سنا ہے چین کھو کر وہ
صبح و شام روتا ہے
محبت جو بھی کرتا ہے
بہت بدنام ہوتا ہے
سنا ہے اس محبت میں
کہیں بھی دل نہیں لگتا
بنا اس کے نگاہوں میں کوئی موسم نہیں جچتا
خفا جس سے محبت ہو وہ جیون بھر نہیں ہنستا
بہت انمول ہے وہ دل
اجڑ کے پھر نہیں بستا
سنا ہے اس محبت میں بہت نقصان ہوتا ہے

رات جاگنے کی وجہ سے دن میں دیر تک وہ سوتا رہا، زبیدہ نے صبح سے حرم کو گھن چکر بنا کر کاموں میں الجھا رکھا تھا اور خود اس کے پاس سے ٹلنے کا نام نہیں لے رہی تھیں، دل میں چور تھا کہیں بیٹا جاتے جاتے کوئی عہد و پیماں نہ باندھ جائے اس دو ٹکے کی لڑکی سے یہی خوف انہیں حرم کے سر پر منڈلانے پر مجبور کر رہا تھا۔ پورے گھر کی صفائی اور کچن کا کام ختم کروا کر وہ اسے اکیڈمی خود چھوڑ کر آئیں اور باہر کا دروازہ لاک کر دیا، بیٹیاں ماں کا بولایا بولایا عجیب سا رویہ اور حرکتیں دیکھ کر حیران تھیں وہ سمجھ رہی تھیں شاید فرحان بھائی کے جانے کا دکھ انہیں الجھا رہا ہے، فرحان غسل کر کے تیار نیچے آیا تو ماں نے خود ناشتہ لا کر سامنے رکھا اور دیر تک اس سے باتیں کرتی رہیں۔

''کہاں جارہے ہو؟'' اسے باہر کی طرف جاتا دیکھ کر وہ بغیر چپل پہنے صوفے سے اٹھ کر اس کے پاس تیزی سے آئی تھیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"دوستوں سے ملنے جا رہا ہوں' پھر جانے کتنا عرصہ لگے واپس آنے میں۔" وہ اداسی سے مسکرایا۔

"فیصل سے بھی ملنے جاؤ گے؟" وہ جھجک کر نظریں چراتے بولیں۔

"فیصل کی ہی اکیڈمی میں حرم پڑھاتی تھی۔"

"نہیں امی! وہ ایئرپورٹ سی آف کرنے آئے گا۔" وہ ماں کی بے قراری کو حیرت سے دیکھتا بولا۔

"اچھا پھر جلدی آنا' میں انتظار کروں گی۔" وہ ہاتھ ملتے ہوئے عجیب سے لہجے میں بولیں۔

"پلیز امی! ریلیکس' میں پہلی بار تھوڑی جا رہا ہوں' اچھا آپ فکر نہ کریں آدھے گھنٹے تک آؤں گا اور پھر فلائٹ تک کا ٹائم آپ کے ساتھ گزاروں گا' اب تو خوش ہو جائیں۔" وہ ان کے گرد بازو لپیٹ کر ساتھ لگاتے ہوئے محبت سے بولا۔

"جیتے رہو۔" اس کی اس قدر محبتیں اور توجہ پر ان کی آنکھیں نم ہو گئیں' ماشاءاللہ خدا نظر بد سے بچائے"۔ وہ باہر جاتے فرحان کے لمبے چوڑے سراپے کو تکتیں دل ہی دل میں بولیں اور اندر چلی آئیں۔ اس نے وعدہ پورا کیا آدھے گھنٹے میں واپس آیا اور سارا وقت انہی کے ساتھ گزار دیا' سب نے دوپہر کا کھانا بھی اکٹھے مل کر کھایا تھا۔ دو بجے اس کی روانگی تھی آخر وقت تک اس کی بے قرار نظریں وہ حسین چہرہ تلاشتی رہیں مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس چہرے کو منع تھا محبوب کو دیکھنے سے' وہ مجبور تھی' زبیدہ بیٹے کی تکلیف کو محسوس کر رہی تھیں مگر وہ ممتا کے ہاتھوں مجبور خود غرض بن گئی تھیں وہ ٹیکسی میں بیٹھا' ٹیکسی روانہ ہوئی جس وقت حرم نے گلی میں قدم رکھا' زبیدہ سعدیہ اور سیماب دھول اڑاتی ٹیکسی کو نم آنکھوں سے دور جاتا دیکھتی رہیں اس کا دل ڈوب گیا۔

"تو فرحان بھائی چلے گئے" ٹیکسی نظروں سے اوجھل ہوئی تو دونوں بہنیں اندر چلی گئیں حرم اور زبیدہ باہر رہ گئی تھیں۔

"بیٹی' مجھے تمہاری فرمانبرداری پر کوئی شبہ نہیں جیتی رہو' میں نے بیٹے کی آنکھوں کے خواب پڑھ لیے تھے مگر مجبور تھی' تم ابھی بچی ہو' کم عمر ہو' ماں بنو گی تو ممتا کا خوف اور مجبوری سمجھ جاؤ گی' مجھے معاف کر دینا میں خود غرض بن گئی تھی"۔ انہوں نے روتے ہوئے حرم کو سینے سے لگا لیا' حرم کو سخت گیر سی زبیدہ آج پہلی بار مہربان سی ماں محسوس ہوئی تھیں ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے' شاید بیٹے کی دوری نے اثر دکھایا تھا۔

☆☆☆☆

ایک مہینہ لگا تھا انہیں سنبھلنے میں' بیٹے کے جانے کا غم انہیں چپ کر گیا تھا' وہ تیز طرار سی زبیدہ اب دکھائی نہ دیتیں رفتہ رفتہ بدلنے لگیں اور وہی چیختی چلاتی طنز کے طعنے مارتی زبیدہ بن گئیں۔

حرم باپ کی دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ گھر کے سارے کام بھی ذمہ داری سے نبھاتی اور اکیڈمی بھی باقاعدہ سے جاتی' اب تو شفیق صاحب کو بھی پتہ چل گیا تھا کہ وہ خود کمانا چاہتی ہے' اچھا تو نہیں لگا تھا مگر کیا کہہ سکتے تھے خاموش رہے' وہ فائل سینے سے لگائے سیاہ چادر میں لپٹی بے خبر چلی آ رہی تھی گلی کی طرف آتے نکڑ پر کچھ آدمی باتیں کرتے نظر آئے وہ ہمیشہ کی طرح سر جھکائے نیچے دیکھتی جا رہی تھی۔

"اکبر بھائی اس بار تم کچھ جلدی نہیں آ گئے؟ بھاگنا پڑا تھا کیا؟" ہنستی مسکراتی آواز کسی مرد کی تھی۔ اکبر کے نام پر حرم کے کان کھڑے ہو گئے۔

"اللہ کیا یہ واپس آ گیا ہے چچی نے تو کہا تھا کافی عرصہ تک باہر روپوش رہے گا"۔

"اکبر جنگجو بھاگنے والوں میں سے نہیں' بھگانے والوں میں سے ہے' کام تو اس بار بہت تھگوا تھا مگر بہت آسانی سے کم وقت میں پورا کر آیا ہوں' واہ واہ ہو رہی ہے ہر جگہ' بڑے بڑوں نے اپنے ساتھ شامل ہونے کی دعوت دی ہے' مگر میں جکڑ جانے والوں میں سے نہیں' آزاد رہنا پسند کرتا ہوں' اپنی من مرضی سے کام کرتا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ہوں‘‘۔ یقیناً اس کی پشت تھی حرم کی طرف مگر آواز ہو بہو وہی دبنگ اور دوٹوک تھی جو اس دن اس نے اپنے گھر میں سنی تھی۔ اس کے ماتھے پر پسینہ پھوٹ نکلا پیر یوں تیز ہو گئے گویا پہیے لگ گئے ہوں۔

’’اللہ میری حفاظت کرنا‘‘۔

’’اچھا یار! یہ تو بتاؤ‘ تم ہر کام اتنی آسانی سے کر کے پولیس سے بچ کیسے جاتے ہو؟‘‘ بہت دلچسپی سے یہ سوال پوچھا گیا تھا۔

’’ابے کیسے جاہل ہو تم جو ابھی تک اکبر بھائی کا اصول نہیں جانتے‘‘۔ اکبر کے بجائے اس کا چمچہ محسن بولا تھا۔

’’کیسا اصول؟‘‘ اسی شخص نے دوبارہ پوچھا۔

’’لوگ پہلی بار میں بولتے ہیں دوسری بار میں سمجھاتے ہیں مگر ہمارے اکبر بھائی پہلی بار میں بولتے ہیں اور دوسری بار میں گولی چلاتے ہیں‘‘۔ وہ اپنی بات پر محظوظ ہو کر قہقہہ لگا گیا۔ اکبر نے اسے چپت لگائی تھی۔

’’یہ بھی تو بول...... ماں کی دعا ہے میرے ساتھ‘‘۔ اب کی بار قہقہہ لگانے والوں میں اکبر بھی شامل تھا‘ حرم خوف سے بے ہوش ہونے کو تھی گھر میں داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کیا اور کچن میں آ گئی فائل سلیب پر رکھ کر اس نے اسٹیل کے گلاس میں پانی انڈیل کر لبوں سے لگایا ہاتھ کی کپکپاہٹ کی وجہ سے وہ پی کم رہی تھی گرا زیادہ رہی تھی زبیدہ نے ریموٹ رکھ کر کچن کی سمت رخ کیا آج انہیں حرم بہت خوفزدہ لگی تھی دروازے سے کچن تک جاتے ہوئے ان کی تیز نظروں نے تھر تھر کانپتی حرم کا مکمل جائزہ لیا تھا۔

’’حرم!‘‘ انہوں نے کچن کی چوکھٹ تھامے اسے آواز دی۔ وہ پہلے ہی خوفزدہ تھی ان کی آواز پر اسٹیل کا گلاس زمین پر گرا اور شور پیدا کرتا رک گیا‘ سارا پانی نیچے گر گیا تھا۔

’’کیا ہوا؟ تم ٹھیک ہو؟‘‘ وہ حیران تھیں۔

’’چچی‘‘۔ وہ اتنا کہہ کر رو پڑی۔

’’الٰہی خیر...... بولو کیا ہوا؟ کچھ کر تو نہیں آئیں؟‘‘ وہ دو ہتھڑ سینے سے لگاتیں دو قدم آگے آئیں۔

’’چچی...... وہ...... اکبر؟‘‘ اتنا کہہ کر وہ خوفزدہ سی پھر سے رونے لگی۔

’’اللہ‘‘ چچی نے اکبر کے نام پر دہل کر سینے پر ہاتھ رکھا تھا۔

’’کیا کہہ دیا اس جلاد نے؟ کہیں تمہیں دیکھ تو نہیں لیا؟‘‘ وہ بہت خوفزدہ ہوئیں۔

’’نہیں وہ...... گلی میں کھڑا تھا‘ میں نے نہیں دیکھا اسے‘‘۔ وہ روتے ہوئے بمشکل بولی۔

’’تو پھر کہیں اس نے تو نہیں دیکھ لیا تمہیں؟‘‘ وہ پاس آ کر اس کا کندھا تھامے جھنجھوڑنے لگیں۔

’’نہیں...... چچی! مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے‘ میں باہر نہیں جاؤں گی‘‘۔ وہ بہت خوفزدہ تھی کسی بچی کی طرح ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

’’عجیب بے وقوف لڑکی ہو‘ سہا کر رکھ دیا میرے دل کو...... میں سمجھی بد معاش نے جانے کیا کہہ دیا جو تم اتنا ڈری ہوئی ہو‘ کچھ نہیں ہوتا‘ بس آتے جاتے احتیاط کیا کرو‘‘۔ وہ لاپروائی سے کہہ کر کچن سے نکل گئیں۔

’’حرم! امی کہہ رہی ہیں روٹی ڈال دو‘ سب کو بھوک لگی ہے‘‘۔ سیماب نے اس کے حال پر توجہ دینے کی زحمت بھی نہ کی‘ پیغام پہنچا کر چلی گئی۔

☆☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

(باقی آئندہ)

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ردا کی ڈائری

روشنی فاطمہ فیصل کی ڈائری سے

نوشی گیلانی کی نظم

ہم نے سوچ رکھا ہے
چاہے دل کی ہر خواہش
زندگی کی آنکھوں سے اشک بن کر
بہہ جائے
گھر کی ساری دیواریں
چھت سمیت گر جائیں
اور بے مقدر ہم
اس بدن کے ملبے میں
خود ہی کیوں نہ دب جائیں
تم سے کچھ نہیں کہنا
کیسی نیند تھی اپنی، کیسے خواب تھے اپنے
اور اب گلابوں پر
نیند والی آنکھوں پر
نرم خو سے خوابوں پر
کیوں عذاب ٹوٹے ہیں
تم سے کچھ نہیں کہنا
گھر گئے ہیں راتوں میں
بے لباس باتوں میں
اس طرح کی راتوں میں
کب چراغ جلتے ہیں، کب عذاب ٹلتے ہیں
اب تو ان عذابوں سے
بچ کے بھی نکلنے کا راستہ نہیں جاناں!
جس طرح تمہیں سچ کے لازوال لمحوں سے
واسطہ نہیں جاناں!
ہم نے سوچ رکھا ہے تم سے کچھ نہیں کہنا

مہوش جواد کی ڈائری سے

منشی منظور حسین کی غزل

جس نے لوٹا تھا میرا گھر یار میرے سامنے
دیر تک روتا رہا وہ یار میرے سامنے
جو گناہوں میں رہا میرے برابر کا شریک
بن رہا ہے اب وہ با کردار میرے سامنے
میں بھی دل سے اس کی کم ظرفی کا قائل ہو چلوں
میری چاہت سے کرے انکار میرے سامنے
اس زمانے کی خوشی پہ میرا حق بھی تھا ضرور
پر زمانہ بن گیا دیوار میرے سامنے
آئینے پر مارنے کو سنگ اٹھایا جب کبھی
تیرا چہرہ آگیا ہر بار میرے سامنے
میرے فن کی سلطنت کو لوٹنے کے واسطے
آگئے منظور سب فنکار میرے سامنے

سیدہ تحسین ساجد کی ڈائری سے

امجد اسلام امجد کی ایک خوب صورت غزل

پیڑ کو دیمک لگ جائے یا آدم زاد کو غم
دونوں ہی کو امجد ہم نے بچتے دیکھا کم
تاریکی کے ہاتھ پہ بیعت کرنے والوں کا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

سورج کی بس ایک کرن سے گھٹ جاتا ہے غم
رنگوں کو کلیوں میں جینا کون سکھاتا ہے
شبنم کیسے رکنا سیکھی تتلی کیسے رم
آنکھوں میں یہ رکنے والے خواب نہ رکنے پائیں
دل کے چاند چراغ کی دیکھو تو نہ ہو مدھم
ہنس پڑتا ہے بہت زیادہ غم میں بھی انسان
بہت خوشی سے بھی تو آنکھیں ہو جاتی ہیں نم

ایم جے قریشی کی ڈائری سے

نوشی گیلانی کی نظم

جہیز کی خاطر
گھر میں بیٹھی
ایک مفلس کی
میں ہوں بیٹی
اور ہم وطنوں سے
پوچھ رہی ہوں
جہیز پیارا مجھ سے کیوں ہے
کوئی بتائے ایسا کیوں ہے

شائقہ ایاز کی ڈائری سے

نوشی گیلانی کی غزل

ریزہ ریزہ سپنوں والے ٹوٹے چہرے آدھے لوگ
جانے والے کب آتے ہیں کیوں کرتے ہیں وعدے لوگ
آس میں بیٹھی شہزادی کی مانگ میں چاندی جھانک چکی
اتنی دیر سے کیوں آئے ہیں آخر یہ شہزادے لوگ
پیار کی راہ پہ انگلی تھامے اندھا دھن چل پڑتے ہیں
نہ جھی میں مر جاتے ہیں ہم سے سیدھے سادے لوگ
ہم دونوں میں کون ہے مجرم یہ طے ہونا مشکل ہے
آدھا شہر ہے حامی تیرا ساتھ ہیں میرے آدھے لوگ

مہوش جواد کی ڈائری سے

نوشی گیلانی کی غزل

چراغِ دشت سے زندہ جلا گیا مجھ کو
یہ درد رات کے لمحوں میں کھا گیا مجھ کو
ہمیں تو پھول کی خوشبو پہ نیند آئی تھی
نجانے خاک پہ کیسے سلا گیا مجھ کو
یہاں تو وقت کی آنکھوں سے خون ٹپکتا ہے
یہ میزبان کہاں بٹھا گیا مجھ کو
تیرے حجاب کو چھو کر ہوائیں آتی ہیں
یہی خیال تو پتھر بنا گیا مجھ کو
ہمارے ضبط کی دنیا مثال دیتی ہے
نکل کے آنکھ سے آنسو رلا گیا مجھ کو

آسیہ علی کی ڈائری سے

محسن نیازی کا کلام

بچھڑتے وقت
اس نے کہا تھا
نہ سوال کرنا
نہ جواب ملے گا
مجھے بھول جانا
قرار ملے گا
ہم اس مقام پر تھے
نہ سوال کیا
نہ جواب ملا
نہ بھول سکے
نہ قرار ملا

☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اشعار

عانیہ نیازی ۔۔۔۔۔۔ ربوہ

تجھ سے نہیں وقت سے ناراض ہوں میں
جو بھی تجھ کو میرے واسطے نہیں ملا

امبرین حیدر ۔۔۔۔۔۔ اسلام آباد

ہم شہر بھر میں اذیت پسند مشہور ہیں
گر دعا چاہیے تو میرا دل دکھایئے

صدف منیر ۔۔۔۔۔۔ سرگودھا

غم زندگی، غم بندگی، غم دو جہاں، غم کارواں
میری ہر نظر تیری منتظر تیری ہر نظر میرا امتحاں

دھنک ناز ۔۔۔۔۔۔ کراچی

اگرچہ کوئی بھی اندھا نہیں تھا
لکھا دیوار کا پڑھتا نہیں تھا
تم نے کون سی اچھائی کی ہے
چلو مانا کہ میں اچھا نہیں تھا

حنا علی ۔۔۔۔۔۔ ملتان

آگہی کا عذاب اب باقی ہے
کھل گئی آنکھ خواب باقی ہے
وقت تتلی تھا اڑ گیا کب کا
ڈائری میں گلاب باقی ہے

نور علی ۔۔۔۔۔۔ لیہ

کچھ تجھ کو محبت پر یقین تھا نہ وفا پر
کچھ دکھ میری تقدیر میں لکھا بھی بہت ہے
بینائی اندھیروں سے بھلا کیسے بچاتا
اک شخص ترے ہجر میں جاگا بھی بہت

ثناء حیات ۔۔۔۔۔۔ کراچی

محبتوں میں عداوتیں کیسی
چاہنا کسی کو تو پھر شکایت کیسی
جب تمہارا اس پر اعتبار ہے اتنا
تو ذرا ذرا سی بات پر وضاحتیں کیسی

روشنی فیصل ۔۔۔۔۔۔ کراچی

کتنا نادان تھا طوفان کو کنارہ سمجھا
کتنے بے چارے سہاروں کو سہارا سمجھا
کتنے کم ظرف تھے وہ لوگ جو ساحل پر تھے
ہمیں ڈوبتا دیکھا اور نظارا سمجھا

شائلہ ملک ۔۔۔۔۔۔ کراچی

آپ کی چاہت میں ہم زمانہ بھول گئے
آپ کے بعد کسی اور کو اپنا بنانا بھول گئے
آپ سے محبت ہے یہ بتایا سارے جہاں کو
مگر آپ ہی کو بتانا بھول گئے

حنا نیازی ۔۔۔۔۔۔ میانوالی

تیرے بنا ہم جینا بھول جاتے ہیں
زخموں کو سینا بھول جاتے ہیں
تو زندگی میں سب سے عزیز ہے ہمیں
تجھ سے ہر بار یہی کہنا بھول جاتے ہیں

پلوشہ ۔۔۔۔۔۔ پشاور

مجھ کو بھی راس آیا نہیں دوسرا کوئی
اس کو بھی میرے بعد سہارا نہیں ملا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

برسوں سے پھر رہا تھا میں جس کی تلاش میں
وہ مل گیا تو اس سے ستارہ نہیں ملا

رابعہ منیر ——— سرگودھا
گزرے سالوں کی طرح سب کچھ ویسا ہی ہے
بس اک تو نہیں تیرا احساس نہیں

اریشہ ——— کمالیہ
سوچا کہیں کہ ٹوٹ نہ جائے کسی کا دل
گزری ہے اپنی عمر اسی دیکھ بھال میں
خالد وہ بات تو اب اسے یاد بھی نہیں
ہم جی کو خون کر گئے جس کے ملال میں

صبا سحر ——— ہارون آباد
اداس لمحوں کا نہ کوئی ملال رکھنا
طوفان میں بھی وجود سنبھال رکھنا
کسی کے لیے شرطِ زندگی تم ہو
کسی کی خاطر ہی اپنا خیال رکھنا

عاصمہ رشید ——— فیصل آباد
تم کیا جانو کیا ہے تنہائی
اس ٹوٹے ہوئے پتے سے پوچھو کیا ہے جدائی
یوں بے وفائی کا الزام نہ دے جاناں
اس وقت سے پوچھ کس وقت تیری یاد نہیں آئی

نوشین مدثر ——— لاہور
بہت چاہا مگر انہیں بھلا نہ سکے
خیالوں میں کسی اور کو لا نہ سکے
اس کو دیکھ کے آنسو تو پونچھ لیے
پر کسی اور کو دیکھ کے مسکرا نہ سکے

فوزیہ احمد ——— بہاولنگر
اترا ہے میرے دل میں کوئی چاند نگر سے
اب خوف نہیں کوئی اندھیروں کے سفر سے

وہ بات ہے تجھ میں کہ کوئی تجھ سا نہیں ہے
اے کاش کوئی دیکھے تجھے میری نظر سے

شبانہ حمید مغل ——— کھاریاں
رات کے اندھیروں وہ ایسے یاد آتا ہے
جیسے کوئی جان نکل رہی ہو پانی مانگتے مانگتے

سنبل محسن ——— کھاریاں
اتنے خلوص سے تجھے چاہتے ہیں ہم
جیسے تیرا پیار میری بخشش کا وسیلہ ہو

پروین نور ——— کھاریاں
خاموشیاں ہی بہتر ہیں شاید
لوگ لفظوں سے روٹھتے بہت ہیں

ثوبیہ بشیر ——— کھاریاں
عیب بہت ہیں مگر اک بات کہوں
کسی سے تعلق کبھی مطلب کے لیے نہیں رکھا

انیلہ رضوان ——— کھاریاں
تقدیر نے جیسے چاہا ویسے ڈھل گئے ہم
بہت سنبھل کے چلے پھر بھی پھسل گئے ہم
کسی نے بھروسہ توڑا کسی نے دل
اور لوگوں کو لگتا ہے کہ بدل گئے ہم

صائمہ قریشی ——— کراچی
میری روح میں جو اتر سکیں وہ محبتیں مجھے چاہئیں
جو سراب ہوں نہ عذاب ہوں وہ رفاقتیں مجھے چاہئیں
اپنی ساعتوں کی تلاش ہے جو کلینڈروں سے اتر سکیں
جو لمحے کے ساتھ گزر گئیں وہی فرصتیں مجھے چاہئیں

فاطمہ ظہیر ——— حیدر آباد
بچھڑ کے تجھ سے نہیں ہو سکے کسی کے بھی
تیری تلاش میں ملتے تو ہر کسی سے ہیں

☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

www.paksociety.com

نورین ملک

اس ماہ میں

اس ماہ کے اقوال

حضرت علیؓ نے فرمایا:

☆ اخلاق وہ چیز ہے جس کی کوئی قیمت نہیں دینی پڑتی مگر اس سے ہر چیز خریدی جا سکتی ہے۔

☆ خاموش رہو یا ایسی بات کرو جو خاموشی سے بہتر ہو۔

☆ زندگی استاد سے زیادہ سخت ہوتی ہے استاد سبق دے کر امتحان لیتا ہے اور زندگی امتحان لے کر سبق دیتی ہے۔

☆ اگر اللہ تمہاری دعائیں پوری کر رہا ہے تو وہ تمہارا یقین بڑھا رہا ہے اور اگر دعائیں پوری کرنے میں دیر کر رہا ہے تو وہ تمہارا صبر بڑھا رہا ہے اور اگر تمہاری دعاؤں کا جواب نہیں دے رہا تو وہ تمہیں آزما رہا ہے۔

☆ مجھے تعجب ہوتا ہے اس شخص پر جو کل تک نطفہ تھا اور کل مردار ہو جائے گا اور پھر بھی دنیا میں اکڑتا ہے۔

عشرت شفیع۔ کراچی

اس ماہ کا شعر

حقیقت

آگہی کا شعور رکھنے سے
زندگی ہو گئی ہے اداس بہت

روشنی فاطمہ فیصل۔ کراچی

اس ماہ کے اقتباس

ناک

کچھ لوگ بالکل ناک میں بولتے ہیں۔ کئی ناک کے ذریعے خراٹے لیتے ہیں۔ کچھ ہمیشہ ناک کی سیدھ میں چلتے ہیں کئی کو ناک میں نکیل ڈال کر مطیع کیا جاتا ہے۔ انسان ناک گھس کر منتیں کرتا ہے توبہ کرتے وقت ناک رگڑتا ہے۔ ناک میں دم آجائے تو ناک سے تین سیدھی لکیریں کھینچتا ہے۔ خاندان کی ناک بنا رہتا ہے۔ اپنی ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتا۔ کسی کی بے ہودہ حرکت سے خاندان کی ناک کٹ جاتی ہے موم کی ناک جدھر چاہو موڑ لو۔ ناک کا بال ناک سے زیادہ قیمتی ہے۔ بعض لوگ دوسروں کے معاملے میں خوامخواہ اپنی ناک ٹھونس دیتے ہیں۔ ناک ساکن ہے چہرہ متحرک ہے اس لیے جہاں چاہے چہرہ جاتا ہے۔ ناک کو بھی جانا پڑتا ہے، ناک صرف سونگھنے کے لیے ہے بہت سے لوگ اپنی ناک سے ہی بہت کچھ تاڑ جاتے ہیں۔

شفیق الرحمٰن کی کتاب ''انسانی تماشہ'' سے انتخاب

عانیہ نیازی۔ ربوہ

عشق

عشق انسان کو پرکھنے کی کسوٹی ہے۔ یہ ایک ریگ مال ہے اگر انسان پتھر ہو تو اس کی رگڑ سے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے اور وہ ہیرا ہو تو چمک دمک جاتا ہے۔ یہ کلی طور پر انسان کی پوٹینشل پاور پر منحصر ہے کہ عشق اسے کیا عطا کرتا ہے۔ عشق کچھ لوگوں کے لیے صرف ہجر ہے اور کچھ کے لیے ہجر بھی وصل ہے۔ (بانو قدسیہ)

امبرین حیدر۔ اسلام آباد

اس ماہ بیٹیوں کے لیے

☆ جو اللہ کی رحمت ہوتی ہیں۔

☆ جو ماں باپ کے لیے بخشش کا پیغام لاتی ہیں۔

☆ جو پھول کی پتیوں کی طرح نازک اور شبنم کی طرح پاکیزہ ہوتی ہیں۔

☆ جو بڑی حساس اور انتہائی نازک دل کی ہوتی ہیں۔

☆ ان کی کلیوں کی قدر و قیمت وہی لوگ جانتے ہیں جن کے آنگن میں یہ مہکتی ہیں۔

☆ پھولوں کی طرح مہکتی اور دلوں کی ٹھنڈک ہوتی ہیں۔

☆ باپ کا فخر اور ماں کی ساتھی ہوتی ہیں۔

حنا علی۔ ملتان

اس ماہ کی نظم

جتنی دعائیں آتی تھیں
سب مانگ لیں ہم نے
جتنے وظیفے یاد تھے سارے
کر بیٹھے ہیں
ہر طرح سے جی دیکھا ہے
کئی طرح سے مر بیٹھے ہیں
لیکن جاناں!
کسی بھی صورت
تم میرے ہو کر نہیں دیتے

شاعر: وصی شاہ

انتخاب: اریشہ۔ کمالیہ

اس ماہ لفظوں سے روشنی

☆ شہر، دکھ اور محبتیں ایک ہی طرح کے ہوتے ہیں کبھی پرانے نہیں ہوتے، ہمیشہ نئے ہی لگتے ہیں۔

☆ دعا کریں کہ اگر انسان کو موت آجائے تو حالت گناہ میں نہ آئے بلکہ حالت توبہ میں آئے۔

☆ مصیبت کی جڑ انسان کی گفتگو ہے۔

☆ تعجب ہے انسان توبہ کے ہوتے بھی مایوس ہوتا ہے۔

☆ عقل مند دشمن سے مشورہ کرو اور جاہل کی رائے سے بچو۔

☆ کوئی شیشہ انسان کی اتنی حقیقی تصویر پیش نہیں کر سکتا جتنی اس کی گفتگو۔

☆ کسی کو اتنا دکھ مت دو کہ اسے جینے سے نفرت ہو جائے۔

☆ کسی کو خوش دیکھ کر مسکرانا بھی صدقہ ہے۔

☆ نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اسے سنوار دیتی ہے اور سختی ہر چیز کو بگاڑ دیتی ہے۔

☆ تم اللہ کے گھر کو اپنی عبادت سے آباد رکھو وہ تمہارے گھر کو رحمتوں سے آباد رکھے گا۔

☆ کسی کا دل توڑ کر معافی مانگنا بہت آسان ہے لیکن اپنا دل ٹوٹ جائے تو کسی کو معاف کرنا بہت مشکل ہے۔

☆ ہر چھوڑ کر جانے والا شخص بے وفا نہیں ہوتا اسی طرح ہر ساتھ رہنے والا آپ کا اپنا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

نہیں ہوتا۔

شمائلہ ملک۔ کراچی

اس ماہ کی غزل

اپنے ہاتھوں کی لکیروں میں سجا لے مجھ کو
میں ہوں تیرا نصیب اپنا بنا لے مجھ کو
میں جو کانٹا ہوں چل مجھ سے بچا کر دامن
میں ہوں گر پھول تو جوڑے میں سجا لے مجھ کو
مجھ سے پوچھنے آیا ہے وفا کے معنی
یہ تیری سادہ دلی مار نہ ڈالے مجھ کو
میں کھلے در کے کسی گھر کا ہوں ساماں پیارے
تو دبے پاؤں کبھی آ کر چرا لے مجھ کو
کل کی بات اور ہے میں اب سا رہوں یا نہ رہوں
جتنا جی چاہے ترا، آج ستا لے مجھ کو
بادہ پھر بادہ ہے میں زہر بھی پی جاؤں قتیل
شرط یہ ہے کہ کوئی بانہوں میں سنبھالے مجھ کو
(قتیل شفائی)

انتخاب: ریما نور رضوان۔ کراچی

اس ماہ کا فلسفہ

اعتماد اور سفر!

زندگی کا سفر ہر انسان کا کٹ ہی جاتا ہے مگر بعض لوگوں کے لیے یہ سفر آسان اور بیشتر کے لیے بہت تکلیف دہ کٹھن اور دشوار ہوتا ہے۔ جن لوگوں کا سفر مسائل میں گھرا ہوتا ہے، ان میں دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو جواں ہمت، بلند حوصلہ اور جدوجہد پر یقین رکھنے والے ہوتے ہیں، انہیں خود پر مکمل اعتماد ہوتا ہے یعنی مسائل سے گھبرانا نہیں آتا۔ دوسری قسم کے لوگوں میں حوصلے کی تو نہیں البتہ اعتماد کی کمی ہوتی ہے جو انہیں مزید مشکلات کا شکار کر دیتی ہے۔ پے در پے مسائل، مشکلات اور ناامیدی انہیں بزدل بنا دیتی ہے اور ان کا آگے بڑھنے کا حوصلہ دم توڑ دیتا ہے۔ پھر کیا ہوتا ہے؟ جی یہ لوگ زندگی کے سفر میں بہت پیچھے رہ جاتے ہیں اور تمام عمر تلخ یادوں کے سوا ان کے دامن میں کوئی شے باقی نہیں بچتی۔

ایس امتیاز احمد۔ کراچی

اس ماہ کی نمکین غزل

روشنی کی ہے سزا بجلی کا بل
یا مقدر کا لکھا بجلی کا بل
تو جو چکرا کر گرے تو خیر ہے
پر محبت سے اٹھا بجلی کا بل
وقت سے پہلے ہی قربانی ہوئی
اپنے بکرے پر گرا بجلی کا بل
اڑ گئے ہاتھوں کے طوطے دفعتاً
جونہی ہاتھوں میں لیا بجلی کا بل
ڈس کنکشن کا بھی نوٹس ساتھ ہے
کس قدر ہے بے وفا بجلی کا بل
خون دشمن کا نہ لے تو اپنے سر
بس اسے جا کر دکھا بجلی کا بل
تھا مریض دل بے چارا چل بسا
دیکھتا ہی رہ گیا بجلی کا بل
کی شکایت میں نے بجلی کی مجھے
دیکھتے ہی جل گیا بجلی کا بل
روشنی کو لوگ ترسیں گے یہاں
اب اندھیرے لائے گا بجلی کا بل
جاں کے لالے پڑ گئے تہذیب خاں
اس قدر چنگا پڑا بجلی کا بل

شاعر: راؤ تہذیب حسین تہذیب

انتخاب: سباس گل۔ رحیم یار خان

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف
ایڈ فری لنکس
ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ
ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر
کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety
پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1
پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بُک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

Dont miss a singal one of your Favourite Paksociety's Update !

i. Open Paksociety Page.
ii.Click Liked.
iii.Select Get Notifications.
iv.Select See First.
All Done

Liked　Message
Get Notifications
Add to Interest Lists...
Unlike
IN YOUR NEWS FEED
See First
See new posts at the top of News Feed
Default
See posts as usual
Unfollow

www.paksociety.com



حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"دنیا کی لذتوں کو ختم کرنے والی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔" (صحیح بخاری)

"احادیث نبوی کے مطابق دعا کی قبولیت کے پانچ اوقات ہیں۔ (1) فرض نماز کے بعد (2) اذان اور اقامت کے درمیان (3) تہجد کے وقت (4) بارش برستے وقت (5) سفر میں۔ (صحیح بخاری)

سیدہ نورین۔ کراچی

انبیاء کرام کے بارے میں متفرق معلومات

☆ پیغمبروں میں سب سے طویل عمر پانے والے پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام تھے۔

☆ سب سے زیادہ بولیاں جاننے والے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام تھے۔

☆ جدالنبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب ہے۔

☆ قوم عاد کا سب سے ٹھگنا انسان 60 گز کا تھا۔

☆ حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک میں 25 جگہ 9 سورتوں میں آیا ہے۔

☆ حضرت آدم علیہ السلام نے 936 سال عمر پائی۔

☆ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کا نام ثمود تھا۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک کی 25 سورتوں میں ہے۔

☆ حضرت یعقوب علیہ السلام کے والد کا نام حضرت اسحٰق علیہ السلام تھا۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ادریس علیہ السلام کے درمیان ملاقات شب معراج میں چوتھے آسمان پر ہوئی۔

روشنی فیصل۔ کراچی

اقوالِ زریں

❖ گفتگو میں اختصار سے کام لو طویل کلامی ذہنوں کو ضائع کر دیتی ہے۔ (حضرت ابو بکر صدیقؓ)

❖ مومن کے لیے اتنا علم کافی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہے۔ (ابو بکر صدیقؓ)

❖ عقل مند کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا جب کہ بے وقوف کہتا ہے کہ میں سب کچھ جانتا ہوں۔ (حضرت عثمان غنیؓ)

❖ تمام خوبیوں کا مجموعہ علم سیکھنا، اس پر عمل کرنا اور اسے دوسروں تک پہنچانا ہے۔ (حضرت علیؓ)

❖ اپنی ضرورتوں اور خواہشوں کو کم رکھو گے تو

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

راحت پاؤ گے۔ (حضرت اویس قرنیؒ)

❁ دل ایک آئینہ ہے اگر وہ بدی سے پاک ہے تو اس میں خدا بھی نظر آ سکتا ہے۔ (مولانا روم)

❁ ہر مشکل انسان کا امتحان لینے آتی ہے۔ (افلاطون)

❁ علم دل کو ایسے شاداب رکھتا ہے جیسے خشک زمین بارش کو۔ (حکیم لقمان)

❁ آرام و آسائش راحت و سکون جنت الفردوس میں ہے۔ لوگ اسے فانی دنیا میں تلاش کرتے ہیں۔ (شیخ سعدیؒ)

❁ برا نہ ہونا بھی نیکی ہے۔ (ابن جوزی)

❁ بدگمانی کو اپنے اوپر غالب نہ آنے دو ورنہ دنیا میں کوئی ہمدرد اور دوست نہ ملے گا۔ (حضرت لقمانؑ)

ایک بزرگ

ایک بزرگ نے 50 سال کتابوں کا مطالعہ کیا اور ان میں سے صرف 4 سنہری باتیں اپنے لیے منتخب کیں۔

1۔ اللہ کے دیئے ہوئے پر راضی ہو جا ورنہ کوئی اور مالک تلاش کر جو اس سے زیادہ دے۔

2۔ جن باتوں سے اللہ نے منع فرمایا ان سے رک جا ورنہ اس کی کائنات سے باہر چلا جا۔

3۔ اگر گناہ کرنا چاہتا ہے تو ایسی جگہ تلاش کر جہاں اللہ نہ دیکھ سکے ورنہ مت کر۔

4۔ اللہ کی عبادت کرو ورنہ اس کا دیا ہوا رزق بھی مت کھاؤ۔

نوشین مدثر۔ لاہور

کنجوس

ایک انتہائی کنجوس شخص کے دانت میں درد ہو گیا۔ وہ ڈاکٹر کے پاس پہنچا۔ ڈاکٹر نے دانت کا معائنہ کیا اور کہا۔ ”جناب یہ دانت تو آپ کو نکلوانا پڑے گا۔“

کنجوس شخص نے پوچھا۔ ”اس کی کتنی فیس ہو گی؟“

ڈاکٹر نے کہا۔ ”دو سو روپے۔“

کنجوس شخص نے اطمینان سے پچاس روپے ڈاکٹر کے ہاتھ پر رکھے اور بولا۔ ”آپ میرا دانت صرف ڈھیلا کر دیں میں گھر جا کر خود اسے نکال لوں گا۔“

رابعہ منیر۔ سرگودھا

معصومیت

بچہ دودھ والے سے۔ ”ایک کلو بھینس کا دودھ دے دو۔“

دودھ والا۔ ”تمہارا برتن چھوٹا ہے۔“

بچہ معصومیت سے بولا۔ ”تو پھر بکری کا دودھ دے دو۔“

اریشہ۔ کمالیہ

ہیرے اور سونے میں فرق

☆ حضرت شیخ سعدی سے کسی نے دوست اور بھائی کے بارے میں دریافت کیا۔ شیخ سعدی فرمانے لگے۔

”دوست ہیرے کی مانند اور بھائی سونے کی مانند ہے۔“

وہ شخص بہت حیران ہوا اور کہنے لگا۔

”حضرت بھائی جو حقیقی اور سگا رشتہ ہے اسے آپ کم قیمت چیز سونے سے منسوب کر رہے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ہیں اس میں کیا حکمت ہے؟"

شیخ سعدی نے فرمایا۔ "سونا اگرچہ کم قیمت ہے لیکن اگر ٹوٹ جائے تو اسے پگھلا کر اصل شکل دی جا سکتی ہے بھائیوں میں اگر کوئی وقتی چپقلش ہو جائے تو وہ دور ہو جاتی ہے لیکن اگر دوستی کے رشتے میں کوئی دراڑ آ جائے تو اسے دور نہیں کیا جا سکتا۔"

وہ شخص شیخ سعدی کے حکمت سے بھرپور جواب سن کر سحرزدہ ہو گیا۔

صبا سحر۔ ہارون آباد

اقوال کنجاں

1۔ روزی کی فکر میں دن اور تاریخیں یاد نہیں رہتی۔

2۔ بلدیہ کے ملازم نالیاں صاف کرتے ہیں۔ گلیاں گندی کر دیتے ہیں۔

3۔ انسان کی غرضیات اسے پیشہ ور بنا دیتی ہیں۔

4۔ مجھے سب سے زیادہ ٹینشن اس وقت ہوتی ہے جب میرے پاس لکھنے کے لیے پینسل نہیں ہوتی۔

5۔ کھیتوں کو سراب رکھو، آندھی سے اڑنے والی مٹی سے محفوظ رہو گے۔

6۔ جب انسانوں کی تعداد زیادہ اور مکانوں کی تعداد کم پڑ جائے تو درندگی پیدا ہوتی ہے۔

7۔ بلاشبہ قبرستان ایسے لوگوں سے بھرے پڑے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ بوڑھے ہونے پر اپنی زندگی اسلام کے لیے اور اسلام کے مطابق ڈھال لیں گے لیکن افسوس کہ وہ اس عمر تک پہنچ ہی نہ پائے۔

اسلم کنجال کی کتاب "تحفہ تنہائی" سے اقتباس

ایم۔ جے قریشی۔ ڈی آئی خان

آگ کا راگ......!

نارنجی، فیروزی شعلوں کے رقص کا نام آگ ہے جو جلتی ہے، جلاتی ہے جھلسا کر راکھ اور تپا کر کندن بناتی ہے۔

آگ...... اوزار بھی ہے اور ہتھیار بھی، اس سے آرام بھی ملتا ہے اور آزار بھی...... یہ روٹی پکائے، ہنڈیا سجائے۔ آگ نہ ہو تو سمجھو کچھ پک ہی نہ پائے۔

آگ گولوں میں ہے آگ گولی میں ہے
چھوٹا ہو یا بڑا بم کی جھولی میں ہے



سردی میں کر دے گھر کو گرم
آگ آلو کر دے خستہ نرم
آگ بھڑے اگر تو لگائے زخم
آگ چھونا نہیں وہ کرے نہ کرم



آگ جنگل میں لگے تو چھپانا مشکل
آگ من میں لگے تو بجھانا مشکل

ایس امتیاز احمد۔ کراچی

بہترین دوا

حکیم لقمان کا کہنا ہے۔ "میں نے زندگی میں مختلف دواؤں سے لوگوں کا مکمل علاج کیا مگر اس طویل تجربے کے بعد میں نے سیکھا کہ انسان کے لیے سب سے بہترین دوا محبت اور عزت ہے۔

کسی نے پوچھا۔ "اگر یہ اثر نہ کرے؟"

وہ مسکرائے اور بولے۔ "دوا کی مقدار بڑھا دو۔"

دھنک ناز۔ کراچی

☆......

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ذرا ایسے بھی کہنا

میں نے دیکھی تو نہیں کربلا لیکن......!

میں نے دیکھی تو نہیں کربلا لیکن
اب بھی وہ شہر و صحرا غم حسینؑ میں روتے ہوں گے
دریا اور کنارے گلے مل کر سوگ مناتے ہوں گے
ہو کر بے قرار شمس و قمر، منہ چھپائے روتے ہوں گے
میں نے دیکھی تو نہیں کربلا لیکن
اب بھی اس شہر میں خدائے وفا کے
پرچم لہراتے ہوں گے
لہر لہرا کر حوصلے حسینؑ والوں کے بڑھاتے ہوں گے
اور زائرین حسینؑ کو زیارت پہ بلاتے ہوں گے
میں نے دیکھی تو نہیں کربلا لیکن
اب بھی اس شہر میں جلے خیمے دھواں اٹھاتے ہوں گے
لٹی چادروں، کٹے سروں کے غم
منائے جاتے ہوں گے
اور اشکوں کے نذرانے لائے جاتے ہوں گے
میں نے دیکھی تو نہیں کربلا لیکن
اب بھی اس شہر میں جھولے اصغر کو بلاتے ہوں گے
غمِ اصغر میں ماؤں کے دل رلاتے ہوں گے
اور قبر اصغر پر پھول چڑھائے جاتے ہوں گے
میں نے دیکھی تو نہیں کربلا لیکن
اب بھی اس شہر میں جب محرم آتے ہوں گے
گلشن زہراؑ کے اجڑنے پر غم منائے جاتے ہوں گے
اور سیدہؑ کو پرسے پہنچائے جاتے ہوں گے
میں نے دیکھی تو نہیں کربلا لیکن
اب بھی اس شہر میں شبیرؓ پکارے جاتے ہوں گے
صدقہ سکینہؓ خالی جھولیاں بھرتے جاتے ہوں گے
اور چہرہ یزیدیت پر طمانچے لگاتے ہوں گے
میں نے دیکھی تو نہیں کربلا لیکن
اب بھی اس شہر میں بھاگوان بلائے جاتے ہوں گے
قرعے ان کے ناموں کے نکالے جاتے ہوں گے
ہے یقیں میرا کہ سید مجھے بھی بلاتے ہوں گے

نظیر فاطمہ

غزل

مہکتی فضاؤں نے رنگ بدل لیا ایسے
کوئی سایہ دل سے گزر گیا ہو جیسے
گزر گیا یہ برس بھی اس طرح
بہت اچھا دوست بچھڑ گیا ہو جیسے
دسمبر کی یخ بستہ اُداس شامیں
خزاں آلودہ موسم ٹھہر گیا ہو جیسے
ہوائیں دیتی ہیں اسی کے سندیسے
وہ شخص خوشبو کی طرح بکھر گیا ہو جیسے
عجب وحشتیں پھیلی ہیں ارد گرد سحر
میری روح میں سناٹا اتر گیا ہو جیسے

شہلا گل سحر صالح

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

آیا ہے بہت یاد جاوید پھر سے ان کا تبسم
جب بھی بہت گھبرے داغ زمانے سے ملے ہیں

محمد اسلم جاوید

غزل

مری لگن کے شجر پر ثمر نہیں آتا
میں لاکھ رستے بدلا ہوں گھر نہیں آتا
میں سانس لیتا ہوں دو مختلف زمانوں میں
اگرچہ ہوتا ہوں لیکن نظر نہیں آتا
اب اپنی آنکھیں مسافر کے ساتھ بھیجوں گا
مجھے تو راس، کوئی بھی سفر نہیں آتا
ارادے باندھ کے آیا ہوں ان کی کہنے
یہ اور بات کہ عرض ہنر نہیں آتا
یہ پیار ہے کہ نظر کا حسین دھوکا ہے
مجھے تو تیرے سوا کچھ نظر نہیں آتا
تلاش کرتے ہو سایہ فضول امتیاز
وفا کے راستے میں کوئی شجر نہیں آتا

ایس امتیاز احمد

نظم

محبت کرنے والے آپس میں روٹھتے ہیں
کبھی مان جاتے ہیں
لیکن سنو! اے مری روح کے ہمسفر
جب محبت روٹھتی ہے تو......
آپس میں صلح نہیں ہوتی
سمجھوتہ کرنا تو محبت کی عادت ہی نہیں
یہ یا تو جیت کرامر ہو جاتی ہے
یا...... ہار کے مر جاتی ہے
درمیان کی راہ
اس کی روایت ہی نہیں

فرزانہ شوکت

غزل

میرے دل کا قرار ہو تم
میری زندگی میرا سنسار ہو تم
من آنگن میں جو ٹھہر گئی
محبت کی وہ بہار ہو تم
تم سے ہی ہے میرے چہرے پر شفق
میرا سارا سنگھار ہو تم
دکھوں کی کڑی دھوپ میں
شجر سایہ دار ہو تم
مطلب کی اس دنیا میں
بس اک قابل اعتبار ہو تم
دل جس کے پیار کو ترسے
رب کا وہ شاہکار ہو تم
میری زیست کے افسانے کا
اک مرکزی کردار ہو تم
میرے دل کا قرار ہو تم
میری زندگی میرا پیار ہو تم

درخشاں ضیاء

غزل

پیار میں جب کچھ لوگ مسکرا کے ملے ہیں
تیری یادوں کے کیا کیا پھول کھلے ہیں
یہ انداز وفا کا یہ تیرے بدلے ہوئے تیور
کانٹوں سے بھی اے مہرباں کہیں زخم سلے ہیں
میرے لیے تو سب کچھ تیرے حسن کی دولت سہی
تجھ کو تو میری بے رخی کے پھر سے گلے ہیں
خاموشی احباب تمنا پہ نہ ہم کبھی مسکرائیں گے
دل میں تو بہت کچھ سہی مگر ہونٹ سلے ہیں
سنتے ہیں کہ اس بار بھی آئی تھیں بہاریں
تیرے گلشن میں اس بار بھی کچھ پھول کھلے ہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

غزل

کم پڑ گئی تھی رات بہت دور تک گئے
کہنی تھی دل کی بات بہت دور تک گئے
کل چودھویں کی رات تھی اور ہمسفر تھا وہ
اک دوسرے کے ساتھ بہت دور تک گئے
چھاؤں کی جب تلاش نے بے تاب کر دیا
سورج کے ساتھ ساتھ بہت دور تک گئے
اپنا سراغ مل نہ سکا عمر بھر کہیں
کھائی جب ہم نے مات بہت دور تک گئے
اس نازنین سا اور کوئی مل نہ سکا
اے حسنِ کائنات! بہت دور تک گئے
عشق و وفا کا راستہ کتنا طویل ہے
کم پڑ گئی حیات بہت دور تک گئے
تاعمر لب پہ لا نہ سکے ہم جسے حکیم
جب چھڑ گئی وہ بات بہت دور تک گئے

حکیم خان حکیم

دنیا

بات دنیا کی تجھ کو سناتا ہوں میں
تجھ کو اس کی حقیقت بتاتا ہوں میں
بات عبرت کی غافلوں کے لیے
اک سبق اس میں ہے عاقلوں کے لیے
اس کا ہر دن لیے ہے سبق اک نیا
غافلوں کو حقیقت دکھاتا ہوا
ہے یہ ظاہر میں دنیا بڑی دل نشیں
اس کا باطن مگر خوب صورت نہیں
ہے حقیقت میں دنیا بڑی بے وفا
اس کی ہر رات ہر دن مصیبت بھرا
اس کا عاشق اسے چھوڑ سکتا نہیں
اس سے رشتہ کبھی توڑ سکتا نہیں
جو ذرا دل لگایا تو پچھتائے گا
جاں عبث اس کی خاطر تو تڑپائے گا
گر لٹا دے تو اس پہ دل و جان و تن
بدلے پھر بھی نہ اس کی دغا کا چلن
یہ ہوئی نہ کسی کی نہ ہوگی کبھی
لے کے ہاتھ اپنے خالی گئے ہیں سبھی
اس نے کتنے ہی زاہد ہیں بہکا دیے
کتنے نادان خون میں ہیں نہلا دیے
مکر و فن میں کوئی اس کا ثانی نہیں
شکل اصلی بھی یہ دکھاتی نہیں
ایسے ناداں فلک نے نہ دیکھے کہیں
جو یہ کہتے ہمیشہ رہیں گے یہیں
کتنے اس کی طلب میں ہوئے شرمسار
کہ حقیقت میں دنیا ہے ناپائیدار
کتنے آئے گئے خوبرو اور حسیں
کیسے کیسے جواں کھا گئی یہ زمیں
چھوڑ اس کی ہوس دل نہ اس سے لگا
ساتھ دنیا کا رہتا نہیں ہے سدا
زندگی امتحاں ہے تماشا نہیں
جا کے دنیا سے پھر کوئی آتا نہیں
ہوش منداس سے دھوکا ہیں کھاتے نہیں
عوض وہ عقبیٰ کے دنیا بناتے نہیں
جس نے دنیا کی فطرت ہے پہچان لی
بات اس نے حقیقت کی ہے جان لی
رات دن بن کے رہتی ہے اس کی غلام
جس نے تقویٰ سے اپنے کیا اس کو رام
اس کے ظاہر کے منظر سے دھوکا نہ کھا
اس کے باطن کی دلدل سے خود کو بچا
گھات میں ہے اجل ہوش میں آ ذرا
فکر دنیا کو چھوڑ دل خدا سے لگا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

عمر غفلت میں اپنی گنوانا نہیں
جا کے دنیا سے پھر تجھ کو آنا نہیں
خود کو دنیا کی دلدل سے آزاد کر
فکر عقبیٰ سے دل کو تو آباد کر
دھول پاؤں کی تیرے یہ بن جائے گی
پیچھے پیچھے تیرے یہ چلی آئے گی
بات مطلب کی ہے جو تو سمجھے اگر
کاش کر جائے یہ تیرے دل پہ اثر
اِک حقیقت عیاں کی ہے سب کے لیے
اِک نصیحت بیاں کی ہے سب کے لیے
یہ نصیحت جو ہو تیرے دل کو قبول
میری کاوش کا بدلہ بھی ہو گا وصول

صابر حسین صابر

غزل

خاک میں مل گئی ہے خاک یہاں
محوِ حیرت ہے اب افلاک یہاں
اُن کی نظریں اب اٹھ نہیں پاتیں
اُونچی رکھتے تھے جو اپنی ناک یہاں
بھیڑیے، ناگ، سانپ کچھ بھی نہیں
جیسے انسان ہیں سفاک یہاں
جھوٹ، رشوت، سفارش میں سب غرق ہیں
کس کا دامن رہا ہے پاک یہاں
حق سچ کے ترانے پڑھے جس نے گل
وہی پھرتا ہے گریباں چاک یہاں

سباس گل

صبح آزادی

میرے وطن تیری چاہت ہے زندگی میری
تیری زمیں سے محبت ہے زندگی میری
تیرے لیے تو میری جان! جان حاضر ہے
میری وفا سے عبارت ہے زندگی میری

راؤ تہذیب حسین تہذیب

محبت کی تھی ہم نے

عجیب ہے زندگی کا سفر
ہر قدم یہ آبلہ پائی ہے
قدموں میں لرزش سمائی ہے
روح بے چین حال برا
زندگی کی دھول ہاتھوں سے اڑاتی ہے
چلتے رہے تنہا!
ملا تھا سفر میں ہمسفر سا کوئی
پر نکلا وہ بھی ہرجائی ہے
اک عمر کی رفاقت تھی جس سے
اک پرسکون سی محبت تھی جس سے
اب اسی محبت سکون نے لی ودائی ہے
وہ ساتھ ہے اب بھی
پاس ہے اب بھی
پھر کیوں محسوس ہوتی تنہائی ہے
اپنا تو آغاز سے ہی انجام رہا
بس آس سی جھوٹی لگائی ہے
جب رخصت کیا اسے
لگا خود کو خود سے جدا کیا
محبت کی تھی ہم نے!
تو سزا بھی ہم ہی نے پائی ہے

یاسمین آفریدی

☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

سندیسے

رابعہ افضال خان ــــ کراچی

ڈھیر ساری دعاؤں، نیک تمناؤں اور محبت کی خوشبو سے مہکتا سلام الفت۔ پیاری صالحہ آپی، نورین ملک اینڈ ردا اسٹاف، رائٹرز و قارئین کی خدمت میں حاضر ہے۔ قبول کیجیے۔ میری تمام ردا سے جڑی پیاری سی دوستوں کو عید قرباں بہت بہت مبارک ہو۔ پچھلے ماہ کچھ پرسنل پرابلم کی وجہ سے ردا میں شرکت نہ کر سکی جس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ صالحہ آپی آپ کا انٹرویو پڑھ کر ایسا لگا جیسے آپ سامنے بیٹھ کر بات کر رہی ہوں۔ آپ کا انٹرویو پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اب آتے ہیں ردا کی طرف فرنٹ پیج پر ٹائیٹل گرل کے روپ میں صائمہ انصاری کی مہندی اور چوڑیوں سے سجے ہاتھ نے توجہ اپنی جانب کھینچ لی۔ آگے بڑھے تو صدف سعد کے گھریلو ٹوٹکے سچ میں بہت انٹرسٹنگ تھے۔ ”گوشہ آگہی“ کا ہر لفظ ہمیشہ کی طرح دل میں خوشبو کی طرح اتر گیا۔ ”ردائے جنت“ بھی ہر بار کی طرح بہت اچھا لگا۔ زاہد احمد کا انٹرویو بہت دلچسپ تھا۔ پڑھ کر مزہ آگیا۔ شازیہ جی اس بار بھی ردا سے غیر حاضر تھیں۔ دل اداس ہوگیا۔ شازیہ جی ہم اللہ تعالیٰ سے آپ کی جلد صحت یابی کے لیے دعا گو ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جلد از جلد صحت یاب کرے، آمین۔ قمروش شہک کے سلسلے وار ناول کی پہلی قسط ردا کی فہرست میں دیکھ کر دل خوشی سے بلیوں اچھل پڑا۔ قمروش جی آپ کے ناول کی شروعات ہی بہت زبردست ہے۔ پہلی قسط پڑھی تو دل کیا آگے بھی پڑھنے کو مل جائے باقی آئندہ نہ لکھا ہو (ہاہاہا)۔ مکمل ناول میں ”ہمیں مار گئی تیری چاہ پیا“ فریدہ جی ناول بالکل اپنے نام کی طرح بہت خوب صورت ہے۔ ہر کردار بہت انٹرسٹنگ ہے۔ ایک قسط پڑھنے کے بعد اگلی قسط کا بے صبری سے انتظار رہتا ہے۔ ”جگنوؤں کی تلاش میں“ سحر مبین زبردست بہت اچھا لکھا آپ نے۔ ناولٹ میں ”وفاؤں کے چراغ“ حفصہ کنول نے بہت خوب صورتی سے وفا کے چراغ جلائے تو ضروری سا ہے۔ مجھ کو مصباح مسکان سچ ہے زندگی میں کچھ لوگوں کا ساتھ بہت ضروری ہوتا ہے۔ ہوس کا ناسور سلمیٰ غزل کے قلم نے بھی خوب جادو جگایا۔ اب باری آتی ہے افسانوں کی۔ ثناء کنول سو فیصد سچ کہا ہے آپ نے معاف کر دینا ہی بہتر ہوتا ہے۔ شیریں تبسم کی تحریر بھی اچھی تھی۔ ماہم علی کے ایثار محبت نے سچ میں دل گداز کر دیا شہلا گل سحر یہ سچ ہے نیت صاف تو منزل آسان ہوا کرتی ہے۔ ماریہ پارس عمیر بے شک اللہ بڑا غفور الرحیم ہے وہ اپنے بندوں کو کبھی بے آسرا نہیں چھوڑتا۔ ملکہ جعفری نے بھی اچھا لکھا۔ زاہدہ ہاشمی کی تحریر بھی اچھی تھی۔ ماریہ یاسر نے بھی بہت خوب لکھا۔ ”تم میرا مان ہو“ ماورا بشارت کی تحریر بھی اچھی تھی۔ ملوک سحرش فاطمہ نے بھی اچھا لکھا۔ ”ردا کی ڈائری“ سے شہلا گل سحر کا کلام بہت پسند آیا۔ اشعار سب ہی بیسٹ تھے۔ اس ماہ میں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اس ماہ کے اقتباس تکیہ کلام بہت دلچسپ تھا۔ "خوشبو" میں لکھا ہر لفظ ہی اپنی مثال آپ تھا۔ "ذرا پھر سے کہنا" میں سب کا کلام ہی بہت اچھا تھا مگر درخشاں ضیاء کا کلام سیدھا دل میں اتر گیا اور آنکھیں بے اختیار نم ہوگئیں۔ "سندیسے" میں سب نے ہی بہت خوب صورت محفل جمائی۔ سویٹ سی فریدہ فرید سندیسہ پسند کرنے کے لیے جزاک اللہ۔ پیاری درخشاں ضیاء اتنی محبت کے لیے بہت سارا شکریہ آپ کے چھوٹے سے لکھے شعر نے بہت بڑی دعا سے نوازا ہے۔ بس اسی طرح دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ثوبیہ ملک تعریف کا شکریہ دوستوں کے نام پیغام میں سویٹ سی فریدہ فرید کے تبصرے نے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر دی۔ "کچن" میں موجود تمام ڈشز ہی بیسٹ آف دی بیسٹ تھیں۔ "سنگھار" بھی بھرپور تھا۔ شہلا گل سحر میرے ناولز افسانوں کے ہیرو رومینٹک ہوتے ہیں آپ کے چلبلے سے کمنٹس نے ہمیں بھی قہقہہ لگانے پر مجبور کر دیا۔ صبا عبدالغنی کہاں غائب ہیں جی جلدی ردا میں انٹری دیں۔ روشانے عبدالقیوم آپ کی تحریر ابھی زیر مطالعہ ہے ردا کے لیے ڈھیر ساری دعائیں اس کے ساتھ ہی اپنی دوست رابعہ افضال خان کو اجازت دیجیے۔

ثناء کنول ____ لودھراں

السلام علیکم! ردا کے اسٹاف رائٹرز ریڈرز اور قارئین کو میرا محبت بھرا اسلام قبول ہو۔ ردا اس بار خلاف معمول 5 تاریخ کو مل گیا۔ وہ بھی اس وقت جب ہم ڈھیروں ڈھیر کپڑے مشین لگائے دھو رہے تھے۔ خیر فارغ ہو کر ٹائٹل پر نگاہ دوڑائی تو اچھا لگا۔ اس کے بعد زاہد احمد کا انٹرویو پڑھا جو کہ میرا فیورٹ ہیرو ہے۔ اس کا ڈرامہ سیریل "بے شرم" مجھے بڑا پسند ہے پلیز کبھی صبا قمر کا انٹرویو بھی ضرور لیجیے گا۔ اس بار ردا میں موجود ہر تحریر ایمان کو تازہ کرتی ہوئی تھی سب سے پہلے روشانے عبدالقیوم "دیدۂ عبرت نگاہ" واہ کیا نام ہے بہت خوب پہلی قسط بھی بہت اچھی لگی لیکن ایک سوال کیا حرم واقعی اس دنیا کی رہنے والی ہے۔ اتنی معصوم بے قصور بھی کوئی ہوگا؟ حفصہ کنول "وفاؤں کے چراغ" بہت خوب صورت تحریر تھی۔ کاش اتنا ہی آسان ہوتا دنیا کو بھول کر اپنے دل کی کرنا بہت اچھا لکھا "تو ضروری سا ہے مجھ کو" نام جتنا رومینٹک تھا کہانی بھی زبردست تھی۔ ہلکی پھلکی کاش ایسا رومانس اپنی لائف میں بھی ہوتا (ہاہاہا) "ہوس کا ناسور" سلمیٰ غزل بہت اچھی کہانی لکھی مجھے پسند آئی۔ "بدلے نظارے" جناب یہ تو ہمارا حال ہوا بھلا بڑا مزا آیا۔ "عید ایثار" بہت اچھی لگی۔ محبت ہار کے جیتی، تم میرا مان ہو دونوں ایک سے بڑھ کر ایک تھیں۔ ماہم علی کی بھی ایثار محبت مجھے بے حد پسند آئی۔ خاص کر ایثار محبت کے آخری ڈائیلاگ بہت خوب ایمان تازہ کر دیا تم نے۔ شہلا گل سحر "نیت" بہت اچھی تحریر تھی۔ سچ ہے اچھی نیت انجام بھی اچھا بہت خوب یونہی لکھتی رہا کرو میری دوست۔ ماریہ پارس عمیر تم آئیں اور چھا گئیں بہت اچھا لکھا تم نے۔ "اعتماد زندگی" بہت اچھی تحریر تھی۔ لائف بوائے ملکہ جعفری تمہارا اپنا نام کتنا خوب صورت ہے۔ بالکل کسی ناول کی ہیروئن والا۔ زاہدہ ہاشمی کچھ لکھیں اور وہ اچھا نہ ہو یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ "ملوک" بہت پیاری تحریر تھی۔ سچ اس بار تو پورا ردا کمال کر گیا۔ اب بات ہو جائے "ردا کی ڈائری" کی جس میں مجھے ریما نور، حنا اشرف کا انتخاب پسند آیا۔ "خوشبو" میں عوام مجھے پسند آیا۔ "ذرا پھر سے کہنا" میں شہلا گل سحر، درخشاں ضیاء، نائمہ غزل، ناہید اختر، قرۃ العین سکندر یہ سب میری دل کی آواز تھیں۔ قمروش شہک کبھی ہمارے نام بھی کچھ لکھیے نا کچھ لفظ محبت کے فریدہ فرید میری تحریر پسند کرنے کا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

شکریہ۔ ''سندیسے'' میں فریدہ فرید، گیتی آراء، شہلا گل سحر، چھا گئیں۔ پیاری سی صبا سحر دعاؤں کے لیے شکریہ۔ ارے ہاں مجھے ایقان علی کی ''اسیر'' بہت پسند آئی تھی۔ اسے میں کبھی نہیں بھولوں گی۔ اس بار پورا ردا خوب صورت تھا تو سوچا تبصرہ نہ کرنا زیادتی ہوگی۔ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔ ردا دن چوگنی ترقی کرے۔''

افشاں علی ——— کراچی

ہر دل عزیز سی صالحہ اپیا، پیاری سی نورین ملک اور ہماری تمام پیاری پیاری سی رائٹرز، قارئین بہنوں کو افشاں علی کا جھلملاتا شوخیوں سے سجا اپنائیت سے بھرا سلام عرض ہے۔ امید ہے آپ سب خیریت سے ہوں گے اب تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ردا کے ساتھ دل کا ہی نہیں دھڑکنوں کا بھی رشتہ جڑ چکا ہے ایک ماہ بھی غیر حاضر ہو جاؤں یا خط نہ لکھ سکوں تو ایک بے نام سی بے چینی رگ و جاں میں دوڑتی ہی رہتی ہے۔ انگلیاں قلم کو تھامنے کو اور الفاظ قلم سے نکلنے کو بے تاب سے نظر آتے ہیں۔ اتنا خاص و گہرا سا رشتہ بن چکا ہے جتنا سروں کا ساز سے شاعر کا شاعری سے لکھاری کا قلم سے ہوتا ہے۔ کچھ ایسے ہی جڑے ہیں افشاں و ردا اور اس کے لیے تہہ دل سے میں صالحہ اپیا اور اپنی پیاری قارئین بہنوں کی مشکور ہوں۔ آپ سب کی ہمت حوصلے اور محبتوں کے آگے شکریہ لفظ بھی بہت چھوٹا سا لگتا ہے۔ جناب محبتوں کے ہمراہ آگے بڑھتے ہیں پہلے بات ہو جائے خوب صورت ٹائیٹل سے سجے جشن آزادی و سالگرہ نمبر کی ٹائیٹل بہت ہی خوب صورت و دل موہ لینے والا تھا۔ صالحہ اپیا کے بارے میں جان کر ایک ایک لفظ محبتوں سے بھرا پڑھ کر اچھا لگا جسے ہم چاہتے ہیں اپنا مانتے ہیں ان کے بارے جاننا خوشی دیتا ہے۔ پیاری فریدہ فرید ہمیں ''مار گئی تیری چاہ پیا'' خوب صورت سے ٹائیٹل کے ہمراہ بہت اچھی شروعات کے ساتھ آپ کا ناول نظروں سے گزرا۔ شروعات سے جاندار اور آگے یقیناً شاندار ہوگا۔ وہ تو شروعات اور یونیک ناموں سے ہی ظاہر ہو رہا ہے۔ ماہ اگست میں شامل سبھی افسانے خاص و عام ایک سے بڑھ کر ایک تھے۔ خاص طور پر صالحہ اپیا کی تحریر ہو اور قابل تعریف نہ ہو بھلا یہ کیسے ممکن ہے۔ ثناء کنول ردا میں شامل ہو اور افشاں کے قلم پر ثناء کا نام نہ آئے بھلا یہ کیسے ممکن ہے پیاری سی شہلا گل ہمارے سنگ عید منائیں اور ہم اپنے لفظوں کے سنگ محبت کے رنگ ان کے آس پاس نہ بکھرائیں، بھلا یہ کیسے ممکن ہے ماضی و حال کو بیان کرتا ایقان کا قلم ہو اور ہم تعریف کے الفاظ نہ لکھیں بھلا یہ کیسے ممکن ہے۔ سحر مبین کا افسانہ مسکراہٹ بکھیر گیا۔ جویریہ بانو نے بہت تلخ حقیقت بیان کی ماہ اگست میں شامل دونوں ناولٹ ہی بہت زبردست تھے جب کہ دونوں مکمل ناول بھی بہت عمدہ تھے۔ ریحانہ آفتاب کی آمد خوشی دے گئی اور ان کی تحریر دل خوش کر گئی۔ عائشہ ذوالفقار کا خوب صورت سا ناول بالآخر ہمیں اداس کرتا اختتام پذیر ہوا نہ جانے کیوں ہر کہانی مکمل نہیں ہوتی۔ ''سندیسے'' میں درخشاں ضیاء، رابعہ افضال، گیتی آراء، عائنہ نیازی، دھنک ناز اور حنا علی نے رونق بخشی مجھے یاد رکھنے کے لیے بے حد شکریہ۔

ثوبیہ جواد ——— گجرات

میری طرف سے پیاری صالحہ آپی اور اسٹاف ردا کو پیارا پیارا اور پیار چاہت محبت بھرا سلام۔ ماہ ستمبر کا ردا ڈائجسٹ 5 تاریخ کو مل گیا۔ ٹائیٹل بہت پسند آیا۔ سب سے پہلے صالحہ آپی سے ملاقات کی تو قسم سے اسی ٹائم بارش شروع ہو گئی اور موسم اے ون ہو گیا اور سب سے زیادہ مزے کی بات بجلی نہیں گئی۔ ''ردائے جنت'' ہمیشہ کی طرح دل میں ایمان کی شمعیں روشن کر گیا۔ زاہد احمد سے ملاقات اچھی لگی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

سلسلے وار ناول میں ''دیدہ عبرت نگاہ'' روشانے نے عبدالقیوم بہت پسند ہے۔ مکمل ناول دونوں ہی بہت پسند آئے۔ ناولٹ میں ''ہوس کا ناسور'' بہت پسند آیا۔ باقی بھی اچھے تھے۔ افسانوں میں ''محبت، قربانی اور عید'' ثناء کنول۔ ''ایثار محبت'' ماہم علی بہت پسند آئے۔ باقی بھی خوب تھے۔ اب تشریف کا ٹوکرا لاتے ہیں مستقل سلسلوں کی طرف۔ ''ردا کی ڈائری'' میں ریما نور رضوان آف دی منتھ رہیں۔ ''اشعار'' میں نگہت توقیر آف دی منتھ رہیں۔ ''اس ماہ میں'' عانیہ نیازی آف دی منتھ رہیں۔ ''خوشبو'' میں ملک جواد نواز نمبر ون رہے۔ ''ذرا پھر سے کہنا'' ریاض حسین قمر پہلے نمبر پر رہے۔ ''سندیسے'' سبھی اے ون تھے۔ ''دوستوں کے نام پیغام'' میں اسماء جمشید بازی لے گئیں۔ ''کچن'' تو پھر کچن ہی ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ اب مجھے اجازت دیجیے کیونکہ بارش تو رک گئی ساتھ بجلی کو بھی لے گئی۔ اگلے ماہ پھر اسی طرح ملاقات ہوگی۔ ماہ اکتوبر تک کے لیے اجازت رب راکھا۔

شہلا گل سحر ـــــ کوہاٹ

ڈیئر آپی، نورین جی اور قارئین ردا کو محبت بھرا سلام اور دعائیں۔ ماہ ستمبر کا چہکتا، مہکتا دلفریب سرورق کے ساتھ ردا ملا۔ صالحہ آپی سے ''گوشہ آگہی'' میں ملاقات کی، ان کی باتوں سے استفادہ کرنے کے بعد فہرست پر نظر ڈالی۔ اپنا افسانہ دیکھ کے دل خوش ہوا۔ قمروش کا نیا ناول ویلڈن، فریدہ ناول میں عناس اور زین کا کردار دل کو بھا رہا ہے۔ روشانے بھی نئے ناول کے ساتھ حاضر تھی۔ سحر مبین کا ناول اچھا لگا۔ ناولٹ تینوں اچھے تھے۔ مصباح کا مخصوص شرارتی انداز شروع سے ہی پہچانا جاتا ہے۔ افسانوں میں ثناء کنول نے اچھا لکھا۔ شیریں تبسم کا شرارتی انداز اچھا لگا۔ ماہم علی، مہرین کنول، ماریہ پارس، ملکہ جعفری، زاہد ہاشمی، ماریہ یاسر، ماورا بشارت اور سحرش فاطمہ سب نے قلم کے ساتھ انصاف کیا۔ ''ردا کی ڈائری'' میں سب نے اچھا لکھا۔ ''خوشبو'' اور ''ذرا پھر سے کہنا'' میں سب کی کاوشیں زبردست تھیں۔ ''دوستوں کے نام پیغام'' فریدہ جی آپ کو شیر خورمے کے لیے کوہاٹ آنا پڑے گا۔ صبا سحر ڈیئر تھینکس۔ آپ بھی میری دعاؤں میں ہیں۔ ''سندیسے'' سب کے اچھے تھے۔ گیتی جی آپ میرے دل میں ہیں سوری افسانے میں تذکرہ نہ ہو سکا۔ فریدہ، درخشاں، ثوبیہ ملک اور گیتی آراء کا تبصرہ زبردست تھا۔

گیتی آراء ـــــ کراچی

پیاری آپی اور نورین السلام علیکم! مزاج بخیر۔ سب سے پہلے تو آپ کو، نورین کو اور ردا کے تمام قارئین، رائٹرز کو عید کی دلی مبارک باد۔ اللہ ہم کو آپ کو سب کو ایسی ہزاروں عیدیں خوشیاں دیکھنا نصیب کرے، آمین۔ 6 ستمبر کو ردا ملا۔ دیکھ کر دل خوشی سے جھوم اٹھا۔ سب سے پہلے ''گوشہ آگہی'' اور ''ردائے جنت'' کی دینی اور خوب صورت باتوں سے مستفید ہوتے ہوئے آگے بڑھے۔ اپنے من پسند آرٹسٹ ادا کار زاہد احمد کی سچی اور کھری باتیں دل کو بھا گئیں۔ آگے چل کر قمروش فہک کا ناول ''صحراؤں کی گلیوں میں عشق'' کی پہلی قسط پڑھنے کو ملی تو اگلی قسط کے لیے تجسس اور بڑھ گیا۔ روشانے کی ''دیدہ عبرت نگاہ'' بھی خاصی دلچسپی رہی۔ حفصہ کنول کا ناولٹ ''وفاؤں کے چراغ'' میں رباب کا زریاب کو چھوڑ کر دیور سے ملاپ کچھ عجیب سا لگا۔ ثناء کنول کی ''محبت، قربانی اور یہ عید'' کا منفرد انجام اچھا لگا۔ ''بدلے نظارے'' اپنے اندر مزاح کا رنگ لیے ہلکی پھلکی دلچسپ تحریر تھی۔ ماہم علی کی ''ایثار محبت'' ایثار اور اپنے سوہنے رب سے پیار کرنے والوں پر لکھی گئی۔ عید قرباں نیت، عید ایثار، قربانی و ایثار کی اعلیٰ تحریریں تھیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ملکہ جعفری کا "اعتبار زندگی" میں غربت کی عکاسی اور تصویر خوب کھینچی گئی۔ زاہدہ ہاشمی کی "فرق" ایک سبق آموز تحریر تھی۔ ماریہ یاسر کا "محبت ہار کے جیتی" دلچسپ رہا۔ ماورا بشارت "تم میرا مان ہو" کا انداز اور طرز تحریر متاثر کر گیا۔ "ملوک" سحرش فاطمہ کی موجودہ حالات پر لکھی تحریر بہت سے لوگوں کو دکھی کر گئی۔ روشانے کی "دیدۂ عبرت نگاہ" کی پہلی قسط اچھی رہی۔ خاص کر اکبر جنگجو کا کردار کہانی کی جان رہا۔ "ردا کی ڈائری" کے بھی انتخاب اچھے رہے خاص کر ثناء کنول کا انتخاب لاجواب تھا۔ "اس ماہ میں" ہمیشہ کی طرح لاجواب رہا۔ ہر کالم اور مضمون اپنی مثال آپ رہا۔ "خوشبو" میں القرآن ہمیشہ کی طرح لاجواب رہا۔ ملک جواد کا عوام زبردست تحریر تھی۔ "ذرا پھر سے کہنا" میں سبھی بہن بھائیوں نے اچھا لکھا۔ "سندیسے" ردا کی جان پڑھ کر مزہ آیا۔ فریدہ فرید ایسی عزت افزائی پر ہم آپ کے مشکور ہیں۔ شہلا گل سحر ہماری تحریر کو پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔

زاہدہ ہاشمی زاہی ــــ کراچی

ڈیئر صالحہ آپی السلام علیکم! امید ہے کہ آپ بخیریت خوش باش ہوں گی۔ ستمبر کا ردا میرے ہاتھ میں ہے اور ہمیشہ کی طرح ردا کے لیے دعائیں میرے لبوں پر۔ ٹائٹل بہت خوب صورت اور اسٹائل بھی۔ تمام افسانے، ناولٹ اور مکمل ناول اپنی خوب صورتی اور دلچسپ تحریروں کے ساتھ سبق دیتے ہوئے نظر آئے۔ اپنا افسانہ پڑھ کر خوشی ہوئی۔ تھینکس آپی۔ آپ کی ہی حوصلہ افزائی نئے لکھنے والوں کے لیے مشعل راہ بنتی ہے۔ باقی تمام سلسلے بھی زبردست ہیں۔ میری طرف سے تمام ردا اسٹاف، قارئین اور رائٹرز کو دل کی گہرائیوں سے عید مبارک اور سویٹ سی پیاری سی صالحہ آپی کو خاص طور پر دعاؤں کے ساتھ عید قربان مبارک ہو۔

عائشہ الیاس ــــ کراچی

ڈیئر صالحہ آپی، نورین ملک اور میری ردا کی تمام ہی پیاری سہیلیوں کو سلام۔ امید کرتی ہوں سب ہی خیریت سے ہوں گی۔ ردا میں کافی وقت بعد خط لکھ رہی ہوں۔ وجہ وہی زندگی کی گنجلک مصروفیات لیکن ان مصروفیات میں کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ ردا سے کبھی تعلق ٹوٹا ہو اور نہ ٹوٹے گا۔ کتنا وقت گزر گیا اور کتنی ہی نئی رائٹرز کا ردا میں تعارف ہوا اور سب ہی اپنے بہترین فرائض انجام دے رہی ہیں۔ آپی معذرت کے ساتھ میں ردا میں ہر ماہ خط تو نہیں لکھ پاتی لیکن ہر تحریر کو بغور پڑھتی ضرور ہوں۔ سندیسے کی بھی محفل ہمیشہ کی طرح لاجواب تھی۔ فریدہ فرید کا مکمل ناول ابھی تک پڑھا نہیں پہلے سب اقساط جمع کروں گی، پھر پڑھوں گی البتہ فریدہ آپ کا بہت شکریہ آپ کو میرا ناول "پاگل عشق" پسند آیا، یقین جانیے آپ کی تعریف میرے لیے بہت بڑا اعزاز رکھتی ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ میری باقی بہنیں برا منا لیں۔ آپ سب کا بھی شکریہ۔ ثناء کنول، ایقان علی اور باقی سب بھی جنہوں نے عید کے موقع پر بھی یاد رکھا۔ بس سب میں مجھے اپنا آپ سست لگتا ہے جو بھی بروقت شرکت نہیں کرتی لیکن آپ سب کو پڑھتی تو ہوں۔ یاد بھی رکھتی ہوں، میرے خیال میں یہ بھی ایک اچھی بات ہے۔ آپی ردا کی محنت ہر گزرتے دن کے ساتھ نظر آتی ہے۔ خدا سے دعا ہے جس مقصد کے لیے آپ نے اس کا آغاز کیا ہے وہ کامیاب ہو اور یونہی ترقی کرے۔ بس مجھے تو ان لوگوں پر دکھ ہوتا ہے جو علم حاصل تو کرتے ہیں پر اس پر عمل کرنا نہیں جانتے۔ اجازت چاہوں گی آپی اپنا بہت خیال رکھیے گا اور میری باقی قاری بہنیں بھی جو کوئی اگر مشکل کا شکار ہیں تو خدا سب کی مشکلات کو آسان بنائے۔ ☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

دوستوں کے نام پیغام

اپنی زندگیوں کے نام

السلام علیکم! سب کو محبت بھرا اسلام عشق قبول ہو۔ تو لیجیے جس نے بھی ہمیں یاد کیا ہم آ گئے اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجائے آنکھوں میں آپ سب کو بسائے۔ آپ نے میری کمی محسوس کی تو ہم چلے آئے۔ لفظوں نے دماغ میں اودھم مچا رکھا ہے کیا کیا نہ سوچا تھا کہ لکھوں گی اور اب جب لکھنے بیٹھی ہوں تو الفاظ کہیں کھو سے گئے ہیں کسی ناراض محبوبہ کی طرح ناز نخرے کرتے مجھ سے دور جا رہے ہیں۔ باری باری پکڑ لائی ہوں، پیاری سی زندگی سے بھرپور افشاں علی تمہاری دعاؤں کے بدلے کیا کہوں کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔ مجھے تو اپنا آپ کیچڑ میں کھلا ہوا گلاب جیسا لگتا ہے جسے پسند کرتے ہیں مگر آگے بڑھ کر کوئی بھی اسے اس کیچڑ سے نکالنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اتنی دعاؤں کے لیے تھینک یو سوچ اور صباء عبدالغنی بالکل دعاؤں جیسی معصوم سی لڑکی خدا تمہیں ہمیشہ آباد رکھے۔ سنو اگر تم میرے لیے ایسے ہی دعا کرتی رہی ناں تو کبھی کوئی بھی دکھ مجھے چھو کر نہیں گزرے گا۔ سچ میں اگر میں کچھ کہوں تو مانو گی اگر ہاں تو پلیز میرے لیے کوئی اچھی سی دعا رات کی تنہائی میں ضرور کرنا تب جب اللہ پاک ساتویں آسمان پر موجود ہوتا ہے۔ تب تم دعا کرنا دیکھنا تمہاری وہ دعا میری قسمت بدل دے گی کچھ بھی مانگنا ضرور اس رب سے صرف میرے لیے (مانگو گی نا) اور سو سوری تمہاری میں نے سالگرہ وش نہیں کی۔ بٹ لیٹ ہی سہی ہیپی برتھ ڈے ٹو یو سدا خوش رہو، ہنستی مسکراتی بالکل چمکتے چاند کی طرح روشنی بکھیرتی رہو، آئی لو یو سو مچ بالکل اصلی والی محبت ہو گئی ہے تم سے۔ رابعہ افضال خان میری جان اتنی دعاؤں کے لیے کیا کہوں بس حیران سی بیٹھی میں نہ جانے کتنی دیر شیشے میں اپنی شکل دیکھتی رہی۔ کیا ثناء کنول اللہ دتہ اس قابل ہے کہ کوئی اس کے لیے دعا کرے تھینک یو سو مچ اور عیدالاضحیٰ لیٹ ہی سہی تمہیں بھی مبارک ہو بہت۔ گیتی آراء، درخشاں ضیاء، ثوبیہ ملک، اسوہ علی، فریدہ فرید سب کو لیٹ ہی سہی عیدالاضحیٰ مبارک ہو۔ میری تو وہی والی بات ہو گئی ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میرا ابھی وہی حال ہے آپ سب کے لیے ایک اظہارِ محبت

آنکھوں میں رہنے والوں کو ہم یاد نہیں کرتے
دل میں رہنے والوں کی بات نہیں کرتے
آپ سب میری روح میں بس گئے ہو اب
تبھی تو ہم ملنے کی فریاد نہیں کرتے

اور ہاں ستمبر میں افشاں علی، سحر مبین آپ کی سسٹر صنم ناز کی عانیہ نیازی حافظہ مون شاہ بخاری چار ستمبر حمیرا عروش میں سب کی برتھ ڈے تھی تو میری

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

طرف سے سب کو آپ کی سالگرہ بہت بہت مبارک ہو۔ خدا آپ سب کی ہر آرزو کو پورا کرے، ایسے کئی ہزار ستمبر آپ کے مقدر کردے، آمین ثم آمین۔ پیاری سی شہلا گل سحر میری تحریر کو پسند کرنے کا شکریہ، کاش آسان ہوتا غموں کو لفظوں میں اتارنا تو آج میں آزاد ہوتی۔ نظیر فاطمہ میری اچھی سی دوست سدا مسکراتی رہو۔ پچھلی عید پر ''وہ اک کانچ سی لڑکی'' پسند کرنے کا شکریہ۔ ریحانہ آفتاب ویلکم، رجانہ آفتاب بھی تھی نا پلیز اسے بھی واپس لے آؤ نا آئی مس ہر عانیہ نیازی میری دوست عائشہ الیاس میری بہن صبا سحر میری جان تم تینوں کو سلام کہتی ہوں اور کیا ہو رہا ہے مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔

ثناء کنول اللہ دتہ۔ لودھراں

لٹل برادر عاصم خان کے نام

میرے لٹل سوئیٹ اینڈ کیوٹ سے بھائی عاصم خان کو میری طرف سے سالگرہ بہت بہت مبارک۔ سالگرہ کے اس اہم دن پر میری طرف سے ایک چھوٹی سی دعا۔

تمہارے جنم پر
بے ساختہ ایک دعا
میرے لبوں سے آزاد ہوئی
تم جیو ہزاروں سال
سال کے دن ہوں پورے پچاس ہزار
تمہیں خوشیاں ملیں بے حساب
مسکراہٹیں دیں تمہارے لبوں پر دستک
تمہارے بخت کا ستارہ ہر دم جھلملائے
تم ہر قدم پر کامیاب رہو
صدا آباد رہو شاد رہو
کوئی غم کبھی تمہیں نہ ستائے
تمہاری زیست کا ہر لمحہ مسکرائے
میرا رب صدا تم پر خوشیوں کی بارش برسائے

رابعہ افضال خان۔ کراچی

آویز کے نام

کب کون کسی کا ہوتا ہے سب رشتے ناتے جھوٹے ہیں
سب دل رکھنے کی باتیں ہیں سب اصلی روپ چھپاتے ہیں
اخلاص سے خالی لوگ یہاں لفظوں کے تیر چلاتے ہیں
ایک بار نگاہوں میں آکر ساری عمر رلاتے ہیں

آویز آپ ٹھیک تو ہیں نا؟ پتا نہیں کیوں مجھے لگتا ہے آپ ٹھیک نہیں ہو۔ میری دلی آرزو ہے میری محبت جہاں بھی ہے اس کو میرے دامن کی ہر خوشی ملے۔ اس سال آپ پورے 25 سال کے ہو گئے ہیں۔ میری دعا ہے آپ خوش باش اپنی زندگی میں رہیں۔ کھڑوس کیسے ہو!!

ہاتھ اٹھاؤں اور تیرا نام نہ لوں
جانِ کھڑوس چاہت
آپ تو میری دعاؤں میں شامل ہو
آمین کی طرح

سمیرا گل ناز یوسف۔ کراچی

توقیر کے نام

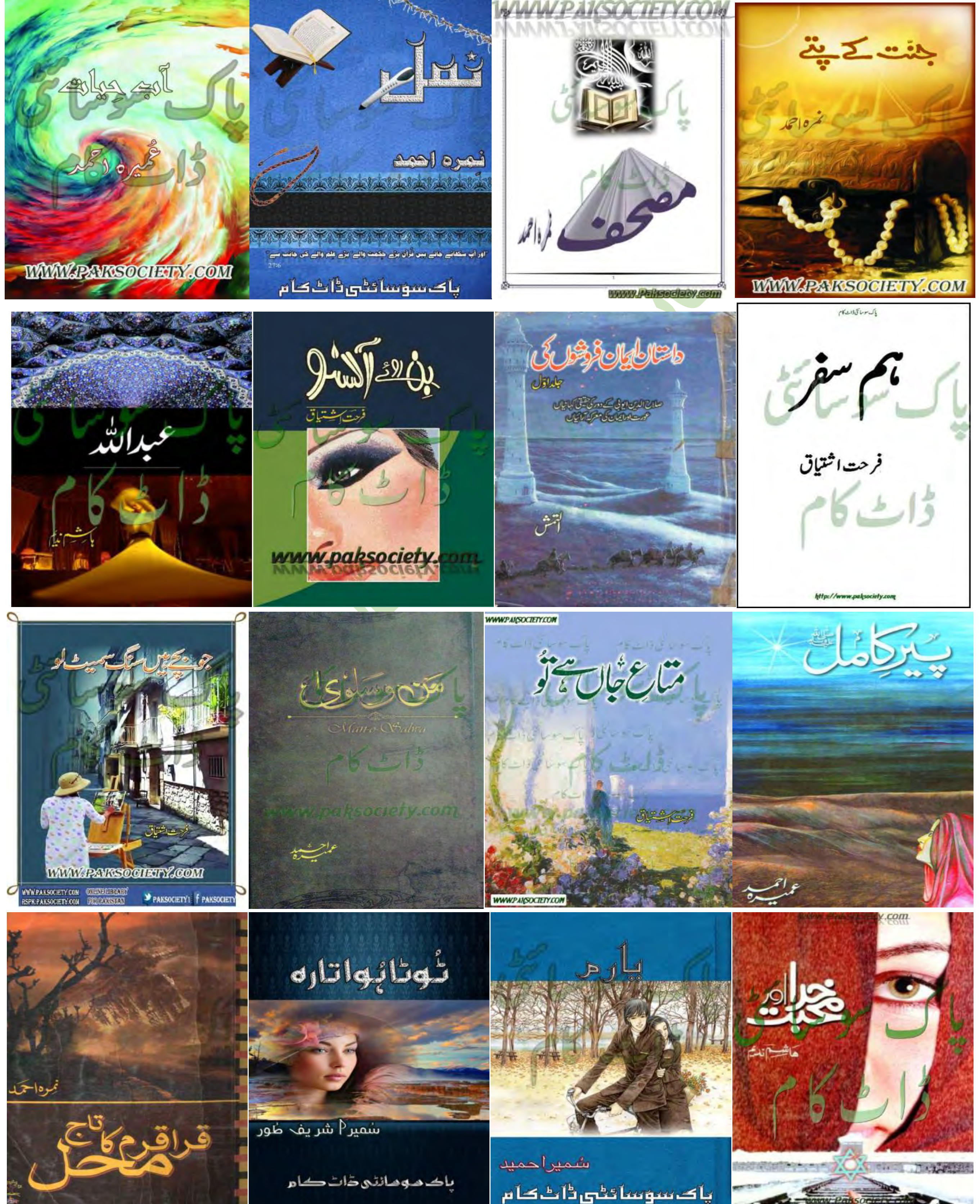
چوم لیتی ہیں لٹک کر کبھی چہرہ کبھی لب
تم نے زلفوں کو بہت سر پر چڑھا رکھا ہے
چشم سازی نے یہ کیا کھیل رچا رکھا ہے
کوئی زاہد کوئی میخوار بنا رکھا ہے
جو پھنسا پھر نہ اس نے کبھی رہائی مانگی
زلف تیری نے بھی عجب جال بچھا رکھا ہے
اب میں سمجھا تیرے رخسار پہ تل کا مطلب
دولتِ حسن پہ دربان بٹھا رکھا ہے
دل یہ چاہے ہے کہ تو کبھی بدنام نہ ہو
دیکھ تیرا ذکر ہے مگر نام چھپا رکھا ہے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-



عشق ہو کہ حسن ہو دونوں کا اثر یکساں ہے
چیز ایک ہے مگر نام جدا رکھا ہے
تیری مخمور نگاہوں سے ہے رونق ساری
ورنہ ساقی تیرے میخانے میں کیا رکھا ہے
(ساغر صدیقی)

مریم توقیر۔ کھاریاں

ایم جے قریشی کے نام

مجھے محسوس ہوتا ہے وہ بالکل میرے جیسا ہے
کہ جیسے عکس پانی میں
یا سایہ روبرو میرے
وہی لہجہ وہی باتیں
وہی آنکھوں سے ہنس دینا
کبھی جو روٹھنا تو بے رخی کی حد پار کر جانا
کبھی آنکھوں کے رستے سے
کہیں دل میں اتر جانا
کبھی بے چین رکھنا خود کو
مجھ کو بھی سزا دینا
کبھی اک پل میں ہنس دینا
میری دنیا سجا دینا
کبھی تو برف سا لہجہ
نگاہیں بھی سرد کر لینا
کبھی تتلی کے سارے رنگ
میرے دامن میں بھر دینا
مجھے اکثر یہ لگتا ہے وہ بالکل میرے جیسا ہے
(نوشی گیلانی)

ثوبیہ جواد۔ کھاریاں

دوستوں کے نام

24 اکتوبر کو میرے پیارے بھائی اور دوست مرحوم حسنین شہزاد کی برسی ہے۔ تمام دوستوں، سکھیوں سے درخواست ہے کہ اگر ہو سکے تو میرے مرحوم پیارے بھائی کے لیے تین تین دفعہ قل پڑھ کر بخش دیں۔ بے حد ممنون اور شکر گزار رہوں گی۔ شکریہ!

گیتی آراء۔ کراچی

جڑواں بھائیوں کے نام

27 نومبر کو میرے دو جڑواں بھائی سید اور ثقلین کی سالگرہ ہے۔ میری اور میرے ہسبینڈ کی طرف سے تم دونوں کو سالگرہ مبارک ہو۔ اللہ تمہیں ہمیشہ خوش اور آباد رکھے۔ اللہ پاک تمہیں بہت ترقی دے۔ آمین!

گیتی آراء۔ کراچی

امی جی، ابو جی اور پوری فیملی کے نام

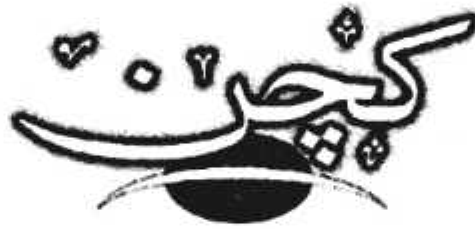
پھر میری کمی ہو گی
گلشن کی بہاروں میں
رنگین نظاروں میں
جب تم مجھے ڈھونڈو گے
آنکھوں میں نمی ہو گی
محسوس تمہیں ہر دم
پھر میری کمی ہو گی
ساون کی گھٹاؤں کا
جب شور سنو گے تم
بکھرے ہوئے ماضی کا
اوراق چھوؤ گے تم
ماحول کے چہرے پر
جب دھول جمی ہو گی
محسوس تمہیں ہر دم
پھر میری کمی ہو گی

ناہید حیدر۔ کراچی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

www.paksociety.com



گلاوٹ کی بیف بوٹی

اجزاء

گائے کی بوٹیاں (بغیر ہڈی)	آدھا کلو
دہی (پھینٹی ہوئی)	ایک پیالی
لیموں کا رس	چار کھانے کے چمچے
کٹی ہوئی لال مرچ	ایک چائے کا چمچہ
بھنا اور پسا ہوا سفید زیرہ	ایک چائے کا چمچہ
پسا ہوا کچا پپیتا	دو کھانے کے چمچے
پسی ہوئی ادرک	دو کھانے کے چمچے
پیکٹ والا بہاری مصالحہ	تین کھانے کے چمچے
نمک	حسب ذائقہ
گھی	دو کھانے کے چمچے
تیل	آدھی پیالی
لیموں	سجانے کے لئے
ہری مرچیں، پودینہ (باریک کٹا ہوا)	چھڑکنے کے لئے

ترکیب: بوٹیوں کو کسی بھاری چیز سے ہلکا ہلکا کوٹ لیں۔ اس میں پپیتا، ادرک، بہادری مصالحہ، لال مرچ، سفید زیرہ، لیموں کا رس، دہی اور نمک ملا کر ایک گھنٹے کے لئے رکھ دیں۔ کڑاہی میں تیل گرم کریں اور بوٹیوں کو ہلکی آنچ پر پانی خشک ہونے تک پکائیں، اس میں گھی ملا کر دم پر رکھ دیں۔ مزیدار بیف بوٹی ڈش میں نکالیں، اس پر پودینہ اور ہری مرچیں چھڑکیں اور لیموں سے سجا کر پیش کریں۔

قیمے والے نوڈلز

اجزاء:

نوڈلز (اُبلے ہوئے)	دو پیالی
قیمہ	تین سو گرام
پسا لہسن	ایک کھانے کا چمچہ
کٹی ہوئی کالی مرچ	آدھا چائے کا چمچہ
بند گوبھی (باریک کٹی ہوئی)	آدھی پیالی
فرنچ بینز (باریک کٹے ہوئے)	آدھی پیالی
گاجر (باریک کٹی ہوئی)	آدھی پیالی
ہری مرچیں (باریک کٹی ہوئی)	چار عدد
ہری پیاز (باریک کٹی ہوئی)	تین عدد
سویا ساس	ایک کھانے کا چمچہ
لال مرچوں کا پیسٹ	تین کھانے کے چمچے
چکن کیوب	ایک عدد
شہد	تین کھانے کے چمچے
نمک	حسب ذائقہ
تیل	تین کھانے کے چمچے

ترکیب: کڑاہی میں تیل گرم کر کے لہسن سنہری کریں، پھر قیمہ ملا کر بھونیں۔ اس میں شہد ملا کر ڈش میں نکال لیں۔ اسی کڑاہی میں لال مرچوں کا پیسٹ، کالی مرچ، سبزیاں، سویا ساس، چکن کیوب اور تھوڑا سا پانی ڈال کر چند منٹ تک پکائیں۔ اس میں قیمہ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اور نوڈلز ملا کر ڈش میں نکال لیں۔

لوکی گوشت

اجزاء

بکرے کا گوشت	:	آدھا کلو
لوکی درمیانی (چھلی اور کٹی ہوئی)	:	ایک عدد
پسی ہوئی ہلدی	:	ایک چائے کا چمچہ
پسی ہوئی لال مرچ	:	ایک کھانے کا چمچہ
پیاز (باریک کٹی ہوئی)	:	دو عدد
ہری مرچیں (باریک کٹی ہوئی)	:	دو عدد
ہرا دھنیا (باریک کٹا ہوا)	:	ایک گڈی
پسا ہوا گرم مصالحہ	:	آدھا چائے کا چمچہ
پانی	:	دو پیالی
نمک	:	حسب ذائقہ
تیل	:	ایک پیالی

ترکیب: دیگچی میں گوشت، ہلدی، لال مرچ، لہسن ادرک، پیاز، تیل پانی اور نمک ملا کر گوشت گلنے تک پکائیں۔ اسے بھون کر ہری مرچیں، لوکی اور تھوڑا سا پانی ڈالیں اور ہلکی آنچ پر پکنے دیں۔ لوکی گل جائے اور تیل اوپر آجائے تو گرم مصالحہ اور ہرا دھنیا ڈال کر دم پر رکھ دیں۔

بیف دم بریانی

اجزاء

بیف	:	ایک کلو
چاول (بھگولیں)	:	تین پاؤ
آئل	:	حسب ضرورت
نمک	:	حسب ذائقہ
میرینیشن کے لیے	:	
دہی	:	ایک پاؤ
خشخاش	:	ایک کھانے کا چمچ
لیموں کا رس	:	ایک کھانے کا چمچ
نمک	:	ایک کھانے کا چمچ
ہرا دھنیا (چوپڈ)	:	ایک کھانے کا چمچ
پودینہ (چوپڈ)	:	ایک کھانے کا چمچ
کچا پپیتا پیسٹ	:	دو کھانے کے چمچ
سرخ مرچ پاؤڈر	:	دو کھانے کے چمچ
سفید مرچ پاؤڈر	:	ایک چائے کا چمچ
ادرک لہسن پیسٹ	:	دو چائے کے چمچ
جائفل	:	پون چائے کا چمچ
آئل	:	حسب ضرورت
ہری مرچ (کٹی ہوئی)	:	چار عدد
پیاز (فرائیڈ)	:	ایک عدد

ترکیب: میرینیشن کے تمام اجزا بیف پر لگا کر کم از کم 6 گھنٹے تک میرینیٹ کریں۔ پھر پانی ڈال کر ہلکی آنچ پر گلا لیں۔ چاولوں کو ابلتے ہوئے پانی میں نمک اور 1 کھانے کا چمچ آئل شامل کرکے تھوڑا گل جانے تک ابالیں پھر چھان کر الگ کرلیں۔ ایک بڑی دیگچی میں آئل لگا کر گوشت پھیلائیں اور اوپر ابلے ہوئے چاول ڈال کر ہری مرچ، ہرا دھنیا، پودینہ اور فرائیڈ پیاز چھڑک کر 10 منٹ کے لیے ہلکی آنچ پر پکنے دیں۔ تیار ہونے پر گرم گرم سرو کریں۔

بونگ مصالحہ

اجزاء

بونگ کا گوشت (بڑے پیس)	:	ایک کلو
سرخ مرچ پاؤڈر	:	دو کھانے کے چمچ
کریم	:	چار کھانے کے چمچ
ادرک لہسن پیسٹ	:	تین کھانے کے چمچ
پیاز (چوپڈ)	:	تین عدد
ہری مرچ (باریک کاٹ لیں)	:	چار عدد
دہی	:	آدھا کپ
کالی مرچ پاؤڈر	:	ایک چائے کا چمچ
سفید زیرہ پاؤڈر	:	ایک چائے کا چمچ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

گرم مصالحہ	:	ایک چائے کا چمچ
ہلدی	:	پون چائے کا چمچ
آئل	:	ایک کپ
نمک	:	حسب ذائقہ

بگھار کے لیے:

ادرک (جولین)	:	ایک کھانے کا چمچ
دیسی گھی	:	چار کھانے کے چمچ
پیاز (تلی ہوئی)	:	دو عدد
کٹی کالی مرچ	:	ایک کھانے کا چمچ
چھوٹی الائچی	:	تین عدد
لونگ	:	دو عدد

ترکیب: دیگچی میں آئل گرم کر کے چوپڈ پیاز ڈال کر گولڈن براؤن کر لیں۔ اب اس میں ادرک لہسن پیسٹ، نمک، سرخ مرچ پاؤڈر، ہلدی، کالی مرچ پاؤڈر، زیرہ پاؤڈر، دہی اور گوشت ڈال کر اچھی طرح بھونیں۔ پانی ڈال کر گوشت گلنے تک پکائیں۔ اب ہلکی آنچ پر گرم مصالحہ اور کریم ڈال کر بھونیں۔ فرائی پین میں دیسی گھی گرم کر کے ادرک، چھوٹی الائچی، لونگ، تلی ہوئی پیاز اور کٹی کالی مرچ ڈال کر بھونیں اور اس کا بگھار کر 15 منٹ تک دم پر رکھیں۔ ہری مرچ اور دھنیے سے گارنش کر کے پیش کریں۔

ران روسٹ و ویجی ٹیبلز

اجزاء

مٹن ران	:	1-1/2 کلو
اولیو آئل	:	2 کھانے کے چمچ
پیاز (سلائسز کاٹ لیں)	:	1 عدد
شملہ مرچ (اسٹرپس کاٹ لیں)	:	1 عدد
گاجر (اسٹرپس کاٹ لیں)	:	1 پاؤ
نمک	:	حسب ذائقہ
آئل	:	حسب ضرورت

میرینیشن کے لیے:

دھنیا پاؤڈر	:	1 کھانے کا چمچ
گرم مصالحہ پاؤڈر	:	1 چائے کا چمچ
چاٹ مصالحہ	:	1 کھانے کا چمچ
لہسن پیسٹ	:	2 کھانے کے چمچ
ادرک پیسٹ	:	2 کھانے کے چمچ
سرخ مرچ پاؤڈر	:	1 کھانے کا چمچ
پپیتا پیسٹ	:	4 کھانے کے چمچ
سرکہ	:	4 کھانے کے چمچ
سویا ساس	:	4 کھانے کے چمچ
نمک	:	حسب ذائقہ

ترکیب: میرینیشن کے تمام اجزا مکس کر کے ران پر لگائیں اور 1 دن کے لیے رکھ دیں۔ اب ران کو پانی میں ڈال کر ہلکی آنچ پر گلا لیں۔ پھر گرم آئل میں فرائی کر لیں۔ اولیو آئل گرم کر کے تمام سبزیاں ساتے کر لیں۔ نمک شامل کر کے اتار لیں۔ ران پر ویجی ٹیبلز ڈال کر سرو کریں۔

دودھ سویاں

اجزاء

سویا	:	ایک کلو کا پیکٹ
دودھ	:	دو کلو
چینی	:	حسب ذائقہ
گھی	:	آدھا پاؤ
سبز الائچی کے دانے	:	چائے کا ایک چمچہ
بادام	:	دس بارہ عدد
کھویا	:	ایک پاؤ

ترکیب: دودھ کو ابالیں، کھویا بھون لیں، چینی کا قوام تیار کر لیں۔ گھی میں الائچی ڈال کر کڑکڑائیں اور اس میں سویاں ڈال کر سرخ کر لیں، پھر اس میں چینی کا قوام ڈالیں، ساتھ دودھ اور کھویا بھی ڈال دیں۔ دودھ خشک ہو جائے تو بادام کاٹ کر ڈال دیں۔ گرم گرم نوش فرمائیں۔ ☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com
شہلا مشتاق

سنگھار

میک اپ کا دشمن پسینہ

گرمی میں جب بھی میک اپ کریں اس سے پہلے کسی اچھے آئل کنٹرول فیس واش سے منہ دھولیں یا پھر آئل کنٹرول ٹونر لگائیں۔ خاص طور پر اپنے ٹی زون ایریا میں (یعنی تھوڑی، ناک، پیشانی) پر آئل کنٹرول پروڈکٹ کا استعمال ضرور کریں کیونکہ ان جگہوں پر خاص طور پر زیادہ آئل نکلتا ہوا محسوس ہوتا ہے اور اسی وجہ سے میک اپ نہیں ٹھہرتا۔ فاؤنڈیشن استعمال کرنے کے علاوہ آپ ٹینٹڈ (Tinted) کنسیلر کا استعمال کریں یہ ایسا کنسیلر ہے جس میں سن بلاک اور سورج کی شعاعوں سے محفوظ رہنے کے لئے S.P.F 60 ڈالا جاتا ہے اور یہ بھی آئل کنٹرول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، کنسیلر استعمال کرنے کے دو فائدے ہیں پہلا چہرے کے داغ دھبے ایک ہی وقت میں چھپ جائیں گے اور دوسرا آپ کو میک اپ بیس کی (Base) بھاری تہہ چہرے پر نہیں لگانی پڑے گی گرمیوں میں کم سے کم بیس لگائیں۔

گرمیوں میں اسٹک فاؤنڈیشن اور کریم کی شکل میں ملنے والا فاؤنڈیشن کم استعمال کریں، کیونکہ اس میں پسینہ روکنے کی کم صلاحیتیں ہوتی ہیں اور یہ خود پسینے کی وجہ سے چہرے پر نہیں ٹھہر پاتا۔ اگر بیس لگانا ہی چاہتی ہیں تو پاؤڈر بیس یا جس کو کیک فاؤنڈیشن کہا جاتا ہے وہ لگائیں کیک فاؤنڈیشن آپ کی جلد کو ایک ہموار اور قدرتی خوبصورتی عطا کرتا ہے اور آپ کے چہرے کو غیر قدرتی طور پر چکنا اور چمکدار دکھائی دینے سے محفوظ رکھتا ہے۔ کیک فاؤنڈیشن کی بعض اقسام گیلے کے بجائے خشک اسفنج سے بھی لگائی جا سکتی ہیں، اگر آپ کی جلد بہت زیادہ چکنی ہو تو ایسی کیک فاؤنڈیشن پر محض پاؤڈر لگا لینے سے جلد کا چکنا پن چھپ جاتا ہے اور اگر آپ کبھی غلطی سے چہرے پر بہت فاؤنڈیشن لگا بیٹھیں تو صرف ایک دفعہ چہرے پر اسفنج پھیر لیں تاکہ زائد فاؤنڈیشن اتر جائے، اس کے بعد اسفنج پر مزید فاؤنڈیشن نہ لگائیں۔

گرمیوں میں آنکھوں کا میک اپ کرنے کے لئے ایسے آئی شیڈو استعمال کریں جن میں سلیکون کا استعمال کیا گیا ہو، ماہرین کا کہنا ہے کہ سلیکون میں جلد پر ٹھہرنے کی صلاحیت ہوتی ہے اور یہ لگانے کے بعد اپنی جگہ پر قائم رہتے ہیں۔

جب مسکارہ لگائیں تو اس سے پہلے اپنی پلکوں پر تھوڑا سا عام پاؤڈر لگا لیں اور اس پر مسکارہ لگائیں اس طرح کرنے سے مسکارہ آپ کی پلکوں پر اچھی طرح ٹھہر جائے گا اور

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی پر موجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایتُ اللّٰہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللّٰہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

پسینہ آنے کی صورت میں آنکھوں کے اردگرد نہیں لگے گا اور پلکیں بڑی بھی لگیں گی، لپ اسٹک لگاتے وقت پہلے ہونٹوں پر کنسیلر یا فاؤنڈیشن لگا لیں اور اس کے بعد لپ اسٹک یا آؤٹ لائن کا استعمال کریں اس طرح وہ کافی دیر تک رہتی ہے کوشش کریں گرمیوں میں لپ گلوس کا استعمال نہ کریں بجائے لپ گلوس یا گلوسی لپ اسٹکس استعمال کرنے کے آپ میٹ لپ کا استعمال کرسکتی ہیں، مندرجہ بالا ہدایت پر عمل کرنے سے آپ کا میک اپ گرمیوں میں بھی اپنی جگہ قائم رہے گا۔

چکنی جلد کے لئے:

جن کی جلد چکنی ہو انہیں چاہئے کہ وہ 2 سیب چھیل کر اسے پیس لیں اور اس میں 1 چمچہ شہد شامل کر کے مکس کر لیں پھر اس مکسچر کو 15 سے 20 منٹ کے لئے چہرے پر لگا رہنے دیں اس کے بعد دھو لیں۔

خشک جلد کے لئے

3،5 بادام کو چھلکے سمیت پیس لیں اور اس کا مکسچر چہرے پر لگائیں، اس سے چہرے کا روکھا پن ختم ہوگا اور چہرے کے داغ دھبوں کا خاتمہ ہوگا۔

نارمل جلد کے لئے

کھیرے کو کدوکش کر لیں اور چھان لیں تاکہ اس کا عرق نکل جائے اب اس میں دہی ملا کر چہرے اور گردن پر 15 منٹ کے لئے لگائیں اس کے علاوہ کھیرے کے عراق کو دودھ اور کلینزنگ میں ملا کر بھی لگا سکتی ہیں۔

ورزش

ہلکی پھلکی ورزش جسم کے لئے بہت ضروری ہے، 40 منٹ کی ورزش کریں یا 30 منٹ سائیکل چلائیں یا 20 منٹ چہل قدمی کریں اس سے آپ کے جسم کا فالتو مادہ نکل جاتا ہے۔

سلاد

سلاد اور سبزیوں کا استعمال زیادہ سے زیادہ کریں۔ یہ آپ کو توانائی پہنچاتی ہیں اور چہرے کی تازگی کو برقرار رکھتی ہیں۔

میوہ جات

میوہ جات کا استعمال بھی آپ کے چہرے اور جسم کے لئے نہایت مفید ہے اس کے استعمال سے جسم میں قوت اور چہرہ نکھرا نکھرا نظر آتا ہے۔

کچن میں کام کے دوران

کچن میں کام کی زیادتی کی وجہ سے بھی خواتین کی جلد متاثر ہوتی ہے، گرم موسم میں جہاں مسلسل چولہا جلنے کی وجہ سے درجہ حرارت بہت زیادہ ہو جاتا ہے گھریلو خواتین کو چاہئے کہ وہ کوکنگ کرتے وقت جلد کی حفاظت کا بھی خیال رکھیں اس کے لئے آپ کو چاہئے کہ کچن کا درجہ حرارت بہت زیادہ نہ بڑھنے دیں اس مقصد کے لئے کچن میں کھڑکی ہو تو ضرور کھولیں یا ایگزاسٹ فین چلائے رکھیں چولہے کے قریب کھڑے ہونے کی وجہ سے آگ سے نکلنے والی حرارت جلد کو متاثر کرتی ہے، کچن میں کام کے دوران موجود اشیا کو بھی اپنی جلد کو حفاظت کے لئے استعمال کریں جیسے ٹماٹر کے سپیٹ کو چہرے پر ماسک کی طرح پھیلائیں کوکنگ کے دوران یہ خشک ہو جائے گا تو فارغ ہو کر ٹھنڈے پانی سے منہ دھو لیں۔

☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY